دلائل حقانیت

معجزات امام رضا علیہ السلام



امام رضا ؑ کے معجزات پر مبنی
ایک لازوال خزانہ

تألیف
حجة الإسلام والمسلمين
سيّد مجاهد حسين نقوي
(خطیب حرم مقدّس امام رضا ؑ)

اپنے ذاکر صاحب کے لئے
اس عظیم ذاکر کے در کا تحفہ
احسان سے سب کو شفا ملتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دلائل حقانیت

یعنی معجزات امام رضا علیہ السلام

تالیف:۔ حجۃ الاسلام والمسلمین سید مجاہد حسین نقوی

مبلغ روضہ امام رضا علیہ السلام مقبرہ حر عاملی مشہد ایران

ناشر:۔ سیدہ محمدی پبلیکیشنز 23/A جعفریہ کالونی بند روڈ لاہور پاکستان

فون نمبر 0092-42-7464348

ایران کا پتہ:

خیابان دکتر بہشتی 42 منزل 222 تلفن 0098-511-8426587

مشہد مقدس جمہوری اسلامی ایران

نقوی، مجاهد حسین
دلائل حقانیت/مجاهد حسین نقوی. مشهد:مکتبة الامام الرضاعلیه السلام،۱۳۸۵.
۴۶۴ص.
شابک: X-۰۷-۹۹۶۴-۹۶۴
فهرستنویسی بر اساس اطلاعات فیپا.
اردو.
کتابنامه به صورت زیر نویس.
۱. علی بن موسی علیه السلام ؛ امام هشتم؛ ۱۵۳ ؛ ۲۰۳ ق.
معجزات ۲. علی بن موسی علیه السلام ؛ امام هشتم؛ ۱۵۳؛ ۲۰۳ ق.
کرامتها. الف. عنوان.
۷۵۸ ن/ BP ۴۷ د ۵۸۹ ن۷ /۹۵ /۲۹۷
کتابخانه ملی ایران.

نام کتاب: دلائل حقّانیت

مؤلف: حجة الاسلام والمسلمین سید مجاہد حسین نقوی

اشاعت باراول: جولائی ۲۰۰۶ء

تعداد: ۲۰۰۰

کمپوزنگ: رانا ابرار احمد

ہدیہ: ۲۵۰ روپیہ

ناشر: سیدہ محمدی پبلی کیشنز لاہور

مکتبة الامام الرضا علیه السلام

مشهد مقدس، بازار الغدیر، تلفن ۲۲۱۴۲۴۷

انتساب

والد محترم سید غلام حسین نقوی کے نام جو ہمیشہ محنت کی تلقین کرتے رہتے ہیں

اور

والدہ مرحومہ سیدہ محمدی خاتون نقوی کے نام

جو ہمیشہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر گامزن رہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست دوئم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حضرت علی بن موسیٰ الرضا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشینوں میں سے آٹھویں جانشین ہیں۔ آپ 11 ذی العقد 148ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی ہر معصوم کی مانند آپ کے وجود مقدس سے بھی بزرگی اور جلالت نمایاں تھی۔ خارق العادت ومحیر العقول کام آپ سے صادر ہوتے دیکھ کر اطراف میں اور بھی آپ کی شخصیت کا چرچا ہوا۔ جیسے جیسے دن گزرتے گئے آپ کے علم وحکمت کے کارنامے بھی عام ہوئے۔ حکومت وقت کے بزرگوں نے آپ کے ہی آباؤ اجداد کے نام اور کارناموں سے بنو امیہ حکومت کو سرنگوں کر دیا تھا۔ دنیاوی لالچ اور سیاسی لذت کی بناء پر وہ اس ہی مقدس خاندان سے خائف تھے اسی وجہ سے امام رضا علیہ السلام کے والد محترم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتویں جانشین حضرت امام موسیٰ کاظم کو ہارون رشید نے بار بار قید خانے کی صعوبت میں رکھا کیونکہ ملت اسلام کے اکثر افراد اس خاندان سے بہت ہی متاثر تھے اور ان کے بزرگ افراد سے دینی اور دنیاوی مسائل حل کرواتے تھے اسی وجہ سے یہ مرجع خلائق تھے۔ دنیاداروں کو یہ پسند نہ تھا۔ تبھی تو ان معصوم مقدس افراد کا قول ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو طبعی طور پر جہان فانی سے گیا ہو۔ یا تو ہمیں تلوار سے قتل کیا ہے یا ہمیں زہر کے ذریعے شہید کیا گیا ہے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم کو بھی زندان میں ہی ہارون رشید نے آپ کو شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت کے بعد اسلام کی قیادت کی ذمہ داری حضرت امام علی رضا کو سونپی جاتی ہے۔ جب تک ہارون رشید زندہ رہا امام رضا علیہ السلام کو اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا بلکہ امام رضا فرماتے تھے کہ اگر ہارون رشید کی جانب سے میرا ایک بھی سر کا بال جدا کر دیا گیا تو سمجھ لینا میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین نہیں ہوں۔ مگر ہارون رشید کے انتقال کے بعد امین رشید اور مامون رشید جو کے ہارون رشید کے فرزند تھے ٹھن گئی۔ مامون رشید نے امین رشید کو تو قتل کر دیا اور پوری حکومت اسلامی کے خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا مگر سیاسی وجوہات کی بناء پر آل محمد علیہم السلام کے محبوں کو خاموش کرانا مشکل تھا۔ اس نے سیاسی چال چلی اور امام رضا علیہ السلام کو زبردستی حکومت میں شامل کر لیا۔ امام رضا علیہ السلام کے سامنے ظاہری طور پر کوئی اور راستہ نہ تھا مگر اس شرط پر کہ وہ حکومت کے کاموں میں کوئی دخل نہ دیں گے جو کہ مامون رشید نے قبول کیا۔ اس کے باوجود امام رضا علیہ السلام کی موجودگی بنو عباس کے بہت سے افراد پر گراں گزری جوان کے حواری تھے وہ اس کو اور ہوا دیتے۔ امام رضا کے معجزات و کرامات وعلمی کاموں کو مامون رشید نے بار بار آزمایا مگر اس کے باوجود امام رضا کے قتل کے منصوبے بناتا رہا۔ آخر کار دنیاوی اغراض کی خاطر اس نے امام رضا علیہ السلام کو ماہ صفر کی آخری تاریخ کو پھل کے ذریعہ زہر کھلا دی 203ھ میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کا روضہ مقدس اب مرجع خلائق ہے۔ آپ کے روضے کی زیارت کم از کم ستر مقبول حجوں کے برابر ہے۔ آپ کے روضے کی زیارت کا اجر جنت ہے۔ آپ کی زندگی میں معجزات ہی معجزات صادر ہوئے ہیں حتیٰ کے اب تک معجزات آپ کے روضے مقدس سے صادر ہو رہے ہیں۔ بندے کے ساتھ اس کتاب "دلائل حقانیت" کی معاونت میں سب سے پہلے بہن فضہ گیلانی نے حصہ لیا' جناب سید نوید گیلانی صاحب نے بھی بندے کو بہت تقویت عطا فرمائی۔ جناب سید انور زیدی صاحب نے بھی بندے کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ جناب خواجہ رئیس صاحب نے بھی بندے کا عمدہ ساتھ دیا۔ والد محترم سید غلام حسین نقوی صاحب نے اس کتاب کی تالیف میں بندے کو لازوال دعاؤں سے نوازا۔ بندے نے اس کتاب میں زیارت کے فضائل اور فوائد کے ساتھ ساتھ امام رضا علیہ السلام کے راہنما اقوال سے بھی

مزین کیا۔ بندے نے اس کتاب کو مشہد مقدس میں امام رضا علیہ السلام کے جوار ہی میں تالیف کیا ہے اس کتاب کی تالیف میں کئی سال صرف ہوئے ہیں۔ آخر میں اللہ سبحانہ کا سپاس گزار ہوں کہ جس نے قلم کی تعریف کی اور ہم جیسے افراد کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

ہم ہر لحظہ ہر لحظہ اسی ذات لازوال کے محتاج ہیں وہ اپنے بندوں بلکہ ساری مخلوق پر بے حد مہربان ہے۔ استدعا ہے وہ اپنی رحمت کی نگاہوں سے کبھی ہمیں دور نہ رکھے۔ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے حقیقی محبوں میں شامل فرمائے "لولاك لما خلقت الافلاك" "وما توفيقى الا بالله العلى العظيم

سید مجاهد حسین نقوی

مشهد مقدس ایران

رجب المرجب 1420ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان کے تعارف میں جن کا سب کو علم ھے

عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، جابر بن عبداللہ انصاری، سلیم بن قیس ھلالی، عبداللہ بن جعفر طیار، جابر بن سمرہ، کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : میرے بارہ جانشین، امیر، خلیفہ ہیں۔ یہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اسماء گرامی بھی اپنے اصحاب کو بتائے ہیں۔

اللہ سبحانہ جل شانہ نے بھی ان کا ذکر اپنے انداز میں قرآن مجید میں کیا ہے۔

سورہ الاحزاب آیت نمبر 56

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان لانے والو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو، اچھے انداز سے۔

تمام مفسرین کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں درود و سلام کا طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ نبی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کا بھی ذکر کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشین ۔۔۔۔۔۔ ہی آل ہیں سورہ الشوریٰ آیت نمبر 23

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں تم سے (مسلمانوں) اس نبوت کے کاموں میں کسی قسم کا سوال نہیں کرتا کہ اجر دیا جائے مگر یہ کہ قرابت داروں سے مودت (شدید محبت) کی جائے۔

اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔ بس اس سے معلوم ہوا کہ اس سے بھی آل ہی مراد ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشین۔۔۔۔ ہیں اس آیت ہی میں شامل ہیں۔

سورہ الاحزاب آیت 33

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا

فقط اللہ کا یہ ارادہ ہے کہ تم اہل بیت سے تمام برائیوں کو دور کر دے اور تمہیں ایسے پاک و پاکیزہ کر دے جیسے کہ پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے۔

اکثر مفسرین نے اس آیت مقدسہ میں اہل بیت سے مراد آل کو ہی لیا ہے اور آل سے مراد بھی بارہ جانشین۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

پس یہ اہل بیت، القربیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے مطابق:

حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت علی زین العابدین، حضرت محمد باقر العلوم، حضرت جعفر صادق، حضرت موسیٰ کاظم، حضرت علی رضا، حضرت محمد تقی، حضرت علی نقی، حضرت حسن عسکری اور امام صاحب الزمان مہدی علیہم السلام ہیں۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھویں جانشین۔۔۔۔۔ برحق و منصوص من اللہ ہیں۔

آپ کے والد گرامی کا نام حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام "تکتم" تھا "نجمہ" کے نام سے بھی آپ علیھا السلام کو پکارا جاتا تھا۔ آپ اپنے وقت میں علم ودانش اور علوم دین میں نابغہ روزگار تھیں۔

امام علی رضا علیہ السلام کی ولادت باسعادت 11 ذی القعدہ 148 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ علم وحکمت کی تمام باتیں آپ نے اپنے والد محترم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حاصل کیں۔ آپ علیہ السلام کی ظاہری زندگی میں تین عباسی خلفاء گزرے ہیں جن میں منصور دوانیقی، ہارون الرشید اور مامون الرشید ہیں۔

آپ کے علم وفضل کا چرچا بچپن سے سب پر آشکار ہو چکا تھا۔ آپ کے والد گرامی کو بارہا بے جرم و بے قصور زندان میں رکھا گیا جو کہ آپ پر اور آپ کے تمام اقرباء پر بہت ہی سخت تھا مگر صبر وشکر کو آپ نے اپنا پیشہ بنایا۔

آپ کے والد محترم کی زندان میں ہی شہادت جو کہ 25 رجب 183 ہجری میں ہوئی۔ ملت اسلام کی تمام تر ذمہ داری آپ پر آن پڑی۔ آپ عبادت، علم وفضل ۔۔۔۔۔۔ میں یکتا روزگار تھے۔

جب تک ہارون الرشید خلیفہ عباسی زندہ رہا آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصد کو آگے پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ ہارون الرشید کی جانب سے آپ کا بال تک بیکا نہ ہوگا۔ اگر ہارون الرشید کی جانب سے کوئی نقصان پہنچ گیا تو سمجھ لینا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی جانشین نہیں ہوں، میں امام نہیں ہوں۔

ہارون الرشید کے انتقال پر امین رشید اور مامون الرشید دونوں بھائیوں میں اقتدار کی رسہ کشی شروع ہوگئی

اس دوران بھی امام رضا علیہ السلام علوم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھیلاتے رہے۔ کوئی بھی خطرہ آپ کو حکومت کی جانب سے لاحق نہ ہوا۔ آپ کے کرم وفضل کا علم وحکمت کا چرچا چاروں طرف مزید پھیل گیا۔

مگر جب مامون الرشید نے اپنے بھائی امین الرشید کو مغلوب کرلیا اور ساری اسلامی حکومت پر مامون الرشید نے اپنا پرچم لہرا دیا تو اس نے مزید سکون حاصل کرنے کی خاطر اور عاشقان امام رضا علیہ السلام کو خاموش کرانے کی خاطر امام رضا علیہ السلام کو زبردستی مدینہ منورہ سے خراسان بلالیا۔

راستے میں بہت سے محیّر العقول کام آپ سے سرزد جس سے اطراف واکناف میں آپ کی عظمت اور آشکار ہوئی۔

محبان محمد وآل محمد (علیھم السلام) جب آپ کی خبر سنتے تو جوق در جوق اسی راستے پر انتظار کرنے لگتے۔ نیشاپور جوان دنوں اسلامی دنیا میں علمی لحاظ سے ایک طرح کی مرکزی حیثیت کا حامل تھا۔ جب امام رضا علیہ السلام کی سواری اس راستے سے گزرنے والی تھی تو ہزاروں علم دوست افراد اس راستے پر آکر انتظار کرنے لگے۔

ان کے اصرار پر آپ نے ان کے حضور ایک حدیث قدسی بیان فرمائی۔

لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاجاؤ گے مگر لا الہ الا اللہ کی شرائط ہیں ان شرائط کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہو گے تو فلاح ونجات پاجاؤ گے۔ میں رضا خود اس کی شرائط میں سے ہوں۔

مامون الرشید نے آپ کو خلافت کی پیش کش کی مگر آپ علیہ السلام نے کمال بے اعتنائی سے اس پیش کش کو رد کردیا۔ مگر ولی عہدی کی پیش کش کو آپ نے مصلحتاً یہ کہہ کر قبول کرلیا کہ تمہاری ہی زندگی میں مجھ کو شہید کردیا جائے گا اور اس شرط کے ساتھ ولی عہدی کو قبول کرلیا کہ حکومت کے کسی کام میں بھی مداخلت نہ کروں

گا۔ مامون الرشید نے کہا اتنا ہی میرے لیے کافی ہے۔

مامون الرشید نے مختلف ادیان کے علماء سے آپ علیہ السلام کا مناظرہ کروایا مگر امام رضا علیہ السلام نے ہر ایک کو ان ہی کے دین کے مطابق جواب دے کر انگشت بدندان کر دیا مگر جب امام رضا علیہ السلام نے سوالات کیے تو یہ علماء سکوت کے علاوہ کوئی بھی جواب نہ دے سکے۔ ان مذاکرات سے امام رضا علیہ السلام کی عظمت مزید سب پر روشن ہوئی۔ جس سے حکومت والے آپ کے خلاف سیاسی نقشے بنانے لگے۔ قحط کے موسم میں آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ کا رحمت باراں بھیجنا، دربار میں قالین کے تصویری شیروں کو حقیقی شیروں میں تبدیل کر دینا، دینی اور شرعی مسائل سے سب کی مشکلات کو حل کرنا، حکومت کے لیے مزید بدسکونی کا سبب بنا۔ بالآخر آپ کی عظمت کے سورج کو ظاہری طور پر گرہن لگانے کی خاطر آپ کو ماہ صفر کی آخری تاریخ کو 203 ہجری میں زہر جفا سے شہید کر دیا۔

مگر تاریخ انسانی نے دیکھ لیا کہ جو امام رضا علیہ السلام کی لافانی عظمت کو چھپانا چاہتے تھے خود ہی ہمیشہ کے لیے چھپ گئے مگر امام رضا علیہ السلام کا روضہ مطہر حق پرستوں کے لیے اور حق کے متلاشی افراد کے لیے مرجع ہے اور مرجع خلائق ہے۔ (1)

ماخذ:

عیون اخبار الرضا، بحار الانوار

منتہی الامال، منتخب التواریخ

حدیقۃ الشیعہ

سید مجاہد حسین نقوی

خطیب و خادم حرم مقدس امام رضاؑ

مشہد مقدس ایران

14 ربیع الآخر 1427 ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”اعجازِ قلم“

یہ کتاب جس کا نام ”دلائل حقانیت“ ہے اس کے ترتیب کنندہ آقای مولانا حجتہ الاسلام المسلمین سید مجاہد حسین نقوی ہیں۔ موصوف عرصہ پچیس (25) سال سے حرم امام رضا علیہ السلام کے جوار میں دین اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ موصوف کو ذاتی طور سے بندہ اوائل جوانی سے ہی جانتا ہے اور پہچانتا ہے۔ ان کی تالیف کردہ کتاب حضرت امام ہشتم علی رضا بن موسیٰ علیہم السلام کے معجزات پر مشتمل ہے۔ اس عظیم کتاب میں امام رضا کے وسیع و عریض گلشن سے چند کلیاں چن کر قارئین کی نذر کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ ان کی خوشبو سے مومنین کے مشام جان معطر ہوں گے۔ اس میں نہ صرف توحید کی رنگ و بو شامل ہے بلکہ محمد و آل محمد علیہم السلام کی سدا بہار مہک بھی شامل ہے۔

معجزہ کا لفظ ہی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ جس کام کے کرنے سے زمانہ اور اہل زمانہ عاجز ہوں۔ جس کے نتائج کو دیکھ کر لوگ حیران رہ جائیں۔ اسے انگریزی میں مزید واضح کیا گیا ہے کہ معجزہ کو انگریزی میں MIRACLE کہتے ہیں یعنی WONDER ACT

Marvellous act or event not explained by the love of nature.

یہی اعتراف اس کام یا واقعہ کو روحانی بناتا ہے کہ

We cannot explain it, We can only feel it.

ہم اس کو بیان نہیں کر سکتے ہم اسے صرف محسوس کر سکتے ہیں۔ کسی بھی Wonder Act کے صادر ہونے پر ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ

(i) اگر یہ کام کسی معصوم سے سرزد ہو رہا ہے (معصوم سے مراد جملہ انبیاء حضرت آدمؑ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک امام اوّل امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے لے کر امام آخر الزمان حضرت امام مہدیؑ تک بشمول جناب سیدہ طاہرہ فاطمہ الزہرا ہیں) تو یہ معجزہ کہلائے گا۔

(ii) اگر کوئی حیران کن امر کسی دیندار عالم، ولی خدا، یا صالحین میں سے کسی سے سرزد ہوتا ہے تو اسے کرامت کہتے ہیں۔

نوٹ:۔ یہ معجزہ یا کرامت کسی معصوم یا ولی کا ذاتی فعل نہیں بلکہ یہ فعل خداتعالیٰ ہے۔ وہ جب مناسب جانتا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے یہ کام اپنے انجام کو پہنچا دیتا ہے۔

اگر چہ یہ بات ہمارے نفس مضمون سے کوسوں دور ہے مگر قارئین دلچسپی کے لیے ایک آدھ جملہ کا اضافہ کر رہا ہوں۔

اسی ذیل کبھی ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک ایسا شخص آپ کو نظر آتا ہے جو دین کے اصولوں پر کاربند ہونا تو کجا پورے شرعی لباس میں بھی نہیں ہوتا مگر اس سے بھی بعض ایسے امور سرزد ہوتے ہیں Dan-Natural ہوتے ہیں اور انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

اسے صرف ذات واحد کا انعام یا دیکھنے والوں کا امتحان کیا جا سکتا ہے کیونکہ متعلقہ شخص گو مسلمان ہے مگر شرع پر پوری طرح گامزن نہیں ایک اور قسم بھی موجود ہے۔ جو مشرکین اور کفار اور دہریہ قسم کی ہے مگر ان سے بھی کچھ ایسے کام سرزد ہوتے ہیں جو حیران کن ہوتے ہیں۔ اس پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ یہ کام وہ جادو کے زور سے انجام دیتا ہے جس کا ان کو دنیا اور آخرت میں خسارہ ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق کے زمانے کا ایک واقعہ ہے ایک دہریہ عقیدہ کا شخص ہے وہ جو دعا مانگتا ہے پوری ہوجاتی ہے۔لوگ اپنی حاجات کے لیے اسے کے دروازے پر جانے لگے۔لوگوں نے امام سے شکایت کی آپنے اس شخص کو اپنے پاس بلایا سینکڑوں لوگ جمع تھے۔آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ۔

جناب ذرا بتایئے کہ آپ میں یہ کمال کیسے آیا کہ جو دعا قبول ہوتی ہے۔اس نے عرض کیا کہ مولا !اس کے لیے میں نے کوئی خاص عمل انجام نہیں دیا بلکہ خود کو ایک امر کا پابند رکھا کہ اپنے نفس کی مخالفت کو اپنا فرض قرار دے رکھا ہے۔جب مجھے بھوک لگے تو کھانا نہیں کھاتا۔بھوک نہ ہو تو کھانا کھالیتا ہوں۔آرام کرنے کو جی چاہے تو چلنے لگتا ہوں اگر چہل قدمی کو جی چاہیے تو لیٹا رہتا ہوں۔امام نے ذرا دیر تامل کر کے فرمایا اچھا یہ بات ہے تو پھر میں تمہیں اسلام لانے کی دعوت دیتا ہوں۔اس نے کہا کہ میں مسلمان نہیں ہوسکتا آپ نے پھر سوال کیا کہ کیوں؟اس نے عرض کی کہ دل نہیں مانتا۔آپ نے فوراً مناظرانہ انداز میں کہا کہ تمہارا دستور تو نفس کی مخالفت ہے یہ حمایت کیوں معصوم کی فہم وفراست کے سامنے وہ لا جواب ہوگیا ورکلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا (سبحان اللہ)

اب لطف کی بات سنئے کہ اب جو دعا مانگتا ہے ایک آدھ کو چھوڑ کر کوئی بھی پوری نہیں ہوتی۔ایک روز شکایت کے انداز میں امام سے پوچھنے لگا کہ میں اچھا ایمان لایا کہ پہلے سے بھی گیا۔اب امام نے اس کو نصیحت فرمائی کہ جب تم مسلمان نہیں ہوئے تھے اس وقت تمہاری ہر نیکی کا اجر تمہیں دنیا میں ہی دیا جاتا تھا مگر اب تم مسلمان ہو اس لیے تمہاری ہر نیکی کا اجر روز قیامت تمہیں ملے گا۔

وہ امام کی اس وضاحت پر بے حد خوش ہوا اور امام پرستوں میں داخل ہوگیا۔

اس کے علاوہ ایک اور طبقہ بھی موجود ہے جس کے پاس نہ دین ہے نہ دنیا وہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی غرض سے رسیوں کو سانپ بنا کر پیش کرتے ہیں مگر اکثر پکڑے جاتے ہیں کیونکہ یہ Mirage یعنی سراب اور دھوکہ ہوتا ہے (خدائے تعالیٰ جملہ انسانوں کو ایسے لوگوں سے بچائے آمین)

اب اپنے اصل موضوع کی جانب آتے ہیں کہ معجزات ابتدائے آفرینش سے ہی معصومین سے سرزد ہوتے آئے ہیں۔

آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک بھی انبیاء کے پاس معجزات موجود تھے۔ حضرت داؤدؑ لوہے کو موم بنا دیتے تھے اور حضرت سلیمانؑ کا ہوا پر حکم تھا۔ موسیٰؑ کے پاس ید بیضا تھا تو عیسیٰؑ کے مردوں کو زندہ کرنے کا اعزاز مگر ہمارے نبی ﷺ کی شان ہی الگ ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰؑ ید بیضا داری

آنچه خوباں ہمه دارند تو تنہا داری

واضح ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے معجزات تھے کہ جتنے آپ کے علاوہ کسی نبی کے پاس نہیں تھے۔ اور تمام انبیاء کے معجزات کے نظیر اور مثل آپ سے معجزات ظہور پذیر ہوئے ابن شہر آشوب نے نقل کیا ہے کہ آپ کے معجزات چار ہزار چار سو چالیس ہیں۔ خاتم المحدثین شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آپ کے تمام اقوال، اطوار اور اخلاق سب معجزہ ہیں۔

اسی شجرہ طیبہ کی ایک شاخ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا ہیں۔ اس کتاب میں امام سے

متعلقہ معجزات کا ذکر ہے جو عیون الاخبار منتہی الآمال بحار الانوار خلاصۃ الاخبار جیسی کتابوں سے لیے گئے ہیں۔

معجزات کی ان کتابوں کا ترجمہ:۔ موصوف .... نے کیا ہے جو عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ رواں بھی ہے گو وہ اردو زبان کے اصول پر کہیں کہیں ادھر ادھر ہو جاتا ہے یعنی مولوی والی گاڑھی اردو میں ہے۔ بہر حال فائدہ کے لحاظ سے وہ ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جس سے بقدر ظرف ہر ایک استفادہ کر سکتا ہے کیوں کہ۔

ذات ان کی کرم ہی کرم
مانگنے کی ادا چاہیے!

جذبہ دل سلامت رہے
خود وہ پوچھیں گے کیا چاہیے

مگر خلوص شرط ہے اور پھر علوم معصومین سے استفادہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہمارا اپنا نفس پاکیزگی کی طرف مائل ہو۔ کوئی مائع اس صورت میں پاک شمار کی جائے گی کہ وہ خود بھی پاک ہو تو جس برتن میں ہے وہ بھی پاک ہو ورنہ اگر آب زمزم کو بھی کسی نجس برتن میں ڈال دیں گے یا پھر شراب کو کسی مکہ معظمہ سے آئے ہوئے برتن میں ڈال دیں گے تو دونوں نجس شمار ہوں گے۔

وہ عطائے خدا ہو یا ادائے مصطفیؐ ولائے مرتضیٰ ہو یا اظہار معجزات رضاؑ ہمارے لیے اسی صورت میں مفید ہوں گے جب ہمارے ظرف ان انوار کو اپنے اندر سمونے کے لیے تیار ہوں گے۔

ہماری دعا ہے کہ جملہ مومنین و مومنات اس کتاب سے استفادہ کر سکیں۔ آمین

دعائے مادر کی تجسیم:

عام طور پر دعا ان الفاظ کو کہتے ہیں جو انسان اپنی حاجات کے پورا ہونے کے لیے خدائے تعالیٰ کے حضور پیش کرتا ہے۔ یہاں دعا کا فلسفہ یا تفصیل و توضیح مطلوب نہیں بلکہ صرف یہ بتانا ہے کہ اگر دعا خلوص سے کی جائے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کے وسیلہ سے کی جائے تو وہ الفاظ پر ہی محمول نہیں ہوتی بلکہ ایک حسین جسم کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔

ہمارے اس دعویٰ کی کسی کو دلیل مطلوب ہو تو آقائی مولانا سید مجاہد حسین نقوی خطیب حرم مقدس امام رضا علیہ السلام مشہد مقدس کی زیارت کرے۔ ہماری آنٹی یعنی مولانا قبلہ کی والدہ نے اپنے خالق سے مولانا کے بارے میں دعا مانگی تھی کہ وہ عالم دین بنیں۔ منبر پر چاند کی صورت چمکیں، کتابیں پڑھائیں اور کتاب لکھیں۔ اس لمبی چوڑی دعا کو ان الفاظ میں بھی سمویا جاسکتا ہے کہ ان کا بیٹا علم دین حاصل کرے اور تبلیغ دین کرے۔

گاڑیوں پر لکھا ہوا یہ جملہ کہ ''ماں کی دعا جنت کی ہوا'' سرسری نظر سے پڑھنے اور لکھنے والے کے ذوق پر مسکرا دیتے مگر جب سے مولانا کے ساتھ روابط گہرے ہوئے ہم نے مشہد مقدس کی جنت ارضی کی خوشبو کو ان کے حوالے سے خود سونگھا۔

ایک ساتھ پلے بڑھے مگر ہمارے حصہ میں دنیا آئی اور ان کے حصے میں دین یہ جملہ روانی میں لکھ دیا ہے ورنہ ایک مومن کی دنیا اور دین الگ نہیں ہوتے۔ اس کی دنیا بھی دین ہی کے تابع ہوتی ہے۔

مولانا نے مقامی طور پر دینی تعلیم مکمل کی پھر شاہ خراسان علیہ السلام نے انہیں اپنے قدموں میں بلا لیا ایک مدت سے نہ صرف مشہد مقدس میں خود پڑھ رہے ہیں بلکہ وہاں ان کے سینکڑوں کے حساب سے

شاگرد بھی ہیں اور سب سے بڑا اعزاز یہ کہ امام کے حضور خطابت بھی فرماتے ہیں۔

میرا اپنا وجدان کہتا ہے کہ ان کا بیان سن کر امام یقیناً داد دیتے ہوں گے اور کبھی مصائب کا جملہ سن کر رو بھی پڑتے ہوں گے۔ بہر حال یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو کم ہی لوگوں کے حصہ میں آیا ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

انہوں نے والدہ کی خواہش کو کسی بھی موڑ پر نظر انداز نہیں کیا۔ کتابیں شائع کرنے تک کی خواہش کا نہ صرف احترام کیا بلکہ اس کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ ان کی کئی کتابیں مارکیٹ میں آ چکی ہیں یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے یہ جملے لکھتے ہوئے مجھے فرانس کے مشہور جرنیل نپولین بوناپارٹ کا وہ جملہ یاد آ رہا ہے کہ

Give me good mothers

I will give you good nation.

مجھے اچھی مائیں دیجئے میں آپ کو اچھی قوم دوں گا۔

حضرت امام خمینی اعلی اللہ مقامہ کو 1962ء میں جب خائن شاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے امام سے سوال کرنے کی جسارت کی اور کہا کہ ''آپ کس بوتے پر حکومت سے الجھ رہے ہیں جب کہ اس کے پاس بے شمار لاؤ لشکر اور اسلحہ نیز دوسرے وسائل ہیں جب کہ آپ کے پاس ایک خوبی بھی نہیں''

اس پر امام نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا کہ میرے سپاہی یا تو اس وقت ماؤں کی گود میں ہیں یا پھر ان کے پیٹ میں''۔

پھر چشم فلک نے دیکھا کہ صرف سولہ سال کے بعد امام کا فرمان پورا ہوا وہ نسل امام کے حکم پر خائن شاہ کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے جہنم رسید کر دیا۔

ماں کا عمل اور دعا انسان کو کبھی مجاہد اور کبھی ''مجاہد جبین'' بنا دیتی ہے۔ مولانا کے بارے میں صرف ایک جملہ کہہ کر بات کو ختم کرتا ہوں کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے چاند اور ستاروں کے ساتھ سفر شروع کیا تھا مگر وہ بہت جلد چاند اور ستاروں سے آگے نکل گئے۔

صفدر رضا بخاری لاہور

ایم اے آنرز (اردو) ایم اے (اسلامیات)

از صفدر رضا بخاری

مدیر ماہنامہ ''آذان'' اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"معرفت کا حصول کیسے؟"

حمد وستائش ہے خدائے بزرگ و برتر کے لیے ہر وہ حمد جو اس کے مقرب فرشتے بزرگ ترین مخلوقات اور پسندیدہ حمد کرنے والے بجالاتے ہیں اور درود وسلام ان ذوات مقدسہ پر جن کو پروردگار نے مخلوقات میں افضل ترین قرار دیا ہے جو مقربین بارگاہ الٰہی میں مظہر ذات الٰہی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ اور وسیلہ ہیں۔

یہ وہ ہیں کہ جو خدا کے ولی اور خدا ان کا ولی ہے یہ ہدایت کے منور چراغ ہیں ان کی معرفت خود خدا کی معرفت ہے یہی معرفت انسان کو تسلیم ورضا کے بہترین اوصاف سے متصف کرتے ہوئے اطاعت کے راستے پر کشاں کشاں گامزن کرتی ہے اسی لیے ذات الٰہی، اس کے نبی مرسل اور اس کی ولی اللہ کی معرفت کا حصول مومنین کے لیے لازم قرار دیا گیا۔

ان ہستیوں کو کہ جنہیں پروردگار نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد انسانوں کی رہبری و امامت کے بہترین منصب پر فائز کیا ہے ان کو بارگاہ ایزدی میں خاص مقام حاصل ہے۔ یہ مرضات الٰہی کے مالک ہیں، یہ وہ ہیں کہ جن کو پروردگار نے نبی نوع انسان کے لیے مثالی شخصیت کی حیثیت سے زمین پر اتارا ہے۔ ایمان، ایقان اور حسن کردار کے لیے یہ مجسم سانچے اور ہدایت کے منور آفتاب اپنے علم وعمل کی تمام تر تابانیوں کے ساتھ تاریخ انسانی کے افق پر جگمگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اگر انسانوں میں سے کوئی یہ خواہش رکھے کہ وہ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرلے تو اس کے لیے لازم ہے کہ ان اولیاء اللہ علیہم السلام کی پیروی کرے جن ہادیان الٰہی کا تعارف محبوب رب کردگار نے بارہا اپنی

زندگی میں کروایا اور صرف عمومی صفات کے حوالے سے اجمالی تعارف نہیں کروایا بلکہ تفصیلاً نام بنام بھی ان ہستیوں سے مسلمانوں اور انسانوں کو متعارف کروایا۔

اب جو بھی چاہے کہ ان کی پیروی کرے تاکہ خدا کی خوشنودی حاصل کر سکے۔اس کے لیے لازم ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی معرفت حاصل کرے ان کے مقام ولایت کو سمجھے، آثار ولایت کا مشاہدہ کرے اور پھر ان کی ولایت کو اپنے وجود پر نافذ کرے۔

زیر نظر کتاب ''دلائل حقانیت'' (معجزات امام رضا علیہ السلا) اسی مقصد حصول معرفت کی جانب ایک قدم ہے۔آثار ولایت کے مشاہدے کی ایک کاوش ہے۔معرفت امام علیہ السلام کے لیے لازم ہے کہ ان کے مقام ولایت کو سمجھا جائے۔ یہ ہستیاں معجزہ نما ہیں اس میں کوئی شک نہیں اور ان کی ذات گرامی سے معجزات کا ظہور صرف ان کی زندگی تک محدود نہیں ہے بلکہ ان کی حیات ظاہری کے بعد بھی ان کے عتبات عالیہ سے بھی آثار ولایت ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

معجزات ہیں جو کہ امام کے مقام ولایت کو روشناس کراتے ہیں۔آئمہ ھدیٰ علیہم السلام سے ان کی زندگی میں تو معجزات کا ظہور ہمیں تاریخ کے صفحات پر بارہا نظر آتے ہیں لیکن حیات ظاہری کے بعد ان کے روضات مقدسہ سے بھی اکثر انسانوں کی مشکل کشائی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ یہ کتاب دراصل حرم امام رضا علیہ السلام سے وابستہ معجزات سے متعلق ہے، بجا کہ امام رضا علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں۔

''جو شخص ایک دفعہ میری زیارت کو آئے گا میں تین مواقع پر اس کی مشکل کشائی کروں گا۔میزان کے وقت، نامہ اعمال کے وقت اور پل صراط کے وقت''

لیکن معجزات کے حوالے سے ہمارے ہاں ایک منفی رویہ یہ ہے کہ معجزات کو ہمارے ہاں صرف حاجت

براری کا ایک ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے۔ اپنی حاجتیں ان کے وسیلے سے طلب کرنا اگرچہ مستحسن عمل ہے لیکن اصل مقصد امام کی شخصیت سے آشنائی حاصل کرنا ہونا چاہیے۔ تاکہ ہم ان کا اتباع کرسکیں۔ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی معرفت حاصل کرتے اور ان کی تعلیمات کی ترویج کی خواہش ہی حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید مجاہد حسین نقوی کو سرزمین ایران کی جانب لے گئی۔ باب مدینۃ العلم کے اس عظیم فرزند کے مکتب سے اس خلوص کے ساتھ کسب فیض کیا کہ مولا امام رضا علیہ السلام نے انہیں اپنی بارگاہ کی خدمت کے لیے منتخب فرمایا۔ گزشتہ 25 سال سے گنبد امام رضا علیہ السلام کے بالکل سامنے مقبرہ شیخ حر عاملی میں زائرین کے لیے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

یہ یقیناً ان کے خلوص نیت، حسن عمل اور مودت اہلبیت کا منہ بولتا ثبوت ہے اس سے پہلے وہ عظمت والدین کے عنوان سے ایک مختصر مگر موثر اور جامع کتاب، استفادہ کے لیے بنی نوع آدم کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب کے حوالے سے آخر میں قارئین سے یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ امام رضا علیہ السلام کے معجزات کے مطالعے سے عشق اہلبیت کی جوت جگاتے ہوئے اس طرح سے امام زمانہ علیہ السلام کی محبت اپنے اندر پیدا کریں اور حقیقی معنوں میں منتظرین امام زمانہ قرار پاسکیں۔

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

مورخہ 5 مئی 2006ء بمطابق 6 ربیع الثانی 1427ھ **ملتمس دعا**

سید سلیم رضا شیرازی

وائس پریذیڈنٹ ''ایم سی بی'' نیلا گنبد لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"معجزہ حق ھے"

میں (وقار نقوی) 1999ء میں پہلی دفعہ زیارات مقامات مقدسہ ایران پہنچا تو وہاں میری ملاقات حجۃ الاسلام والمسلمین سید مجاہد حسین نقوی صاحب سے ہوئی جو ان دنوں مولا امام رضا علیہ السلام کے روضہ پر ظہرین کی نماز پڑھاتے تھے اور ارشاد و تبلیغ کی خدمات ان تمام زائرین کے لیے مختص تھیں ان کے لیے ایران کی سرزمین پر ہر طرح رہنمائی مہیا کرتے تھے جس کو بھی کوئی مشکل پیش آئے اس کی رہنمائی کرتے تھے۔ ان دنوں میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔

میں مولائے کائنات امام رضا علیہ السلام کے روضہ پر بیٹھا اپنی دنیا میں گم تھا کہ مجھے کسی شخصیت نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ شاید امین کے لیے دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کو اولاد نرینہ عطا کرے۔ میں نے اس کو نظر انداز کر کے پھر اپنے لیے رونے لگا، مناجات کرنے لگا۔ لیکن پھر دوبارہ مجھے کہا گیا کہ نہیں پہلے اس کے لیے دعا کرو، میری زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ مولا امام رضا علیہ السلام تیری بارگاہ میں اس کی یاد آئی ہے تو مظہر العجائب ہے تو مذکورہ شخص کو اولاد نرینہ عطا کر، فارغ ہو کر اپنا وقت ایران میں گزار کر واپس پاکستان آیا۔ میں نے آ کر اپنے ساتھی کو سارا واقعہ سنایا تو وہ شخص مسکرا کر کہنے لگا کہ نقوی صاحب آپ کی تین بھتیجیاں ہیں اب بڑی ہوگئی ہیں۔ اب کچھ نہیں ہوگا لیکن میں نے اس کو کہا کہ بیٹا تجھے مولائے کائنات نے دیا ہے یہ ضرور ملے گا کچھ وقت گزرا تو وہ معجزہ سچ نکلا اور میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ نقوی صاحب آپ بھی سچے آپ کے مولا علی رضا بھی سچے، وہ جو چاہے جب چاہیں عطا کرتے ہیں۔ اس معجزہ نے اس شخص کی زندگی بدل کر رکھ دی۔ مولا امام رضا علیہ السلام اب بھی حاضر و ناظر ہیں اور ہماری دعائیں سنتے

ہیں کیونکہ خدا ان کے وسیلے سے عطا فرماتا ہے۔ وہ مظہر العجائب ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''دلائل حقانیت'' معجزات امام رضا علیہ السلام پر مبنی ہے جو حق ہے۔

اس کتاب کے مصنف حجتہ الاسلام والمسلمین سید مجاہد حسین نقوی صاحب چونکہ اکثر اوقات مولائے کائنات امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں مشہد مقدس میں روضہ مطہر میں حاضر رہتے ہیں اور ہمہ وقت معجزات جو ان کی نظر سے گزرے یا ہوئے ہیں اس میں قلمبند کر کے، محفوظ کر دیے تا کہ اس کا استفادہ ہر پڑھنے والا سننے والا، بھی کر سکے۔ اللہ رب العزت ان کی قلم میں اور طاقت وقوت اور روانی رکھے اور ان کو صحت وسلامتی کے ساتھ زندگی عطا کرے جو ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

سید وقار الحسنین نقوی

حبیب بینک لمیٹڈ شادمان کالونی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اہم ضرورت"

انسان جب تک زندہ رہتا ہے اس کے اعمال کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ انسان کے مرنے کے ساتھ ہی اس کے اعمال کا دفتر بند ہو جاتا ہے لیکن کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ انسان کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں اور ان کا ثواب انسان کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہتا ہے ایسے اعمال صدقہ جاریہ کہلواتے ہیں۔ زیر نظر کتاب دلائل حقانیت بھی ایک ایسا ہی عمل ہے جو کہ حرم حضرت امام رضا علیہ السلام کے خادم علامہ مولانا حجتہ الاسلام والمسلمین سید مجاہد حسین نقوی صاحب کی پر خلوص کاوش کا نتیجہ ہے۔ آپ نے جس انداز سے امام رضا علیہ السلام کے معجزات، افکار واقوال پر قلم اٹھایا ہے وہ اصلاحی، فکری، انقلابی افکار واقدار کو ترویج دینے کی جانب ایک شاندار آغاز ہے۔ اور یقیناً یہ وقت کی انتہائی اہم ضرورت ہے کہ قوم کو آئمہ اطہار علیہم السلام کے بارے میں اعلیٰ افکار سے روشناس کرایا جا سکے۔

اس نفسانفسی کے عالم میں آئمہ اطہار علیہم السلام کی تعلیمات کی روشنی کو پھیلا کر دوسروں کی نجات اخروی کا سامان پیدا کرنا یقیناً قابل صد لائق ستائش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بحق محمد و آل محمد علیہم السلام علامہ مولانا حجتہ الاسلام والمسلمین سید مجاہد حسین نقوی صاحب کے اس پر خلوص ہدیہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہمیں اس کتاب سے استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ الٰہی آمین

سید جاوید علی بخاری

(سپرنٹنڈنٹ محکمہ جنگلات) توسیعی سرکل لاہور

مرکزی سیکرٹری جنرل انجمن تحفظ عزاداری کینٹ ڈویژن

انجمن سادات شالامار ٹاؤن امام بارگاہ علی ہاؤس آصف کالونی شالامار ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"عقیدت"

میں (سید بشارت علی گیلانی) حقیر ادنیٰ سا غلام سیدہ کونین اس قابل تو نہیں کہ حضرت علامہ حجتہ الاسلام والمسلمین سید مجاہد حسین نقوی کی کتاب پر تقریظ لکھوں۔ آپ نے زیر نظر کتاب "دلائل حقانیت" جس خلوص ومحبت کے ساتھ تالیف کی ہے اور جس محنت سے معجزات حضرت امام رضا علیہ السلام مرتب کیے ہیں واقعی قابل ستائش ہیں۔ دعا گو ہوں کہ خداوند عالم بحق محمد وآل محمد علیہم السلام آپ کی کاوش کو قبول فرمائے اور آپ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔ الٰہی آمین

سید بشارت علی گیلانی

ڈپٹی ڈائریکٹر

واسا حکومت پنجاب

گیلانی ہاؤس آصف کالونی شالامار ٹاؤن لاہور

لازوال کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''داد تحسین''

بعداز سلام مسنون! عرض خدمت ہے کہ دنیا کے مقابلہ کے میدان میں جہاں ہم اور آپ لوگ بس رہے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی نظر آتے ہیں جنہیں خداوند عالم نے علم وعرفان کی لازوال دولت سے نوازا ہے اور علم کی روشنی پھیلانے کے لیے وہ اپنے قلم کو جنبش دے کر عوام الناس کو رشد و ہدایت کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے باساختہ زبان پر داد تحسین کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''دلائل حقانیت'' مولانا حجۃ الاسلام والمسلمین سید مجاہد حسین نقوی کا علمی شاہکار ہے۔ جس میں آپ نے امام ہشتم حضرت امام رضا علیہ السلام کے معجزات کو مرتب کر کے علوم محمد وآل محمد علیہم السلام کی روشنی سے مومنین کے دلوں کو منور کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ خداوند عالم ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور آپ کو اس طریقہ سے بھی دین مبین کی خدمت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ الٰہی آمین

سید ممتاز حسین گیلانی

منیجر مسلم کمرشل بینک لمیٹڈ

رانا ہاؤس الطاف پارک حسنی سٹریٹ

شالامار ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"دعا"

میں (محمد اقبال چیمہ) نے خود (حرم مقدس میں) مولا امام رضا علیہ السلام کے ہاں معجزات کا مشاہدہ کیا ہے۔ مولا امام رضا علیہ السلام نے بھی حکم خدا سے اپنے آباؤ اجداد کی طرح یعنی حضرت محمد، حضرت علی، حضرت فاطمہ۔۔۔۔۔۔علیہم السلام کی طرح معجزات دوسروں کے آگے آشکار کیے ہیں۔

مولانا حجۃ الاسلام والمسلمین سید مجاہد حسین نقوی نے معجزات کو "دلائل حقانیت" میں جو درج کیے ہیں لائق ستائش ہیں۔ بہت سے معجزات ان کی مجلس میں میں نے خود سنے ہیں۔ ایمان اور تازہ ہو جاتا ہے۔ امام رضا علیہ السلام کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بحق محمد و آل محمد علیہم السلام ان کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ الہی آمین

20 مئی 2006

چیف ایگزیکٹو

اقبال ٹیکسٹائل (اقبال ویونگ فیکٹری)

زوار سائیں محمد اقبال چیمہ

قلندری لاھوتی درویش

فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے فوائد اور فیوضات

1۔ بحار الانوار ج 102 ص 31، وجامع الاخبار ص 31، اور عیون اخبار الرضا ج 2 ص 255، پر حدیث تحریر ہے "سبحان اللہ"۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد سے منقول فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"ستدفن بضعة منی بارض خراسان لا یزورھامؤمن الا اوجب اللہ عز وجل له الجنة و حرم جسده علی النار"

مفہوم و منطوق "رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ عنقریب میرے جسم کا ٹکڑا خراسان کی سرزمین میں دفن ہوگا۔ جو بھی مومن اس کی زیارت کرے گا تو اللہ عز وجل کی طرف سے اس کے لیے جنت واجب ہوگی اور اس کا جسد جہنم پر حرام کرے گا"۔

2۔ بحار الانوار ج 102 ص 33، وسائل الشیعہ ج 10 ص 435، عیون الاخبار الرضا ج 2 ص 258، جامع الاخبار ص 29 پر حدیث تحریر فرماتے ہیں۔ "الحمدللہ"۔

"عن جابر الجعفی، عن ابی جعفر علیه السلام، عن ابیه، عن جده، عن امیر المومنین صلوات اللہ علیهم قال" قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم" ستدفن بضعة منی بخراسان مازارھا مکروب الا نفس اللہ کربته ولا مذنب الا غفر اللہ ذنوبه"۔

مفہوم:۔ جابر جعفی نے امام ابو جعفر سے روایت منقول فرمائی ہے۔ انہوں نے اپنے والد محترم

سے اور اپنے جد سے اور منقول ہے امیر المومنین علیہم السلام سے فرماتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" وہ وقت آنے والا ہے جب میرے جسم کا ٹکڑا خراسان میں دفن کیا جائے گا۔ جو کسی پریشانی یا غمگین حالت میں اس کی زیارت کرے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کے دکھ درد کو دور کر دے گا اور کوئی گناہ نہیں رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت فرما دے گا۔

3۔ کتاب بحار الانور جلد 102 ص 32 ' عیون اخبار الرضا ج 2 ص 257 جامع الاخبار ج 1 ص 32 ' الامالی شیخ صدوق ص 64 پر زیارت فوائد پر امام رضا علیہ السلام سے روایت نقل ہے۔ وسائل الشیعہ ج 10 ص 436 یہی روایت متن وحاشیہ میں ہے۔

" عن علی بن الحسن بن فضال ' عن ابیه عن الرضا علیه السلام انه قال له رجل من اهل خراسان. یا ابن رسول الله رایت رسول الله صلی علیه وآله وسلم فی المنام کانه یقول لی. کیف انتم اذا دفن فی ارضکم بضعتی فاستحفظتم و دیعتی و غیب فی ثراکم نجمی؟

فقال له الرضا علیه السلام. انا المد فون فی ارضکم ' و انا بضعة من نبیکم ' و انا الودیعة والنجم ' الافمن زارنی و هو یعرف مااوجب الله تبارك و تعالیٰ من حقی و طاعتی فانا و آبائی شفعانوه یوم القیامة ' و من کنا شفعاه یوم القیامة نجاولوکان علیه مثل وزر الثقلین الجن و الانس".

"ولقد حدثنی ابی عن جدی ' عن ابیه ' عن آبائه علیهم السلام ان رسول الله صلی علیه وآله وسلم قال ' من رآنی فی منامه فقد رآنی لانّ الشیطان لا یتمثل فی صورتی ولا فی صورة احد من اوصیائی ' ولا فی صورة من شیعتهم ' و انّ الرؤیا الصادقة جزء من سبعین جزاء من النبوة"

مفہوم:۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔صوبہ خراسان کے ایک آدمی نے ان سے عرض کیا:۔یافرزند رسول اللہ میں نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کوخواب میں دیکھا۔اس وقت وہ مجھے فرمارہے تھے۔اس وقت تمہاری کیسی کیفیت ہوگی جس زمانے میں میرے جسم کاٹکڑاتمہاری زمین میں دفن ہوگا۔پس تم حفاظت کروگےاوروہ میری امانت ہےاور جوکہ تمہارے مقام پرمیرا ستارہ چھپےگا؟۔

امام رضا علیہ السلام نے یہ سن کراس سے فرمایا:۔ میں تمہاری زمین میں دفن ہوں گا' اور میں ہی تمہارے نبی کے جسم کاٹکڑاہوں۔میں ہی وہ ستارہ اور امانت ہوں۔

متوجہ ہوجاؤ' جوبھی میری زیارت کرےگا شرط یہ ہے کہ وہ اس چیز سے عارف ہو جواللہ تبارک وتعالیٰ نے واجب کیاہے۔میرے حق اور میری اطاعت کو جب وہ ایسے آئےگاتوپھرمیں اور میرے آباؤاجداد قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے۔

جس کی ہم قیامت کے روز شفاعت کریں گے وہ ہی نجات یافتہ ہوگا اگرچہ اس پر گناہ ہوں بہت ہی بھاری بھاری دوگروہ جنات اور انسانوں کے۔

(اے' خواب میں میرے جد کی زیارت کرنے والے یہ بھی سن لے) بلاتردید میں نے اپنے والدمحترم سے انہوں نے اپنے جد سے انہوں نے اپنے والدمحترم سے اور انہوں نے اپنے آباء سے علیھم السلام:۔بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔جوبھی اپنے خواب میں مجھے دیکھتا ہے اس نے یقینی طور پر میری زیارت کی ہے۔ہرگز شیطان میری شکل میں نہیں آسکتااور نہ ہی میرے اوصیاء کی کسی ایک تمثیل میں بلکہ وہ محمد وآل محمد علیھم السلام کے شیعوں کی بھی شکل اختیار نہیں کرسکتااوراس میں شک ہی نہیں کہ سچا خواب نبوت کے ستر(70) اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

4۔ عیون الاخبار الرضاج 2 ص 263' الامالی شیخ صدوق' ص 611' بحارالانوار جلد 102 ص 34' پر مظلومیت اور عظمت امام رضا علیہ السلام میں روایت تحریر ہے" ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر آپ کی

زیارت کے فیض ہیں"

"عن علی بن الحسن بن فضال عن ابیه قال ' سمعت الرضا علیه السلام یقول ' انی مقتول و مسموم و مدفون بارض غربة اعلم ذلک بعهد عهده الی ابی ' عن آبائه ' عن رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ' الا فمن زارنی فی غربتی کنت انا و آبائی شفعاء ه یوم القیامة و من کنا شفعاء ه نجی ولو کان علیه مثل وزر الثقلین".

مفہوم ومنطوق :۔ جناب علی ابن حسن بن فضال نے اپنے والدگرامی سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا انہوں نے فرمایا:۔

مجھے زہر دے کر قتل کر دیا جائے گا اور مجھے زمین میں پردیسی حالت میں دفن کر دیا جائے گا۔ مجھے معلوم ہے اس وعدہ کے بارے میں جو میرے والدگرامی نے مجھے بتایا اور انہوں نے اپنے والدگرامی سے اور انہوں نے اپنے آباء سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم سے کہ جو بھی مجھ رضاؑ کی میری مسافرت کی معرفت رکھتے ہوئے زیارت کرے گا تو میں اور میرے آباؤ اجداد قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے اور جان لو کہ جس کی ہم شفاعت کریں گے وہ اس ہولناک مقام سے نجات پا جائے گا اگرچہ اس پر گناہوں کا وزن ثقلین (الجن والانس) کا وزن ہو۔

5۔ عیون اخبار الرضاج 2 ص 260 'بحار الانوار ج 102 ص 38 پر روایت کو ملاحظہ فرمائیں کہ امام رضا علیہ السلام کے زائر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا ثواب ملتا ہے" سبحان اللہ"

عن سلیمان بن حفص قال :۔ سمعت ابا الحسن موسیٰ بن جعفر علیہم السلام یقول" ان ابنی علیاً مقتول بالسم ظلماً ومدفون الی جانب ھارون بطوس' من زارہ کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

مفہوم و منطوق :۔ سلیمان حفص فرماتے ہیں :۔ میں نے خود امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا ہے آپ نے فرمایا :۔ بے شک میرا بیٹا علی رضا مظلومانا انداز سے زہر کے ساتھ شہید کیا جائے گا' اور ہارون رشید کے پہلو میں ارض طوس میں دفن کردیا جائے گا' جو بھی ان کی زیارت کو جائے گا ایسے ہی ہے جیسے وہ رسول اللہ کی زیارت کو گیا ہو"۔

6۔ کتاب الامالی شیخ صدوق ص 587 ' بحارالانوار ج 102 ص 42 پر روایت ہے۔ امام حسین علیہ السلام اور امام غریب الغرباء رضا علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ کس قدر اولاد آدم کو تسلی دی ہے اور ان کا فرمانا حق ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے حقیقی پیرکاروں میں شامل فرمائے۔

عن عبدالله بن الفضل قال :. كنت عندابى عبدالله عليه السلام فدخل عليه رجل من اهل طوس ' فقال له ' يا ابن رسول الله ما لمن زارقبر ابى عبدالله الحسين بن على عليه السلام؟ فقال له ياطوسى من زار قبر ابى عبدالله الحسين بن على عليه السلام وهو يعلم انه امام من الله مفترض الطاعة على العباد غفرالله له ما تقدم من ذنبه و ماتاخر و قبل شفاعته فى سبعين مذنباً ' ولم يسال الله جل و عز عند قبره حاجة الا قضا هاله قال :. فدخل موسىٰ بن جعفر عليه السلام فاجلسه على فخذه و اقبل يقبل مابين عينيه ثم التفت اليه ' فقال له ' ياطوسى انه الامام والخليفه و الحجة بعدى ' و انه سيخرج من صلبه رجل يكون رضاالله عزوجل فى سمائه و لعباده فى ارضه ' يقتل فى ارضكم بالسم ظلماً و عدواناً و يدفن بها غريبا ' ألا من زاره فى غربته و هو يعلم انه امام

بعد ابیه' مفترض الطاعة من الله عز وجل 'كان كمن زار رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم"۔

مفہوم ومنطوق:۔ عبداللہ بن فضل فرماتے ہیں۔ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ اتنے میں اہل طوس میں سے ایک شخص آپ کے حضور حاضر ہوا اور آپ سے عرض کرنے لگا۔ یا ابن رسول اللہ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کہ ابوعبداللہ امام حسین بن علی علیہ السلام کی زیارت کو ان کے روضہ مقدس میں حاضر ہو؟ آپ نے اسے فرمایا۔ اے طوسی جو بھی ابوعبداللہ امام حسین بن علی علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت کرے اور ایمان رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام ہیں کہ جن کی اطاعت بندگان پر فرض کی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے تمام گناہوں کو جو کر چکا ہے اور جو کرے گا درگزر فرمائے گا اور اس کی جانب سے ستر (70) گنہ گاروں کی شفاعت کو قبول فرمائے گا' اور اللہ تعالیٰ کسی کے سوال کو قبول نہیں فرمائے گا امام حسین علیہ السلام کی قبر کے نزدیک مگر اس بندے کی سوالوں کو پورا کرے گا (یعنی اللہ عز وجل اسے بندے کے سوال کو پورا کرے گا جو کہ امام حسین علیہ السلام کے روضہ مقدس کے پاس کرتا ہے)۔

ابن فضل نے کہا:۔ اسی ہنگام امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام حاضر ہوئے انہوں نے ان کو اپنے پاس جگہ دی اور پیشانی کا بوسہ دینے کے بعد طوسی کی طرف ملتفت ہوئے اور آپ نے اسے فرمایا:۔ اے طوسی' بلاتردید یہ میرے بعد امام' خلیفہ اور حجت خدا ہیں ان کے صلب سے عنقریب ایک مرد ہوگا آسمانوں پر اور اس کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے لیے رضا ہوگا۔ اسے تمہاری زمین پر دشمنی کے ساتھ اور ظلم کے ساتھ زہر کے ذریعے شہید کردیا جائے گا' مگر اس کی عظمت یہ ہے کہ جو بھی اس کی زیارت اس کی اس حالت مسافرت میں مگر وہ یہ یقین رکھتا ہو کہ وہ اپنے والد گرامی کے بعد امام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف

سے اس کی اطاعت کو فرض کیا گیا ہے تو پھر وہ زائر ایسے ہوگا کہ جیسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر رہا ہو۔

7۔ وسائل الشیعہ ج10 ص435 'بحار الانور ج102 ص34 'عیون اخبار الرضا ج2 ص258 'الامالی شیخ صدوق ص119 'جامع الاخبار ص30 'پر ایسی مقدس خبر تحریر ہے جو کہ امام رضا علیہ السلام کی مظلومیت کے ساتھ ساتھ یہ واضح کرتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور آپکا کس بلندی پر مقام ہے۔ساتھ ہی ساتھ یہ امید دلاتی ہے کہ گزشتہ گزشتہ ہے اب تو امام رضا علیہ السلام سے اپنا روابط قائم کرلو' یہ مثال ایسی ہے اگر فرعون کے ساتھ رہو گے تو غرق ہو جائے گا' اگر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہو گے تو نجات پا جاؤ گے۔کیا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب متقی وصالح افراد تھے؟ مگر ساتھ رہنے کا کس قدر فائدہ ہوا' اللہ سبحانہٗ ہمیں حقیقی طور پر خلوص کے ساتھ رہنے کا ساتھ دینے کا بھرپور موقع فراہم فرمائے۔

وما توفیقی الاباللہ اب خبر ملاحظہ فرمائیں۔

"عن النعمان بن سعد قال :. قال امیر المومنین علیہ السلام' سیقتل رجل من ولدی بارض خراسان بالسم اسمہ اسمی' و اسم ابیہ ابن عمران موسیٰ علیہ السلام' الا فمن زارہ فی غربتہ غفراللہ ذنوبہ ماتقدم منھا و ماتاخر' ولوکانت مثل عدد النجوم و قطر الامطار و ورق الاشجار"

مفہوم ومنطوق:۔ نعمان بن سعد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:۔میری اولاد میں سے ایک مرد کو ظلم وستم کے ساتھ زہر دے کر خراسان کی سرزمین میں عنقریب قتل' شہید کردیا جائے گا اس کا نام میرے نام جیسا ہے اور اس کے والد

گرامی کا نام عمران کے فرزند ارجمند موسیٰ علیہ السلام پر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس شخص کے تمام گناہ اپنی رحمت سے محو ودرگزر کردے گا چاہے وہ گناہ اس کے گزشتہ ہوں یا آئندہ ہوں ان گناہوں کی مثال چاہے ستاروں کی مقدار کے برابر ہو اور چاہے بارش کے قطرات کی مانند ہو یا چاہے وہ گناہ درختوں کے پتوں کے برابر ہو شرط یہ ہے کہ وہ اس (امام رضاؑ) کی زیارت اس کی مسافرت کی حالت میں کرے (یعنی مشہد مقدس میں جا کر کرے)۔

8۔ بحارالانوار ج102 ص35 'الامالی شیخ صدوق ص121 'وسائل الشیعۃ ج10 ص435' عیون اخبار الرضا ج2 ص259 جامع الاخبار ص31' روضۃ الواعظین ص235 'ان مقدس کتب میں ایسی روایت مذکور ہے کہ جو جنت میں جانے کی نوید دیتی ہے اور کئی شہیدوں کا ثواب عطا فرماتی ہے۔ اسی حدیث مذکورہ سے یہ بھی خبر ملتی ہے کہ کبیر گناہوں کو بھی شفاعت سے درگزر کردیا جائے گا ہم حضرات محمد آل محمد علیہم السلام کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں کم ہے مگر اس سے مراد یہ بھی نہیں کہ ہم گناہوں کو ترک ہی نہ کریں بلکہ جب اس مقدس مقامات پر حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہو تو حقیقی توبہ کریں اب روایت کو بندہ آنے والی سطروں میں تحریر کرتا ہے۔

عن حمزة بن حمران قال :۔ "قال ابوعبدالله عليه السلام يقتل حفدتی بارض خراسان فی مدينة يقال لها طوس من زاره اليها عارفاً بحقه اخذته بيدی يوم القيامة وادخلته الجنة' و ان كان من اہل الكبائر 'قلت' جعلت فداك و ما عرفان حقه؟ قال يعلم انه مفترض الطاعة غريب شهيد' من زاره عارفاً بحقه اعطاه الله عزوجل اجر سبعين شهيداً ممن استشهاد بين رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حقيقة.

مفہوم ومنطوق:۔حمزہ بن حمران سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہ والسلام علیہ فرماتے ہیں:۔میرے فرزند کے ایک بیٹے کو صوبہ خراسان کے شہر جس کو طوس کہتے ہیں قتل' شہید کر دیا جائے گا(یعنی امام رضا علیہ السلام) جو بھی اس کے (امامت) حق کی معرفت رکھتے ہوئے اس کی زیارت (مشہد مقدس) کو جائے گا تو میں قیامت کے دن زائر کا ہاتھ' اپنے ہاتھ میں پکڑ کر خود اسے جنت میں داخل کروں گا' اگر چہ وہ زائر کبیر گناہوں کا ارتکاب کر چکا ہو(راوی نے عرض کیا ہے) میں نے عرض کیا۔یا امام آپ پر قربان ہو جاؤں آپ فرمائیں ان کا حق کیا ہے جس کی معرفت رکھی جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ زائر اس مسافر شہید کے بارے میں جانتا ہو کہ ان کی اطاعت فرض ہے پس جو اس بارے میں معرفت رکھتا ہو ان (امام رضاؑ) کی زیارت کرے۔اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ستر (70) شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا' وہ شہید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہید ہوئے ہوں۔ایسے مسلمان جو حقیقی طور پر شہید ہوئے ہوں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قلباً ولساناً واعمالاً ایمان رکھتے ہوئے)۔

9۔ الامالی شیخ صدوق' ص120 وسائل الشیعہ ج10 ص442 مع حاشیہ' بحار الانوار ج102 ص41 (امالی میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ یہ روایت نقل ہے) جامع الاخبار ص30 (تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ درج ہے) کامل الزیارات ص 307 'بحار الانوار ج 102 ص 35 'روضہ الواعظین ج1 ص 234 'ان مقدس کتابوں میں مکمل واضح وروشن ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام سے عقیدت رکھنے کے کس قدر فیوضات وفوائد ہیں ہزاروں حج کا ثواب ملتا ہے بلند وبالا مقامات پر لاتعداد انعامات کے ساتھ جگہ عطاء فرماتا ہے۔تھوڑی سے عقل رکھنے والا ان فوائد سے آشنا ہو سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ محمد وآل محمد علیہم السلام کے پر خلوص عقیدت مندوں میں شامل فرمائے۔روایت کو کھلے دماغ سے توجہ

فرمائیں اور محمد وآل محمد علیہم السلام کے گن گائیں جو کچھ بھی ہے ان ہی کے وجود مقدس سے ہے اب روایت کو زیر نظر کرتا ہوں۔

عن سليمان بن حفص (و عن يحيىٰ بن سيلمان المازنى) سمعت موسىٰ بن جعفر عليه السلام يقول ' من زار قبر ولدى على كان له عندالله عزوجل سبعون حجة مبرورة ' قلت. سبعين حجة مبرورة؟ قال نعم سبعين الف حجة ' قلت سبعين الف حجة ' قال فقال . رب حجة لاتقبل من زاره او بات عنده ليلة كان كمن زارالله فى عرشه ' قلت . كمن زار الله فى عرشه؟ قال. نعم ازا كان يوم القيمة كان على عرش الله ' عزوجل اربعه من الاولين و اربعة من الآخرين ' فامّا الاوّلون فنوح و ابراهيم و موسىٰ و عيسىٰ ' و اما الاربعة الآخرون فمحمد و على و الحسن والحسين ' ثم يمد المطمر فيقعد معنا زوار قبور الائمة الا انّ اعلاها درجة و اقربهم حبوة زوار قبر ولدى على عليه السلام.

مفہوم ومنطوق:۔ جناب سلیمان بن حفص اور جناب یحییٰ بن سلیمان مازنی سے ذرا سے اختلاف کے ساتھ الگ الگ منقول ہے آپ دونوں فرماتے ہیں۔ہم نے سنا۔امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں جو بھی میرے بیٹے (امام رضا علیہ السلام) کی قبر مطہر کی زیارت کو جائے گا تو مجھے معلوم ہے اس زوار کے لیے اللہ سبحانہ ستر (70) خالص حج کا ثواب واجر مرحمت فرمائے گا۔ہم نے عرض کیا: ستر (70) خالص حج؟ آپؑ نے اپنی شان وشوکت جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ہے کے مطابق اضافہ کرتے ہوئے فرمایا: ۔ستر (70) ہزار حج کا ثواب! یہ تعداد حج کہنے کے بعد ہم نے ذرا سا سکوت کیا تو اس سکوت کو توڑتے

ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ مکہ جانے والوں کے بہت سے حاجیوں کا حج بھی قبول نہیں کیا جاتا بلکہ میں اپنے بیٹے کے بارے میں حج کے اجر کے علاوہ یہ بھی تمہیں بتاؤں کہ جو میرے بیٹے کی قبر مقدس کے پاس رات عبادت میں جاگ کر گزارے گا ایسے ہی جیسے وہ اللہ سبحانہ کے عرش معلّٰی پر اللہ سبحانہ کی زیارت کرے (اس کی قدرت ورحمت کی) ہم نے پھر عرض کیا:۔ ایسی زیارت کہ اس کے عرش معلّٰی پر اللہ کی زیارت؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ یہ ہی نہیں بلکہ جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ زائرین اللہ عز وجل کے عرش معلّٰی پر آٹھ بزرگواروں کو بھی دیکھیں گے جو کہ ان زائرین کا استقبال کریں گے ان میں سے چار گزشتہ زمانے کے ہوں گے اور چار آخری زمانے کے ہوں گے۔ ان میں حضرت نوح' حضرت ابراھیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہوں گے وہ چار دیگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت علی' امام حسن اور امام حسین علیہم السلام ہوں گے۔ پس یہ ہم آئمہ طاہرین کی زیارت کرنے والے ہمارے ساتھ بیٹھیں گے مگر سب سے اعلیٰ درجہ میں اور زیادہ انعام حاصل کرنے والے زائرین وہ ہوں گے جو میرے بیٹے علی رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک کی زیارت کرنے والے ہوں گے۔ سبحان اللہ۔

10۔ بحارالانورج 102 ص 41 ' کامل الزیارات ص 304 پر وہ روایت درج ہے کہ دین اسلام کے پہلے غزوہ کی یاد دلاتی ہے اور ان کے شہداء کی عظمت کے بارے میں علم ہوتا ہے اس روشنی میں امام رضا علیہ السلام کے زائرین کے بلند و بالا مقام کا علم ہوتا ہے۔ روایت ملاحظہ فرمائیں۔

عن علی بن عبداللہ قطرب' عن ابی الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام قال ' مَربہ ابنہ وھوشابٌ حدث و بنوۃ مجتمعون عندہ قال ۔ انّ ابنی ھذا یموت فی ارض غربۃ' فمن زارہ مسلماً لأمرہ عارفا بحقہ کان عنداللہ جل و عز کشھداء بدر".

مفہوم و منطوق:۔علی بن عبداللہ بن قطرب سے منقول ہے انہوں نے ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ ان کے پاس بہت سے اصحاب تھے اور ان سے ہم کلام تھے کہ اس ھنگام ان کا بیٹا پاس سے گزرا وہ اس وقت شباب کی حدود میں تھے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ بدون شک میرے اس فرزند (رضا) کو مسافرت کی زمین میں ذائقہ موت (شہادت) چکھائیں گے پس اس کے بعد جو بھی ان کو امامت کو مانتے ہوئے اور ان کی ولایت کے بارے میں معرفت رکھتے ہوئے زیارت کرے گا وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے قریب ایسا ہوگا جیسے غزوہ بدر کے شہید ہیں۔

11۔ بحاالانوار ج 102 ص 31 ' وسائل الشیعہ ج 10 ص 445 جامع الاخبار ص 31 ' روضۃ الواعظین ص 233 'عیون الاخبار الرضا ج 2 ص 255 ' پر روایت درج ہے کہ جس میں فیوضات ہی فیوضات ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ سبحانہ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر نوازا ہے کہ پوری مخلوق میں ان کی عظمت وشان تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ مندرجہ ذیل روایت کو پڑھ کر سوائے کلمہ سپاس گزاری اور شکر کے کوئی اور کلمہ ادا نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں آیات مقدسہ ان روایات کی گواہی اور شہادت کے لیے کافی ہیں اگر انسان غفلت کی عینک کو اتار کر مطالعہ کرے۔ یہ رضا علیہ السلام فخر کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھویں خلیفہ اور جانشین ہیں اب روایت کا مطالعہ فرمائیں۔

عن علی بن الحسن بن فضال' عن ابیه " عن ابی الحسن الرضا علیه السلام' انّه قال . ان بخراسان لبقعة یاتی علیها زمان تصیر مختلف الملائكة' فلایزال فوج ینزل من السماء، و فوج یصعد' الی ان ینفخ فی الصور فقیل له' یا ابن رسول الله و ایة بقعة هذا؟ قال علیه

السلام ' بی بارض طوس و ھی واللہ روضة من ریاض الجنة' من زارنی فی تلک البقعة کان کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ' و کتب اللہ تبارک و تعالی له بذلک ثواب الف حجة مبروة والف عمرة مقبولة و کنت انا ء آبائی شفعاء ه یوم القیامة"

مفہوم ومنطوق :۔ جناب علی بن حسن بن فضال اپنے والد محترم سے روایت منقول فرماتے ہیں کہ امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ بلاتردید خراسان میں ایک مقدس گنبد ہوگا کہ عنقریب فرشتوں کا آنے جانے کا مقام بنے گا' ایک گروہ کثیر فرشتوں کا آئے گا آسمان سے اور ایک گروہ اس بقعہ کی زیارت کر کے آسمان کی جانب جائے گا۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ یہ عظیم الشان خبر سن کر آپ علیہ السلام کے حضور عرض کیا گیا:۔ یا ابن رسول اللہ علیہ السلام یہ مقدس بقعہ خراسان کے کون سے علاقے میں ہوگا؟ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ وہ سرزمین مبارک شہر طوس کی ہوگی' خدا کی قسم وہ جگہ جنت کے گلستان میں سے ایک گلستان کی ہوگی' پس جو بھی کوئی وہاں میری زیارت کے لیے آئے گا ایسے ہی ہے کہ جیسے میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو آیا ہو اور اللہ تبارک وتعالی ایسے زائر کے نامہ اعمال میں ایک ہزار خالص حج کا اور ایک ہزار مقبول عمرہ کا ثواب واجر لکھے گا۔ قیامت کے ہولناک والمناک دن میں خود اور میرے آباؤ اجداد اس کے شفیع بنیں گے ہماری شفاعت اللہ سبحانہ کے دربار سے رد نہیں کی جائے گا" شکر اللہ"

12۔ بحار الانوار ج 102 ص 32 ' جامع الاخبار ص 31 ' روضۃ الواعظین ص 233' الامالی شیخ صدوق ص 62 ' عیون اخبار الرضا ج 2 ص 256 پر عظیم الشان خبر مذکور ہے کہ جس میں معصوم علیہ السلام نے اپنی مظلومیت ومصیبت کے ساتھ ساتھ یہ بتایا ہے کہ ہمارا تو مقام اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک

بہت بلند ہے مگر جو افراد دل و جان سے ہمارے ساتھ بندھے ہوئے ہیں ہم سے روابط مستحکم رکھتے ہیں ہمارے لیے جیتے ہیں اور ہمارے لیے مرتے ہیں ان کا درجہ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بلند ہے یہاں تک کہ ان کو ہمارا رفیق بنایا جائے گا۔قرآن مجید کی ایک مقدس آیت کا بھی یہ ہی مفہوم ہے کہ اس دن ہر ایک کو اپنے امام و پیشوا کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ افراد جن کے پیشوا اور امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ (12) جانشین اور خلیفہ و امام ہیں۔روایت کو پڑھیں اور پھر شکرانہ کی نمازیں ادا کرتے رہیں ''الحمدللہ''

عن ابی الصلت عبدالسلام بن صالح الهروی قال '' سمعت الرضا علیه السلام یقول ' والله مامنّا الا مقتول شهید' فقیل له فمن یقتلک یا ابن رسول الله ؟ قال شر خلق الله فی زمانی یقتلنی بالسّم' ثم یدفنی فی دار مضیعة و بلادغربة' ألا فمن زارنی ' فی غربتی کتب الله عزوجل له اجر مائة الف شهید ' و مائة الف صدیق' و مائة الف حاج و معتمر' و مائة الف مجاهد' و حشر فی زمرتنا' و جعل فی الدرجات العلی من الجنة رفیقنا۔

مفہوم اور منطوق:۔ابوصلت عبدالسلام بن صالح هروی سے منقول کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:۔میں نے خود امام رضا علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ہم میں سے کوئی بھی نہیں مگر قتل و شہید کر دیا جاتا ہے۔یہ المناک جملہ سن کر حاضرین نے کہا:۔یا ابن رسول اللہ آپ کو کون بدبخت شہید کرے گا؟ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔اللہ سبحانہ کی مخلوق میں سے ایک شریر میرے زمانے میں مجھے زہر سے قتل کرے گا پھر مجھ کو ہارون رشید (تنگ جگہ) کے پاس غریب الوطنی میں دفن کر دیا جائے گا۔مگر اس کے

باوجود میری عظمت کے بارے میں متوجہ رہو کہ جو اس غریب الوطنی میں میری زیارت کو آئے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ میری خاطر اس کے لیے اجر وثواب ایک لاکھ شہید کا' ایک لاکھ صدیق کا' ایک لاکھ حج اور عمرہ کا' اور ایک لاکھ جہاد فی سبیل اللہ کا لکھے گا' یہ ہی نہیں بلکہ اس زائر کو ہمارے ساتھ محشور کیا جائے گا اور ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ جنت میں اسے بلند وبالا درجات کے ساتھ ہمارا رفیق بنایا جائے گا'' الحمدللہ''۔

13۔ بحارالانوار ج102' وسائل الشیعۃ ج10 ص444 'بشارۃ المصطفیٰ ص22' جامع الاخبار ص32' الامالی شیخ صدوق ص119 'روضۃ الواعظین ص233' ثواب الاعمال ص98' عیون اخبار الرضا ج2 ص257 'کامل الزیارات ص306 '

عن احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطی قال :۔ قرات کتاب ابی الحسن الرضا علیه السلام' ابلغ شیعتی انّ زیارتی تعدل عندالله عزّوجلّ الف حجة ' قال :۔ فقلت لابی جعفر علیه السلام. الف حجةٍ؟ قال علیه السلام ای والله الف الف حجةٍ لمن زاره عارفاً بحقهٖ

مفہوم ومنطوق :۔ احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے خود امام علی رضا علیہ السلام کی لکھی ہوئی تحریر پڑھی ہے۔ آپ علیہ السلام نے لکھا تھا کہ میرے ماننے والوں کو یہ خوش خبری لازمی پہنچاؤ کہ میری زیارت پر آنے کا اجر وثواب اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ایک ہزار حج ہے۔ بزنطی فرماتے ہیں میں نے اس عبارت کے بارے میں امام محمد تقی سے استفسار کیا کہ امام رضا علیہ السلام کی ایک زیارت ایک ہزار حج کے برابر ہے؟ تو امام محمد تقی علیہ السلام نے نہایت سخاوت مندانہ انداز سے فرمایا کہ نہ بلکہ میری جانب سے ایک ہزار حج ایک ہزار حج (دس لاکھ) کے برابر ہے مگر اس کے لیے شرط ہے کہ جو بھی میرے والد حضرت رضا علیہ السلام کی امامت اور ولایت کے بارے میں معرفت رکھتا ہو کہ یہ سب کچھ

رسول اللہ کے فرمانے سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

14۔ بحارالانوار ج 102 ص 33 ' الامالی شیخ صدوق ج 1 ص 119 ' جامع الاخبار ص 29 روضۃ الواعظین ص 234 ' عیون اخبار الرضا ج 2 ص 258 ' پر روایت درج ہے جس میں معصوم علیہ السلام نے معرفت کے ساتھ زیارت کرنے والوں سے اس سخت دن میں شفاعت کا وعدہ کر رکھا ہے "شکر اللہ کے اس ہولناک دن میں اللہ سبحانہ کے نمائندے موجود ہیں جب وہ اس کی اجازت سے شفاعت کر کے اس ہولناک دن میں محفوظ رکھیں گے"۔

عن احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطی قال : سمعت الرضا علیه السلام " مازارنی احد من اولیائی عارفا بحقی الا تشفعت فیه یوم القیامة"

مفہوم اور منطوق:۔ احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے کانوں سے امام رضا علیہ السلام سے سنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "جو بھی ہمارے محبوں میں سے کوئی میری زیارت کرے گا اس حالت میں کہ وہ میری محبت کے ساتھ ساتھ میری امامت اور ولایت کی معرفت رکھتا ہو تو قیامت کے دن اگر اس کے سر پر گناہوں کا وزن ہوا تو بھی اس کی محشر کے دن شفاعت کروں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دن ہمیں شفاعت کا حق دیا ہو گا"۔

15۔ بحارالانوار ج 102 ص 33 ' جامع الاخبار 29 ص ' روضۃ الواعظین ص 234 ' الامالی شیخ صدوق ص 118 ' عیون اخبار الرضا ج 2 ص 255 پر روایت تحریر ہے کہ جس میں معصوم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کئی غزوات کا اور جو فی سبیل اللہ خرچ کیا ہے امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے ساتھ مربوط کیا ہے معصوم علیہ السلام نے زیارت کرنے کی شرط فقط امام رضا علیہ السلام کے حق

کی معرفت رکھی ہے۔ اللہ سبحانہ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں امام رضا علیہ السلام کی بھی معرفت عطا فرمائے جیسے معرفت محمد مصطفیٰ وعلی علیہم السلام کی ہے۔ یعنی امامت اور ولایت کی معرفت اگر یہ معرفت ہے تو اس میں مزید اضافہ فرمائے "الہی آمین" روایت پر توجہ فرمائیں پھر امام رضا علیہ السلام کے گن گائیں۔

عن الحسين بن زيد ' عن الصادق عليه السلام قال : سمعته يقول " يخرج رجل من ولد ابني موسى اسمه اسم امير المومنين صلوات الله عليهم فيدفن في ارض طوس وهي بخراسان يقتل فيها بالسم فيدفن فيها غريباً من زاره عارفا بحقه اعطاه الله عزوجل اجر من انفق قبل الفتح و قاتل ".

مفہوم اور منطوق :۔ حسین بن زید سے منقول ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کے استاد محترم امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے خود ان کی بارگاہ میں حضور کے وقت سنا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا "میرے فرزند موسی کاظم کو اللہ تبارک وتعالیٰ ایک بیٹا دے گا اس کا نام امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نام پر ہوگا پس اس کی مدفون گاہ سرزمین طوس ہوگی اور یہ خراسان کا علاقہ ہوگا۔ دفن اس لیے کیا جائے گا کہ اس کو غریب الوطنی میں زہر سے شہید کیا جائے گا' جو بھی اس کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے (امامت وولایت) اس کے روضہ مقدس کی زیارت کو آئے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس عارف وزائر کو اتنا اجر دے گا کہ جیسے اس نے مکہ المکرمہ کی فتح سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد بالنفس و جہاد بالمال کیا ہو۔ وہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ باوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بھی ہوگیا" سبحان الله".

16۔ بحار الانوار ج102 ص34 'جامع الاخبار 30' الامالی شیخ صدوق ص120 'روضۃ الواعظین

ص235 ' کامل الزیارت ص305 ' پر روایت میں تھوڑے سے اضافہ کے ساتھ' عیون اخبار الرضاج 2 ص259 ' پر روایت تحریر ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے زائر کو مخلوق کے حساب و کتاب کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عزت ووقار سے بیٹھایا جائے گا۔روایت حاضر خدمت ہے۔

عن ایوب بن نوح' عن ابی جعفر الثانی علیه السلام قال " من زار قبرابی بطوس غفر الله له ماتقدم من ذنبه و ماتاخر ' فاذا کان یوم القیامة نصب له منبر بحذاء منبر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتیٰ یفرغ الله من حساب عبادهٖ.

مفہوم ومنطوق:۔ جناب ایوب بن نوح سے منقول کیا گیا ہے کہ انہوں نے امام نہم جانشین رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد تقی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا" جو بھی میرے والد محترم رضا علیہ السلام کی زیارت کو آئے گا' اس زیارت کا یہ فائدہ ہوگا کہ اللہ سبحانہ اس زائر کے گزشتہ اور آئندہ کے سب گناہوں کو بخش دے گا' یہ ہی نہیں جب قیامت ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے پاس اس کا بھی شاندار آرام کی خاطر منبر لگایا جائے گا۔ یہاں تک کہ اپنے بندوں کے حساب سے اللہ تعالیٰ سے فارغ ہوجائے گا"۔

17۔ بحارالانوار ج102 ص34 ' وسائل الشیعۃ ج10 ص433 ' جامع الاخبار ص31 ' الامالی شیخ صدوق ص121 ' عیون اخبار الرضاج2 ص255 ' کامل الزیارات ص304 ' پر روایت ثبت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے اپنے زائر سے کس قدر محبت کرتے ہیں کہ قیامت کے ہولناک دن میں جب محمد و آل محمد علیہم السلام کی اللہ سبحانہ کی طرف سے حکمرانی تام ہوگی تو اس ہنگام مکمل مدد فرمائیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت ایمانی جذبات اور اخلاص سے کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔اب روایت کو پڑھ لیجئے حاضر ہے۔روضۃ الواعظین ص235 پر بھی درج ہے۔

عن حمد ان الدیوانی قال: قال الرضا علیه السلام "من زارنی علی بعد داری' اتیته یوم القیامة فی ثلاث مواطن حتی اخلصه من اهوالها' اذا تطایرت الکتب یمیناً و شمالاً ' و عندالصراط و عندالمیزان".

مفہوم ومنطوق:۔حمدان دیوانی سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام سے فرمایا جو بھی میرے روضے کی زیارت کرنے کے لیے دور سے آئے گا' تو میں بھی اس کی خاطر قیامت کے دن اس کو قیامت کی ہولناک زحمت سے بچانے کی خاطر آؤں گا۔وہ ہولناک تین مقام ہوں گے جس وقت نامہ اعمال کی کتابوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا جائے گا' جب نامہ اعمال کی خاطر پل صراط پر روکا جائے گا اور جب نامہ اعمال کو مقام میزان پر رکھا جائے گا۔

18۔ بحارالانوار ج102 ص36 'الامالی شیخ صدوق ص654 'پر روایت مذکورہ ہے کہ جو کہ سفر کی صعوبت برداشت کرتا ہے اس کا بھی اجر دیا جائے گا۔وہ پریشانی چاہے موسم کی طرف سے ہو یا کسی اور وجہ سے ہو۔اللہ سبحانہ امام رضا علیہ السلام کی خاطر اس کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔وسائل الشیعۃ ج10 ص439 پر یہ بھی روایت درج ہے۔

عن عبدالعظیم الحسنی قال: سمعت ابا جعفر الثانی علیه السلام یقول "مازارابی علیه السلام احدفاصابه اذی من مطراو برد او حَر الا حرّم الله جسده علی النار".

مفہوم ومنطوق:۔عبدالعظیم حسنی سے منقول ہے آپ نے فرمایا۔میں نے خودامام محمد تقی علیہ السلام سے

سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جو میرے والد گرامی علیہ السلام کی زیارت کو آئے گا اگر سفر میں اسے بارش یا سردی یا گرمی نے پریشان کیا تو اللہ سبحانہ اس کو اس پریشانی پر صبر کرنے کی خاطر اور میرے والد محترم رضا علیہ السلام کی خاطر تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کردے گا''۔

19۔ بحار الانوار ج 102 ص 36' وسائل الشیعہ ج 10 ص 441 'عیون اخبار الرضا ج 2 ص 254 پر روایت ہمیں مقدس مقامات پر جانے کے فوائد سے آگاہ کرتی ہے کہ اگر سب سے زیادہ فائدہ ہے تو ہم محمد و آل محمد علیہم السلام کے مقدس روضوں پر جانے کا ہے۔ اللہ سبحانہ ہمیں صحت و سلامتی عطا فرمائے اور اپنے رزق سے ہمیں کبھی محروم نہ فرمائے تاکہ ان مقدس ترین اللہ سبحانہ کے نمائندوں کی زیارت گاہوں پر جا سکیں۔

عن یاسر الخادم قال : قال الرضا علیه السلام " لاتشدد الرحال الی شئی من القبور الا قبورنا الا وانی مقتول بالسم ظلماً و مدفون فی موضع غربة فمن شدر حله الی زیارتی استجیب دعانو و غفرله ذنبه"

مفہوم ومنطوق:۔ یاسر خادم سے منقول کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا:۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ کسی کی بھی قبروں پر جانے کی خاطر اپنے آپ کو تیار و آمادہ نہ کرو مگر ہماری قبروں پر آنے کے لیے آمادہ کرتے رہا کرو۔ توجہ کرو' توجہ کرو مجھ کو (رضا علیہ السلام) ظلم وستم کے ساتھ زہر دے کر شہید کردیا جائے گا' مجھے پردیس میں دفن کردیا جائے گا' پس جو بھی اس بے وطنی میں مجھ رضا کی زیارت کی خاطر اپنے وطن سے چل پڑے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس زیارت کے طفیل اس کی دعاؤں کو قبول کرے گا اور اس کے گناہوں کی بھی مغفرت فرمائے گا۔

20۔ بحار الانوار ج 102 ص 36 'عیون اخبار الرضا ج 2 ص 136 یہ جملات حدیث کے ضمن

میں ہیں۔ وسائل الشیعہ ج10 ص439 ذرا سے اختلاف کے ساتھ روایت درج ہے کہ جس میں امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت کرنے سے حضرات آئمہ اہلبیت علیھم السلام اللہ سبحانہ کے حضور شفاعت کریں گے۔ جس کی بناء پر اللہ سبحانہ مشمول مغفرت اور رحمت فرمائے گا روایت پر توجہ فرمائیں۔

عن عبدالسلام بن صالح الهروی قال :. دخل الرضا عليه السلام القبة التی فیہا قبر هارون الرشيد ثم خط بيده الى جانبه ثم قال "هذا تربتی و فیہا ادفن و سيجعل الله هذا المكان مختلف شيعتی و اہل محبتی' والله مايزورنی منهم زائر ولا يسلم على منهم مسلم الا وجب له غفران الله و رحمته بشفاعتنا اهل البيت.

مفہوم و منقوق:۔ عبدالسلام بن صالح ہروی سے بزرگوں نے منقول کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام ایک قبہ میں داخل ہوئے کہ جس کے نیچے ہارون الرشید کی قبر تھی آپ علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اس قبر کے ایک جانب خط کھینچا پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ یہی میری تربت ہے اور اس جگہ مجھے دفن کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ عنقریب اس مکان کو میرے شیعوں اور میرے اہل محبوں کو آنے جانے کا بنائے گا یعنی زیارت کرنے آئیں گے۔ خدا کی قسم جو بھی ان میں سے میری زیارت کرنے آئے گا وہ جیسا بھی ہو مگر ہم اہل بیت علیہم السلام کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا اور مشمول رحمت قرار دے گا۔

21۔ بحار الانوار ج102 ص36 'وسائل الشیعہ ج10 ص439 ' پر روایت درج ہے جس میں امام رضا علیہ السلام کی قبر مبارک کے نزدیک دو رکعت پڑھنے کا بے حد ثواب ہے کہ جس سے زائر کی عزت میں مغفرت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ اس مسافر زائر کے جسد کو عذاب سے محفوظ رکھتا ہے

اگر بارش کا کوئی قطرہ اس کے چہرے پر آن پڑتا ہے روایت کا اب مطالعہ فرمائیں۔

عن عبدالسلام بن صالح الهروی قال :. سمعت الرضا علیه السلام یقول :. انی ساقتل بالسم مسموماً و مظلوماً و اقبر الی جنب هارون و یجعل الله عزوجل تربتی مختلف شیعتی و اہل بیتی فمن زارنی فی غربتی و جبت له زیارتی یوم القیامة والذی اکرم محمداً صلی الله علیه وآله وسلم بالنبوة و اصطفاه علی جمیع الخلیقة لا یصلی احد منکم عند قبری رکعتین الا استحق المغفرة من الله عزوجل یوم یلقاه' والذی اکرمنا بعد محمد صلی الله علیه وآله وسلم بالا مامة و خصنا بالوصیة ان زوار قبری لاکرم الوفود علی الله یوم القیامة' ومامن مومن یزورنی فتصب وجهه قطرة من السماء الا حرم الله عزوجل جسده علی النار"۔

مفہوم ومنطوق:۔عبدالسلام بن صالح هروی سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:۔میں نے خود امام رضا علیہ السلام سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔عنقریب مجھ کو زہر سموم سے ظلم وستم کے انداز میں قتل کر دیا جائے گا اور میری قبر هارون کے کنارے بنائی جائے گی۔اس ہنگام اللہ تبارک وتعالیٰ میری تربت کو میرے گھرانے والوں اور میرے شیعیوں کے لیے زیارت گاہ میں تبدیل کردے گا' پس جو میری غریب الوطنی میں میری زیارت کو آئے گا تو قیامت کے دن مجھ پر اسکی زیارت واجب ہوگی' ہم آپس میں ملاقات کریں گے۔اس کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے صاحب اکرام بنایا اور تمام مخلوق میں سے منتخب کیا جو بھی دو رکعت نماز میری قبر کے نزدیک پڑھے گا تم میں سے تو اللہ تبارک وتعالیٰ روز ملاقات

اسے مستحق مغفرت قرار دے گا اور اس کی قسم جس نے ہم آل محمد علیہم السلام کو صاحب اکرام بنایا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امامت کے منصب سے نوازتے ہوئے اور ہمیں خصوصیت عطا کی اس کے اوصیاء قرار دے کر بے شک میری قبر کے زائر بلند ترین وفود ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن اور جس مومن پر جو بھی میری زیارت کو آئے گا اگر زیارت کے دوران اس کے چہرے پر آسمان سے بارش کا کوئی بھی قطرہ پڑ جائے تو اللہ سبحانہ جل شانہ اس کے جسم کو جہنم کے لیے حرام قرار دے گا۔

22۔ بحارالانوار ج 102 ص 37 ' وسائل الشیعۃ ج 10 ص 436 ' عیون اخبار الرضا ج 2 ص 256 ' پر روایت مذکور ہے کہ طوس کی سرزمین امام رضا علیہ السلام کی وجہ سے جنت کی جگہ قرار دی ہے کہ جو بھی وہاں آتا ہے امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے تو قیامت کے دن اسی وجہ سے وہ امن سے رہے گا۔

عن ابی باشم جعفری قال " سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول " انّ بین جبلی طوس قبضۃ قبضت من الجنۃ من دخلها کان آمناً یوم القیامۃ من النار"

مفہوم ومنطوق:۔ ابو ہاشم جعفری سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے سنا آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ بے شک دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان طوس کا علاقہ ہے جو کہ جنت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے جو اس میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی غرض سے داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جہنم سے محفوظ رکھے گا۔

24۔ بحارالانوار ج 102 ص 37 ' عیون اخبار الرضا ج 2 ص 256 ذرا سے اختلاف کے ساتھ ' وسائل الشیعۃ ج 10 ص 437 ' پر حدیث وروایت تحریر ہے کہ جو بھی امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے

لیے آتا ہے۔شرط فقط اتنی سی ہے کہ وہ محمد وآل محمد علیھم السلام پر دل وجان وزبان سے ایمان ویقین رکھنے والا ہوتو خود یہ معصومین علیہم السلام جنت میں لے جانے کی ضمانت دیتے ہیں۔حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن عبدالعظیم الحسنی ' عن ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیھما السلام قال۔ حتمت لمن زار ابی علیه السلام بطوس عارفا بحقه الجنة علی الله تعالی۔

مفہوم ومنطوق: عبدالعظیم حسنی سے منقول ہے کہ انہوں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ جو بھی میرے والد محترم امام رضا علیہ السلام کے حق کو پہچانتا ہوا۔طوس میں جاکر زیارت کرے تو اس معرفت کی بناء پر اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔امام رضا علیہ السلام کے حق سے مراد اس کی امامت وولایت کی معرفت ہے۔

25۔ بحارالانوار ج 102 ص 37' وسائل الشیعہ ج 10 ص 437 ' کامل الزیارۃ ص 306 تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ المزار ص 196 ' عیون اخبار الرضا ج 2 ص 257 پر روایت تحریر ہے کہ مولا امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت کا اجر معصوم علیہ السلام نے قسم کے ساتھ کہا ہے جنت ہے روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔

وفی روایت علی بن مھزیار قال۔ قلت لابی جعفر الثانی علیه السلام مالمن زار قبر الرضا علیه السلام قال الجنة والله۔

مفہوم ومنطوق:۔علی بن مہزیار نے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ جو امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو جاتا ہے اس کے واسطے آپ فرمائیں کیا ہے؟امام ابوجعفر محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا:۔خدا کی قسم میرے والد گرامی امام رضا علیہ السلام کی زیارت قبر

کا اجر اللہ سبحانہ کے نزدیک جنت ہے۔

26۔ وسائل الشیعہ ج 10 ص 437 'عیون اخبار الرضاج 2 ص 257 'بحار الانوار ج 102 ص 37 'پر روایت درج ہے کہ معصوم علیہ السلام نے بار بار قسم کھا کر فرمایا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا اجر جنت ہے۔ خداوند عالم کا بندہ اور نمائندہ یوں ہی قسم نہیں کھاتا کیوں ان کا وعدہ اور قسم بھی اللہ سبحانہ کے حکم کے مطابق ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ ہم سب کو بار بار امام رضا علیہ السلام اور ان کے معصوم آباء اجداد اور اور ابناء کے مقدس روضوں کی زیارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عن ابن اسباط قال. سالت ابا جعفر علیه السلام مالمن زار والدك بخراسان ؟ قال علیه السلامْ الجنة والله الجنة والله".

مفہوم و منطوق :۔ ابن اسباط سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام سے استفسار کیا کہ آپ علیہ السلام کے والد گرامی امام رضا علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کا کتنا فائدہ ہے اگر خود خراسان طوس جا کر کی جائے؟ امام تقی علیہ السلام نے فرمایا "واللہ جنت ہے واللہ جنت ہے"۔

27۔ وسائل الشیعہ ج 10 ص 444 'بحار الانوار ج 102 ص 37 'عیون اخبار الرضاج 2 ص 258 'کامل الزیارات ص 305 پر حدیث درج ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو دیگر مستحی کاموں واعمال سے بھاری اور افضل ہے۔

عن محمد بن سیلمان قال. سالت ابا جعفر علیه السلام عن رجل حج حجة الاسلام فدخل متمتعاً بالعمرة الی حج فاعانه الله تعالیٰ علی حجة و عمرة' ثم اتی المدینة فسلم علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم' ثم اتی اباك امیر المومنین علیه السلام عارفاً بحقة یعلم انه حجة

اللہ علی خلقه و بابه الذی یوتی منه فسلم علیه' ثم اتی ابا عبداللہ علیه السلام فسلم علیه ثم اتی بغداد فسلم علی ابی الحسن موسی علیه السلام' ثم انصرف الی بلاده فلما کان فی ہذا الوقت رزقه اللہ تعالیٰ مایحج به فایهما افضل هذا الذی حج حجة الاسلام یرجع ایضا فیحج اویخرج الی خراسان الی ابیک علی بن موسیٰ الرضا علیه السلام فیسلم علیه؟ قال. بل یاتی خراسان فیسلم علی ابی علیه السلام افضل"۔

مفہوم اور منطوق:۔ محمد بن سلیمان سے منقول کیا گیا ہے کہ انہوں نے نے فرمایا۔ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے استفسار کیا کہ ایک شخص حج کے ارادے سے حجۃ الاسلام کو عمرہ تمتع کی نیت سے مکہ المکرمہ میں داخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ حج اور عمرہ واجب جو اس پر تھا انجام دینے کے بعد وہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدس میں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ امیر المومنین علی بن ابی طالب آپ کے جد بزرگوار کے روضہ مقدس پر حاضری دیتا ہے کہ آپ علیہ السلام حجت اللہ ہیں اور وہ مقدس دروازہ ہیں جس کی وجہ سے اللہ سبحانہ کی مزید معرفت حاصل ہوتی ہے وہاں سلام عرض کرنے کے بعد ابا عبداللہ امام حسین علیہ السلام کے روضہ مقدس پر زیارت کی خاطر حاضری دیتا ہے اور سلام کرنے کے بعد وہ بغداد میں امام موسیٰ کاظم کے روضہ مقدس پر حاضری دیگر سلام عقیدت عرض کرنے کے بعد اپنے شہر لوٹ جاتا ہے۔

پس اللہ سبحانہ اس کے رزق میں مزید اضافہ کرتا ہے اور اس حالت میں حج کا موسم بھی آجاتا ہے اب وہ چاہتا ہے کہ اس بار نیز حج' حجۃ الاسلام بجالائے یا وہ آپ علیہ السلام کے والد گرامی امام رضا علیہ

اسلام کی زیارت کرنے طوس میں حاضری دے کون سا اس میں عمل افضل ہے؟
امام تقی علیہ السلام نے یہ تمام سننے کے بعد فرمایا کہ اب اس پر حج تو واجب نہیں رہا مستحب ہے تو اس مستحب دو عمل میں سب سے زیادہ مستحب عمل میرے والد محترم امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی خاطر خراسان شہر طوس میں جانا افضل ہے" سبحان اللہ"۔
بحار الانوار ج 102 ص 38، وسائل الشیعۃ ج 10 ص 438 عیون اخبار الرضا ج 2 ص 28۔
260 پر روایت نقل کی گئی ہے کہ جس میں امام معصوم علیہ السلام واضح طور پر بیان فرماتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت گروہ کے گروہ افراد کے گناہوں کی مغفرت کا موجب بنتی ہے اور اگر راستے میں جو سختیوں کو برداشت کرتے ہیں وہ قدرتی ہی کیوں نہ ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر جہنم کو حرام قرار دے دیتا ہے۔ روایت کو ملاحظہ فرمائیں اور امام رضا علیہ السلام سے عشق بڑھائیں۔

عن عبدالعظیم الحسنی قال. سمعت علی بن محمد العسکری علیہ السلام یقول اہل قم واہل آبۃ المغفور لہم لزیار تہم لجدی علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام بطوس' الا و من زارہ فاصابہ فی طریقۃ قطرہ من السماء حرم اللہ جسدہ علی النار"۔

مفہوم ومنطوق:۔ عبدالعظیم حسنی سے منقول کیا گیا ہے آپ فرماتے ہیں میں نے خود سنا ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا:۔ اہل قم واہل آبہ میرے جد بزگوار امام رضا علیہ السلام بن موسیٰ کی طوس کے روضہ مبارک کی زیارت کی بناء پر مغفرت یافتہ ہیں۔ جان لو جو بھی امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو جاتا ہے اور اس سفر میں اگر راستے میں بارش کے قطرات یا قطرہ اس پر پڑ گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا جسم اس کی وجہ سے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔

29۔ بحارالانوار ج 102 ص 38 ' وسائل الشیعہ ج 10 ص 437 ' عیون اخبار الرضا ج 261 ' پر روایت مذکور ہے کہ جس میں خود امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو بھی انسان میرے حق امامت ولایت کو دل وزبان سے قبول کرتا ہوا میرے روضہ مقدس کی زیارت کو آئے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ میری محبت کی وجہ سے جو اس زائر کے دل میں ہے اس کے گزشتہ اور آئندہ تمام گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔روایت آپ کے اب زیر نظر ہے۔

عن وشاء قال' قال الرضا عليه السلام' انی ساقتل بالسم مظلوماً فمن زارنی عارفاًبحقی غفرالله ماتقدم من ذنبه و ماتاخر"

مفہوم ومنطوق:۔آپ کے صحابی وشاء سے منقول کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: عنقریب زہر کے ساتھ مظلومانا انداز میں مجھ کو قتل کر دیا جائے گا' پس جو بھی انسان میری امامت کی معرفت رکھتا ہوا میری زیارت کو آئے گا تو اس زیارت کا یہ عظیم الشان فائدہ ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو پردہ مغفرت میں محو کردے گا۔

30۔ بحارالانوار ج 102 ص 38 ' عیون اخبار الرضا ج 2 ص 261 ' وسائل الشیعہ ج 10 ص 441 ' کامل الزیارات ص 306 ' پر روایت بزرگان دین نے رقم کی ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام سے استفسار کیا ہے کہ کون سی زیارت کرنا افضل تر ہے۔امام جواد علیہ السلام نے فرمایا کہ زیارتیں معصومین علیہم السلام سب کی افضل ہیں مگر میرے والد گرامی امام رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک کی زیارت کی شان ہی اور ہے روایت حاضر خدمت ہے۔

عن علی ابن مهزيار قال. قلت لابی جعفر عليه السلام. جعلت فداك زيارة الرضا عليه السلام افضل ام زيارة ابی عبدالله عليه

السلام؟

فقال " زيارة ابى عليه السلام افضل ' و ذلک انّ ابا عبدالله عليه السلام يزوره كل الناس و ابى عليه السلام لايزوره الا الخواص من الشيعة"

مفہوم و منطوق:۔ ابن مہزیار سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے امام جوادالائمہ محمد تقی علیہ السلام سے عرض کیا یا سیدی آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں۔ آپ یہ تو فرمائیں کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت افضل ہے یا سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ میرے والد محترم امام رضا علیہ السلام کی زیارت افضل ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو بلاتفریق تمام انسان زیارت کرنے آتے ہیں مگر میرے والد محترم امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو شیعوں میں سے خاص افراد آئیں گے۔ علامہ مجلسی نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مخالفین بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جاتے ہیں لیکن رضا علیہ السلام کی زیارت کو وہ نہیں جاتے مگر جو خاص افراد ہیں اور وہ شیعہ ہیں' یا اس کا معنی یہ ہے کہ جو شیعوں میں مختلف مذہب ہیں وہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو نہیں آتے مگر وہ آتے ہیں جو بارہ (12) اماموں کی امامت کے قائل ہیں کیونکہ جو کہتا ہے کہ میرا امام رضا ہے وہ اس کے بعد کہیں توقف نہیں کرتا بلکہ وہ امام مہدی علیہ السلام تک امامت کے قائل ہے۔

31۔ بحارالانوار ج102 ص39 'وسائل الشیعۃ ج10 ص438 'عیون اخبار الرضاؑ ج2 ص 264' پر روایت مرقوم ہے کہ جس میں امام رضا علیہ السلام شاعر دعبل سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شیعہ غریب الوطنی میں میری زیارت کرنے کو آئے گا تو قیامت کے دن اس کی مغفرت تو اللہ سبحانہ کرے گا مگر روز قیامت جس جگہ اللہ سبحانہ ہمیں آرام و سکون سے درجہ دے گا اسی مقام پر میرے زائر کو بھی جگہ عطا

کی جائے گی۔ روایت کو آنکھوں کی روشنی قرار دیں۔

عن عبدالسلام بن صالح الهروی (فی حدیث دعبل) ان الرضا علیه السلام قال له لا تنقضی الایام واللیالی حتیٰ تصیر طوس مختلف شیعتی و زواری ألا فمن زارنی فی غربتی بطوس کان معی فی درجتی یوم القیامة مغفورا له۔

مفہوم ومنطوق:۔ عبدالسلام بن صالح هروی سے منقول کیا گیا ہے کہ انہوں نے شاعر دعبل خزاعی سے گفتگو میں امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ آپ اس سے فرمارہے تھے۔ ابھی دنوں اور راتوں میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوگا کہ طوس شہر میں میرے شیعوں کا اور میرے زواروں کا آنے اور جانے کا راستہ بن جائے گا سمجھ لو جو بھی میری غریب الوطنی میں میری زیارت کو آئے گا خود شہر طوس میں تو اللہ سبحانہ اس کے گناہوں سے اس کی مغفرت فرمائے گا یہ ہی نہیں بلکہ روز قیامت اس زائر کو ہماری پرسکون جگہ میں جگہ عنایت فرمائے گا'' سبحان اللہ''

32۔ بحارالانوار ج 102 ص 39' وسائل الشیعہ ج 10 ص 440 ' کامل الزیارات ص 306 ثواب الاعمال ص 89' کتاب المزار ص 196 'پر روایت درج ہے کہ امام تقی علیہ السلام نے امام رضا علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کو جنت کا قول دیا ہے۔ روایت پڑھیں۔

عن علی بن مهزیار قال. قلت لابی جعفر علیه السلام. مالمن اتی (زار) قبر الرضا علیه السلام؟ قال. "الجنة والله"۔

مفہوم ومنطوق:۔ علی بن مہزیار سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کیا۔ یا سیدی جو امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت کرتا ہے اس کے لیے کیا ثواب و

اجر ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب دیا'' واللہ اس کے لیے جنت ہے''۔

33۔ بحارالانوار ج 102 ص 40' وسائل الشیعۃ ج 10 ص 433 کامل الزیارات ص 303 ' پر حدیث مذکور ہے کہ جس میں امام تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ والد گرامی امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا اجر اس زائر کے لیے جو آپ کے روضہ مقدس پر جاتا ہے فقط جنت ہی ہے'' شکر اللہ'' روایت کا مطالعہ فرمائیں۔

عن داود الصرمی عن ابی جعفر علیہ السلام قال. سمعتہ یقول ''من زار قبر ابی فلہ الجنۃ''.

مفہوم ومنطوق:۔ داود الصرمی سے منقول کیا گیا ہے کہ وہ امام محمد تقی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے آپ علیہ السلام سے خود سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ جو بھی میرے والد بزرگوار کی قبر مقدس کی زیارت کو جاتا ہے اس کو اس زیارت کے عوض جنت عطا کی جائے گی'' سبحان اللہ''۔

34۔ بحارالانوار ج 102 ص 41 ' وسائل الشیعۃ ج 10 ص 440' کامل الزیارات ص 306 ' پر روایت رقم ہے جس میں باب الحوائج حضرت امام موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت کا فائدہ جنت فرمایا گیا ہے۔ روایت پر توجہ فرمائیں یہ سب ایمان و یقین کی باتیں ہیں۔

عن زید النرسی ' عن ابی الحسن موسیٰ علیہ السلام قال'' من زار ابنی ھذا و اوما بیدہ الی ابی الحسن الرضا علیہ السلام فلہ الجنۃ''.

مفہوم ومنطوق:۔ زید نرسی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول کیا گیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو بھی میرے اس بیٹے کی زیارت کرے اور اس گھڑی اشارہ

ان کا امام رضا علیہ السلام کی جانب تھا کہ اس کو اس زیارت کا اجر جنت کی صورت میں دیا جائے گا۔

35۔ بحار الانوار ج 102 ص 44 ' پر روایت مذکور ہے جس میں خود امام رضا علیہ السلام نے اپنے روضہ مقدس پر آنے کی دعوت دی ہے اور اس دعوت میں چند ایک فوائد بھی ذکر کیے ہیں۔

ذکر فی کتاب فصل الخطاب عن الرضا علیہ السلام انه قال " من شد رحله الی زیارتی استجیب دعائوہ و غفرت له ذنوبه' فمن زارنی فی تلک البقعة کان کمن زار رسول الله صلی علیه و آله وسلم ' و کتب الله له ثواب الف حجة مبرورة والف عمرة مقبولة' و کنت انا و آبائی شفعاء ه یوم القیامة' و هذه البقعة روضة من ریاض الجنة' و مختلف الملائکة' لایزال فوج ینزل من السماء و فوج یصعد' الی ان ینفخ فی الصور"

مفہوم و منطوق:۔ کتاب فصل الخطاب میں امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے بلاشک و تردید یہ فرمایا۔ جو بھی میرے روضہ کی زیارت کے لیے راستے کی زحمت اٹھائے گا اس کی دعائیں قبول ہوں گی اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا جو بھی اس بقعہ میں میری زیارت آ کر کرتا ہے ایسے ہی ہے جیسے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کی ہو۔ اور اللہ سبحانہ اس زیارت کا اجر ایک ہزار حج خالص اور ایک ہزار عمرہ مقبول کا عطا فرماتا ہے۔ میں بھی خود اور میرے آباؤ اجداد قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے۔ میرا یہ روضہ جنت کے باغات میں ہیں سے ایک باغ ہے اور ملائکہ کے آنے جانے کی جگہ ہے اور یہ سلسلہ فرشتوں کا آسمان سے آنے کا اور پھر آسمان کی طرف سے میرے روضہ سے لوٹ جانے کا اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے صور کو پھونکا نہیں جائے گا

یعنی روز قیامت کے آنے تک۔

36۔ وسائل الشیعہ ج 10 ص 446 'عیون اخبار الرضا ج 2 ص 260' پر روایت مذکور ہے کہ جب اہل قم سے مولا رضا علیہ السلام کی زندگی میں مشرف ہوئے تو مولا رضا علیہ السلام ان کو بعد کے آنے والوں کو بھی خوش بخت بننے کی خبر سنائی روایت کو پڑھ لیں سب معلوم ہو جائے گا۔

عن ابی الصلت الهروی قال کنت عندالرضا علیه السلام فدخل علیه قوم من اهل قم فسلموا علیه فرد علیهم و قربهم ثم قال لهم الرضا علیه السلام "مرحبا بکم واهلا فانتم شیعتنا حقاً وسیاتی علیکم یوم تزورونی فیه تربتی بطوس الافمن زارنی و هو علی غسل خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه"

مفہوم ومنطوق:۔ابوصلت ہروی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں اپنے سید وسردار امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا کہ اسی ہنگام اہل قم کے کچھ افراد وارد ہوئے اور انہوں نے کمال ادب سے امام رضا علیہ السلام کو سلام عرض کیا۔آپ علیہ السلام نے بھی ان کو سلام کا جواب دیا اور ان کو اپنے نزدیک بیٹھنے کو فرمایا اور متوجہ کر کے فرمایا تم ہمارے ہو تم پر سلامتی ہو۔تم ہی ہمارے حقیقی شیعہ ہو عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے جب تم میرے روضہ کی طوس میں آ کر زیارت کرو گے تم بھی غور سے سنو اور دوسروں کو بھی کہو کہ جو بھی میرے روضہ کی زیارت کو آئے گا اور وہ زیارت کرنے سے پہلے غسل کرے تو ایسے ہو گا جیسے اس کے تمام گناہ دھل گئے ہوں اس جیسا ہو جائے گا کہ جیسے وہ گناہوں سے پاک تھا جب وہ اپنی والدہ سے پیدا ہوا تھا۔

37۔ وسائل الشیعہ ج 10 ص 446 'عیون الاخبار الرضا ج 2 ص 262' پر روایت ذکر ہوئی

ہے کہ جس میں امام علی نقی علیہ السلام نے مولا امام رضا علیہ السلام کی قبر مقدس کی زیارت کا ذکر کیا ہے اور پھر زیارت کرنے کے فیوض بھی بتائے ہیں لیکن شرط یہ لگائی ہے کہ قطع رحم کرنے والا نہ ہو اور نہ ہی بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرنے والا ہو۔ اللہ سبحانہ ہمیں نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ روایت کی قرات فرمائیں۔

عن الصقربن دلف قال. سمعت سيدى على بن محمد بن على الرضا عليه السلام يقول "من كانت له" الى الله حاجة فليزر قبر جدى الرضا عليه السلام بطوس و هو على غسل وليصل عندراسه ركعتين' ويسائل الله تعالىٰ حاجته فى قنوته فانه يستجب له مالم يسال ماثما اوقطعية رحم' ان موضع قبره لبقعة من بقاع الجنة ' لا يزورها مومن الا اعتقه الله تعالىٰ من النار' ادخله دار القرار"

مفہوم و منطوق: ۔ صقر بن دلف سے منقول کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ۔ میں نے اپنے سید و سردار امام علی نقی علیہ السلام سے خود سنا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ۔ جو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ سے حاجت طلب کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے میرے جد بزگوار امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک کی زیارت سے پہلے فیض حاصل کرے وہ ان کی ضریح مقدس میں جانے سے پہلے غسل کرے اور ان کے سر مبارک کی جانب جا کر دو رکعت نماز حاجت قائم کرے پھر اسی نماز کے قنوت میں اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا تذکرہ کرے اسے چاہیے اس حالت میں نہ قطع رحم کا سوال کرے اور نہ ہی کسی گناہ کا ذکر کرے۔ بے شک امام رضا علیہ السلام کی قبر مقدس کی جگہ جنت کے گنبدوں میں سے ایک گنبد ہے' اس بقعہ کی مومن زیارت نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس زائر کو جو زیارت کرتا ہے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے "سبحان اللہ"۔

اقوال امام رضا علیہ السلام

1۔ الکافی ج1 ص11 'امام رضا علیہ السلام نے فرمایا' ہر شخص کا دوست اس کی عقل ہے اور اس کا دشمن خود اس کا جاہل پن ہے۔

2۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ فقہی کی علامات بردباری اور خاموشی ہے۔(الکافی ج1 ص36)

3۔ الکافی 1 ص96 'آپ نے فرمایا:۔ جو بھی تلاوت کرتا ہے "قل هو الله احد " اور اس کلمہ پر ایمان بھی رکھتا ہو بیشک اس نے توحید کو پہچان لیا آپ سے استفسار کیا گیا کہ اس کی کس طرح قرات کی جائے آپ نے فرمایا کہ جیسے لوگ (مسلمان) تلاوت کرتے ہیں البتہ اس میں اضافہ کرلیا کرو "كذلك الله ربى 'كذلك الله ربی (میرا پروردگار اللہ ایسا ہے) (یہ قرآن پاک میں اضافہ نہیں بلکہ اس بات کا اظہار کرتا کہ اللہ سبحانہ ایسا ہی ہے)۔

4۔ الکافی ج1 ص176 :۔امام علیہ السلام نے فرمایا" الرسول' النبی اور امام میں یہ فرق ہے۔

الرسول علیہ السلام :۔ بے شک رسول کے پاس جبرائیل آتے ہیں پس وہ ان کو دیکھتے ہیں' اور ان کے کلام کو وہ کلام کو سنتے ہیں' ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور بعض اوقات وہ خواب میں بھی دیکھتے ہیں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔

النبی علیہ السلام:۔ کبھی یہ کلام سنتے ہیں کبھی یہ خود شخص کو دیکھتے ہیں اور کبھی نہیں سنتے۔

الامام علیہ السلام:۔ یہ کلام کو سنتے ہیں مگر شخص کو نہیں دیکھتے۔

5۔ الکافی ج1 ص:187 ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ اطاعت اللہ میں لوگ ہمارے عبید ہیں اور دین اسلام میں ہمارے دوستدار ہیں یہ حاضر افراد غیر حاضر افراد کو پہنچا دیں۔

6۔ الکافی ج1 ص193 :۔ یقول علیہ السلام۔ آئمہ الطاہرین علیہم السلام اللہ عز وجل کی زمین پر اس کے خلیفہ ہیں۔

7۔ الکافی ج1 ص198 :۔ یقول علیہ السلام۔ بے شک امامت کا منصب الانبیاء علیہم السلام کی منزلت میں ہے اور اوصیاء کا ورثہ ہے' وبلا تردید امامت اللہ تعالیٰ کی خلافت کا منصب ہے' رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کا عہدہ ہے' امامت امیر المومنین علیہ السلام کا مقام ہے' امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی میراث ہے۔ زمام دین اسلام ہے' امامت کا منصب مسلمانوں کی زندگی کا نظام ہے' امامت سے دنیا کی اصلاح ہوتی ہے اور منصب امامت مومنین کے لیے عزت کا سرمایہ ہے امامت کا منصب ہی اسلام کی بنیاد ہے (اس سے مراد بارہ اماموں علیہم السلام) کی امامت ہے۔

8۔ الکافی 1 ص198 :۔ آپؑ نے فرمایا: امام علیہ السلام پاک و پاکیزہ ہوتا ہے ہر طرح کے گناہوں سے' اور بری ہوتا ہے ہر طرح کے جسمانی عیوب سے' مخصوص و مخصوص ہوتا ہے علم سے (کوئی بھی ان کا علم کے کسی میدان میں مقابلہ نہیں کرسکتا) بردباری سے اس کو سب پہچانتے ہیں (یعنی زمانے میں ان جیسا کوئی بھی بردبار نہیں ہوتا) نظام دین اسلام اسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے' تمام مسلمانوں کے لیے باعث افتخار ہوتا ہے' منافقین کے لیے غیظ وغضب کا باعث ہوتا ہے اور کافروں کے لیے ہلاک کا سبب ہوتا ہے۔

9۔ الکافی ج1 ص208 :۔ آپؑ نے فرمایا' جب آپ علیہ السلام سے اللہ سبحانہ کے قول و علامات وبالنجم هم يهتدون" کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا' العلامات سے مراد ہم آئمہ معصومین ہیں اور النجم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

10۔ الکافی ج1 ص220 :۔آپ نے فرمایا' چاہے ابرار افراد کے اعمال ہوں چاہے فاجر افراد کے اعمال ہوں۔سب کے سب عمل بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے رکھے جاتے ہیں۔

11۔ الکافی ج1 ص220 :۔آپ نے فرمایا' جب امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آپ آئمہ طاہرین کا انکار کرنے والا اور انکار نہ کرنے والا کیا دونو ایک جیسے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا' جتنے بھی ہمارا انکار کرنے والے ہیں ان کو دو گناہ ہیں اور جتنے بھی ہمارا اقرار کرنے والے ہیں ان کو دو نیکیاں ہیں۔

12۔ الکافی ج5 ص59 :۔آپ نے فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ جب میری امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ناتوانائی دکھائے گی تو اس کا نتیجہ ہے وہ اللہ تعالی کی طرف سے وقائع کا انتظار کرے (آفات آسمانی وزمینی وغیرہ)۔

13۔ الکافی ج5 ص:88 ۔ آپ نے فرمایا۔جو بھی اپنے اہل وعیال کی کفایت کے لیے اللہ عزوجل سے اس کے فضل کا طلب گار ہوتا ہے وہ اس مجاہد فی سبیل اللہ سے زیادہ اجر کا مستحق ہوتا ہے۔

14۔ الکافی ج7 ص440 :۔ آپ نے فرمایا:۔جب آپ علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص نے حلف اٹھایا ہے (قسم کھانا) کہ فلاں سے قطع رحم کروں گا (فلاں بھائی وغیرہ) سے قسم کھا کر کہاں کہ نہیں ملوں گا ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔گناہ کے کاموں میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور قطع رحم کرنا اس بارے میں کوئی قسم نہیں ہوتی یعنی ہر حالت میں صلہ رحم قائم رکھا جائے۔

15۔ التہذیب الاحکام ج6 ص46 :۔آپ نے فرمایا:۔جو بھی سید الشھداء امام حسین علیہ

السلام کی زیارت کرنے کی غرض سے کربلا معلیٰ فرات کے کنارے جاتا ہے وہ ایسے ہے جیسے عرش معلیٰ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیارت کو گیا ہو۔

16۔ التہذیب الاحکام:۔ج6ص104

آپؑ نے فرمایا:۔ جو بھی جہاں سے بھی اپنے مومن بھائی کی قبر پر آتا ہے اور اپنے ہاتھ کو قبر پر رکھ کر شب قدر میں سات مرتبہ "انا انزلناہ" کی تلاوت کرتا ہے تو یہ شخص یوم محشر کو امن وامان سے رہے گا۔

17۔ وسائل الشیعۃ ج5ص283 ۔ح6556 :۔ آپؑ نے فرمایا:۔ میں نے اپنے والد محترم موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے اور انہوں نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے نقل فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں جنت کے چار قصر ہیں۔ المسجد الحرام، مسجد الرسول مسجد بیت المقدس و مسجد الکوفہ۔

18۔ وسائل الشیعۃ ج5 ص320 ح6667

آپؑ نے فرمایا۔ سورج کے غروب ہونے سے پہلے چراغوں کو روشن کر دیا جائے ایسا کرنے سے مالی حالات اچھے ہوتے ہیں۔

19۔ وسائل الشیعۃ ج12 ص152 ح15920۔

آپؑ نے فرمایا۔ میرے آباؤ اجداد سے منقول کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم سب پر با اخلاق رہنا لازم ہے کیونکہ ہر حالت میں جنت میں حسن خلق ہے اور تم سب بد اخلاقی سے دور رہو کیونکہ جہنم میں بد اخلاقی لامحالہ ہے۔

20۔ وسائل الشیعۃ ج12 ص193 ح16020

آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ زبان کو محفوظ رکھنے

میں مومن کی نجات ہے'امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا جو اپنی زبان کو محفوظ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حرمت کی حفاظت کرتا ہے۔

21۔ وسائل الشیعۃ ج12 ص185 ح16036

آپ نے فرمایا۔ الفقہ (عقل مندی' فہم' دین کا علم) کی علامتیں علم ہے حلم ہے اور خاموشی ہے۔ بے شک بلا وجہ نہ بولنا یہ حکمت و دانائی کے دروازوں میں سے ایک عظیم دروازہ ہے بے شک خاموش رہنے سے محبت ملتے ہیں اور یہ خاموشی ہر ایک خیر کی دلیل ہے۔

22۔ وسائل الشیعۃ ج14 ص325 ح19320

آپ نے فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ جو میری ایمانی جذبات کے ساتھ زیارت کرے زندگی میں یا بعد میں بے شک اس نے اللہ تعالیٰ (اس کی عظمتوں و نور) کی زیارت کی۔ النبی (صلی اللہ علیہ وآ وسلم) کا درجہ و مقام سب سے بلند ترین مقام و درجہ میں سے ہے۔ پس جس نے اس درجہ و مقام کا ایمانی جذبہ سے یقین رکھتے ہوئے زیارت کی تو جنت میں ان کے ساتھ اعلیٰ وارفع مقام پر ہوگا اور بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔

23۔ وسائل الشیعۃ ج14 ص598 ح19893

آپ نے فرمایا:۔ جو بھی مومن ہمارے بارے میں شعر کہتا ہے اور ہماری تعریف و مداح سرائی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شاعر مومن کے لیے جنت میں انعام کے طور پر ایسا شہر بناتا ہے جو اس دنیا سے سات برابر بڑا ہے اور شہر میں اس سے ملاقات کرنے کے لیے تمام مقرب فرشتے آتے ہیں اور تمام نبی مرسل آتے ہیں۔

24۔ وسائل الشیعۃ ج14 ص504 ح19696

آپ نے فرمایا:۔ یوم عاشورہ کو جو اپنی دنیاوی حاجتوں کو ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور

آخرت کی حاجتوں کو بر لاتا ہے اور جو یوم عاشورہ کو امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو یاد کر کے رونے دھونے میں گزار دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کا دن اس کے لیے خوشی اور مسرت کا قرار دے گا اور جنت میں اس کا اچھا مقام ہوگا۔

اور جو یوم عاشورہ کو یوم برکت قرار دے گا اور اپنے گھر میں اسی وجہ سے ذخیرہ کرے گا تو اس کے لیے بالکل برکت نہ ہوگی جو کچھ اس نے جمع کیا اور قیامت کے دن اس کا حشر یزید' عبید اللہ بن زیاد اور عمر بن سعد لعنھم اللہ کے ساتھ ہوگا اور جہنم کے سب سے نچلے درک میں ہوں گے۔

25۔ وسائل الشیعة ج15 ص193 ح20256

آپؑ نے فرمایا:۔ مومن اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اس میں تین صفات نہ ہوں۔ راز کی باتوں کو چھپانا' سب لوگوں سے اخلاق سے پیش آنا' مصائب اور نقصانات میں صبر کرنا۔

27۔ وسائل الشیعة ج15 ص196 ح20261

آپؑ نے فرمایا:۔ جو توحید کا اقرار کرتا ہو اور ہر طرح کی تشبیہ کی توحید کے ساتھ نفی کرتا ہے۔ رجعت کا یقین کے ساتھ اقرار کرتا ہے کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہے وہ ہی حقیقی طور پر مومن ہے اور ہم آل محمد علیھم السلام کا شیعہ ہے۔

28۔ وسائل الشیعة ج16 ص75 ح21021

آپؑ نے فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک مومن کی مثال مقرب فرشتے کی مثال جیسی ہے اور بے شک مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرب فرشتے سے بھی زیادہ عظمت والا ہے جو مومن اور مومنہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو کوئی اور چیز پسند نہیں ہے۔

29۔ وسائل الشیعة ج16 ص155 ح21229

آپ نے فرمایا:۔ والدین کے ساتھ بھلائی کرنا واجب ہے اگر چہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔ جہاں اللہ تعالی کی نافرمانی لازم آئے اس وقت ان کا حکم ماننا واجب نہیں ہے اور نہ ہی ان کے علاوہ' بے شک اللہ تعالی کی نافرمانی اس کی مخلوق کی اطاعت میں درست نہیں ہے۔

30۔ وسائل الشیعۃ ج16 ص181 ح21291

آپ نے فرمایا:۔ جو اللہ تعالی کے دشمنوں کے ساتھ محبت کرتے ہیں وہ اللہ تعالی کے اولیاء کے دشمن ہیں اور جو اللہ تعالی کے اولیاء کے دشمن ہیں وہ بے شک اللہ تعالی کے دشمن ہیں اس وقت اللہ تبارک وتعالی یہ حق رکھتے ہیں کہ ان دشمنوں کو جہنم میں داخل کرے۔

31۔ وسائل الشیعۃ ج16 ص296 ح21588

آپ نے فرمایا:۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ بے شک فقط ابرار لوگوں کو ابرار اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ' اپنی اولاد کے ساتھ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے کام کرتے ہیں۔

32۔ وسائل الشیعۃ ج16 ص333 ح21692

آپ نے فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ میں چار قسم کے افراد کا شفیع ضرور بنوں گا اگر چہ وہ میرے پاس اہل دنیا کے گناہ لے کر آئیں۔ جو میری آل واولاد کا معین ومددگار ہو۔ جو میری آل واولاد کی حاجتیں پوری کرنے والا ہو جب وہ ان حوائج کے بارے میں مضطرب ہوں دل وزبان سے میری آل اولاد سے محبت کرے۔ اپنے ہاتھوں اور قوت سے ان کا دفاع کرے۔

33۔ وسائل الشیعۃ ج25 ص12 ح31002

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ جو کو گندم پر ایسے برتری ہے جیسے ہم محمد وآل محمد علیھم السلام کو تمام

انسانوں پر ہو کوئی ایسا نبی نہیں گزرا مگر اس نے جو کھانے کے لیے دعا نہ کی ہو کیونکہ اس وجہ سے اس کے لیے برکت ہے جو کھانے سے تمام شکم کی بیماریاں خارج ہو جاتی ہے جو تمام انبیاء طاہرین کی غذاء ہے اور یہ ابرار افراد کا طعام ہے اللہ تعالیٰ نے کسی خوراک کو انبیاء کے لیے قرار نہیں دیا مگر جو کو۔

34۔ وسائل الشیعۃ ج25 ص154 ح31499

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ انار کھانے سے قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور اولاد خوبصورت اللہ سبحانہ عطا فرماتے ہیں۔

35۔ وسائل الشیعۃ ج27 ص141 ح33426

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو ہمارے فرمان کو زندہ رکھتا ہے۔ راوی نے سوال کیا۔ آپؑ کے فرمان کو کیسے زندہ رکھا جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو ہمارے علوم کو سیکھے پھر اسی علوم کو عوام الناس کو سکھائے۔

36۔ وسائل الشیعۃ ج28 ص338 ح34901

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ شریعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن تک منسوخ نہیں ہوگی اور نہ ہی قیامت کے دن تک کوئی نبی آئے گا۔ پس جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قرآن جیسی کتاب کا دعویٰ کرے اس کاذب کا خون ہر اس کے لیے مباح ہے جو بھی ایسے ویسے کے بارے میں سنے۔

37۔ وسائل الشیعۃ ج28 ص339 ح34904

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ جو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے وہ مشرک ہے اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایسی نسبت دیتا ہے جس سے اس کو منع کیا گیا ہے تو وہ

کافر ہے۔

38۔ مستدرك الوسائل ج2 ص155 ح1681

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اگر لوگ کھانا پیٹ بھر کر نہ کھائیں تو اس انداز سے ان کے بدن استقامت والے بنیں گے (یعنی بھوک رکھ کر کھانا)۔

39۔ مستدك الوسائل ج2 ص294 ح2007

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے موسیٰ بن سیار سنو جو بھی ہمارے محبوں میں سے محب کسی جنازہ کے ساتھ دفنانے کی غرض سے جاتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ختم ہو جاتے ہیں جیسے اس کی والدہ ماجدہ نے ابھی جنا ہو اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

40۔ مستدرك الوسائل ج2 ص441 ح3411

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے ابا محمد جب مومن کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس صبر کا یہ اجر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صابر کو ایک ہزار شہیدوں کے برابر اجر و صلہ دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدد ﴿1﴾

محمد بن جریر نے جناب ابراھیم بن موسیٰ سے نقل کیا ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور آپ سے استدعا کی میری مالی مدد فرمائیں۔ آپ نے مجھ سے مدد کرنے کا وعدہ کرلیا۔

ایک روز آنحضرت گھر سے بیرون تشریف لائے میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ عرض کیا یابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عید نزدیک آنے والی ہے۔ آپ میری مدد فرمائیں۔

آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس سے زمین سے خاک ہٹائی پھر اپنے دست مبارک سے وہاں سے ایک چیز نکالی وہ طلاء سے بھری ہوئی تھی۔ مجھے تھماتے ہوئے فرمایا اس سے اپنی منفعت حاصل کرو لیکن جو کچھ دیکھا ہے فلحال کسی کو نہ بتانا۔

بشارت المومنین ص309

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاک سے درہم و دینار ﴿2﴾

محمد بن جریر نے عمارہ بن سعید سے نقل کیا ہے امام رضا علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ کیا دیکھتا ہوں ہوں کہ حضرت نے اپنا دست مبارک زمین کی طرف کیا ہے اور خاک میں سے خاک اٹھائی تو وہ درہم اور دینار میں تبدیل ہو چکی تھی۔

بشارت المومنین ص309

بِرَحْمَتِکَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

امام رضا علیہ السلام کی امامت سے انکار کی سزا(3)

ابن شہر اشوب نے حسن بن علی وشا سے نقل کیا ہے:۔ میرے آقا و سید حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے مجھے طلب فرمایا اور مجھے آپ نے خبر دی کہ اے حسن وشا، آج ہی علی بن حمزہ بطائنی کا انتقال ہو گیا ہے اور اسے قبر میں دفنا دیا ہے اور پھر دو فرشتے قبر میں داخل ہوئے پھر اس سے سوال کیے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ جواب دیا کہ اللہ سبحانہ، تیرا پیغمبر کون ہے اس نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تیرا امام کون ہے اس نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام، ان کے بعد تیرا امام کون ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام، ایک ایک امام کے بارے میں سوال کیے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کا بھی جواب میں عرض کیا، پھر دونوں فرشتوں نے پوچھا ان کے بعد تیرا امام کون ہے۔ اس نے جواب نہ دیا پھر فرشتوں نے اس کو کچھ سزا دی اور پوچھا، کون ہے ان کے بعد تیرا امام مگر کوئی بھی بطائنی نے جواب نہ دیا۔ انہوں نے پھر یہ پوچھا کیا امام موسیٰ بن جعفر کاظم (علیہ السلام) نے اس کا (علی بن موسیٰ کی امامت کا تجھے حکم نہ دیا تھا) پس اس کو سزا دی آتش کے ساتھ۔ قیامت تک اس کی قبر میں یہ آگ عذاب کے لیے جلتی رہے گی۔ میں یہ خبر سن کر کچھ عرصہ بعد آپ کی خدمت سے مرخص ہوا۔ اپنی یادداشت میں آج کی تاریخ و واقعہ لکھ لیا۔ ابھی زیادہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ اہل کوفہ نے کوفہ سے خط لکھے کہ بطائنی کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کے انتقال کا وہی وقت اور دن تھا جس کے بارے میں میرے سید اور آقا حضرت امام رضا علیہ السلام نے اطلاع دی تھی "عبرت حاصل کرو"

بشارت المومنین ص318

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو انگلیاں (4)۔

محمد بن فضیل فرماتے ہیں جس سال ہارون رشید نے خاندان برآمکہ پر اظہار غضب کیا۔ پہلے جعفر بن یحیٰی کو قتل کرادیا اور یحیٰی کو محبوس کر دیا۔ زندان میں ڈال دیا جو کچھ ان کے سر پر آیا وہ سب نے دیکھا مگر اس واقعہ سے پہلے میں امام رضا علیہ السلام کے ہمراہ عرفہ کے دن پاس ہی کھڑا تھا۔ وہ دعا کر رہے تھے۔ دعا کے بعد اپنا سر مقدس اپنے زانوں کی جانب کیا۔ میں نے نہایت ہی ادب سے سر جھکانے کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا: میں نے اللہ قادر مطلق سے استدعا کی ہے کہ جو کچھ میرے والد محترم پر آل برآمکہ نے ڈھایا ہے، تو اس کا بدلہ لے۔ اللہ سبحانہ نے میرے مظلوم والد کے بدلے کے لیے میری دعا کو قبول کر لیا ہے۔

جب ہم مکہ معظمہ سے فارغ ہو کر اپنے اپنے مقامات کی طرف پہنچے تو ابھی زیادہ دن ہی نہ گزرے تھے کہ جعفر و یحیٰی برمکی پر ہارون رشید کا غضب شروع ہو گیا۔

راوی پھر بیان کرتا ہے :۔ ایک موقع پر، میں منیٰ میں حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کے ساتھ موجود تھا۔ یحیٰی بن خالد اپنے اقرباء کے ہمراہ ہمارے پاس سے نہایت شان وشوکت سے گزرا۔

امام رضا علیہ السلام نے اس موقع پر فرمایا:۔ ان کو کیا معلوم یہ سال ان پر کیسے گزرے گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:۔ عجیب تر یہ ہے کہ ہارون رشید اور میں ان دو انگلیوں جیسے ہیں اور پھر دو انگلیوں کو ساتھ

ہی آپ نے ملا کر اشارہ کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس سر کو نہ سمجھ سکا کہ امام کیا فرمانا چاہتے ہیں مگر جب امام رضا علیہ السلام کو ہارون کے کنارے ہی دفن کیا گیا تو یہ دو انگلیوں والا واقعہ یاد آ گیا اور اس رمز کو سمجھ گیا۔

بشارت المومنین ص319

تمنا (5)

شیخ صدوق اور ابن شہر آشوب نے ابوصلت سے نقل کیا ہے۔ جب امام رضا علیہ السلام ده سرخ (دیہات کا نام) پہنچے تو نماز ظہر کا وقت ہونے والا تھا۔ وہاں کے افراد نے اور امام رضا علیہ السلام کے ہمراہیوں نے یہاں ہی نماز ظہر پڑھنے کی تمنا کی۔ پس آپ نے، اسی جگہ نماز ظہر پڑھنے کا اعلان کیا۔ وضو کے لیے پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں تو ہمارے پاس پانی موجود نہیں ہے۔

پس آپ نے اپنے دست مبارک سے زمین کو کھودنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ زمین سے پانی ابل پڑا۔ ہم سب اطرافی حیران ہوئے اور صدائے تکبیر و تحلیل بلند کی۔ آپ نے اور ہم سب نے وہاں سے وضو کیا۔ آب نہایت ہی شیریں اور عمدہ تھا اس کا اثر ابھی تک باقی ہے۔

(اس جگہ کو اب قدم گاہ کہتے ہیں)

(''زندگانی امام علی بن موسیٰ الرضا'' ص65)

بشارت المومنین ص 319

بردشت اثر حسن رقم

امامؑ وقت (6)

حسن بن علی الوشا فرماتے ہیں۔ ابھی میں واقفیۃ المذہب میں عقیدہ رکھتا تھا۔ امام رضا علیہ السلام کی امامت پر یقین نہیں تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد سے جو علمی مسائل پہنچے تھے ان کو ایک کتاب میں لکھ کر جمع کیا ہوا تھا۔ ان کے علاوہ بھی مسائل تھے۔ چاہتا تھا کہ ان پر تحقیق کروں، تحقیق کے لیے میں نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا کو انتخاب کیا۔ بنابراین۔ کتاب مسائل کو عباء میں چھپا کر۔ ان بزگوار کی منزل پر گیا۔ چاہتا تھا کہ آپ کے حضور شرفیاب ہو۔ اوران مسائل و کتاب کو آپ کو دیکھاؤں۔ پس اس امید سے ایک گوشے میں بیٹھ گیا تا کہ اجازت ملنے پر آپؑ کے حضور شرفیابی کروں۔ بہت سے لوگ آپؑ کے حضور تھے اور آپس میں بعض مصروف گفتگو بھی تھے۔ میں اسی وجہ سے فکر مند تھا کہ اپنے آپ کو حضور اقدس کے حضور کیسے پہنچاؤں کہ اس لحہ ایک نوجوان آپ کے پاس سے آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی وہ بلند آواز سے پوچھ رہا تھا کہ تم میں سے کون حسن بن علی الوشا جو دختر یاسر بغدادی کا بیٹا ہے۔ میں کھڑا ہو گیا اور کہا کہ وہ میں ہی ہوں۔ اس نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمان دیا ہے کہ یہ کتاب تجھے دوں۔ یہ کتاب آپ لے لیں۔ میں نے حیرانی و تعجب میں وہ کتاب تھام لی۔ وہاں سے دور ہوا اور ایک گوشے میں کھڑے ہو کر اس کی ورق گردانی شروع کی اور پڑھنا شروع کر دیا۔ خدا کی قسم، اس کتاب میں وہ تمام جواب تھے جن مسائل کے حل کی حاجت سے یہاں آیا تھا۔ پس اس وقت یقین کامل ہو گیا اور اعتقاد ہوا کہ آپ ہی امام وقت اور حجۃ اللہ ہیں۔ مذہب واقفیہ کو ترک کر دیا اور توبہ بھی کر لی۔ بشارت المومنین ص320

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعبل بن علی خزاعی اور امام رضاؑ کی عنایت﴿7﴾

شیخ صدوق نے عبدالسلام بن صالح ھروی سے نقل کیا ہے دعبل بن علی خزاعی فرماتے ہیں۔ میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی خاطر شہر مرو پہنچا۔

آپ نے شرف ملاقات بخشا، میں نے ابتدائی کلمات کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ یا بن رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ آپ کی شان میں قصیدہ کہا ہے اور قسم کھائی ہے کہ آپ کے آگے پڑھنے سے پہلے کسی کے بھی آگے نہیں پڑھوں گا۔ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہارا قصیدہ سننے کو تیار ہوں۔ پس اجازت ملتے ہی دعبل خزاعی نے قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔

1. مدارس آیات خلت من تلاوة
و منزل وحی مقفروالعرصیات

2. اری فیئهم فی نخیرهم متقسما
وایدیهم من فیئهم صفرات

3. اذا وتروا مدوالی و اتریهم
اکفا عن الاوتار متقبضات

4. لقد خفت فی الدنیا و ایام سعیها
و انی لارجوالامن بعد وفات

دعبل یہاں تک کہ اس شعر تک پہنچا۔

5. وقبر ببغداد لنفس زكية
تضمنها الرحمن في الغرفات

1۔ وہ گھر جو قرآنی آیات کے لیے مدراس تھے اور اہل بیت ان کی تفسیر کرتے تھے اب تلاوت سے خالی ہیں۔ جہاں نزول وحی اب مخالفوں کے ظلم و جور کی بناء پر عبادت و ہدایت سے خالی اور ویران پڑے ہیں۔

2۔ میں دیکھتا ہوں ان کے حقوق (خمس وغنائم وانفال) دوسروں نے تقسیم کر لیے ہیں اور ان کے ہاتھ ان کے ہی حق سے خالی اور تہی ہیں۔

3۔ جب بھی ان کا کوئی قتل ہوتا ہے یا ان پر ظلم وستم ہوتا ہے ان کو اتنا بےبس کر دیا ہے کہ قصاص یا دیہ کے لیے اپنا دست دراز کریں یعنی یہ بھی نہیں کر سکتے۔

دعبل فرماتے ہیں جب میں نے یہ شعر پڑھا، تو امام رضا علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو ہلا کر اور پھر فرمایا:۔ واللہ ابھی ہم ان ظلم وستم کا انتقام نہیں لے سکتے جو ہم پر وارد کیے ہیں کیونکہ کوئی بھی حکومت عدل سے نہیں (انصاف نہیں کرتی)۔

4۔ دنیا میں اپنی زندگی کے ایسے دن گزارے ہیں کہ خوف وڈر ہی رہا ہے اور مجھے بے شک اس کی امید کامل ہے کہ مرنے کے بعد مجھے امن وامان ہی ملے گا۔

امام رضا علیہ السلام نے یہ شعر سن کر اسے دعائے عافیت دی ”آمنك الله يوم الفزع الاكبر“ اللہ تعالی روز قیامت تجھے امن دے۔ تجھے امان میں رکھے۔

5۔ بغداد میں نفس ذکیہ کی قبر ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی رحمت سے اسے جنت کے حجروں کی ضمانت دی

ہے۔
یہ اشعار سننے کے بعد امام رضا علیہ السلام نے دعبل کو متوجہ کیا اور فرمایا۔ میری جانب سے اس قصیدے میں
یہ دو شعر ضمیمہ کریں۔ امید ہے تجھے اچھا لگے گا۔
میں نے عرض کیا۔ بلکہ میری خوش بختی ہوگی، یابن رسول اللہ۔ پھر حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

وقبر بطوس یالها من مصیبة
توقدفی الاحشاء بالحرقات
الی الحشر حتی یبعث الله قانما
یفرج عنا الهم و الکربات

ایک اور قبر طوس میں ہوگی کہ جو ایک عجیب مصیبت کا پتہ دے رہی ہوگی۔ آتش حسرت دل میں جلے گی۔ عجیب طرح سے نالے ہونگے اور سوز و گداز ہوگا۔ یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ سبحانہ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو ظاہر فرمائے گا کہ جس کے ذریعے غم واندوز ائل ہوں گے اور آسائش ملے گی۔
میں نے عرض کیا:۔ یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ طوس میں کس کی قبر ہوگی۔
حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ ولا تنقضی الایام و للیالی حتی تصیر طوس مختلف شیعتی و زواری۔
الافمن زارنی فی غربتی بطوس کان معی فی درجتی یوم القیامة مغفوراً لــــه :۔ ابھی رات اور دن ختم نہ ہوں گے کہ طوس میں اطراف عالم سے میری شیعوں وزائرین کا آنا جانا شروع ہو جائے گا۔ آگاہ رہو، جو بھی مجھ غریب امام کی طوس میں آکر زیارت کرے گا وہ قیامت کے دن ہر

گناہ سے معاف کیا ہوا میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا (یعنی میرے ساتھ بیٹھا ہوگا)۔

قصیدہ سننے کے بعد امام رضا علیہ السلام اپنی جگہ سے اٹھے اور کہا کہ تم ذرا انتظار کرو۔ امام رضا علیہ السلام ایک کمرے میں داخل ہوئے تھوڑی دیر بعد امام کا ایک خادم باہر آیا اور اس نے امام علیہ السلام کی طرف سے ایک سو دینار جن پر امام رضا علیہ السلام کا نام ثبت تھا مجھے تقدیم کیے اور پھر غلام نے کہا کہ آقا نے فرمایا کہ ان دیناروں کو اپنی زندگانی کے مصرف میں لانا۔

میں نے غلام سے کہا" خدا کی قسم میں دنیا کے مال کی خاطر نہیں آیا ہوں اور اس قصیدہ کو لالچ کے لیے وطمع دنیا کے لیے نہیں کہا۔ اور دیناروں کو واپس کر دیا۔ ساتھ ہی درخواست کی کہ حضرت اپنے لباس میں سے ایک لباس عطا فرمائیں تا کہ اس کے سبب شرافت ملے اور میں اس سے تبرک حاصل کروں۔

تھوڑی دیر بعد خادم واپس میرے پاس آیا اور سبز پیراہن جو خز سے بنا تھا اور دیناروں کی تھیلی مجھے تھماتے ہوئے کہا" آقا نے فرمایا ہے کہ اس تھیلی کو قبول کرو کیونکہ بہت جلد تجھے اس کی حاجت ہوگی۔ پس میں نے قبول کر لیا۔

مامون رشید کو اطلاع ملی کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی شان میں قصیدہ کہا ہے۔ مجھے اپنے حضور بلایا اور اسی قصیدہ کی فرمائش کی۔ مگر میں نے نہایت ہی استقامت وشجاعت سے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ مگر جب مامون رشید نے امام رضا کے توسل کہا تو پھر میں راضی ہوگیا۔

جب مامون رشید قصیدہ سن چکا تو اسے بہت پسند آیا اور پچاس ہزار درھم مجھے انعام دیئے۔ امام رضا علیہ السلام نے بھی مجھے اتنے ہی درھم اور عطا فرمائے۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا مولا وہ پارچہ جو آپ کے بدن مبارک سے مس ہوا ہو مجھے کرامت فرمائیں تا کہ جب موت آئے تو اپنا کفن بناؤں۔

پس حضرت امام رضا علیہ السلام نے ایک رومال سبز خز کا اور ایک انگوٹھی کہ اس کا نگ عقیق تھا مجھے دیا اور فرمایا کہ اے دعبل قم بھی جانا کہ تجھے وہاں پر فائدہ پہنچے گا اور فرمایا۔

احتفظ بهذا القميص فقد صليت فيه الف ليلةالف ركعة و ختمت فيه القرآن الف ختمه اس قمیض کی خوب حفاظت کرنا کیونکہ ایک ہزار رات تک اس میں ہر شب ہزار رکعت نماز پڑھی ہے اور ہزار قرآن ختم کیے ہیں۔

رومال کے بارے میں فرمایا کہ اس کی بھی حفاظت کرنا کیونکہ اس کی برکت سے تو مصائب سے محفوظ رہے گا۔

وہاں پر مامون رشید کا وزیر فضل بن سہل ذوالریاستین بھی موجود تھا اس نے بھی مجھے انعام دیا اور مجھے خراسانی خاص سواری میں سوار کرایا۔ جس سے باراں کے وقت محفوظ رہا جا سکتا تھا کلاہ بارانی بھی دیا جو خز سے بنا ہوا تھا جس کی قیمت اسی اشرفی کے لگ بھگ تھی۔

ہم قافلہ کے ہمراہ مرو سے عراق کی طرف چل پڑے۔ ابھی ہم قوچان ہی پہنچے تھے کہ کردی ڈاکوؤں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ مال و متاع سب کا سب لوٹ لیا حتیٰ قافلے والوں کو باندھ بھی دیا۔ میں بھی ان ہی میں شامل تھے۔ مال کو آپس میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ ان ہی میں سے ایک ڈاکو نے شعر گنگنانا شروع کر دیا۔ میرے کان کھڑے ہو گئے۔

ارى فيئهم فى نحير هم متقسماء

وايديهم من فيئهم صفرات

ترجمہ گزر گیا ہے۔ میں نے گنگنانے والے سے پوچھا یہ کس کا شعر ہے اس نے کہا یہ دعبل بن علی خزاعی کا

شعر ہے۔ میں نے کہا، میں ہی تو دعبل ہوں کہ یہ قصیدہ میں نے کہا ہے وہ آدمی عجلت کے ساتھ اپنے سردار کے پاس پہنچا جو بلندی پر نماز پڑھ رہا تھا معلوم ہوا وہ شیعیوں میں سے تھا اسے خبر دی وہ نماز کے بعد خوشی کے ساتھ آیا اور میرے برابر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ تو ہی دعبل خزاعی ہے میں نے مثبت جواب دیا۔ اس نے کہا کہ پھر اپنا پورا قصیدہ پڑھو۔ میں نے پورا قصیدہ اسے سنا دیا۔ اس نے میرے ہاتھ بندھے ہوئے کھول دیئے اور تمام قافلہ والوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ تمام مال ومتاع جو لوٹ لیا گیا تھا واپس کر دیا۔ اس طرح میری وجہ سے تمام قافلہ محفوظ رہا۔ جب ہم شہر قم پہنچے تو اہل قم نے بھی قصیدہ سننے کی فرمائش کی۔ میرے کہنے سے مسجد جامع میں بہت لوگ آ گئے۔ منبر پر جا کر میں نے امام رضا علیہ السلام کی شان میں لکھا ہوا قصیدہ سنانا شروع کیا۔ وہ سب بہت خوش ہوئے داد دی اور مجھے بہت سا مال واسباب دیا مگر جب انہوں نے سنا کہ میرے پاس حضرت کا خز کا جبہ ہے تو انہوں نے اس کی خاطر مجھے ہزار دینار دینے کا اظہار کیا میں نے صریحاً انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا اس جبہ کا بعض حصہ لینے کا اظہار کیا کہ ہزار دینار اسے دیں گے مگر میں نے انکار کر دیا۔ بالآخر قم شہر سے بھی وداع ہوئے۔

جب ہم شہر قسم کے دیہاتوں سے بھی آگے نکل گئے تو عربی جوانوں نے مجھ سے جبہ زبردستی لے لیا۔ ہم پھر قم آ گئے اور اس جبہ کی بات کی۔ مگر اب وہ جوان کسی طرح جبہ واپس دینے کو تیار نہ تھے۔ حتیٰ شہر کے بوڑھے مردوں نے جوانوں سے کہا کہ جبہ واپس کرو، مگر وہ نہ مانے، ان کی بھی نافرمانی کی۔ پس انہوں نے دعبل سے کہا کہ اب تو کوئی بھی راہ نہیں کہ جبہ واپس لیا جائے تو ان سے ہزار دینار لے لو۔ مگر میں نے انکار کر دیا۔ مگر جب مکمل مایوس ہو گیا تو درخواست کی کہ اس جبہ کا کچھ حصہ ہی مجھے دے دو۔ ان جوانوں نے یہ بات قبول کر لی معہ ہزار دینار کے اس جبہ کا ایک حصہ میرے حوالے کر دیا۔

جب میں اپنے وطن پہنچا تو یہ جان کر دکھ ہوا کہ چوروں نے گھر سے ہر چیز چوری کر لی ہے۔ پس امام رضا علیہ السلام سے وہ سو دینار جن پر آپ کا اسم مقدس ثبت تھا ہر دینار ایک ایک سو درہم میں امام رضا علیہ السلام کے شیعوں میں فروخت کیا۔ اس سے دس ہزار درہم اکٹھے ہو گئے پھر امام رضا علیہ السلام کا وہ قول بھی یاد آ گیا کہ ان کو قبول کر لو کیونکہ بہت جلد تمہیں ان کی ضرورت ہو گی۔

میری ایک کنیز تھی جس کو میں بہت ہی پسند کرتا تھا وہ آنکھوں کے عارضہ میں مبتلا ہو گئی۔ اطباء حضرات سے اس کا علاج کروایا مگر انہوں نے کہا کہ دائیں آنکھ اب قابل علاج نہیں۔ ہمارے خیال میں اس کی بینائی چلی گئی ہے مگر بائیں آنکھ کا معالجہ ہو سکتا ہے۔ ہم سعی کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ تندرست ہو جائے گی۔ مجھے یہ سن کر از حد دکھ و صدمہ ہوا۔ بے تابی سے آہ و زاری بھی کرنے لگ گیا۔ یک بار یاد آیا کہ امام علیہ السلام نے ایک رومال بھی دیا تھا جو ہر مصیبت سے نجات دے گا۔ اس جبہ مبارک کے ٹکڑے کو اس کی آنکھوں پر مس کیا اور رومال کو کنیز کی آنکھوں پر باندھ دیا۔ جب صبح بیدار ہوا تو رومال کو کھولا تو حضرت امام رضا علیہ السلام کی برکت سے کنیز کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ سالم تر اور صحیح ہو گئیں اور مکمل بہبودی حاصل کر لی تھی۔ میں نے اللہ سبحانہ کا بے حد شکریہ ادا کیا۔

زندگانی امام علی ابن رضا موسیٰ الرضاؑ ج 1 ص 220 عیون اخبار رضا جلد 2 ص 267

صلہ محبت بہت عظیم ﴿8﴾

ابوصلت ھروی فرماتے ہیں میں امام رضا علیہ السلام کے حضور مقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا:۔ اللہ کی قسم ہم میں سے (ہر ایک معصومؑ) یا مقتول ہو گا یا پھر شہید ہو گا یعنی یا زہر سے قتل کیا جائے گا یا

پھر تلوار سے شہید کیا جائے گا۔

میں نے عرض کیا۔ یابن رسول اللہ آپ کو کون شہید کرے گا؟

آپ نے فرمایا:۔ بدترین خلق خدا میرے زمانے میں مجھے زہر سے قتل کرے گی۔ پھر مجھے تنگ جگہ پر اور غیر ملک بھی دفن کریں گے۔

اے اباصلت، جو بھی مجھ مسافر کی زیارت کو آئے گا۔ اللہ سبحانہ اسے میری محبت کے صلہ میں ایک ہزار شہید اور ایک لاکھ صدیق، ایک لاکھ حج اور ایک لاکھ عمرے کا، ایک لاکھ جہاد کرنے والوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور قیامت کے روز جہاں میں ہوں گا وہ وہیں ہوگا۔ جنت میں اس کے درجات عالی ہوں گے اور ہمارا رفیق و دوست ہوگا۔

''بحار الانوار ج''49 ص283 امالی صدوق ص63

عیون اخبار الرضاج 2 ص260

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فریب نہ کھا ﴿9﴾

الحسن بن الجہم فرماتے ہیں:۔ ایک دن مامون رشید کے دربار میں بہت سے فقہاء و اہل کلام آئے ہوئے تھے۔ امام رضا علیہ السلام بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ وہ مامون رشید سے سوال کررہے تھے مامون رشید امام رضاؑ سے جواب سن کر ان سب کو مطمئن کرتا۔ جب سب سوالوں کے جواب دے چکے تو امام رضا علیہ السلام وہاں سے جانے کو آمادہ ہوئے تو میں بھی آنجناب کے ساتھ آپ کی منزل تک گیا۔ جب آپ گھر میں داخل ہوگئے تو میں نے عرض کیا۔ الحمد للہ رب العالمین کہ خلیفہ مامون رشید آپ سے راضی ہے اور

آپ کے قول کو اہمیت دیتا ہے۔ آپ کی رائے کو صائب سمجھتا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ آپ کا احترام بھی بہت کرتا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا:۔ اے حسن، تو ان باتوں سے ان اعمال سے فریب نہ کھانا بلکہ مجھ سے سن، عنقریب وہ مجھے زہر سے شہید کرے گا وہ میرے لیے ظالم ہے۔ یہ تمام خبر مجھے میرے آباء کے ذریعہ ملی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے یہ سب سنا ہے جب تک میں زندہ ہوں اس مطلب کو آشکار نہ کرنا۔

میں نے اس بات کو کسی سے بھی اظہار نہ کیا مگر حضرت امام رضا علیہ السلام کو زہر سے شہید کر دیا گیا اور آپ کو حمید ابن قحطبہ طائی کے گھر میں خلیفہ ہارون رشید کے قبہ میں ایک جانب دفن کر دیا۔

بحالانوار جلد 49 ص 284

عیون اخبار رضا جلد 2 ص- 200

یہ تحفہ نذر حسین مترجم

پتھر کی ہنڈیاں آپؑ کی کرامت(10)

جب امام رضا علیہ السلام نیشاپور سے ہوتے ہوئے سناباد کے نزدیک پہنچے تو وہاں پر ایک کوہ کے قریب تکیہ دے کر آپ نے کچھ گھڑی آرام کیا۔ اطراف کے لوگوں نے شکایت کی کہ:۔ یا مولا ہمیں کاروبار سے نفع نہیں ہے۔ ہم سنگ تراش ہیں۔ تو آپ نے اسی پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے دعا کی ”اللھم انفع به و بارك فيما يجعل فيه“ بارالہا اس کوہ میں منفعت عطا فرما اور برکت قرار دے۔ پھر آپ نے فرمایا اس سے ہنڈیا تراشیں اور اس میں مجھے غذا پکا کر دیں۔ پس آپ نے اس پتھر کی

ہنڈی میں پکی ہوئی غذاء تناول فرمائی۔ پس اس دن سے سنگ تراشوں نے اس سے پتھر کے برتن وغیرہ بنانے شروع کر دیئے اور اس میں ان کو برکت حاصل ہوئی۔

یہ محل اب کوہ سنگی کہلاتا ہے یہاں ایک بہت بڑا حوض تھا جو اب پختہ تالاب میں تبدیل ہو چکا ہے۔ زائرین اور عموم مردم یہاں اپنی طبیعت میں شادمانی محسوس کرتے ہیں۔

یہاں پر ایک مقبرہ بھی ہے۔ جس میں سید ابراہیم کی قبر ہے کہ سلسلہ سادات رضویہ کا یہ جد ہے۔ کئی پشتوں تک انہوں نے امام رضا علیہ السلام کے مزار پر نظارت بھی کی ہے۔

سلطان ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا عمادزادہ ص 63 زندگانی امام علی بن موسیٰ الرضا شجاعی گلپایگانی ص 65

سبب مرگ (11)

سلیمان بن جعفر جعفری فرماتے ہیں ہم حمراء میں چشمہ کے کنارے جو بیابان کے کنارے تھا امام رضا علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے۔ دستر خوان بچھا ہوا تھا۔ اس موقع آپ نے سر بلند کیا اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ ایک شخص تیزی سے ہماری طرف آرہا ہے تو آپ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا وہ آدمی جب پہنچا تو آپ نے اس کی طرف توجہ کی۔ آنے والے نے کہا، میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ کو بشارت دے رہا ہوں کہ زبیری کا انتقال ہو گیا ہے۔

آپ نے اپنا سر جھکایا، رنگ تبدیل ہو گیا اور آپ کے چہرہ مبارک پر زردی چھا گئی۔ پھر سر بلند کیا اور فرمانے لگے۔ کل رات جو گناہ انجام دیا ہے وہ کوئی بڑا گناہ نہ تھا پھر فرمایا:۔ وہ جو اپنے ہی گناہوں میں غرق ہوا۔ ان گناہوں نے اسے جہنم میں داخل کر دیا ہے۔

پھر آپ نے ہاتھ بڑھایا اور کھانا تناول کرنا شروع کر دیا۔ ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس کا غلام آیا۔ عرض کرنے لگا کہ آپ پر فدا ہو جاؤں۔ زبیری کا انتقال ہو گیا ہے۔

آپ نے فرمایا:۔ مرنے کا سبب کیا تھا؟ غلام نے کہا کہ اس قدر شراب نوشی کی کہ اس ہی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔

بحار انوار ص 39 جلد 49

عظمت (12)

ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی نقل کرتے ہیں کہ ہمارے بعض افراد نے بتایا کہ ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں بہت سے مال واسباب بطور ہدایہ وغیرہ لے کر حاضر ہوئے۔ مگر امام رضا علیہ السلام ہمارے مال واسباب سے بالکل متاثر نہ ہوئے۔ آثار مسرت بھی معلوم نہ ہو سکا۔ ہم نے خود ہی سے سوال کیا کہ اس مقدار میں آپؑ کی خاطر مال واسباب لائے ہیں آپ نے کیوں خوشی کا اظہار نہیں کیا۔

امام رضا علیہ السلام ہمارے مافی الضمیر سے آگاہ ہو گئے۔ آپؑ نے اپنے غلام کو آواز دی جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا پانی کا آفتابہ لاؤ اور ایک طشت لاؤ۔

غلام یہ لے کر حاضر ہو گیا۔ امام علیہ السلام۔ کرسی پر بیٹھ گئے اور غلام سے کہا کہ ہمارے ہاتھوں پر پانی ڈالیں تا کہ ان کو دھویا جائے۔ ہم یہ سب حرکات وسکنات کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ مگر یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ جو پانی آپ کے ہاتھوں پر ڈالا جا رہا ہے وہ طشت میں گرتے ہی طلا میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

ہماری حیرت کو دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا۔ قدرت نے مجھے اتنی عظمت دی ہے جو آپ لائے ہیں اس پر

میں بہت زیادہ اظہار مسرت کروں (یعنی تشکر کے الفاظ ادا کر چکا ہوں)۔

خلاصۃ الاخبار 397 ص

مناقب اہل بیت 164 ص جلد 2

مدینۃ المعاجز 475 ص

والدین کو زندہ کریں (13)

ابو جعفر محمد بن جریر تحریر فرماتے ہیں کہ معبد بن حنبل نے بتایا:۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ کے حضور فیض معنوی حاصل کرتا رہا۔ آپ سے نہایت ہی ادب سے عرض کیا۔ یا سیدی، یا مولای، لوگ آپ کے معجزات کا بہت ذکر کرتے ہیں کتنا ہی خوب ہو کہ اگر آپ بھی میرے واسطے کوئی چیز احداث کریں تا کہ میں بھی لوگوں کے سامنے اس واقعہ کو بیان کروں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تم کیا چیز چاہتے ہو۔

میں نے عرض کیا:۔ یا سیدی و مولای میرے ماں، باپ کو زندہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا، تم اپنے گھر جاؤ۔ ہم نے تیرے والدین کو زندہ کر دیا ہے۔ میں حیرت و خوشی سے بہت تیزی سے گھر پہنچا۔

یہ دیکھ کر سبحان اللہ بلند آواز سے کہا، جب میرے والدین میرے سامنے زندہ تھے اور میرا انتظار کر رہے تھے۔

اقوال:۔ اللہ سبحانہ نے ایسے کارنامے اپنے منتخب بندوں کو عطا کر رکھے ہیں اور مقام ولایت سے ایسے

واقعات صادر ہونے کچھ عجیب نہیں۔

مناقب اہل بیت جلد 2 ص 164

مدینۃ المعاجز 475 ص

علم جفر وجامعہ ﴿14﴾

ابونواس فرماتے ہیں:۔ میں نے اپنے بیان کے مطابق حضرت امام رضا علیہ السلام کی تعریف کی۔ جو میں نے لکھے ہوئے تھے۔ میرے بیانات کے بعد امام رضا علیہ السلام نے ایک رقعہ نکالا۔ جو میں نے پڑھا تھا وہ تمام ابیات اس رقعہ میں تحریر تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا۔

عرض کرنے لگا:۔ یا ولی اللہ! میں نے اپنے اس کلام کو کسی کو بھی نہیں کہا اور نہ بتایا نہ سنایا ہے۔ صرف آپ کے علاوہ اس کے بارے میں کسی کو خبر نہیں ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ تم سچ کہتے ہو مگر میرے پاس تو علم جفر ہے علم جامعہ ہے اور اس میں سب درج ہے کہ جو میری تعریف کرے یعنی مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

خلاصۃ الاخبار 401 ص

راہنمائی کا طریقہ (15)

حسن بن علی وشا فرماتے ہیں۔ مرو شہر میں میرے ساتھ ایک مرد تھا اور ہمارے ہمراہ ایک واقفیۃ مذہب رکھنے والا آدمی بھی تھا میں نے اس سے کہا، اللہ تعالی سے خوف کھا، میں بھی تیری مانند واقفیۃ

المذہب تھا پھر اللہ سبحانہ نے نور ولایت امامت سے میرا دل منور کر دیا، بدھ، جمعرات اور یوم جمعہ کو روزہ رکھ اور غسل کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کر اور اللہ تعالی سے دعا مانگ کہ تیری حالت خواب میں راہنمائی فرمائے تا کہ امام وقت کو پہچان سکے۔

جب میں گھر پہنچا تو میرے نام ایک خط آیا ہوا تھا اس کو کھولا تو یہ امام رضا علیہ السلام کا تحریر نامہ تھا۔ میں نے اسے چوما، آنکھوں سے لگایا۔ اس میں تحریر تھا کہ اس آدمی کو ہماری امامت کی دعوت کریں۔ میں نے پڑھ کر خود امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق اسی آدمی سے رابطہ قائم کیا اور اسے کہا کہ اللہ سبحانہ کی حمد کرو، اور اس ذات ابدی سے دعائیں طلب کرتا کہ تیری رہنمائی ہو سکے۔ امام رضا علیہ السلام کے تحریر نامے کی بھی اسے خبر دی اور ساتھ ہی کہا کہ جس کام کے بارے میں نصیحت کی ہے کہ روزے اور دعا کے بارے میں فراموش نہ کرنا، ضروری انجام دینا۔ ہفتہ کے دن وہ شخص صبح ہی میرے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ اشہد انه الامام المفترض الطاعة میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ امام ہیں اور ان کی اطاعت واجب ہے۔ میں نے پوچھا: ۔تمہاری یہ ہدایت کیسے ہوئی۔ اس نے جواب دیا: ۔امام رضا علیہ السلام کو رات خواب میں دیکھا۔ وہ فرما رہے تھے۔ ابراہیم، خدا کے واسطے حقیقت کا اعتراف کر۔ اور یہ خیال نہ کر خدا سبحانہ کے علاوہ کوئی ان کے حال کے بارے میں خبر نہیں رکھتا (بلکہ ہم بھی بندوں کے حالات سے اللہ سبحانہ کے حکم سے باخبر ہیں)۔

بحار الانوار جلد 49 ص 53

[illegible]

علائم امامت (16)

حصہ 1

محمد بن فضل ہاشمی فرماتے ہیں:۔ جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شہید کر دیئے گئے تو میں مدینہ منورہ میں حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کی مجلس میں حاضر ہوا۔ تھوڑی دیر بعد آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ مولا آپ اہل زمان کی مخالفت سے آگاہ ہیں۔ آپ کے والد ماجد کی شہادت کے بعد ہر کوئی آپ کے بھائیوں پر کہ فلاں بے فلاں ہو سکتا ہے۔ امامت کے عہدے کا گمان رکھتا ہے۔ میں ابھی تھوڑی دیر کے بعد عازم بصرہ ہوں۔ مجھے یقین کامل ہے جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کے قائل تھے اب وہ میرے پاس آ کر استفسار کریں گے کہ امامت کا مقام کس کے پاس ہے۔ وہ مجھ سے وہ امام وقت کے بارے میں مجھ سے علائم اور دلائل دریافت کریں گے۔ آپ سے درخواست ہے اگر مجھے علائم امامت سے باخبر فرما دیں تو میں ان کو مطمئن کر سکوں گا۔ وہ اطمینان قلب حاصل کر لیں گے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے محمد، اللہ سبحانہ قادر مطلق نے امامت کی بہت سی علامتیں مقرر کی ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا اسلحہ یعنی تلوار، زرہ و مرکب، امام وقت کے علاوہ کسی کو میسر نہیں۔ امام وقت کے علاوہ کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا کہ تلوار کو نیام سے باہر نکالے۔ زرہ کوئی بھی زیب تن نہیں کر سکتا۔ آپ کے مرکب پر ہمارے علاوہ کوئی سوار نہیں ہو سکتا۔ اللہ سبحانہ نے یہ تمام نشانیاں اور اشیاء مجھے دی ہیں۔ امام رضا علیہ السلام نے پھر ایک ایک کر کے وہ سب مجھے دکھائیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں خود ان کو جو میرے والد محترم کے محب ہیں دیکھنے آؤں گا۔

میں نے عرض کیا۔ مولائے من آپ یہ سعادت ان کو کب دیں گے؟

آپ نے فرمایا:۔ جب تو بصرہ پہنچ جائے گا تو ٹھیک تین دن بعد میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔

جب میں بصرہ پہنچ گیا تو کچھ آرام واستراحت کے بعد میرے پاس بصرہ کے بزرگ شیعہ حضرات تشریف لائے۔ ان میں محمد بن الحسن، حسین بن محمد کے علاوہ اور بہت سے تھے انہوں نے امام موسیٰ کاظم کے بارے میں پوچھا۔ میں نے عرض کیا:۔ آپ کی شہادت سے پہلے ایک دن آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ اے محمد بن فضل، تجھے یقین کرنا ہوگا کہ بہت جلد میں رحمت الٰہی میں پیوست ہو رہا ہوں۔ جب مجھے دفن کر چکیں تو یہاں بالکل نہ ٹھہرنا، فوراً تمام ودیعہ وغیرہ۔ میرے بیٹے علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کو پہنچا دینا کیونکہ وہ ہی میرا وصی ہے اور میرے بعد وہ ہی امام زمان ہے۔

پس میں آپ کی شہادت کے بعد آپ کے حکم کے مطابق مدینہ پہنچا اور تمام امانتیں وغیرہ آپ کے فرزند اور وصی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے حوالے کر دیں اور امام رضا علیہ السلام نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تین دن بعد میں پہنچ جاؤں گا۔ جتنے بھی مشکل مسائل ہوں یا سوال ہوں آپ ان کی خدمت اقدس میں پیش کر دینا۔

ان ہی میں سے ایک شخص عمرو بن حداف نامی تھا۔ ان دنوں وہ ناصبی بن چکا تھا وہ زید بن موسیٰ کی امامت کا قائل تھا۔ اس نے کہا، اے محمد بن الحسن، زید بن موسیٰ وہ مرد ہے۔ فاضل اہل بیت سے، زھد و تقویٰ میں لاثانی ہے۔ حلیم میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ آیا مثل علی بن موسیٰ نہیں ہو سکتا۔ ہو سکتا ہے میں ان سے ایک مسئلہ پوچھوں اور وہ جواب دینے سے عاجز ہوں۔ جب حسن بن محمد نے یہ گستاخانہ جملہ سنا تو پیچ و تاب کھا گیا اور اس نے کہا اے عمرہ بن حداف امام علی بن موسیٰ الرضا کے بارے میں ایسا مت کہہ۔ ان کی

شان اعلیٰ و ارفع ہے اور یہ جناب محمد بن فضل تشریف فرما ہیں جنہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ تین دن صبر کرلیں۔ وہ آئیں گے، ان کے آنے سے ان کے بارے میں حسن مقال اور کیفیت احوال خاطر ہوجائیں گے پس پھر یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف چل پڑے۔

محمد بن فضل ہاشمی فرماتے ہیں۔ تین روز بعد اچانک ہماری نگاہیں آپ کے وجود مقدس پر پڑیں اور بصرہ میں آپ نے حسن بن محمد کے ہاں نزول اجلال فرمایا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے محمد بن فضل ہاشمی وہ جماعت جو تین دن پہلے تیرے پاس تھی ان کو بھی دعوت دو۔ ہمارے شیعوں کو حاضر کریں۔ علماء یہود و نصاریٰ وغیرہ کو بھی جو بھی اس شہر میں ہیں حاضر کریں تا کہ جو بھی جس دین سے ہو جو بھی مشکل ہو اس کا مجھ سے سنیں۔

محمد بن الحسن نے ان سب کو قوم زیدیہ اور قوم معتزلہ کے ساتھ حاضر کیا۔ ان میں سے اکثر کو علم نہ تھا کہ کس مصلحت کی خاطر ان کو یہاں بلایا گیا ہے۔ جب سب کا اجتماع ہو گیا تو محمد بن الحسن نے اس مجلس میں کرسی رکھی اور حضرت علی بن موسیٰ الرضا اس کرسی پر جلوہ گر ہوئے۔ آپؑ نے گفتگو کا سلسلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ سے شروع فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا اے قوم آپ جانتے ہیں میں نے کیوں سلام سے ابتداء کیا ہے سب نے عرض کیا اس کی علت خاص کا ہمیں علم نہیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔ تا کہ تمہارے دل مطمئن ہوجائیں جو بھی پردہ ہے وہ آپ سے دور ہو جائے۔ ہر سوال جو تمہاری نگاہوں میں مشکل ہے وہ مجھ سے پوچھیں۔

انہوں نے عرض کیا۔ آپ کون ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔ میں علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب (علیہم السلام) و

فرزند رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہوں۔ نماز فجر مسجد نبوی مدینہ منورہ میں ادا کی ہے بعد از نماز بعض امور میں حاکم مدینہ نے مجھ سے مشورہ لیا۔ اس سے وعدہ کیا نماز عصر مدینہ میں ہی ادا کروں گا۔ انشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

انہوں نے پھر عرض کیا۔ یا بن رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپ کے قول کی تصدیق میں ہرگز دلیل نہیں مانگے گے کیونکہ آنخضرت ہمارے نزدیک صادق القول ہیں۔ یہ کہہ کر وہ جانے کی تیاری کرنے لگے تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اتنی جلدی نہ جائیں بلکہ مجھ سے جب تک آیات الہیٰ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نہیں سن لیتے۔

سب سے پہلے عمرو بن ہداب نے سوال کیا۔ محمد بن فضل ہاشمی سے ہم نے آپ کے بارے میں عجیب و غریب باتیں سنی ہیں۔ ہماری عقل اسے قبول نہیں کرتی۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ۔تم نے کیا کچھ سنا ہے؟

عمرو بن ہداب نے کہا کہ ہم نے محمد بن فضل ہاشمی سے سنا ہے کہ جو بھی آسمانی کتاب ہے ہر زبان اور ہر لغت کو آپ جانتے ہیں ہیں اور اس میں تکلم فرما سکتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اس نے سچ ہی تو کہا ہے میں نے خود اس کو اس بارے میں مطلع کیا ہے جو بھی سوال ہو کریں تاکہ تمہیں مختلف لغات سے آگاہ کروں۔ تھوڑی سی دیر بعد ترکی، فارسی اور ہندوستانی حضرات کو ان محفل مقدس میں حاضر کیا۔ امام رضا علیہ السلام نے ان سے ان کی زبان میں تکلم فرمایا۔ اور اچھے امور کی جانب ان کو ترغیب دی ان تمام نے حیرت سے اعتراف کیا کہ آنخضرت ہم سے زیادہ ہماری زبان سے اعرف و افصح ہیں۔ پس آنخضرت نے ابن ہداب کو متوجہ فرمایا۔ بہت جلد تو اپنے ذی الرحم کو خون

میں مبتلا کرے گا۔ ابن ہداب نے اعتراض کیا:۔ کہ آپ علم غیب کا دعویٰ نہ کریں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن مجید میں اس آیہ شریف کو نہیں پڑھا۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسولہ فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا۔ یعنی اللہ سبحانہ عالم غیب ہے وہ کسی پر بھی واضح نہیں کرتا مگر وہ جو اس کا پسندیدہ رسول ہو بے شک وہ لے کر آتا ہے۔ رسول کے سامنے اور عقب سے یعنی وہ نگہبان کہ اس کی حفاظت شیاطین جن وانس سے کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ خدا کے مرتضیٰ فرد ہیں برگزیدہ ہیں۔ غیب کا اظہار ان پر کیا ہے اور ہم آپؐ کے وارثوں میں ہیں۔ اللہ سبحانہ نے ان کو اطلاع وحی سے جو چاہتا ہے علم غیبت میں سے۔ ہم سب کچھ جانتے ہیں جو تھا اور جو ہوگا۔ یوم قیامت تک، پس میں تم کو یہ بھی خبر دیتا ہوں کہ تیرا قریبی رشتہ دار پانچ روز میں قتل ہو جائے گا ورنہ کاذب سمجھ لینا۔ اور افتراء کرنے والا تصور کرنا۔ اگر سچ ہوا تو تو یقین کر لینا کہ راہ حق سے نہایت ہی دور ہو اور طریقہ مصطفیٰ سے ہزار مرحلے نفرت کرنے والا ہو اور خبر دیتا ہوں تو بہت ہی کم عرصہ میں ہر دو آنکھوں سے نابینا ہو جاؤ گے۔ قسم کھاتا ہوں اس کے باوجود تم نے انکار کرنا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ تجھے برص میں مبتلا کر دے گا۔ محمد بن فضل ہاشمی فرماتے ہیں جو کچھ امام رضا علیہ السلام نے اس ناصبی کے بارے میں فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف عمرو بن ہداب پر واقع ہوا۔ لوگوں نے عمرو بن حداب کا حال دیکھ کر جو اس پر واقع ہوا تھا۔ اس سے کہا کہ آیا اب بھی تجھے یقین نہیں کہ امام علی بن موسیٰ الرضا صادق ہیں؟ عمرو بن حداب نے کہا:۔ میں تو اسی دن جب علی بن موسیٰ الرضا نے فرمایا تھا۔ آپ کے قول پر یقین رکھتا تھا کہ یہ سب کچھ مجھ پر وارد ہوگا۔ لیکن تعصب کی بنا پر اظہار نہ کر سکا۔

بحار الانوار 73/49 خلاصۃ الاخبار 389 ص

علائم امامت (17)

حصہ 2

محمد بن فاضل ہاشمی فرماتے ہیں جب آپ نے عمرو بن ھداب سے خطاب مکمل کرلیا تو اسی محفل میں جاثلیق بھی تھا۔ یہ علماء نصاریٰ میں سے تھا۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کیا انجیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلالت نہیں کرتی۔

جاثلیق نے کہا:۔ یہ اسم مبارک ہے اسماء الٰہی میں سے اس کے اظہار کے لیے ہمیں اجازت نہیں ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اگر مجھے بتاؤں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کیا تھا اور آپ کی بشارت نبی اسرائیل کو دی تھی مگر شرط ہے کہ تو دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کرے اور انکار نہ کرے تو میں واضح الفاظ میں بیان کروں۔

جاثلیق نے جواب دیا:۔ اگر آپ واضح بتائیں تو ہم انجیل کا انکار نہیں کرسکتے ہیں دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کرلوں گا۔ کیونکہ ہم انجیل کی صداقت سے انکار نہیں کرسکتے۔ امام رضا علیہ السلام نے اس کے بعد فرمایا:۔ تم بتاؤ کہ جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے کا موصوف کون سا نبی ہے۔

جاثلیق نے کہا:۔ ان صفات کا موصوف فرد ہم پر ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی کوئی صفت بیان نہیں کروں گا مگر وہ جو انجیل میں وارد ہوئی ہیں، وہ صاحب ناقہ ہے وہ صاحب رداو کساء ہے جو حامل عصا ہے وہ نبی امی ہاشمی

ہے وہ وہی ہے جو امر معروف و نہی عن المنکر کرتا ہے وہ مشرکوں کو عذاب سخت و طوق آتشی کی خبر دیتا ہے۔ وہ افضل و اعظم راہ کی ہدایت کرتا ہے وہ دلیل منہاج اعدل ہے۔ اے جاثلیق تجھے قسم دیتا ہوں حضرت عیسیٰ روح اللہ کی "ان صفات کا نبی تم نے انجیل میں پڑھا ہے" جاثلیق نے یہ سن کر اپنا سر جھکا لیا، کیونکہ اب وہ سمجھ گیا تھا اگر انکار کرتا ہے تو یہ انجیل کا انکار ہے جس سے وہ کافر ہو سکتا ہے۔ پس اس نے اقرار کیا۔ ہاں ان صفات کا نبی انجیل میں دیکھا ہے (پڑھا ہے) یہ صحیح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی خبر بھی دی ہے جن کے بارے میں آپ نے اپنی صفات میں ابھی فرمایا ہے کہ یہ صفات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنی معجزہ نما زبان سے پھر فرمایا:۔ اے جاثلیق "اول سفر ثانی" کو لے آئیں کہ اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا اسم مبارک ہی نہیں بلکہ آپ کے وصی کا ذکر آپ کی بیٹی فاطمہ کا ذکر بلکہ امام حسن و حسین علیہما السلام کا بھی ذکر ہے تاکہ تجھے ان سب کے سامنے میں دکھا سکوں۔ جب جاثلیق اور راس الجالوت نے یہ کلام سنا تو انہوں نے مکمل درک کر لیا کہ امام رضا علیہ السلام کو انجیل اور تورات کا پورا پورا علم حاصل ہے۔

ان دونوں نے کہا:۔ خدا کی قسم جو آپ نے ارشاد فرمایا اور اظہار کیا ہے کہ انکار کرنے کی ہم میں قدرت نہیں، مگر ہم تورات و زبور و انجیل سے انکار کریں۔ وہ رسول جن کی صفات ان کتابوں میں ہیں وہ آپ کا ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہے یا نہیں، جب تک ہمارے لیے ثابت نہ ہو جائے ان کے بارے میں اقرار کرنا درست نہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ کیا کوئی دلیل لا سکتے ہیں کہ جناب حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج

تک کوئی بھی پیغمبر یہ انکار کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نہیں سنا اور کوئی بھی آسمانی کتاب جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے نام کے علاوہ ہو۔

دونوں عالم اپنے آپ کو لاجواب پانے لگے آخر کہنا پڑا کہ اگر ہم اقرار کریں یہ صفات آپ ہی کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں ہیں تو پھر آپ زبردستی اور اجباراً ہمیں ترغیب دیں گے کہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے جاثلیق تو آزاد ہے، امان میں ہے از طرف اللہ جل اعلیٰ واس کے رسول کی طرف سے۔

اگر تو اسلام کے بارے میں سچ کہے گا تو ہم تجھے زبردستی مسلمان نہیں کریں گے مگر بہ رضا ورغبت تو خود ہی اسلام کے دائرہ لافانی میں داخل ہو جائے۔

جاثلیق نے کہا:۔ اب جب آپ نے قسم کھائی ہے۔ جن میں یہ ہے جو میں جانتا ہوں۔ کتاب مقدس انجیل میں اسی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا ذکر اور صفات ہیں اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ہمیں ان کی بشارت دی ہے ان کے وصی کا نام علی علیہ السلام ہے اور ان کی بیٹی کا نام جو بہت احترام والی ہے۔ فاطمہ علیہا السلام ہے اور ان کے فرزندوں کے نام حسن وحسین، علیہما السلام ہیں۔ ان سب کا ذکر زبور، تورات اور الہامی کتاب انجیل میں ہے۔

پس امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے جاثلیق میرا مدعا صادق اور حق والا ہے یا افتراء وکذب والا ہے۔

جاثلیق نے جواب دیا:۔ نہیں بلکہ اللہ کی قسم آپ کا کلام صدق پر مبنی ہے اور آپ کی تائید میں سخن خداوند عالم ان مذکورہ کتابوں میں مذکور ہے۔

جب امام رضا علیہ السلام نے جاثلیق سے اقرار لے لیا تو آپ نے راس الجالوت سے جو امت داؤد علیہ السلام کے علماء میں سے تھا خطاب فرمایا۔ جو کچھ آسمانی کتاب زبور میں آیا ہے وہ میں تلاوت کرتا ہوں۔ آپ نے ان آیات کی تلاوت شروع فرمائی جو منتہی سید مختار و حیدر کرار جو آپ کی اولاد اخیار پر ہوتی تھی۔ اس تلاوت کے بعد امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے راس الجالوت تجھے اس خدا کا واسطہ ہے جس نے زبور کو حضرت داؤد پر نازل فرمائی۔ میری جانب سے تجھے امان ہے لیکن تجھ پر اقرار ہے جو حق اور صداقت ہے کہ حضرت محمد، علی، فاطمہ، حسن و حسین صلی اللہ علیہ وآلہ۔ زبور میں مذکورہ ہیں۔ دوبارہ اسے حضرت داؤد کی قسم دی اور وہ آیت کریمہ جو حضرت موسیٰ بن عمران پر نازل ہوئی تھی کہ حضرت محمد اس کا وصی اور اس کی اولاد تورات میں، زبور میں منصوب برائے عدل اور فضل ہیں۔ رائس الجالوت نے جواب دیا:۔ کیوں نہیں، جن اصحاب کے صفات اور فضائل زبور، تورات اور انجیل میں ہیں۔ یہ ہی جماعت ہے جو بھی انکار کرے اس کا، جو اللہ سبحانہ نے، اپنی کتابوں میں مذکور کیا ہے وہ کافر ہو جائے گا۔

امام رضا علیہ السلام نے پھر رائس الجالوت سے فرمایا:۔ آپ ملاحظہ کریں فلاں سفر کو تورات میں سے اور دیکھیں اس طرز پر ہے کہ جسے میں پڑھ رہا ہوں اور جسے میں جانتا ہوں۔ آپ نے پھر اس سفر کی تلاوت شروع کر دی یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مقدس آیا۔ راس الجالوت نے کہا، کیوں نہیں۔ آیات کا یہ حصہ محمد و علی، فاطمہ، حسن و حسین صلی اللہ علیہ وآلہ پر مخصوص ہے۔ اس وقت امام رضا علیہ السلام کی تلاوت سے جو تورات سے آپ نے کی رائس الجالوت اس سے انتہائی متعجب ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یا بن محمد۔ صلی اللہ علیہ وآلہ اگر ریاست و حکمرانی اور بزرگی یہود میرے مانع نہ آتی تو میں یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر ایمان لے آتا اور آپ کے فرمان کی کوتاہی میں کوئی کام نہ کرتا۔ میں اس خدا کی قسم

کھاتا ہوں جس نے زبور، تورات اور انجیل نازل فرمائی ہے۔ آپ جیسے خوش لحن قاری کو دیکھا ہے اور نہ ہی آپ جیسے مفسر کتب سماوی کو دیکھا ہے۔

امام رضا علیہ السلام اس مجلس میں زوال تک رکے رہے۔ اس عرصے میں آپ حلقہ احضار میں، آپ احکام الٰہی اور احادیث حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ بیان فرماتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے حضار مجلس سے فرمایا:۔ میں نے والئی مدینہ سے وعدہ کیا ہے کہ نماز عصر مدینہ میں ادا کروں گا۔ فی الحال تمہارے ساتھ نماز ظہر پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد وعدہ کی بناء پر مدینہ لوٹ جاؤں گا۔ کل علی الصبح انشاء اللہ تعالٰی اس جگہ پھر حاضر ہو جاؤں گا پس عبداللہ بن سلیمان نے آذان واقامت کہی، امام رضا علیہ السلام نے نماز کی امامت کروائی۔ اس کے بعد مدینہ کی جانب قصد کیا تھوڑی سے دیر بعد آپ سب کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ اگلے روز اسی جگہ آپ نے اپنا وجود پُر نور پھر فرمایا، اس دن کوئی شخص حضور کی خدمت میں ایک نصرانی کنیز بطور نذرانہ آنحضرت لے کر حاضر ہوا۔ امام رضا علیہ السلام نے نصرانی لہجے وزبان میں اس سے کلام کی، جاثلیق نصرانی زبان کو سمجھ گیا۔ وہ امام رضا علیہ السلام کے اس تکلم پر سخت متعجب ہوا۔ اسی اثناء میں کنیز نے اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا۔

امام رضا علیہ السلام نے اس کنیز سے فرمایا:۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو زیادہ محبوب رکھتی ہو یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو۔ کنیز نے جواب دیا۔ آج تک تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بہت زیادہ محبوب رکھتی تھی مگر آج کے بعد سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب رکھتی ہوں بلکہ تمام خلائق سے زیادہ وہ محبوب تر ہیں۔

جاثلیق نے جب کنیز سے یہ سخن سنا تو اس نے کہا:۔ اب تو نے اسلام قبول کر لیا ہے تو کیا حضرت عیسٰی سے

عداوت شروع کردی۔

کنیز نے جواب دیا:۔ معاذ اللہ ، میں تو حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو بھی محبوب رکھتی ہوں لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے زیادہ محبوب رکھتی ہوں۔

امام رضا علیہ السلام نے جاثلیق سے کہا:۔ جو کچھ کنیز نے نصرانی زبان میں کہا ہے تم اس جماعت کو سب کچھ بتاؤ۔

جاثلیق نے حسب الامر آنخضرت ، تمام گفتگو جو کنیز نے کی تھی ترجمہ کر کے بتادیا۔ حاضرین یہ سن کر زبردست حیرت میں آ گئے۔

جاثلیق نے اس کے بعد عرض کیا۔ یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اس شہر میں ایک سندھی نامی شخص ہے وہ دین نصاری پر ہے اور اپنے آپ کو اس دین کا عالم دین سمجھتا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے بھی دعوت دی جائے جب وہ سندھی نامی شخص حاضر ہوا اس کے اور امام رضا علیہ السلام کے درمیان مباحثہ ہوا۔ کافی بحث کے بعد اس نے بلوئی عام میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کیا اور ساتھ ہی اقرار امامت ولایت بھی کیا۔ پس امام رضا علیہ السلام نے اس کے زنار کو قطع کروایا۔ محمد بن فاضل ہاشمی اور کچھ دوسروں سے کہا کہ جناب سندھی کو حمام لے جاؤ۔ انہوں نے اس کو پاک ہونے کا طریقہ سمجھایا پھر سندھی کو اس کے متعلقین کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد وآلہ الطاہرین

بحار انوار ص 75 ج 49 خلاصۃ الاخبار 392 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہرن کا غم 〈18〉

عبداللہ بن شبرمۃ فرماتے ہیں:۔ جب ہم امامت کے بارے میں بحث کرر ہے تھے تو امام رضا علیہ السلام اس گھڑی میں ہمارے پاس سے گزرے کیونکہ ہم آپ ہی کی امامت کے بارے میں مصروف گفتگو تھے میں اور تیمم بن یعقوب سراج جو اہل برمۃ سے تھے اور ہم ابھی تک امام رضا علیہ السلام کے مخالفوں میں شامل تھے اور ہم دونوں زیدی المذہب تھے۔آپ کی خدمت میں پہنچے۔

ہم آپ کے ہمراہ ایک بیابان میں پہنچے۔وہاں اچانک ہرنوں کا ایک گلہ نظر آیا۔امام رضا علیہ السلام نے ان میں سے ایک ہرن کو آنے کا اشارہ کیا۔وہ امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا۔امام رضا آگے بڑھے اور اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے اور پھر اپنے غلام کو وہ ہرن دے دیا۔غلاموں کے ہاتھوں میں آکر ہرن واپسی کے ارادے سے ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔امام رضا علیہ السلام نے اس سے کہا کہ ٹھہر جا آرام سے رہ۔ وہ آرام میں آگیا۔امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔اے عبداللہ کیا تو اب بھی ایمان نہیں لائے گا۔میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔مولای، آپ ہی تو امام اور اللہ سبحانہ کی مخلوق پر حجت ہیں۔میں جو مذہب رکھتا تھا اس سے توبہ کر لی ہے۔امام رضا علیہ السلام نے ہرن سے فرمایا اب تو واپس چلا جا۔جب وہ جانے لگا تو اس نے اپنے آپ کو امام رضا علیہ السلام سے مس کیا اور حالت یہ تھی کہ اس کی آنکھوں سے اشک جاری تھے اور صدا بلند کر رہا تھا۔امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا، تو نے سمجھ لیا ہے جو یہ ہرن کہہ رہا ہے میں نے عرض کیا۔ اللہ،اس کا رسول اور ابن رسول بہتر جانتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔اس نے کہا کہ جب مجھے بلایا تو میں خوش تھا اور امیدوار تھا کہ میرا گوشت

کھائیں گے۔ جب آپ نے جانے کا دستور دیا تو محزون ہو گیا ہوں۔

بحار الانوار 49 جلد 52 ص

بھولنا (19)

حسن بن وشاء فرماتے ہیں:۔ ابوالحسن الرضا نے اپنے غلام کے ہاتھ میں ایک رقعہ پہنچا کہ جس میں تحریر تھا کہ میرے پاس فلاں شہر کا فلاں قسم کا کپڑا بھیج دو۔ میں نے یہ پڑھنے کے بعد جواب تحریر فرمایا:۔ یا آقا اس طرح کا کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے اور ساتھ ہی غلام سے بھی کہا کہ اس طرح کا کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے اور نہ ہی میں کسی ایسی مہر شدہ کپڑے کو جانتا ہوں۔

تھوڑی سی دیر بعد پھر حضرت امام رضا کا غلام حاضر ہوا اور امام رضا علیہ السلام کی طرف سے پھر اسی قسم کے کپڑے کا تقاضہ کیا۔ میں نے پھر غلام سے کہا کہ مولا امام رضا علیہ السلام سے میری طرف سے عرض کریں کہ اس طرح کی نشانی والا کوئی بھی کپڑا میرے پاس نہیں ہے۔ تیسری بار پھر غلام حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ امام حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان نشانیوں کا کپڑا تیرے پاس ہے اس کی جستجو کر۔ اب جو میں نے اپنے دماغ میں دباؤ ڈالا تو یاد آیا کہ امام علیہ السلام کو جس کپڑے کی تلاش ہے وہ تو میرے پاس فلاں شخص نے بیچنے کے لے رکھا ہوا ہے۔ اور میں تو اصلاً بھول چکا تھا اس کو فلاں جگہ رکھا ہے پورے سامان کو ہٹایا اور کپڑوں کی تہوں کے نیچے اس کپڑے کو ڈھونڈ کر خود امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور خود سے کہنے لگا کہ آپ کو اس کا بھی علم ہے جو ہم بھول جاتے ہیں۔

بحار الانوار 49 جلد 44 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عافیت حکم امامؑ میں ﴿20﴾

صفوان میں یحییٰ فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اسی ھنگام حسین بن خالد صیرفی آپ کے حضور اقدس میں حاضر ہوا اور امام رضا علیہ السلام سے عرض کرنے لگا:۔ آپ پر فدا ہو جاؤں، میں نے الاعوض جانے کا ارادہ کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اس وقت تو یہاں پر عافیت میں ہے اس عافیت کو اپنے سے دور نہ کرو۔

حسین بن خالد صیرفی نے اس پر یقین نہ کیا اور الاعوض کی طرف سفر شروع کر دیا۔

راہزنوں نے راستے ہی میں سب کچھ اس سے لوٹ لیا۔ امامؑ کی نافرمانی کا یہ نتیجہ ہے۔

الاعوض علاقہ مدینہ کے پاس ہے۔

بحار الانوار 49 جلد 45 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بھولی ہوئی تین آیات کے جواب ﴿21﴾

احمد بن محمد بن ابی نصر وہ آل مہران میں سے تھے اور یہ سب واقفیۃ المذہب تھے اس نے اپنی طرف سے سخت ترین مسائل امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تحریر کیے۔ اور ساتھ ہی اپنے دل و دماغ میں قرآن پاک کی تین آیات یعنی افانت تسمع الصمّ اور تھدی العمیٰ و (زخرف) فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام (انعام) انک لاتھدی من، احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء (القصص) کے بارے میں

پوچھنے کا رجحان پیدا ہوا۔
جب وہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہ اسے انہی تحریر شدہ تحریر کا تحریرا جواب مل گیا مگر جب اس نے اسے پڑھا تو بہت ہی حیران ہوا کہ یہ اور جواب بھی ہیں جو مذکورہ تحریر نامے میں سوال کی صورت میں تحریر نہ تھے۔ تو اسے فوراً یاد آیا کہ یہ تو ان تین آیات کے جواب ہیں جو ابھی میرے خیالوں میں تھے اور وہاں ان کو بھول گیا تھا۔
بحارالانوار 49 جلد 48 ص

ستو پینے سے پیاس بجھ گئی ﴿22﴾

ابوہاشم جعفری فرماتے ہیں امام رضا علیہ السلام کی مقدس مجلس میں حاضر تھا اچانک شدت سے پیاس کا احساس ہوا لیکن امام رضا علیہ السلام کا جلال اور ھیبت مانع رہا کہ میں پانی کا سوال کروں۔
امام رضا علیہ السلام نے خود ہی پانی طلب کیا ایک گھونٹ آپ نے نوش فرمایا پھر مجھے تھماتے ہوئے فرمایا، ابوہاشم پانی پی لو، پانی ٹھنڈا بھی ہے اور ذائقہ میں خوب بھی ہے میں نے شکریہ کی نگاہوں سے دیکھا اور پی لیا۔
تھوڑی دیر بعد پھر شدید پیاس کا احساس ہوا۔ اسی اثناء میں امام رضا علیہ السلام نے اپنے خادم کو دیکھا اور فرمایا، ستو، شکر اور پانی لاؤ۔ جب وہ لے آیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو آپس میں اب مخلوط کردو پھر مجھے فرمایا، ابوہاشم، یہ پی لو تمہاری پیاس بجھ جائے گی۔

میں امام رضا علیہ السلام کی عظمت کا اور قائل ہو گیا کہ آقا دل کی باتیں بھی جان جاتے ہیں۔

بحارالانوار 49 جلد 48 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمین کے خزانے کے تصرف کا وقت 〈23〉

اسماعیل بن ابی الحسن فرماتے ہیں میں امام رضا علیہ السلام کے حضور اقدس میں تھا۔ انہوں نے اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھا تو کوئی چیز ظاہر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ سونے کی چند ڈلیاں تھیں۔

پھر آپ نے ان ہی طلائی ڈلیوں والا دست مبارک زمین پر رکھا تو وہ یک بار غیب ہو گئیں۔

میں نے اپنے آپ یہ خیال کیا کہ اگر ایک ان میں سے مجھے مل جاتی۔ اس ھنگام امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ، ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔

بیان:۔ یعنی زمین کے خزانے اس وقت ظاہر ہوں گے اور ان پر اس وقت تصرف ہوگا جب امام زمان علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔

بحارالانوار 49 جلد 50 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اول وقت میں تاخیر نہ کرو 〈24〉

ابراہیم بن موسیٰ سے روایت ہے میں امام رضا علیہ السلام سے کسی شئی کی حاجت میں آپؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا وہ بعض حاجت مندوں کے سامنے موجود تھے جب وقت نماز ہوا تو آپ اس قصر سے دور ہوئے اور اس صحرہ کے پاس پہنچے جو قصر کے نزدیک تھا میں آپ کے ہمراہ تھا کوئی بھی تیسرا

ہمارے پاس نہ تھا آپ نے مجھے اذان کے لیے فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ تھوڑا سا انتظار کیا جائے کیونکہ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھی ملحق ہو جائیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ سبحانہ تیری مغفرت فرمائے اول وقت سے کبھی نماز میں تاخیر نہ کی جائے اگر کوئی علت خاص ہو تو دوسرے وقت میں ادا کی جاسکتی ہے۔ ہر طور ممکن ہو تو اول وقت نماز ادا کی جائے۔ میں نے آذان دی اور ہم نے پھر نماز ادا کی۔ پھر میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ایک مدت طولائی سے میں مشکل میں مبتلا ہوں اور آپ سے کچھ پوشیدہ بھی نہیں ہے۔ میں محتاج ہوں۔ آپ بہت زیادہ مشغول ہیں اور میں ہر وقت آپ کو اپنی مشکل سے آگاہ نہیں کر سکتا۔

امام رضا علیہ السلام نے یہ سن کر ان کے جو ہاتھ میں تھا اسے ذرا زور سے زمین پر مارا۔ پھر انہوں نے اپنے دست مبارک سے زمین کے اسی حصہ کو تھوڑا سا کھودا۔ اور وہاں سے آپ نے کسی چیز کو نکالا جس میں طلاء تھا اور فرمایا۔ اس کو لے لے اور اللہ تعالی تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔ اس سے فائدہ حاصل کرو اور جو کچھ تو نہیں دیکھا ہے اس کو اظہار نہ کرنا۔ مجھے اس میں اس قدر برکت حاصل ہوئی کہ میں نے خراسان میں ستر ہزار دینار سے زندگی کے لیے اسباب خریدے اور میں وہاں کے مالدار لوگوں میں شامل ہو گیا۔

بحار الانوار 49 جلد 49 ص

عربی جیسے میری ہی زبان ہو ﴿25﴾

ابو اسماعیل سندھی فرماتے ہیں:۔ میں نے ہندوستان میں یہ چرچا سنا کہ اللہ تعالی کی عرب کے علاقے میں محبت ہے میں اسی کے شوق دیدار میں وہاں سے چلا اور یہاں بالآخر مجھے امام رضا علیہ السلام کی

طرف راہنمائی کی گئی۔ میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا اور مجھے عربی زبان بالکل نہیں آتی تھی۔ میں نے نہایت ہی ادب سے ہندوستانی زبان میں سلام عرض کیا۔ میری حیرت کی انتہاء نہ رہی جیسا امام رضا علیہ السلام نے مجھے ہندوستانی لہجے میں جواب سلام دیا۔

میں نے ہندوستان زبان میں آپ سے گفتگو شروع کی آپ نے اسی لہجے میں مجھے جواب دیا۔

سندھ ان دنوں ہندستان کا حصہ تھا اس لیے اس سے مراد ہندوستان لی جا رہی ہے ورنہ آپ نے سندھ کے لہجے میں گفتگو کی تھی۔ میں نے حیرت سے اور محبت و ادب سے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا:۔ میں نے سندھ میں سنا تھا کہ اللہ سبحانہ کی اپنی حجت عرب میں ہے تو میں اسی بارے میں یہ دور دراز کا سفر کیا ہے۔ انہوں نے میری زبان میں فرمایا:۔ ہاں وہ حجۃ اللہ میں ہی تو ہوں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ جو کچھ تو چاہتا ہے تو اس بارے میں سوال کر سکتا ہے۔ میرے پاس جو جو سوال تھے وہ عرض کیے آپ نے نہایت ہی خوبی سے اس کا جواب دیا۔ جب میں جانے کے ارادہ سے کھڑا ہونے لگا تو اس دوران عاجزی سے عرض کیا۔ یا سیدی و مولای مجھے بالکل عربی نہیں آتی۔ آپ اللہ سبحانہ سے میرے حق میں دعا کریں کہ عربی زبان آ جائے تا کہ اہل عرب سے اس زبان سے ان سے بات چیت کروں۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے دست مبارک میرے لبوں پر مس کیے۔ میں اسی وقت عربی زبان میں تکلم کرنے لگا جیسے کہ میری ہی زبان ہو (اللہ تعالی کے نمائندے ہر چیز پر قادر ہوتے ہیں)۔

بحار الانوار 49 جلد 50 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احرام الملحم ﴿26﴾

حسن بن علی بن یحییٰ فرماتے ہیں:۔میری کنیز نے ریشم کو کسی اور چیز کے ساتھ ملا کر میرے لیے دو عدد احرام کے کپڑے بنائے ہیں اور مجھے کہا کہ ان دو ہی کو احرام کے واسطے استعمال کرنا میں نے مکہ معظمہ کے سفر کے موقع پر غلام سے تاکیداً کہا کہ ان کو بھی میرے اسباب میں رکھ دینا۔

جب میں اس جگہ پر پہنچا جہاں احرام باندھتے ہیں تو ان ملحم کپڑوں کو احرام کی غرض سے نکالا۔ مجھے عین اسی وقت دل میں تردد پیدا ہوا کہ ممکن ہے اس میں احرام صحیح نہ ہو۔ پس میں نے دوسرے دو کپڑے احرام کی خاطر زیب تن کیے۔ جب مکہ معظمہ پہنچا تو ضروری کاموں سے فارغ ہو کر امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کیا۔ ان کے پاس کچھ تحائف بھی ارسال کیے لیکن ان ریشمی کپڑوں کے بارے میں لکھنا بھول گیا جن کو کنیز نے کسی اور شئی کے ساتھ ملا کر بنایا تھا کہ شخص محرم اس کو پہنے یا نہ پہنے۔

تھوڑے ہی عرصے بعد میرے خط کا جواب آ گیا۔ جو کچھ میں نے سوال تحریر کیے تھے سب کے جواب اس میں درج تھے مگر یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ خط کے آخری حصہ میں یہ بھی تحریر تھا کہ اگر محرم شخص ملحم کو پہنتا ہے تو کوئی عیب نہیں ہے۔ بحار الانوار 49 جلد 50 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہب حق ﴿27﴾

علی بن حسین بن یحییٰ فرماتے ہیں۔ میرا ایک بھائی جو عبداللہ نام سے تھا ''الارجاء'' مذہب پر تھا یعنی مرجئہ المذہب تھا وہ ہم پر لعن وطعن ہی کرتا رہتا تھا میں نے امام رضا علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں

اس کا شکوہ وشکایت کیا۔ ساتھ ہی جوش برادری کی وجہ سے استدعا کی کہ آپ دعا فرمائیں یہ راہ حق پر آجائے۔

امام رضا علیہ السام کا جوابی خط آیا: ۔آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ عنقریب اسی راہ پر آجائے گا جس کو تو پسند کرتا ہے۔ اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی۔ جب تک اللہ سبحانہ کے دین پر نہیں آجاتا اور عنقریب اس کی کنیز سے اس کا بیٹا متولد ہوگا۔

آپ کے خط آنے سے ہمیں بہت ہی تسلی ہوئی اور کچھ عرصہ بعد میرا بھائی مذہب حق (اہل بیت علیہم السلام) پر آگیا اور وہ ہمارے خاندان کے لیے پر افتخار بنا اور جیسے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا ویسے ہی ایک اس کی کنیز میں سے بیٹا متولد ہوا۔

بحار الانوار جلد 49 ص 51

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صبر واجر (28)

ابو محمد مصری فرماتے ہیں میں نے ابو محمد رقی سے سنا ہے کہ :۔ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا۔ نہایت ہی احترام سے سلام تسلیم کیا۔ گفتگو میں چند سوال و جواب کا تبادلہ ہوا۔ اسی دوران امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اے ابو محمد، اللہ تعالی کسی مومن کو کسی مشکل و تکلیف میں مبتلا نہیں کرتا مگر وہ چاہتا ہے کہ صبر کرے تاکہ اس کو شہید کے برابر پاداش دی جاسکے۔

مجھے حیرت سی لاحق ہوئی کہ اس سے پہلے جو بات چیت ہو رہی تھی کسی بیماری وغیرہ کا اس میں ذکر تک نہیں آیا۔ اپنے خیال میں، میں نے امام علیہ السلام کے اس قول کو بے مناسب سمجھا، اپنے آپ سے کہا افسوس

ہے مجھ پر، میں نے کہا کہ میں اس مرد سے مصروف گفتگو ہوں کہ ان کا بہت ہی احترام کرتا ہوں مگر گفتگو کے درمیان جو بیماری کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے اس کا تو یہ موضوع ہی نہ تھا۔

پس آپ سے وداع ہو کر چلا آیا اور میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملحق ہوا۔ ہم سب وہاں سے چل پڑے۔ اسی رات میرے پاؤں میں تکلیف شروع ہوگئی۔ میں نے کہا۔ یہ اس لیے ہے کہ میں نے دل میں ہی اعتراض کیا تھا۔ صبح کو ورم آ گئی اور آہستہ آہستہ ورم میں زیادتی ہوتی گئی۔ مجھے امام رضا علیہ السلام کی اب بیماری والی گفتگو یاد آنے لگی۔ جب مدینہ پہنچے تو اسی اثناء سفر میں پاؤں میں راد وغیرہ پڑ گئی۔ زخم بڑا پیدا ہو گیا کہ نہ میں سو سکتا تھا اور میری آہ وزاری سے نہ دوسرے سو سکتے تھے۔ اب سمجھ گیا کہ گفتگو کے درمیان جو امام رضا علیہ السلام نے ذکر بیماری کیا تھا اسی وجہ سے کیا تھا۔ پس ایک سال تک اسی مرض میں مبتلا رہا۔ راوی حدیث جناب ابو محمد مصری فرماتے ہیں۔ رقی ان بیماری میں پھر صحت یاب ہو گئے۔ پھر دوبارہ اس بیماری میں دونوں پاؤں مبتلا ہو گئے بالآ کر پھر ان کا انتقال ہو گیا۔

(امام معصومؑ آئندہ کی خبر رکھتے ہیں)۔ بحار الانوار 49 جلد 51 ص

یا رحمۃ ربی صلی ربی

نام ﴿29﴾

احمد بن عمرۃ فرماتے ہیں:۔ میری بیوی حاملہ تھی اور امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں اس امید سے حاضر ہوا کہ میرے حق میں دعائیں فرمائیں گے۔ آپ کے حضور حاضر ہوا اور پرنور وجود سے فیض یاب ہونے لگا۔ اسی اثناء آپ سے عرض کی، یا سیدی، میرے واسطے اللہ سبحانہ سے دعا کریں کہ مجھے بیٹا عطا

فرمائے۔

آپ نے فرمایا:۔ بیٹا ہوگا اور اس کا نام عمر رکھنا۔ میں نے عرض کیا:۔ یا مولای میں نے نیت کی ہوئی کہ اس کا نام علی رکھوں گا اور اپنے خاندان والوں سے بھی کہا ہوا کہ اس کا یہ ہی نام رکھیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: نہ بلکہ اس کا نام عمر رکھنا۔ میں نے سر تسلیم کر لیا۔

جب میں کوفہ واپس آ گیا تو علم ہوا اللہ سبحانہ نے بیٹا دیا ہے۔ اور اس کا نام علی رکھ دیا گیا ہے مگر میں نے حکم امام رضا علیہ السلام کے مطابق اس کا نام عمر رکھ دیا (لیکن علی بھی کہتا رہا)۔

جب میرے پڑوسیوں نے سنا تو وہ مجھے کہنے لگے ہم تو تیرے بارے میں شک کرتے تھے اب ہم کبھی بھی تیرے بارے میں کسی کی بات تصدیق نہیں کریں گے۔

یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ امام رضا علیہ السلام میرے بارے خود مجھ سے زیادہ اہمیت کے قائل ہیں۔

بحارالانوار 49 جلد 52 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جڑواں ﴿30﴾

بکر ابن صالح فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور آپ سے التماس کیا کہ میری بیوی محمد بن سنان کی بہن ہے اور اب وہ حاملہ ہے آپ میرے حق میں اللہ سبحانہ سے دعا فرمائیں کہ بیٹا عطا فرمائے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اللہ سبحانہ تجھے جڑواں بچے دے گا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے چلا اور دل میں یہ تھا کہ ایک کا نام محمد و دوسرے کا نام علی رکھوں گا۔ اسی وقت امام علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور فرمایا ایک کا

نام علی اور دوسرے کا نام ام عمر رکھنا۔ یہ سن کر حیرت ہوئی کہ امام علیہ السلام کو علم ہے کہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوگی۔

کوفہ پہنچ گیا اور اس طرح میں نے ایک کا نام علی اور بیٹی کا نام ام عمر رکھا۔

میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ ام عمر کے کیا معنی ہیں اور وہ کون ہے۔

والدہ ماجدہ نے فرمایا:۔ میری والدہ تھیں جو ام عمر کے نام سے تھی۔

بحارالانوار 49 جلد 52 ص

چالیس چوزے ﴿31﴾

راوی مسافر فرماتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اپنا خواب بیان کیا کہ زمین پر ایک قفس دیکھا ہے جس میں چالیس چوزے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اگر سچ کہتے ہو تو تعبیر یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے ایک شخص قیام کرے گا جو چالیس روز سے زیادہ زندہ نہ رہے گا۔

ہم نے دیکھا کہ محمد بن ابراہیم نے خروج کیا ہے اور چالیس دنوں سے زیادہ وہ زندہ نہ رہے۔

بحارالانوار 49 جلد 52 ص

امام رضاؑ دوسرے کے خواب سے آگاہ ﴿32﴾

راوی وشا فرماتے ہیں مجھے ایک عقرب نے کاٹا اور اس سے مجھے تکلیف پہنچی تو میں نے کہنا شروع کر دیا یا رسول اللہ یا رسول اللہ۔ سننے والے نے اس فریاد کو بے جا سمجھا اور تعجب کرنے لگا۔

امام رضا علیہ السلام نے اس سے فرمایا:۔ جو میری فریاد کو بے جا سمجھ رہا تھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا ہے یہ قسم کھا کر آپ نے فرمایا کہ حیرت نہ کرو شاہ نے کہا کہ مجھے حیرت ہوئی کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا کسی کو بھی اس کی خبر نہ دی تھی۔

(امام معصومؑ دوسرے کے خواب بھی بیان کر دیتے ہیں کہ اس نے کیا دیکھا ہے)

بحارالانوار 49 جلد 52 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو سانپ ﴿33﴾

راوی مسافر فرماتے ہیں کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا کہ آپ نے فرمایا کہ دیکھو اس چشمے میں دو سانپ ہیں۔

میں نے وہاں جا کر دیکھا تو حضرت امام رضا علیہ السلام کے قول کی تصدیق کی

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب ہم نے خواب میں دیکھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ یا علی جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ تیرے لیے بہتر ہے۔

کچھ عرصے بعد امام رضا علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی۔

بحارالانوار 49 جلد 54 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آزادی ﴿34﴾

فضل بن یونس فرماتے ہیں کہ ہم مکہ جانے کے ارادہ سے خارج ہوئے اور مدینہ پہنچ گئے۔ وہاں پر خلیفہ ہارون رشید بھی تھا جو حج کے ارادہ سے وہاں تھا۔

امام رضا علیہ السلام اس وقت میرے پاس تشریف لائے جب میری قوم کے افراد اور میرے دوست وہاں موجود تھے دستر خوان لگا ہوا تھا مگر مجھے امام علیہ السلام کے آنے کی اطلاع نہ تھی ہم کھانے کے لیے آمادہ تھے۔

میرا غلام آیا اور اطلاع دی کہ ابوالحسن (علیہ السلام) تشریف لائے ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں نے غلام سے کہا کہ اگر ابوالحسن علیہ السلام وہی ہوئے جن کو میں پہچانتا ہوں اس خوش خبری میں تجھے آزاد کردوں گا۔ فوراً ہی میں در پر پہنچا تو امام رضا علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ آپ کو اندر آنے کی دعوت دی اور آپ ہمارے ساتھ شامل ہوگئے۔ کھانا کھانے کے بعد امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ خلیفہ ہارون رشید نے تجھے لکھا ہے کہ دس ہزار دینار حسین بن زید کو دے دو۔ یہ تحریر تجھے لکھی ہے پس تم حسین کو یہ رقم دے دو۔ میں نے عرض کیا:۔ یاسیدی میرے پاس اس کے لیے یہ رقم نہ زیادہ ہے نہ کم ہے۔ اگر میں نے ہزار دینار دے دیئے تو میرے پاس کچھ بھی نہ رہے گا اگر آپ صلاح دیکھتے ہیں تو جو کچھ آپ فرمائیں گے عمل کروں گا۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا یہ مقدار اسے دو، تیرے وطن میں پہنچے سے پہلے یہ رقم تیرے پاس آجائے گی۔

میں نے وہ تمام رقم حسین کو دے دی اور جیسے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا یہ رقم مجھے وطن پہنچے سے پہلے ہی مل گئی۔

بحار الانوار 49 جلد 54 ص

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیڑے مکوڑے (35)

احمد بن عمر حلال فرماتے ہیں:۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے دردمندانہ طور پر عرض کیا کہ مجھے آپ کے بارے میں ہارون رشید سے خطرہ ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ مجھے اس کی طرف سے کوئی بھی خطرہ نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ نے ایک خطہ الارض رکھا ہوا ہے جہاں پر طلاء پیدا ہوتا ہے اور یہ علاقہ نہایت ضعیف ترین مخلوق کے ذریعہ سے حفاظت میں ہے۔ اگر ہاتھی بھی چاہے کہ وہاں سے فقط عبور کرے وہ عبور نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد وشاء فرماتے ہیں کہ جب یہ حدیث ہم نے سنی تو امام رضا علیہ السلام سے اس سرزمین کے بارے میں استفسار کیا کہ یہ زمین کس طرف موجود ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ یہ علاقہ بلخ اور تبت کے درمیان ہے۔ وہاں پر سونا پیدا ہوتا ہے۔ اور وہاں پر کیڑے مکوڑے بڑے بڑے موجود ہیں جو سگ کی شبہات رکھتے ہیں۔ ان کی گردنوں میں طوق بھی ہیں۔ پرندوں تک وہاں سے عبور نہیں کرتے۔ دوسروں کے لیے تو دشوار تر ہے۔ رات کو اپنی بلوں میں گزارا کرتے ہیں اور دن میں اپنی مخفی گاہوں سے نکل آتے ہیں۔ قافلے وسواریاں یہاں سے رات کو اتنی تیزی سے گزرتے ہیں کہ تمیں فرسخ تک طے کرلیتے ہیں نہ وہ اپنے جانوروں کو چارا ڈالتے ہیں اور نہ ہی پانی دیتے ہیں یا ان کے وزن کو کم یا زیادہ کرتے ہیں یہاں سے گزر جاتے ہیں۔

یہ کیڑے مکوڑے قافلوں کا تعاقب کرتے ہیں جو بھی ملتا ہے اس کو یہ ٹکڑے ٹکڑے کردیتے ہیں۔ یہ ہوا کی سی

تیزی دکھاتے ہیں۔ کبھی قافلے والے اس خطرے سے بچنے کی خاطر اپنے ساتھ گوشت لاتے ہیں اس کو ان کیڑے مکوڑے کے راستے پر ڈال دیتے ہیں تا کہ وہ ان سے محفوظ رہیں۔ الا ان کا ان سے محفوظ رہنا مشکل ودشوار ہے۔

(یہ تمام وحشی جانور مولا رضا علیہ السلام کے مکمل اختیار میں ہیں)۔

بحار الانوار 49 جلد 54 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امامؑ رضا کا خط (36)

احمد بن عمر حلال فرماتے ہیں کہ میں نے اخرس سے مکہ معظمہ میں امام رضا علیہ السلام کے بارے میں نازیبا سخن سنا اور ناشائستہ نسبت آپ کی جانب دے رہا تھا۔ میرا خون کھول اٹھا میں نے ارادہ کیا اور مکہ معظمہ کے بازار سے ایک چھری خریدی اور خدا کی قسم کھائی کہ جیسے ہی مسجد سے نکلا تو اس سے وار کر کے قتل کردوں گا میرے اور میرے اللہ سبحانہ کے علاوہ کسی کو اس بارے میں اطلاع نہ تھی۔

میں اس ارادے سے مسجد کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا کہ اچانک امام رضا علیہ السلام کی طرف سے مجھے خط ملا۔ تحریر تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بحقی علیک تجھے میرے حق کا واسطہ ہے اپنا ہاتھ اخرس سے ہٹا لے۔ بے شک اللہ تعالی تیرا حامی وناصر ہوگا اور وہ ہی میرے لیے کافی ہے۔

(میں بہت حیران ہوا اور مولا کی اطاعت کی)

بحاالانوار 49 جلد 47 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تکمیل ایمان ﴿37﴾

صفوان بن یحییٰ فرماتے ہیں :۔ میں امام رضا علیہ السلام کے ہمراہ تھا ہم ایک جگہ سے گزرے کہ چندلوگ بھی ہمارے ساتھ تھے وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے ہمیں دیکھ کر کہا کہ یہ گروہ رافضہ کے امام ہیں۔

میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا۔ کیا آپ نے اس بیٹھے ہوئے کی، آواز سنی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ کیوں نہیں، بے شک یہ مومن ہے جو ایمان کو تکمیل کرنا چاہتا ہے۔

جب رات ہوئی تو امام رضا علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا کی کہ اس رات تک ہدایت حاصل کرے۔

اتفاق سے اسی آدمی کی دکان پر آگ لگ گئی اور چوروں نے چوری کر کے بقایا مال واسباب سے بھی محروم کردیا۔

جب اس بارے میں اطلاع ملی تو عجیب سا لگا مگر یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ صبح ہی امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں یہ شخص حاضر ہے مگر حالت اس کی خضوع اور شرمندگی کے انداز سے ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے اس کی مدد کے لیے فرمان دیا۔

مجھے دیکھ کر فرمایا:۔ اے صفوان، یہ مومن ہے جو ایمان کی تکمیل میں تھا جو کچھ تم نے دیکھا اس کے علاوہ کچھ اور مصلحت نہیں تھی۔

بحار الانوار 49 جلد 55 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابن رسول اللہ اور مصلحت اسلام ﴿38﴾

محمد بن زید رازی فرماتے ہیں:۔ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اس وقت حاضر تھا جب آپ مامون رشید کے ولی عہد تھے۔ خوارج میں سے ایک آدمی امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں وارد ہوا جب کہ اس کے پاس زہر بجھا ہوا خنجر تھا۔

اس نے اپنے دوستوں سے کہا تھا، میں اس کے پاس اس حالت میں جا رہا ہوں کہ جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا بیٹا کہلاتا ہے اور ان طاغیوں میں داخل ہو گیا ہے یعنی مامون رشید کا ولی عہد بن گیا ہے۔ میں اس سے اس بارے میں حجت و دلیل طلب کروں گا پس اگر کوئی حجت و دلیل ہوئی تو خوب، ورنہ میں لوگوں کو ان کے ہاتھوں سے آسودہ کر دوں گا۔

پس وہ آیا اور وارد ہونے کی اجازت طلب کی، پس امام رضا علیہ السلام نے اس سے کہا:۔ میں تیرے تمام سوالوں کا تجھے جواب دوں گا مگر شرط ایک ہے اگر اس کو تو قبول کرے اور اس پر وفا کرے۔

خارجی نے کہا:۔ وہ شرط کونسی ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ میں تجھے جواب دوں گا اگر تو قانع اور راضی ہو گیا تو مجھ پر لازم ہوگا کہ تو اپنے خنجر کو توڑ دے گا جو تم نے چھپایا ہوا ہے اور اس کو دور پھینک دے گا۔

وہ خارجی حیران رہ گیا کہ اس کی تو کسی کو خبر نہ تھی اس نے خنجر نکالا اور توڑ کر دور پھینک دیا۔ پھر اس نے سوال کیا کہ آپ مجھے واضح بتائیں کہ اس ستمگر کی ولی عہدی کو کیوں قبول کیا ہے جب کہ آپ اس کو مخالف کہتے

ہیں؟ جب کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے فرزند ہیں کیوں آپؑ نے یہ کام قبول فرمایا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ تمہاری نگاہوں میں یہ کافر ہیں یا عزیز مصر ہیں؟ یا ان کے ملک والے؟ کیا یہ توحید پرست نہیں ہیں؟ یا وہ وحدانیت کا انکار کر رہے ہیں؟ یا اللہ سبحانہ کو یہ ہرگز نہیں پہچانتے؟ یعنی یہ سب ہیں۔ یعنی مسلمان ہیں۔

جناب یوسف بن یعقوبؑ یعنی نبی ابن نبی ہیں انہوں نے عزیز کے لیے کہا تھا کہ یہ کافر ہیں پھر بھی کہا اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم۔ مجھے زمین کے خزانوں پر قرار دیا۔ بیشک میں حفاظت کرنے والا اور جاننے والا ہوں اور وہ (یوسف) فراعنہ کی مجلس میں بیٹھتے تھے (وہ نبی تھے۔ یہ کام اللہ کے حکم سے تھا) امام رضا علیہ السلام نے پھر فرمایا:۔ میں وہ آدمی ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اولاد میں سے ہوں۔ اس نے مجھے اس کام کے لیے سخت مجبور کیا تھا۔ میری زندگی کو خطرہ تھا۔ زبردستی مجھے آمادہ کرایا گیا۔ پس کیوں تو مجھ میں نقص نکالتا ہے اور میری عظمت کا انکار کرتا ہے۔

پس معترض نے کہا: لاعتب علیک، انی اشھدانک ابن نبی اللہ و انک صادق آپؑ پر کوئی بھی ایراد و اعتراض نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ ہی بے شک رسول اللہ کے بیٹے ہیں اور آپ ہی صادق ہیں۔

(جب نبی اللہ کے حکم سے کافر کے تحت کام کرسکتا ہے تو میں کیوں نہیں اسلام کے لیے مسلمان کا ولی عہد بنو)۔

بحار الانوار 49 جلد 55 ص

عظیم سرمایہ ﴿39﴾

ریان بن صلت فرماتے ہیں:۔میرے دل میں تھا کہ امام رضا علیہ السلام سے وہ دینار مل جائیں جن پر آپ کا اسم مقدس کندہ ہے جب میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں جب آپ خراساں میں تھے حاضر ہوا۔تو امام رضا علیہ السلام نے خود ہی اپنے غلام کو صدا دی اور فرمایا کہ ابا محمد چاہتا ہے کہ وہ دینار دیئے جائیں جن پر میرا نام ثبت ہے۔ان میں سے تیس لے آؤ۔

پس غلام تیس دینار لے آیا اور میں نے شکریہ کے انداز سے لے لیے۔لیکن پھر اسی وقت میرے ذہن میں آیا کہ اے کاش! آپ اپنے پہنے ہوئے کپڑے بھی دے دیتے۔یہ دل میں گردش کرتا تھا کہ امام رضا علیہ السلام نے پھر دستور دیا کہ اندرون خانہ کہو۔میرا لباس مت دھوئیں جیسے پڑیں ہیں ویسے ہی دے دیں۔

پس غلام ایک قمیض ، پاجامہ اور ایک جوڑا جوتے لے آیا اس نے میرے حوالے کیا، میں نے نہایت ہی حیرانی اور شکریہ کے انداز میں ان کو عظیم سرمایہ سمجھتے ہوئے لے لیا۔

بحارالانوار 49 جلد 56 ص

جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردئیے ﴿40﴾

جناب یعقوب کلینی نقل فرماتے ہیں:۔جس سال ہارون رشید حج کے ارادہ سے آیا ہوا تھا امام رضا علیہ السلام بھی مدینہ المنورہ سے مکہ معظمہ کی خاطر چلے۔راستے میں بائیں جانب ایک پہاڑ تھا جس کا نام فارع تھا امام رضا علیہ السلام نے پہاڑ کی طرف دیکھا اور فرمایا:۔فارع کے ایک حصے کو بنانے والا اور

پھر اس کو خراب کرنے والا ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے گا۔ جو امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھے انہوں نے آپس میں کہا کہ ہم امام رضا علیہ السلام کی بات نہیں سمجھ سکے۔

جب ہارون رشید پہنچا تو وہ اسی جگہ اترا اور یحییٰ بن جعفر بھی پہاڑ پر پہنچا، ہارون رشید نے اسے حکم دیا کہ اس جگہ بیٹھنے کی جگہ بنائی جائے۔ وہ جگہ یحییٰ بن جعفر نے بنادی۔ جب ہارون رشید واپس اسی راستے سے چلا تو اس نے فرمان دیا کہ اب اس جگہ کو خراب کردیا جائے۔ یحییٰ بن جعفر نے اسے خراب کردیا جب ہارون رشید عراق پہنچا تو اس نے جعفر بن یحییٰ کی کسی غلطی کی بناء پر اس کے جسم کے ٹکڑے کروادیے۔

تب ہم امام رضا علیہ السلام کی وہ بات سمجھ سکے۔

بحارالانوار 49 جلد 56 ص

سچی خبر (41)

مسافر فرماتے ہیں جب ہارون بن میتب نے ارادہ کرلیا کہ وہ محمد بن جعفر پر حملہ کرے گا تو امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ اے مسافر، ہارون بن میتب سے جاکر کہو کہ وہ کل جنگ کے لیے نہ جائے، اگر اپنے ارادے میں تبدیلی نہ لایا تو شکست کا سامنا ہوگا اور تیرے سپاہی قتل ہوجائیں گے اگر اس نے کہا کہ مجھے اس کی کس نے اطلاع دی ہے تو اس سے کہہ دینا کہ میں نے یہ سب کچھ خواب میں دیکھا ہے (امام معصومؑ جو کہیں وہ حق کے مطابق ہے)۔

میں ہارون بن میتب کے پاس پہنچا اور جاکر عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں۔ کل جنگ کے ارادے سے نہ جائیں ورنہ شکست کھا جائیں گے اور سپاہی بھی قتل ہوجائیں اور آپ کو بھی خطرہ ہے۔

ہارون بن مسیب نے یہ سن کر مجھے کہا:۔ تجھے اس کا کیسے علم ہوا ہے؟
میں نے کہا کہ:۔ یہ سب کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ ہارون بن مسیب نے یہ سن کر کہا:۔ بندہ سوئے اور بیٹھا ہوا خواب دیکھے۔ یعنی ایسے خواب کا کوئی بھروسہ نہیں۔
پس جب وہ جنگ کے لیے نکلا تو اس نے زبردست شکست کھائی حتی کہ خود بھی سپاہیوں کے ہمراہ قتل ہو گیا۔

بحارالانوار 49 جلد 57 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جانور کے اضطراب کی پہچان ﴿42﴾

ہارون بن موسیٰ فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام کے ساتھ ایک بیابان میں تھا کہ اچانک آپ کے گھوڑے نے اضطراب دکھانا شروع کر دیا۔ امام رضا علیہ السلام نے اس کی لگام کو چھوڑ دیا یعنی اس پر سے اترنے کے بعد۔ گھوڑا ایک طرف چلا گیا وہاں جا کر اس نے بول و فضلہ کیا اور واپس چلا آیا۔
امام رضا علیہ السلام نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا:۔ بے شک اللہ تعالی نے جتنا کچھ ہم محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو دیا ہے اتنا داوٗد علیہ السلام کو نہیں دیا۔

بحارالانوار 49 جلد 57 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بردبار اور عالم ﴿43﴾

سلیمان جعفری فرماتے ہیں:۔ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور اس وقت آپ کی منزل مقدس پر عوام الناس کا ہجوم تھا وہ آپ سے سوال کر رہے تھے اور آپ ان سب کے

جوابات عنایت کر رہے تھے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا:۔ سزاوار یہ تھا کہ وہ (آل محمد) سب انبیاء ہوتے۔ پس امام رضا علیہ السلام نے اسی وقت لوگوں سے توجہ ہٹائی اور میری طرف توجہ ہو کر فرمایا:۔ اے سلیمان بیشک آئمہ طاہرین بردبار اور عالم ہیں۔ جاہل لوگ ان کو انبیاء گمان کرتے ہیں جب کہ وہ انبیاء نہیں ہیں۔ بحارالانوار 49 جلد 57 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موت کے مکان میں مشرق اور مغرب کا فاصلہ ﴿44﴾

محمد بن عبداللہ افطس فرماتے ہیں۔ میں مامون رشید کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور اپنے نزدیک بٹھایا پھر اس نے امام رضا علیہ السلام کے بارے میں مجھے خبر دی کہ اللہ سبحانہ رضاؑ پر رحم فرمائے۔ ان سے زیادہ کوئی بھی عالم نہ تھا۔ مامون نے فرمایا:۔ بے شک انہوں نے مجھے ایک عجیب خبر سنائی۔ جب میں (مامون) نے آپ سے رات کے وقت سوال کیا اور لوگ دن میں امام رضا علیہ لسلام کی بیعت کر چکے تھے (ولی عہد ہونے کی) میں نے آپؑ سے کہا:۔ آپ پر قربان جاؤں میں نے آپؑ کے بارے میں مناسب سمجھا ہے کہ عراق چلے جائیں اور میں آپؑ کا نائب بن کر خراسان میں رہتا ہوں۔ آپؑ مسکرائے اور فرمایا:۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ خراسان کے بغیر رہوں۔ بلا تردید اب یہ ہی ہمارا مسکن ہے یہاں سے کہیں اور جانا ممکن نہیں ہے یہاں تک کہ میری موت آجائے گی اور میدان محشر کے لیے لامحالہ یہاں سے ہی محشور ہونا پڑے گا۔

میں نے (مامون) امام رضا علیہ السلام سے کہا:۔ آپ پر قربان ہو جاؤں۔ آپ کو اس کا کیسے علم ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا مجھے اپنے مکان کا پورا علم ہے جیسے تیرے مکان کا مجھے علم ہے۔

میں نے کہا:۔ آپ کی صفات کو اللہ تعالیٰ پھیلائے۔ میرا مکان کہاں ہوگا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ تیرے اور میرے درمیان بہت فاصلہ ہے میری موت مشرق میں واقع ہوگی اور تیری موت مغرب میں واقع ہوگی۔

میں نے (مامون) تمام کوشش اور سعی کرلی کہ آپ کو خلافت کی طمع دوں مگر آپ نے مکمل انکار کیا۔

بحار الانوار 49 جلد 57 ص

عرض داشت (45)

عبداللہ بن ابراہیم غفاری فرماتے ہیں:۔ مجھ پر قرضہ تھا اور وہ مجھ کو بہت اذیت دے رہا تھا یعنی قرضہ واپس لینے کے لیے نازیبا الفاظ استعمال کر رہا تھا ایک دن اسی کی کربناک باتیں سن کر میں مدینہ کے پاس ایک بستی صریا پہنچا تاکہ امام رضا علیہ السلام سے اس بارے میں عرضداشت کروں۔

آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے اس وقت دستر خوان بچھایا ہوا تھا کیونکہ کھانے کا وقت تھا مجھے فرمایا پہلے کھانا کھائیں۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہو چکے تو میں نے اپنے بارے میں آپ کو بتانا شروع کر دیا جب میں اپنی روداد بیان کر چکا تو آپ نے فرمایا:۔ جو تیرے نیچے فرش ہے اس کو اب اٹھاؤ۔ جب میں نے اٹھایا تو وہاں سے بہت سے دینار برآمد ہوئے جو تین سو سے زیادہ تھے۔

ان دیناروں پر ایک دینار پر لکھا ہوا تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی و اھل بیتہ من جانب، و فی الجانب

الآخر: انالم ننسک فخذ هذا الدنانیر فاقض بهادینک ، وانفق مابقی علی عیالک

یعنی کوئی معبود نہیں فقط اللہ سبحانہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ اوران خاندان کی طرف سے ہے۔ دینار کی، دوسری طرف لکھا تھا ہم ہرگز تجھے نہیں بھولے ان دیناروں کو لے لے اوراس سے اپنا قرضہ ادا کر اور بقایا اپنے خاندان پر خرچ کر۔

بحارالانوار 49 جلد 58 ص

ایک بھی بال کم ہوا تو سمجھ لینا امام نہیں ﴿46﴾

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا گیا:۔ آپ امام موسیٰ کاظم یعنی اپنے والد صاحب کے قائم مقام ہوگئے ہیں اوراس وجہ سے آپ نے بہت ہی شہرت حاصل کی ہے مگر ہارون رشید کی تلوار تو ابھی تک خون کے قطرے گرارہی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ میرا جواب وہی جواب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا" اگر ابوجہل میرے سر کا ایک بال بھی کم کردے تو تم سب گواہی دینا کہ میں پیغمبر نہیں ہوں۔ یعنی ابوجہل مجھے بلکل نقصان نہیں دے سکتا"

وانا اقول لکم یعنی میں بھی تم سے یہی کہتا ہوں اگر ہارون رشید میرے سر کا ایک بال بھی کم کردے یا مجھے نقصان پہنچائے تو سمجھ لینا کہ میں امام نہیں ہوں۔

بحارالانوار 49 جلد 59 ص

یا ضامن آہو

وصیت کی تنبیہ (47)

اہل سنت نقل کرتے ہیں کہ حاکم ابو عبد اللہ الحافظ نے اپنی اسناد سے سعد بن سعد سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔امام رضا علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا اور فرمایا اے بندہ خدا جو کچھ ارادہ کرتا ہے اس بارے میں وصیت لکھ دے اور آمادہ ہو جا جس سے فرار ممکن نہیں۔

اس تنبیہ کے بعد وہ شخص تین روز بعد چل بسا۔

بحار الانوار 49 جلد 59 ص

یا ضامن آہو

مقدس بال جو نہ جلیں (48)

قوم انصار میں سے ایک آدمی امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے پاس ایک صندوقچی تھی وہ چاندی سے بنی ہوئی تھی اور مقفل تھی اس نے عرض کی کہ کوئی بھی آپ کے پاس ایسا ہدیہ نہ لایا ہوگا جو میں لایا ہوں۔

صندوقچی کو کھولا اور اس میں سے سات سر کے بال نکالے اور کہنے لگا یہ بال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے ان میں سے چار بالوں کو الگ کیا اور فرمایا کہ یہ بال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

اس آدمی کے دل میں تردد آیا مگر ظاہراً اس نے آپ کے قول کو قبول کرلیا۔

امام رضا علیہ السلام جو وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس آدمی کے قلبی رجحان سے واقف ہوئے۔ تو اس شک کو دور کرنے کی خاطر ان تین بالوں کو جب آگ میں ڈالا تو یہ جل گئے مگر جب ان چار مقدس بالوں کو آگ میں ڈالا تو وہ سونے کی مانند چمکنے لگے (بالکل نہ جلے اور فرمایا کہ اس لیے الگ کیے ہیں کہ یہ چار بال آنحضرتؐ کے ہیں)

بحارالانوار 49 جلد 59 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینا ر پر تحریر ﴿49﴾

غفاری فرماتے ہیں کہ آل ابی رافع جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں سے ہیں اس کا ایک آدمی قرضے سے بہت پریشان تھا وہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہ کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کی۔ یا ابن رسول اللہ آپ کے غلام پر بلاشک قرضہ ہے اور اس قرض نے مجھے بدنام کردیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا میں فرش پر بیٹھ گیا۔ ظاہراً کھانے کا وقت تھا۔

جب ہم کھانا کھاچکے اور فارغ ہو گئے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اس فرش کو اٹھاؤ اور جو کچھ اس کے نیچے ہے وہ لے لو۔

جب میں نے اس کو ہٹایا تو وہاں پر دینار تھے پس میں نے تمام دینار اٹھالیے۔

میں خوشی خوشی گھر آیا۔ میں نے ان دیناروں کو دیکھا اور گننے پر پتہ چلا کہ اڑتالیس دینار ہیں ان میں ایک

دینار پر منقوش تھا۔

حق الرجل علیک ثمانیة و عشرون دینارا وما بقی فهولک یعنی اٹھائیس دینار تجھ پر اس مرد کا قرضہ ہے بقایا سب تیرے ہیں۔

بعد میں خدا کی قسم میں نے اس دینار کو نہ دیکھ سکا جس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی وہ غائب ہو چکا تھا۔

بحارالانوار 49 جلد 59 ص

مسئلہ کا جواب پوچھے بغیر (50)

حسن بن علی وشا فرماتے ہیں:۔ ابن محرز نے کہا ہے کہ ہمیں اس کا علم ہوا کہ جب بھی ابا عبداللہ علیہ السلام اپنے اہل کی طرف آمیزش کے ارادے سے دوبارہ رجوع کرتے تو وہ وضو کرتے نماز کے وضو کی مانند۔ ہم چاہتے تھے اس مسئلہ میں امام رضا علیہ السلام سے سوال کریں۔ حسن بن علی وشا فرماتے ہیں:۔ پس میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا۔ میں نے اس مسئلہ کے علاوہ اور گفتگو کا آغاز کر دیا۔ امام رضا علیہ السلام نے خود ہی فرمایا:۔ جب بھی ابا عبداللہ علیہ السلام۔ دوبارہ آمیزش کے ارادے سے اپنی زوجہ کے پاس جاتے تو وہ نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے اور جب ہمارا ارادہ ہوتا ہے تو ہم بھی یوں ہی کرتے ہیں۔ وشا فرماتے ہیں میں اس آدمی کی طرف چلا اور جا کر کہ مجھے تیرے مسئلہ کا جواب مل گیا ہے اور یہ جواب میرے سوال کرنے سے پہلے خود ہی دے دیا ہے۔

بحارالانوار 49 جلد 63

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک ہی جگہ ﴿51﴾

موسیٰ بن عمران فرماتے ہیں :۔خلیفہ ہارون رشید مسجد نبوی میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا وہاں میں نے امام رضا علیہ السلام کو دیکھا۔

آپ نے مجھے فرمایا:۔ مجھے اور اسے دیکھے گا کہ ہم ایک ہی جگہ دفن ہوں گے۔

عیون المعجزات 108 بحار الانوار 49 جلد 63 ص

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حقیقی بصارت مل گئی ﴿52﴾

ابو طالب حسین بن عبداللہ بن بنان طائی فرماتے ہیں:۔ میں نے محمد بن عمر نوقانی سے سنا ہے:

رات تاریک تھی نوقان میں، میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا جب میری آنکھ کھلی تو میری نگاہ سناباد میں امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس پر پڑی کہ اوپر کی جانب سے نور آ رہا ہے اور روضہ مبارک نور سے پر ہے جیسے کہ دن نکلا ہوا ہو۔ میں امام رضا علیہ السلام کے بارے میں شک میں مبتلا تھا کہ کیا آپ حق پر ہیں؟ میری والدہ آپ کے مخالفوں میں شامل تھی مجھے یوں دیکھ کر میری والدہ نے کہا، میرے بیٹے تجھے کیا ہو گیا ہے۔

میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا:۔ میں روضہ مقدس پر نور دیکھ رہا ہوں جو اس کو منور کر رہا ہے۔

جب میری والدہ نے وہ منظر میرے پاس آ کر دیکھا اور وہ بھی اس سے مبہوت رہ گئیں۔ میں نے اس پر نور منظرہ کو عظیم کام سے تصور کیا۔ میں نے اللہ سبحانہ کی حمد شروع کر دی مگر میری والدہ میری طرح ایمان نہ

لائیں۔ میں نے اسی وقت روضہ مقدس جانے کا قصد کیا۔ جب وہاں پہنچا تو دروازے پر تالہ لگا ہوا تھا۔ تالے پر ہاتھ رکھا اور اللہ سبحانہ سے استدعا کی کہ اللّٰھم ان کان امر الرضا حقاً فافتح ہذا الباب، یا اللہ اگر امام رضا حق پر ہیں تو یہ قفل میرے لیے کھول دے۔ جیسے ہی میں نے تالے پر ہاتھ رکھا وہ کھل گیا۔ مجھے حیرت ہوئی۔ اپنے آپ میں سوچا شاید قفل پہلے ہی سے کھلا ہوا ہو۔ پس میں نے اسے یوں ہی بند کر دیا تو تالا پھر بند ہو گیا۔ بہت سعی کی مگر وہ نہ کھلا جب مجھے یقین ہو گیا کہ اب اس کا کھلنا بغیر چابی کے ممکن نہیں، پھر میں نے کہا، یا اللہ اگر امام رضا علیہ السلام حق پر ہیں تو میرے لیے یہ دروازہ کھول دے۔ پس جیسے ہی دوبارہ ہاتھ بڑھایا تو تالا کھل گیا۔

پس میں روضہ منورہ میں داخل ہوا۔ میں نے آپ کی قبر مطہر کی زیارت کی، امام رضا علیہ السلام کے بارے میں مجھے بصارت حاصل ہوئی۔ میں نے وہیں پر شکرانے وغیرہ کی نماز ادا کی۔

پس میں نے اس وقت سے یہ قصد کر لیا تھا کہ ہر شب جمعہ مبارک کو نوقان سے آپ کی زیارت کے لیے زائر بنا رہوں گا۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں آپ کی قبر مبارک کے پاس نماز پڑھتا ہوں۔

عیون الاخبار الرضا 283/2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاکم بیوردی ﴿53﴾

ابو طالب حسین بن عبد اللہ فرماتے ہیں:۔ میں نے ابو منصور بن عبد الرزاق سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حاکم طوس جو بیوردی کے نام سے مشہور تھے عرض کیا، کیا آپ کا بیٹا ہے؟

انہوں نے نفی سے جواب دیا:۔ تو میں نے حاکم طوس سے عرض کیا، کیا آپ کبھی امام رضا علیہ السلام کے

روضہ مقدس پر نہیں گئے۔ وہاں جا کر اللہ قادر مطلق کو پکاریں وہ آپ کو فرزند دے گا۔ میں نے اپنی بہت سی حاجات وہاں ہی اللہ سبحانہ سے طلب کی ہیں۔ حاکم طوس نے مجھے کہا:۔ اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ وہاں جا کر امام رضا علیہ السلام کو سلام کروں گا اور امام رضا علیہ السلام کے قریب جا کر اللہ سبحانہ سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے فرزند عطا فرمائے۔

کچھ مدت بعد حاکم چل کر میرے پاس آیا، اس نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالی نے اس روضہ مقدس پر جانے کی وجہ سے میری دعا کو مستجاب کیا اس نے مجھے فرزند عطا کیا اور اس قبر شریف کی بدولت مجھے عطیات و اکرام سے نوازا ہے۔

عیون اخبار 284/2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رکن الدولہ کا یقین (54)

شیخ صدوق فرماتے ہیں:۔ جب امیر سعید رکن الادلہ سے رجب المرجب 352ھ میں مشہد مقدس روضہ امام رضا علیہ السلام جانے کی اجازت طلب کی انہوں نے مجھے باخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ جب میں جانے کی تیاری میں تھا تو مجھے انہوں نے بلایا:۔ جب آپ کے پاس پہنچا تو مجھے فرمایا یہ مشہد مقدس بہت مبارک ہے جب میں نے زیارت کی تھی تو اللہ سبحانہ سے دل ہی دل میں حاجات طلب کی تھیں۔ اس مقدس ذات نے وہ سب میرے لیے منظور کرلیں اب تو نے میرے حق میں دعا کرنے سے کوتاہی نہیں برتنی۔ میری طرف سے زیارت بھی کرنا، کیونکہ اس مقدس جگہ پر دعا مستجاب ہوتی ہے میں نے جناب امیر سعید رکن الدولہ کو ضمانت دی کہ ایسا ہی کروں گا پس مشہد مقدس جا کر اپنے وعدہ کو وفا کیا۔

جب مشہد امام رضا علیہ السلام سے میری بازگشت ہوگئی تو میں جناب رکن الدولہ کے ہاں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا، کیا ہمارے لیے دعا کی تھی اور ہماری جانب سے زیارت کی تھی۔ میں نے جب مثبت جواب دیا، تو فرمانے لگے، خدا کی قسم مجھ پر احسان کردیا۔ اب مجھے اور بھی یقین ہوگیا ہے کہ اس مقدس جگہ میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔

عیون اخبار الرضا 284/2

امام رضاؑ کے مقدس روضہ پر جانے کی تحریص (55)

ابونصر احمد بن حسین ضبی نے روایت کی ہے میں نے اس سے زیادہ ناصبی نہیں دیکھا تھا۔ حتیٰ جب درود شریف پڑھتا تھا تو صرف اللہم صلی علی محمد پڑھتا اور آل محمد پڑھنے سے دوری کرتا۔ اس نے کہا:۔ میں نے ابوبکر حمامی سے سنا ہے جو نیشاپور میں پوستین سینے کا کام کرتے تھے اور وہ اصحاب الحدیث میں سے تھے، فرماتے ہیں، کسی آدمی نے مجھے کوئی امانت دی۔ میں نے امانت کے طور پر اس کو ایک جگہ دفن کردیا لیکن اس جگہ کو بھول گیا۔ اس سے میں پریشان ہوگیا میں حیران بھی تھا۔ کچھ عرصہ بعد صاحب امانت تشریف لے آئے اور مجھ سے اس کا مطالبہ کیا۔ میں اسے کیا جواب دیتا۔ میں تو اس جگہ کو ہی بھول چکا تھا۔ صاحب امانت نے مجھے خیانت کاری کرنے کا اتہام بھی لگایا۔ میں نے اسے بہت سمجھایا، کہ امانت محفوظ ہے مگر رکھ کر بھول گیا ہوں۔ میں اپنے گھر سے حیران و پریشان باہر آیا۔ اس ہنگام دیکھا کہ کچھ لوگ مشہد امام رضا علیہ السلام کی جانب متوجہ ہیں۔ میں نے بھی ان کے ساتھ مشہد مقدس جانے کا عزم کرلیا۔ جب مشہد مقدس پہنچا تو زیارت کی اور اللہ سبحانہ سے دعا کی کہ مجھے وہ جگہ دکھائی جائے جہاں پر

امانت دفن ہے۔

میں نے وہاں دیکھا جیسے کوئی خواب میں دیکھتا ہے کوئی میرے پاس آیا اور فرماتے ہیں کہ امانت فلاں جگہ ہے اور فلاں چیز ہے۔ مجھے جب سکون ہوا تو واپس لوٹ آیا اور صاحب امانت سے کہا کہ تیری امانت فلاں جگہ میں دفن ہے۔ کیونکہ یہ خواب میں دیکھا ہے۔ اس نے میری بات پر یقین نہ کیا مگر وہ صاحب امانت یوں ہی اس جگہ پہنچا۔ وہاں اس نے زمین کو کھودا تو وہاں سے اس کی امانت اسی کی مہر کے ساتھ مل گئی۔ پس اس آدمی نے اس واقعہ کے بعد یہ حدیث سنانا شروع کردی اور لوگوں کو امام رضا علیہ السلام کے مشہد مقدس کی جانب تحریص کرتا۔

عیون اخبار الرضا 284/2

یہ رقعہ نذر حسین نذری

جن وانس کے برابر بھی گناہ معاف (56)

اہل خراسان میں سے ایک شخص حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تحیت وسلام کے بعد اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا:۔ میں نے خواب دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اس وقت تم کیسے جذبات کا اظہار کروگے جس وقت تمہاری زمین میں میرے بدن کا ایک ٹکڑا دفن کیا جائے گا۔ وہ میری امانت ہوگی اور تمہاری زمین میں میرے ستارے کو پنہاں کیا جائے گا؟ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ مجھے دفن کیا جائے گا میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بدن کا ٹکڑا۔ میں ہوں ان کی امانت اور آسمان امامت کا میں ہوں ستارہ، جو کوئی میری زیارت کرے گا، میرا حق پہچانے گا، میری اطاعت کو اپنے آپ پر لازم سمجھے گا۔ وہی ہدایت پر ہے۔ میں اور میرے آباؤ اجداد روز قیامت

اس کے شفیع بنیں گے ہم جس کی بھی شفاعت کریں گے وہ ہی نجات یافتہ ہوگا اگر چہ اس پر جن وانس کی مانند گناہ ہی کیوں نہ ہوں۔

آگاہ رہو، مجھے میرے والد نے اطلاع دی ہے اور ان کو ان کے آباؤ واجداد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں جو بھی مجھے خواب میں دیکھے گا یہ درست ہے کیونکہ شیطان میری شکل میں تبدیل نہیں ہوسکتا بلکہ میرے اوصیاء علیہم السلام کی شکل میں بھی نہیں آسکتا۔ حتیٰ جو ہمارے خالص شیعہ ہیں ان کی بھی شکل میں نہیں آسکتا۔

یقین رکھو، کہ سچا خواب پیغمبری کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

جلاالعیون مجلسی 544

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماضی و مستقبل کے گناہ معاف﴿57﴾

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ میری اولاد میں سے ایک مرد کو علاقہ خراسان میں دشمنی اور زہر ستم سے شہید کیا جائے گا۔ اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا اور اس کے والد کا نام موافق نام حضرت موسیٰ بن عمران ہوگا۔

جو بھی اس کی بے وطنی میں زیارت کرے گا، اللہ سبحانہ ماضی اور مستقبل کے گناہ بخش دے گا اگر چہ یہ گناہ آسمانی ستاروں کی مقدار میں ہوں یا بارش کے قطرات کی مانند ہوں یا درختوں کے پتوں کی مانند ہوں۔

جلاء العیون 545 ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل الخطاب یعنی تمام زبانوں پر عبور ﴿58﴾

اباصلت ہروی فرماتے ہیں:۔امام رضا علیہ السلام، لوگوں سے ان کی لغات میں گفتگو فرماتے تھے بلکہ وہ اللہ کی قسم وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ فصیح و بلیغ زبان میں تکلم فرماتے تھے بلکہ وہ ہر زبان اور ہر لغت میں سے ان سے زیادہ آشنا تھے۔ایک دن آپ سے عرض کی:۔یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ مجھے بہت ہی زیادہ اس پر تعجب ہے کہ مختلف زبانوں کو اور لغات کو جو ان میں اختلاف ہے سب سے آپ کو معرفت ہے۔امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔اے اباصلت، اللہ سبحانہ کی مخلوق میں، میں اس کی حجت ہوں۔اللہ سبحانہ ہرگز اس قوم پر حجت نہیں بھیجتا جو ان کی لغات سے آشنا نہ ہو۔کیا تجھے امیر المومنین کے اس قول کی خبر نہیں "اُوتینا فصل الخطاب" ہمیں فصل الخطاب دیا ہے وہ فصل الخطاب کیا ہے؟ وہ صرف مختلف لغات کی معرفت و آشنائی ہے۔

بحار الانوار 87/49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجھے کیا علم؟ ﴿59﴾

حسین بن بشار فرماتے ہیں:۔ابن قیاما نے امام رضا علیہ السلام کو خط تحریر کیا کہ آپ کیسے امام ہیں کہ آپ کا کوئی بیٹا ہی نہیں؟ امام رضا علیہ السلام غضب ناک ہوئے اور جواب دیا:۔تجھے علم ہی نہیں کہ میرا بیٹا نہیں؟ خدا کی قسم رات دن نہیں گزریں گے کہ اللہ سبحانہ مجھے بیٹا عنایت فرمائے گا۔

(وہ میرا وارث ہوگا)۔

اثبات الھداۃ 31/6

ایک ہزار شہید کا اجر (60)

عمر بن یزید فرماتے ہیں:۔ ابھی میں واقفیہ المذہب یعنی (سات امام تک ماننے والا) میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حق حاصل کرنے پہنچا۔ میرے ذہن میں تھا کہ میرے والد محترم نے آپ کے والد محترم سے سات سوال پوچھے تھے تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے چھ سوالوں کے جواب دے دیئے تھے مگر ساتویں سوال میں سکوت اختیار کیا تھا۔ اب میں بھی وہی سات سوال علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے پوچھوں گا اگر انہوں نے اپنے والد کی مانند جواب دیا تو آپ ہی امام وقت ہیں۔

میں نے وہی سوال آپ کی خدمت اقدس میں بیان کیے۔ آپ نے بھی صرف چھ سوالوں کا جواب دیا اور ساتویں پر سکوت کیا۔ نہ ہی ان میں واو زیادہ کی اور نہ ہی یاء یعنی بالکل ویسے ہی جواب رحمت فرمائے۔ مجھے یقین کامل ہو گیا۔

جب آپ کی خدمت سے جانے لگا تو آپ نے فرمایا:۔ جو بھی ہمارا شیعہ بیماری میں یا مشکلات میں صبر کرتا ہے تو اللہ قادر مطلق اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار شہید کا ثواب لکھتا ہے۔ ''اجر الف شہید''۔

میں نے اپنے آپ سے کہا۔ آپ نے یہ کیوں فرمایا ہے جب کہ اس کا کوئی موقع و محل ہی نہ تھا میں خدا حافظ کر کے چلا آیا۔

کسی ایک سفر کے دوران میری ایک ٹانگ میں عرق المدنی نکل آئی (یہ بیماری بالوں کی شباہت میں ٹانگ یا بدن کے کسی حصے میں نکل آتی ہے) اس سے مجھے سخت دکھ و درد کا سامنا کرنا پڑا اور امام رضا علیہ السلام کا وہ قول مجھے یاد آنے لگا۔

موسم حج میں مکہ معظمہ پہنچا حج کے افعال اسی حالت میں انجام دیئے۔اس کے بعد مدینہ النبی پہنچا اور امام رضا علیہ السلام سے اس بات کی شکایت کی کیونکہ ابھی تک اس بیماری سے پریشان تھا۔آپ سے یہ بھی عرض کیا یا امام میرے واسطے کوئی تعویذ دیں۔درد والے پاؤں کا آپ نے معائنہ فرمایا۔فرمانے لگے کہ اب اس پاؤں میں کوئی تکلیف نہیں،لیکن اپنی دوسری ٹانگ دکھاؤ جو صحیح و سالم ہے۔جب اسکا معائنہ کیا تو اس کے لیے آپ نے تعویذ دیا۔آپ سے وداع کر کے چلا آیا کچھ عرصہ بعد صحیح ٹانگ میں بھی عرق المدنی آشکار ہوگئی مگر درد قابل برداشت تھا۔

اثبات الهداة 33/6

(ب) ۔۔۔

نقش دار پارچہ (61)

وشاء نے فرمایا:۔ میں ابھی تک مذہب واقفی رکھتا تھا جب میں اپنے اسباب کے ساتھ خراساں روانہ ہوا تو میں اپنے کچھ اسباب سے غافل تھا ان میں کچھ کپڑے نقش دار تھے وہ بعض گھڑیوں میں بند تھے مگر مجھے ان گھٹڑیوں کی پہچان نہ تھی۔نہ نقش دار کپڑے کی۔جب میں مرو پہنچا اور ایک گھر میں منزل کی اچانک ایک شخص اسی شہر کا وارد ہوا۔اس نے مجھے کہا کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تیرے پاس نقش دار فلاں پارچہ ہے وہ میرے پاس روانہ کر دو۔میں نے اس آدمی سے کہا:۔ابھی تو میں تازہ ہی آیا ہوں۔کسی نے آنجناب کو میرے آنے کی اطلاع دی ہے؟ میرے پاس تو اس قسم کا کوئی کپڑا ہی نہیں ہے۔تو وارد چلا گیا لیکن جلد ہی واپس پلٹ آیا اور اس نے کہا کہ انہوں نے تجھے فرمایا ہے وہ کپڑا تیرے پاس موجود

ہے۔فلاں جگہ اور فلاں گھڑی میں۔ بہت ہی تعجب سے وہاں کا مشاہدہ کیا تو امام رضا علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق مطلوبہ کپڑا مل گیا پس میں نے آپ کی خدمت اقدس میں بھیج دیا۔

اثبات الھداۃ 33/4

حکم خدا (62)

اسحاق بن حماد فرماتے ہیں:۔ مامون رشید مناظرہ کرنے کے حساب سے مجلس تشکیل دیتا اور اہل بیت علیہم السلام کے مخالفوں کو وہاں آنے کی دعوت دیتا اور مناظرانہ انداز سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی امامت کے بارے میں ان سے گفتگو کرتا اور وہ اس انداز سے حضرت علی علیہ السلام کو تمام صحابہ پر ہر لحاظ سے فوقیت وشرافت دیتا۔ یہ سب کچھ وہ فقط امام رضا علیہ السلام کے تقرب کی خاطر کر رہا تھا۔

مگر امام رضا علیہ السلام اپنے باوثوق ساتھیوں سے فرماتے تھے تم کہیں مامون کے دھوکے میں نہ آجانا۔ کیونکہ خدا کی قسم اس کے علاوہ کوئی بھی مجھے قتل نہ کرے گا لیکن میرے لیے لازمی اور ضروری ہے کہ صبر کروں۔ یہاں تک کہ حکم خداوند عالم پہنچ جائے۔

(امام رضا علیہ السلام کو شہید کر دیا)۔

بحار الانوار 189/49

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام موسیٰ کاظم کی علامت رحلت (63)

مسافر فرماتے تھے :۔ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو حکومت وقت نے مدینہ سے طلب کیا تو آپؑ نے علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے فرمایا جب تک میں زندہ ہوں دروازے کے پاس رات گزاریں اور یہاں ہی سوجایا کریں۔ جب تک میری خبر نہیں آتی۔

ہم نے امام موسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد حضرت رضا علیہ السلام کے لیے یہ ہی کام شروع کردیا۔ ہم دلیز کے پاس آپ کا بستر بچھا دیتے۔ آپ نماز عشاء کے وقت وہاں تشریف لے آتے وہیں پر سو جاتے۔ صبح کو اپنے کمرے میں تشریف لے جاتے یا اپنی منزل پر تشریف لے جاتے۔

چار سال تک آپ نے ایسا ہی عمل کیا مگر ایک رات جب ہم نے معمول کے مطابق حضرت رضا علیہ السلام کا بستر بچھا دیا تو آپؑ تشریف نہ لائے۔ آپؑ کے بارے میں آپؑ کے اہل وعیال سے بہت پریشان ہوئے۔ انجانا سا ایک بڑا سا خوف ہمیں لاحق ہوا۔

دوسرے دن ہم نے حضرت رضا علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنے عیال کے پاس آئے۔ وہاں سے وہ ام احمد جو امام کاظم علیہ السلام کے حرم مقدس میں تھیں کے پاس گئے اور جاکر ان سے کہا:۔ جو امانت میرے والد محترم نے آپ کو دی ہے وہ اب میرے حوالے کردیں۔ اتنا ہی سننے سے ام احمد نے سوگواری انداز سے گریہ و زاری شروع کردی۔ اپنے چہرے پر ہاتھ مارنے شروع کردیئے اور سوگ سے کہنا شروع کردیا:۔ خدا کی قسم میرے آقا، میرے سرتاج اب دنیا میں نہیں رہے۔ امام رضا علیہ السلام نے ان کو تسلی دی اور کہا کہ ابھی یہ نہ کہو۔ اس بارے میں کسی سے اظہار بھی نہ کرو جب تک حاکم مدینہ کو اس کی خبر نہیں ملتی۔

پس انہوں نے ایک صندوقچی نکالی اس میں سے دو ہزار یا چار ہزار دینار آنجناب کے حوالے کیے، اس کے علاوہ کچھ اور نہ دیا۔

انہوں نے فرمایا:۔ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نگاہوں میں موثق تھی۔ اس بناء پر انہوں نے مجھے فرمایا تھا کہ اس امانت کو اپنے پاس رکھو۔ ہرگز کسی سے اس کا اظہار نہ کرنا جب تک میں زندہ ہوں کوئی بھی اس سے آگاہ نہیں ہوگا۔ جب میں نہ رہوں گا تو میری اولاد میں سے ایک بیٹا تجھ سے اس کا مطالبہ کرے گا اور تو نے کوئی تردد نہیں کرنا۔ اسے فوراً دے دینا۔ اس مطالبہ سے سمجھ جانا کہ اب میں دنیا میں نہیں رہا۔ پس آپ کے مطالبے سے خدا کی قسم مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ میرے سید و سردار کی علامت ہے۔ پس امام رضا علیہ السلام نے وہ امانت لے لی اور ہم سب کو دستور دیا کہ اس خبر کو چھپاؤ جب تک خبر شہادت نہیں پہنچ جاتی۔

اس کے بعد امام رضا علیہ السلام دہلیز پر نہیں سوئے۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے شہید ہونے کی خبر پہنچ گئی۔ جب ہم نے آپ کی شہادت کا وقت اور دن پوچھا تو حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ وقت تھا جب امام رضا علیہ السلام نے دہلیز کے پاس سونا بند کر دیا اور امانت حاصل کر لی۔

اثبات الھداۃ 35/6

برتصہ ترجمہ

امام رضا کا فرمان ایک سال تب رہے گا (64)

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی صاحب زادی جناب حکیمہ فرماتی ہیں۔ میرے بھائی امام رضا علیہ السلام لکڑیوں والے (جلانے والی لکڑیاں) کمرے کے پاس کھڑے تھے اور کسی سے مصروف گفتگو تھے

لیکن وہاں کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ میں نے عرض کیا:۔ یا سیدی آپ کس سے گفتگو کر رہے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ عامر زہرائی ہے جو میرے پاس مسائل لے کر آیا ہے اور چند شکایتیں بھی کر رہا ہے۔

میں نے عرض کیا:۔ میرے سردار، میں چاہتی ہوں کہ اس کا کلام خود سنو۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اگر تو نے اس کا کلام سن لیا تو ایک سال تپ میں رہوگی۔

میں نے اس کے باوجود عرض کیا۔ یا سیدی، تب بھی میں سننا پسند کرتی ہوں۔

پس امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ لو اب تم بھی اس کا کلام سنو۔ پس میں نے سیٹی کی مانند آواز سنی اور اس کے بعد ایک سال تک تپ میں مبتلا رہی۔

(عامر زہرائی از جنات سے تھا)

اثبات الھداۃ 34/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضاؑ کے ہاتھوں سے شعاؤں کا پھوٹنا (65)

حسن بن منصور نے اپنے بھائی سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ ایک رات امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں تھا۔ آپ نے جب کسی آدمی کو آنے کی خاطر اجازت دی تو ہاتھ اٹھائے تو آپ کے ہاتھوں سے ایسی شعاعیں نکل رہی تھیں جیسے دس روشن ترین چراغ ہوں۔ پس آپ نے ہاتھوں کو نیچے کرتے ہوئے اسے داخل ہونے کی اجازت دی۔

اثبات الھداۃ 37/6

متفرق ہوجاؤ﴿66﴾

یاسر فرماتے ہیں:۔ایک رات امام رضا علیہ السلام نے ہم سب سے فرمایا:۔اللہ سبحانہ سے آج رات کے بارے میں جو شر ہونے والا ہے امداد مانگو اور پناہ مانگو۔ہم نے صبح تک یہ ہی ذکر کیا۔جب امام رضا علیہ السلام نے نماز فجر پڑھ لی تو ہمیں فرمانے لگے۔چھت پر جاؤ۔جا کر استماع کرو۔کیا آوازیں سن رہے ہو؟جب میں چھت پر پہنچا تو چیخنے چلانے ،رونے دھونے کی آوازیں آرہی تھیں۔

اچانک مامون رشید کو اس دروازے میں داخل ہوتے دیکھا جو اس کے اور امام رضا علیہ السلام کے محل کے درمیان تھا وہ امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا۔یا سیدی یا ابا الحسن ،اللہ سبحانہ آپ کو فضل کی مصیبت میں اجر عطا فرمائے۔بے شک وہ،وہ ہے جس نے انکار کیا تھا۔

پس فوراً ہی مامون رشید سپاہیوں کے ساتھ حمام میں داخل ہوا۔کیوں فضل حمام میں تھا۔کچھ لوگ تلواروں کے ساتھ آئے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا جو وہاں پر تین آدمی اور تھے ان کو گرفتار کر لیا۔ان میں سے ایک اس کی خالہ کا بیٹا فضل ذوالقلمین بھی تھا۔پس اس واقعہ کے بعد اس کے حامی،جنگجو اور فضل کے رشتہ دار،مامون رشید کے دروازے پر جمع ہوئے۔انہوں نے اس کے خون کا مطالبہ کیا اور فریاد کرنے لگے کہ مامون رشید نے دھوکے سے اسے قتل کیا ہے۔آگ لے کر آ گئے تا کہ مامون رشید کے دروازے کو آگ لگا دی جائے۔ایسی حالت میں اس نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا۔یا سیدی۔آپ باہر جائیں اور جا کر ان کو متفرق کریں۔اگر یہ مناسب سمجھیں۔

امام رضا علیہ السلام سواری پر سوار ہوئے اور مجھے بھی کہا،تم بھی سوار ہو جاؤ،پس میں سوار ہو گیا۔جب ہم

دروازے سے نکلے تو امام رضا علیہ السلام نے لوگوں کی طرف دیکھا۔ جو مزاحمت ایجاد کر رہے تھے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے ان کو فرمایا:۔ متفرق ہو جائیں متفرق ہو جائیں۔

میں نے دیکھا کہ تمام لوگوں نے آپ کی بات کو قبول کر لیا۔ خدا کی قسم وہ لوگ ایسے جا رہے تھے جیسے کہ وہ ایک دوسرے کے اوپر گر رہے ہوں۔ کوئی بھی نہ ان میں اشارہ کر رہا تھا بلکہ وہ عجلت اور تیزی سے جا رہے تھے۔

(کیونکہ معصومؑ جو چاہے ہو جاتا ہے)۔

اثبات الھداۃ 38/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں مدد کروں گا ﴿67﴾

حمدان دیوانی فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے جو بھی میری زیارت دور سے میرے روضے کی کرے گا۔ یوم قیامت تین جگہوں پر اس کی مدد کرنے آؤں گا اور اس کو ہولناک مقامات سے میں نجات دلواؤں گا۔ 1۔ جس وقت نامہ اعمال اس کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں ہوگا۔ 2۔ پل صراط پر 3۔ حساب کے وقت۔

اثبات الھداۃ 32/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک لاکھ شہید کا اجر ﴿68﴾

عبدالسلام بن صالح هروی فرماتے ہیں:۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا ہے۔ خدا کی قسم ہم میں سے یا مقتول ہوتے ہیں یا شہید۔

میں نے عرض کی:۔ یا بن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) آپ کو کون قتل کرے گا؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا، بدترین مخلوق خدا میرے زمان میں مجھے قتل کرے گی اور یہ سبب زہر سے ہوگا۔ پس پھر مجھے غیر زمین میں تنگ گھر میں دفن کیا جائے گا۔

خبردار رہو! جو میری غربت میں مسافرت میں زیارت کو آئے گا۔ اللہ سبحانہ اس زائر کے لیے ایک لاکھ شہید کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج کرے گا۔

اثبات الھداۃ 44/6

میرا روضہ جنت کا باغ ﴿69﴾

حسن بن علی بن فضال فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ خراسان میں ایک بقعۃ ہوگا تھوڑے سے زمانے کے بعد جب وہ بقعۃ بن جائے گا تو فرشوں کے آنے جانے کا مقام بن جائے گا۔ قیامت تک آسمان سے ملائکہ کا ایک گروہ آتا رہے گا اور ایک گروہ وہاں سے آسمان کی طرف جاتا رہے گا۔

آپؑ سے عرض کی گئی:۔ یا ابن رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بقعۃ کہاں ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا:۔ وہ سرزمین طوس کی ہوگی۔ اور وہ ہی خدا کی قسم جنت کے ایک باغ میں سے ہے۔ جو بھی میری زیارت کی خاطر اس بقعۃ میں آئے گا ایسے ہی جیسے وہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ کی زیارت کو پہنچا ہو۔

اثبات الھداۃ 44/6

عصمت انبیاءؑ ﴿70﴾

ابوصلت ھروی فرماتے ہیں:۔ جس وقت مامون رشید نے امام رضا علیہ السلام کی آزمائش کی

خاطر ارباب مذاہب کو دربار میں اکٹھا کیا جو کہ مسلمانوں سے لے کر یہود و نصاریٰ مجوس اور صائبین تک تھے اور وہ مختلف ادیان کے عالم تشریف فرماتے تھے کوئی بھی امام رضا علیہ السلام سے بحث نہ کر سکا بلکہ ایسا تھا جیسے ان کے منہ میں پتھر ڈال دیا گیا ہو۔ مگر مسلمانوں میں سے جو انبیاء کرام کی عصمت کا قائل نہ تھا۔ علی بن محمد جہم کھڑا ہوا اور ان آیات کے بارے میں سوال کیا جو ظاہراً انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے خلاف تھیں۔ امام رضا علیہ السلام نے ہر آیت قرآنی کی واضح اور مدلل انداز میں تاویل فرمائی۔ امام رضا علیہ السلام کے واضح بیان سے ابن جہم نے توبہ کر لی اور انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا قائل ہو گیا۔۔۔۔۔۔

کچھ عرصہ بعد پھر علی بن محمد جہم فرماتے ہیں: ۔ کہ مامون رشید نے بھی ان آیات کا ذکر کیا تو جو انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے خلاف ہیں جب امام رضا علیہ السلام نے جواب دے دیا تو مامون رشید نماز کے ارادے سے کھڑا ہوا اور محمد بن جعفر علیہ السلام کا ہاتھ تھاما اور کہا کہ اپنے بھائی کے بیٹے کو کیسا پایا۔ محمد بن جعفر علیہ السلام نے کہا کہ یہ ایسے عالی قدر دانش مند ہیں کہ میں نے ان کو کسی بھی اہل علم کے پاس آتے جاتے نہیں دیکھا۔ یعنی بغیر استاد کے یہ عالم ہیں۔

مامون رشید نے یہ سن کر کہا: ۔ آپ کا بھتیجا اہل بیت نبوت میں سے ہے کہ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا یہ میری عزت کے ابرار لوگ ہیں۔ یہ میری پاکیزہ نسل ہے۔ بچپن میں یہ لوگوں سے عاقل ترین ہوتے ہیں، حلیم ترین ہوتے ہیں۔ جب جوان و بزرگ ہوتے ہیں تو یہ عالم ترین اور دانش مند ترین ہوتے ہیں۔

مامون رشید یہ فرمانے کے بعد چلا گیا۔

میں کل (علی بن جہم) امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپؑ کے چچا کے بارے میں

اور مامون رشید کے بارے میں گفتگو کی کہ کل انہوں نے آپ کے بارے میں صادقانہ کہا ہے۔ یہ میرے جذبات کو دیکھ کر امام رضا علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا:۔ ابن جہم جو کچھ تو نے اس سے سنا ہے کہیں تجھے فریب و دھوکہ نہ دے دے کیونکہ وہ ہی عنقریب مجھے قتل کرے گا اور اللہ تعالیٰ مامون سے میرا پھر انتقام لے گا۔

اثبات الھداۃ 49/6

درخت پُر برکت کی کرامت ﴿71﴾

محمد بن اسحاق نیشاپوری فرماتے ہیں:۔ میں نے اپنی جدہ خدیجہ بنت حمدان سے سنا ہے وہ فرماتی ہیں۔ جب امام رضا علیہ السلام نیشاپور کے ایک علاقے غزدہ میں تشریف لائے اور ہمارے گھر بھی تشریف لائے تو اس گھر کے ایک طرف لوزی (بادام) کا درخت لگایا۔ اس نے نمود کیا وہ درخت بن گیا اور اسی سال اس نے پھل بھی دینا شروع کر دیا۔

جب لوگوں کو اس بارے میں خبر ملی تو وہ اسے درخت پر برکت سے اپنے مصائب و درد و تکلیف کو دور کرنے کے لیے میوہ وغیرہ کھانے لگے اور ان سے ان کو شفاء حاصل ہونے لگی جو بھی مریض اپنی آنکھوں میں ڈالتا شفا حاصل کرتا۔ اگر حاملہ عورت کے لیے وضع حمل کرنا مشکل ہو جاتا تو وہ اس کو کھا کر آسانی سے وضع حمل کر دیتی۔

اگر حیوانات میں سے کسی کو قولنج کا مرض ہوتا تو وہ اس کی لکڑی کو اس کے شکم سے مس کرتے وہ تندرست ہو جاتے اور امام رضا علیہ السلام کی برکت سے درد قولنج رفع ہو جاتا۔

ایک زمانے کے بعد یہ درخت خشک ہوگیا۔ میرے جد حمدان نے جب اس حالت میں اس کی شاخیں کاٹیں تو وہ اندھے ہوگئے۔

جب ان کے بیٹے نے جن کو عمرو کہا جاتا تھا اس درخت کو جڑ سے اکھاڑا تو ان کا مال جو ستر یا اسی ہزار درھم تک تھا تمام کا تمام جاتا رہا تھا۔ اس کے پاس کچھ نہ رہا۔ یہ اس درخت کی فی الجملہ کرامات تھیں۔

(معصومؑ کے عمل کے خلاف کرنے کا یہ انجام ہے)۔

اثبات الھداۃ 51/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحق المصطفیٰ والمرتضیٰ و سیدۃ النساء علیہما و علیہا السلام ﴿72﴾

عبدالسلام بن صالح ھروی فرماتے ہیں:۔ ماموں رشید کو کسی نے یہ خبر دی کہ امام رضا علیہ السلام ۔مجالس کلام کا انعقاد کرتے ہیں اور لوگ ان کے علم پر فریفتہ ہیں۔

ماموں رشید نے یہ سن کر اپنے دربان کو حکم دیا:۔ محمد بن عمر وطوسی، جاؤ اور جا کر ان کی مجلس سے لوگوں کو دور کرو اور ان کو یہاں حاضر کرو۔

جب امام رضا علیہ السلام ماموں رشید کے پاس تشریف لائے تو ماموں نے آپؑ کو دیکھ کر خشونت کا اظہار کیا اور آپؑ کی اہانت کی۔

امام رضا علیہ السلام وہاں سے غضب ناک حالت سے چلے آئے وہ اپنے لبوں کو حرکت دے رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ بحق مصطفیٰ، والمرتضی وسیدۃ النساء علیہما وعلیہا السلام اس پر نفرین کروں گا۔ کہ اس شہر کے کتے اس کو اس شہر سے نکال دیں گے بلکہ اس کو اس کے خاص افراد کو بلکہ اس کے عام افراد کو بھی ذلت کا

سامنا کرنا پڑے گا۔

پس امام رضا اپنی منزل پر تشریف لے آئے۔ آفتابہ منگوایا اور وضو کیا۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ رکعت دوم میں قنوت میں یہ دعا پڑھی۔ ابھی میرے مولا امام رضا علیہ السلام کی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ شہر میں زلزلہ آ گیا۔ وضعیت شہر خراب ہوگئی۔ شور شرابے تند ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں، گرد وغبار سے فضاء پر ہونے لگی۔ گھر کا صحن بھی اضطراب میں مبتلا ہوگیا۔ میں اپنی جگہ سے نہ ہلا یہاں تک کہ میرے آقا نے سلام نماز دیا۔ مجھے فرمایا:۔اے اباصلت، چھت پر جاؤ ایک لاغر فاحشہ عورت کو دیکھے گا جو فتنہ پھیلا رہی ہوگی۔ اس کی خرابیوں کی بناء پر اس شہر کے لوگ اس کو سمانہ کہتے ہیں کیونکہ یہ کند فہم اور بے حیاء ہے۔ اپنے سینے سے تیزہ کی بجائے لاٹھ لگائی ہوگی۔ اس پر پرچم کی جگہ اپنا معجر سرخ باندھا ہوگا۔ اپنے لشکر کو اور سپاہیان اراذل کو مامون کے محل کی طرف لے جارہی ہوگی اور اس کے لشکر کی منزل پر حملہ کرے گی۔

میں نے چھت پر جاکر جو کچھ میرے آقا نے فرمایا تھا وہ ہی کچھ دیکھا۔

اس نے مامون اور اس کے لشکر کو بہت ہی بری حالت میں ذلت اور خواری کے بعد نکال دیا۔

اثبات الھداۃ 56/6

سوالات کے قانع کرنے والے جواب ﴿73﴾

حسن بن جہم فرماتے ہیں:۔ مامون رشید نے ایک مجلس منعقدہ کروائی جس میں فقہاء، اصحاب الکلام اور علماء مختلف مذاہب میں سے حاضر تھے۔

مامون رشید نے امام رضا علیہ السلام سے امام کی دلالت غلو، رجعت، تناسخ ومنسوخ وغیرہ کے بارے میں

سوال کیے۔

امام رضا علیہ السلام نے نہایت ہی عمدہ طریقہ سے قانع کرنے والے جواب دیئے۔

جب مامون مطمئن ہو گیا تو وہ اسی دربار میں کہنے لگا:۔ لاابقانی الله بعدك يا ابا الحسن يا ابا الحسن اللہ سبحانہ آپ کے بعد مجھے زندہ نہ رکھے علم صحیح وسالم سوائے آپ کے گھر کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ آپ کو علم آپ کے آباؤ اجداد سے ملا ہے۔ اللہ سبحانہ آپ کو جزا دے، اسلام سے اور اہل اسلام سے۔

حسن بن جہم فرماتے ہیں:۔ جب امام رضا علیہ السلام یہاں سے مرخص ہوئے تو میں آپ کے ہمراہ آپ کی منزل پر پہنچا۔ وہ اپنی منزل میں داخل ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ داخل ہوا۔ میں نے آپ سے عرض کیا۔ یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ:۔ اللہ کا بہت ہی شکر کہ جس نے مامون رشید کو آپ کے بارے میں اتنا اچھا کہنے کو کہا۔ یہ اللہ سبحانہ کا فضل ہے کہ اس نے آپ کا اکرام کیا اور آپ کا قول قبول فرمایا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ یا ابن الجہم، مامون نے جو میرا اکرام کیا ہے اور میری گفتگو کو قبول کیا ہے کہیں تجھے دھوکہ اور فریب نہ دے دے۔ کیونکہ عنقریب وہ مجھے زہر سے قتل کرے گا، وہ میرے لیے ظالم ہے۔ میں نے یہ سب کچھ اپنے آباؤ اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے۔ میری طرف سے ابھی اس کو ظاہر نہ کرنا جب تک زندہ ہوں کسی کو نہ بتانا۔

حسن بن جہم فرماتے ہیں، میں نے اس زہر دینے کے بارے میں کسی سے بھی ذکر نہ کیا۔ یہاں تک کہ امام رضا علیہ السلام کو زہر سے قتل کرادیا اور آپ کو حمید بن قطبہ طائی کے گھر میں اس قبہ کے نیچے دفن کر دیا جہاں پر ہارون دفن تھا۔ اثبات الھداۃ 58/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت حال میں امام وقت ہوں ﴿74﴾

ابومسروق فرماتے ہیں:۔ مذہب واقفیہ کے کچھ افراد امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے از جملہ علی ابن ابی حمزہ بطائنی، محمد بن اسحاق بن عمار، حسن بن مہران وحسن بن ابی سعید مکاری بھی تھے۔

علی بن ابی حمزہ نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی، آپ پر قربان جاؤں، آپ اپنے والد محترم کے بارے میں فرمائیں۔ آپ نے فرمایا وہ ارتحال فرما چکے ہیں۔

ابن ابی بطائنی نے پوچھا:۔ کس کے نام آپ نے وصیت کی ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میرے نام ابن ابی حمزہ نے کہا:۔ آپ وہ فرما رہے ہیں جو آپ کے والد سے لے کر امیر المومنین علیھم السلام تک نے نہیں فرمایا۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ کیوں نہیں، ایسا قول میرے بہترین وافضل آباؤاجداد ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے۔ ان ظالموں کے شر سے اپنے والے نہیں ڈرتے؟ انہوں نے فرمایا اگر میں ڈرتا ان الفاظ پر تو اپنے آپ کو ہلاکت میں گرا چکا ہوتا۔ ابولہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو تہدید کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابولہب سے فرمایا:۔ تجھ میں قوت نہیں کہ تو مجھے کوئی خدشہ یا خراش فراہم کرے (یعنی مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ تو قدرت نہیں رکھتا کہ مجھے ضرر پہنچائے) یہ پہلا معجزہ تھا رسول اللہ کا کہ اس کے سامنے اس کا اظہار کیا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ کہ یہ میرا بھی پہلا معجزہ ہے کہ اگر کوئی خدشہ یا خراش ہارون کی طرف سے

مجھے ملی وہ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (یعنی ہارون قدرت نہیں رکھتا کہ مجھے ضرر پہنچائے) حسن بن مہران نے یہ سن کر امام رضا علیہ السلام سے عرض کی:۔ اگر آپ اس کا اعلان آشکارانہ فرمائیں تو ہمارا مقصود حاصل ہو جائے گا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ تم کیا چاہتے ہو؟ تم یہ چاہتے ہو کہ میں ہارون کے پاس جا کر کہوں کہ تو امام نہیں بلکہ میں امام وقت ہوں، ایسا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نہیں کیا، بلکہ آپ نے پہلے پہلے فقط اپنے اہل خانہ، دوستوں اور معتمد افراد سے اس کا اظہار فرمایا تھا۔ ان کو سب لوگوں پر خصوصیت دی تھی۔ تمہارا تو عقیدہ امامت کے بارے میں میرے والد سے لے کر امیر المومنین علیہ السلام تک ہے (یعنی سات اماموں تک) پس کیوں نہیں اظہار کرتے۔ علی بن موسیٰ بملاحظہ تقیہ اپنے والد کی زندگی کے بارے میں خبر نہیں دیتے جب کہ میں تمہارے سامنے تقیہ نہیں کرتا کہ میں امام ہوں۔ یعنی میں امام ہوں۔ پس کس طرح تقیہ کروں کہ میرے والد زندہ ہیں یعنی آپ کو حقیقۃً شہید کر دیا ہے اور اب میں ہی امام وقت ہوں۔

اثبات الھداۃ 71/9

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حوائج کے لیے عطا (75)

علی بن اسباط فرماتے ہیں:۔ عرفہ کے روز میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ میری سواری پر زین کس دیں۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کی سواری پر زین باندھ دی۔

ہم پھر مدینہ سے قبرستان بقیع کی جانب نکلے تا کہ وہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کی زیارت کریں۔ پس انہوں

نے زیارت کی اور میں نے بھی آپ کے ساتھ زیارت کی۔

میں نے آپ سے عرض کیا، میرے مولا میں کس طرح سلام بھیجو۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔تو سلام بھیج فاطمہ الزہرا البتول، الحسن والحسین، علی بن الحسین پر، محمد بن علی پر، جعفر بن محمد پر اور موسیٰ بن جعفر پر ان پر ہوں افضل صلواۃ اور اکمل تحیات۔ پس میں نے اپنے آقاؤں پر سلام بھیجا اور پھر میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہوا۔ ہم ابھی راستے میں تھے میں نے آپ سے عرض کیا یا سیدی، میں خالی ہاتھ ہوں۔ اس عید پر خرچہ کرنے کے واسطے کچھ بھی میرے پاس نہیں۔ آپ نے یہ سن کر اپنا تازیانہ زمین پر مارا۔ پھر اپنے دست مبارک اس پر مارے پس سونے سے بھری ہوئی تھیلی جس میں ایک سو دینار تھے، مجھے فرمایا اس کو تھامو۔ میں نے نہایت تشکر آمیز نگاہوں سے اس کو تھاما اور پھر اپنے حوائج کے لیے اس کو خرچ کیا۔

الثاقب فی المناقب 473ص

حدیث396

اشعار غیبی مولا رضاؑ کے حرم میں ﴿76﴾

ابوالحسن قہستانی فرماتے ہیں۔ مرو میں ایک مصری حمزہ نامی شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس سے گفتگو ہوئی اور چند حکایات اس نے بیان کیں۔ ان میں سے ایک کا ذکر کیا۔ مصر سے امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت کے واسطے نکلا ہوں اور سفر کرتے ہوئے غروب آفتاب کے نزدیک مشہد مقدس خراساں پہنچا۔ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں عقیدت واحترام سے داخل ہوا۔ حرم مقدس میں کوئی

بھی زائر نہ تھا۔ نماز مغربین کے بعد جب زیارت سے بھی فراغت حاصل کر چکا اور ابھی تک حرم مقدس میں بیٹھنے کا ارادہ تھا مگر خادم حرم مقدس میرے نزدیک تشریف لایا اور فرمایا کہ اب حرم کے بند ہونے کا وقت ہے اب آپ کل تشریف لائیں۔ میں نے منت کے انداز سے خادم حرم مقدس سے درخواست کی کہ بہت ہی دور سے آیا ہوں مجھے رات حرم مقدس میں گزارنے کی اجازت دیں۔ اس نے اجازت دے دی اور اس نے حرم مقدس کو بند کر دیا۔ میں مرقد مطہر امام رضا علیہ السلام کے پاس رہا۔ اب میں حرم مبارک میں تنہا تھا۔ میں مناجات اور نماز وغیرہ پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ جب تھکاوٹ نے غلبہ حاصل کیا تو استراحت کے انداز میں اپنے سر کو زانوں میں چھپایا۔ تھوڑی دیر تک اسی حالت میں رہا تھوڑی دیر بعد جب سر اٹھایا تو متوجہ ہوا کہ دیوار پر جو قبلہ کی جانب تھی۔ ایک کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔

من سره ان یری قبراً برویته

یفرج الله عمن زاره کربه

فلیات ذاالقبران الله اسکنه

سلالة من نبی الله منتجبه

ترجمہ :۔ جو بھی چاہتا ہے اس سے خوشی حاصل کرنا وہ اس قبر کو دیکھے اور زیارت کرے۔ اللہ سبحانہ اس قبر کی زیارت کرنے والے کو اس کے کرب و تکلیف سے نجات دے گا۔

پس اس صاحب قبر کے پاس آنے سے اللہ سبحانہ اس کو سکون دیتا ہے کیونکہ یہ صاحب قبر اس اللہ کے رسول کی اولاد میں سے ہیں جن کو اس نے برگزیدہ کیا ہوا ہے۔

میں ان اشعار کے پڑھنے کے بعد پھر عبادت میں مشغول ہو گیا پھر تھکاوٹ کا احساس ہوا پھر سر کو زانو میں

چھپادیا کچھ دیر بعد جب سر زانوں سے بلند کیا تو حیرت ہوئی کہ اب نہ وہ کاغذ ہے اور نہ ہی اشعار ہیں جب کہ میرے انداز میں تازہ ہی اسے لکھا گیا تھا۔ جب کچھ روشنی پھیلی تو دروازہ خادم نے کھول دیا اور میں خادم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں سے باہر آ گیا۔

عیون اخبار الرضا 285/2

تین بار صلی اللہ علیہ (77)

ابوالحسن علی بن احمد بصری فرماتے ہیں: ۔ایک آدمی جو نیک اور صالح افراد میں شامل تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ تشریف فرما ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ سے استفسار کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ آپؐ کے کس بیٹے کی میں زیارت کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: ۔بعض میرے بچوں کو زہر دیا گیا ہے اور بعض مقتول ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا: ۔درعین حال کے بعض مسموم ہیں اور بعض مقتول اور پھر ان سب کے مزار بھی ایک دوسرے سے فاصلہ پر ہیں بلکہ فاصلہ بھی بہت ہی زیادہ ہے پس کس کی زیارت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جو بھی تیرے نزدیک ہو اور ایک کا تو تو مجاور بھی ہے اور یہ افتخار بھی تجھے حاصل ہے لیکن وہ مسافرت کی وجہ سے اس شہر میں دفن ہے۔

میں نے عرض کیا: ۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ آپ کی مراد امام رضا علیہ السلام سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ سن کر فرمایا: ۔تم کہو تین بار عقیدت سے صلی اللہ علیہ، صلی اللہ علیہ، صلی اللہ علیہ۔ (یا امام رضا اللہ کا درود ہو۔ اللہ کا درود ہو۔ اللہ کا درود ہو)

عیون اخبار الرضا 285/2

بر ترجمہ از عیون اخبار الرضا

ضریح مقدس سے تلاوت کی صدا (78)

ابوعمرو محمد بن عبداللہ الحکمی و حاکم نوقان فرماتے ہیں دو نفر رے سے والئی رے کا پیغام لے کر بخارا کے حاکم امیر نصر بن احمد کی جانب روانہ ہوئے۔ ان میں سے ایک خود رے کا باشندہ تھا اس کو رازی کہتے تھے اور یہ محبان آل محمد علیہم السلام میں سے تھا۔ دوسرا اہل قم سے تھا اور یہ صاحب بہت پہلے ہی ناصبی خاندان سے چلے آرہے تھے۔

جب یہ نیشا پور پہنچے تو مرد رازی نے اپنے ہم سفر سے تقاضہ کیا کہ مشہد مقدس نزدیک ہے پہلے اس کی زیارت کرلیں۔ اس کے بعد بخارا کا سفر جاری رکھیں گے۔ قمی نے کہا:۔ حاکم نے ہمیں اس نامہ کے ہمراہ امیر بخارا کی جانب بھیجا ہے اور یہ درست نہیں کہ اس کے کام سے پہلے کوئی اور کام کرنا شروع کردیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دونوں بخارا کی طرف ہی گامزن رہے۔ بس امیر بخارا کو وہ نامہ پہنچایا اور واپسی کا سفر شروع کردیا۔

جب یہ دونوں نزد طوس پہنچے تو مرد رازی نے پھر تقاضہ کیا کہ ہم نے اپنی ذمہ داری نبھادی ہے۔ اب ہم مطمئن بھی ہیں تو کیوں نہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے فیض حاصل کریں۔

قمی نے کہا:۔ جب میں رے سے نکلا تھا تو مرجئا مذہب پر تھا اب کیسے رافضا مذہب پر آسکتا ہوں؟

یہ سن کر رازی نے اپنا اسباب وغیرہ اس کے حوالے کیا اور خود امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی غرض سے مشہد مقدس حرم مطہر کی جانب چل پڑا۔

اس نے امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کے خادم سے عرض کیا۔ آج کی رات حرم مقدس میں گزارنا چاہتا ہوں تم مجھے اس کی چابیاں دے دو۔ پس انہوں نے اس کی یہ خواہش منظور کر لی اور چابیاں دے دیں۔

پس وہ حرم مقدس میں داخل ہوا۔ دروازوں کو بند کر دیا اور زیارت کے بعد ضریح مقدس کے پاس آپ کے سر مبارک کے نزدیک نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ پھر تلاوت شروع کر دی جب تلاوت شروع کی تو اس کی آواز کے ساتھ ایک آواز اور مل گئی۔ صریحا اس کے کانوں میں یہ دوسری آواز بھی آ رہی تھی۔ یہ بہت حیران ہوا کہ اس کے علاوہ تو کوئی اور نہیں ہے اپنے کانوں کو دھوکہ سمجھ کر خاموش رہا۔ پھر چاروں طرف چل پھر کر اس آواز کی تلاش کی مگر بے سود۔

واپس اسی جگہ آ کر یہ پھر مشغول تلاوت ہو گئے اور پھر وہی صدا کانوں میں اسی تلاوت کی آنے لگی۔ اب جو اس نے غور کیا تو یہ صدا مقدس، ضریح مقدس سے آ رہی تھی۔

وہ صاحب اس وقت سورہ مریم کی تلاوت فرما رہے تھے اور اس سورہ کے آخری حصہ میں تھے اور یہ اس آیہ کی "یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا نسوق المجرمین الی جهنم وردا"

مگر ضریح مقدس سے یہ آواز آ رہی تھی۔ یوم یحشر المتقون الی الرحمن وفداویساق المجرمون الی جهنم وردا"

قرآن مقدس کو اس سورہ مقدسہ کے بعد بند کیا۔ صبح ہی حرم مقدس سے باہر آیا' نوقان کے قاریوں سے کی قرائت کے بارے میں سوال کیا کہ آیہ مقدسہ اس طور سے قرائت ہوئی یا نہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ یہ آیہ شریفہ از لحاظ لفظ اور معنی درست ہے لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ اس طرح کی اس کی تلاوت ہوئی ہو۔

رازی وہاں سے نیشاپور کی جانب روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر وہاں کے قاریوں سے آیۃ شریفہ کے بارے میں سوال کیا کہ کیا اس طرح بھی اس کی تلاوت ممکن ہے جب انہوں نے بے اطلاعی کا اظہار کیا تو ان میں سے ایک قاری نے پوچھا مراد تیری اس سے کیا ہے۔

رازی نے کہا کہ میرے نزدیک ایک واقعہ رونما ہوا ہے چاہتا ہوں اس آیۃ شریفہ کے بارے میں معلوم کروں۔

اس نے یعنی قاری نے جواب دیا۔ یہ وہ قرائت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کی ہے اور اہل بیت نے اس بارے میں روایت کی ہے۔ پس انہوں نے مجھے واقعہ سنانے پر مجبور کیا پس میں نے حرم مقدس کی روداد سنادی اور اس طرح قرائت کی صحت کا علم بھی حاصل ہو گیا۔

عیون اخبار الرضا 286/2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فوراً قبول ﴿79﴾

ابوالحسن محمد بن ابی عبداللہ ہروی فرماتے ہیں: ۔اہل بلخ کا ایک آدمی اپنے غلام کے ہمراہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے واسطے حرم مقدس میں داخل ہوا۔ زیارت کے بعد امام رضا علیہ السلام کے سر مبارک کے نزدیک نماز میں مشغول ہو گیا اس کا غلام بھی اپنے آقا کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہوا۔

نماز پڑھنے کے بعد دونوں نے سجدے میں سر رکھے اور اس سجدے کو دونوں نے ہی طول دیا۔

سب سے پہلے غلام کے آقا نے سر اپنا بلند کیا۔ پھر اس نے اپنے مملوک کو آواز دی تو اس نے اپنا سر فوراً اٹھایا

اور اپنے آقاء کی آواز پر لبیک کی صدا بلند کی۔ اس کے آقا نے غلام سے کہا:۔ آزادی حاصل کرنا چاہتے ہو؟ غلام نے عرض کیا: کیوں نہیں! آقا نے کہا:۔ تجھے اللہ سبحانہ کی خاطر آزاد کیا۔ انت حرلوجہ اللہ، تو آزاد ہے اللہ سبحانہ کی راہ میں۔ بلخ میں میری فلاں کنیز بھی لوجہ اللہ آزاد ہے۔

اس کو تیری بیوی بناتا ہوں اس مہر پر اور اس شرط پر اور تیری طرف سے میں ضمانت دیتا ہوں کہ وہ کنیز آزاد شدہ مطمئن رہے۔ میری فلاں زمین تم دونو کے لیے وقف ہے بلکہ دونو کی اولاد کے لیے بلکہ اولاد اور در اولاد کے لیے۔ اور اس قول پر میں امام رضا علیہ السلام کو ضامن بناتا ہوں یعنی امام رضا کو اس پر شاہد بناتا ہوں۔

غلام یہ سن کر بے اختیار رونے لگ گیا۔ وہ قسم کھا کر کہنے لگا کہ "خدا کی قسم اور امام رضا علیہ السلام کی قسم" میں نے اپنے سجدہ میں کوئی سوال نہیں کیا تھا مگر عیناً یہی حاجت۔ اور میں نے یہ جان لیا ہے کہ یہ میری حاجت میرے مولا رضا علیہ السلام نے کس قدر جلدی اجابت فرمائی ہے۔

عیون اخبار الرضا 287/2

کہو لا الہ الا اللہ (80)

ابونصر موذن نیشاپوری فرماتے ہیں ایک شدید طرح کی بیماری میں مبتلا ہوا اور اس کے اثر سے میری زبان متاثر ہوئی حتی قدرۃ تکلم سے محروم ہو گیا۔

میرے دل میں آیا کہ کیوں نہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے فیض حاصل کیا جائے اور آپ کے نزدیک اللہ قادر مطلق کو پکارا جائے۔ امام رضا علیہ السلام کو اپنا شفیع بنایا جائے، بعید نہیں کہ آپ کی برکت سے میری زبان کی خاموشی صداؤں میں تبدیل ہو جائے۔

پس اپنی سواری پر سوار ہو کر جانب مشہد ہوا، زیارت کے بعد امام رضا علیہ السلام کے سر مبارک کی جانب کھڑے ہو کر دو رکعت نماز کی نیت باندھی۔ میں نے سجدے ادا کیے۔ میں نے سجدے میں تضرع ادعا کی اور امام رضا علیہ السلام کو شفیع قرار دیا کہ اس صاحب قبر کا واسطہ ہے کہ یا اللہ جل جلالہ مجھے اس بیماری سے عافیت میں لا اور میری زبان کے قفل کھول دے۔ یہ دعا طلب کی۔

قدرتاً مجھے نیند سجدے کی حالت میں آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ضریح مقدس سے پر وجیہ گندمی رنگت کے شخص ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ میرے نزدیک آئے اور مجھے فرمایا، یا ابا نصر کہو ''لا الــہ الا الـلــہ'' میں نے اشارہ کیا کہ کیسے میں بولوں جب کہ میری زبان تکلم سے عاجز ہے۔

آپ نے فریادی انداز میں فرمایا، تو اللہ کی قدرت کا انکار کرتا ہے؟ کہو ''لا الہ الا اللہ''

میں نے حکم کے مطابق اپنی زبان کو حرکت دی اور کہنے لگا

''لا الــہ الا الـلـہ'' میں جاگ پڑا اور خوشی کے انداز میں ''لا الــہ الا الـلـہ'' کا ورد کرتا ہوا میں پیدل ہی اپنی منزل کی طرف گامزن ہوا۔

اس کے بعد پھر کبھی میری زبان اس بیماری میں مبتلا نہ ہوئی۔

عیون اخبار الرضا 288/2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بن کہے جواب (81)

ذروان مدائنی نے نقل کیا: ۔ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرا ارادہ تھا کہ امام جعفر صادق کے بیٹے عبد اللہ کے بارے سوال کروں کہ وہ امام تھا یا نہیں کیونکہ بہت سے افراد انکی امامت

کے قائل تھے۔

اس سے پہلے کہ میں اپنا ارادہ ظاہر کروں، امام رضا علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور اس کو اپنے سینہ مقدس پر رکھا اور فرمایا: ۔یا محمد بن آدم عبداللہ، امام نہیں تھے۔ پس بغیر سوال کے میرے سوال کا جواب مجھے مل گیا یعنی بن کہے جواب مل گیا۔

اثبات الھداۃ 81/6

سعیدین کے کپڑے (82)

ھشام عباسی فرماتے ہیں کہ:۔ میرے سر میں شدید درد تھا اس کی خاطر امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ بھی ارادہ تھا کہ آپ سے احرام کے لیے دو پارچوں کا بھی ذکر کروں گا کہ وہ بھی عنایت فرمائیں۔ جب آپ کی خدمت اقدس میں داخل ہوا تو دوسرے مسائل تو عرض کرنے لگا لیکن اپنی حاجت کو بھول گیا۔

میں وداع کہ ارادہ سے کھڑا ہوا۔ آپ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا۔ میں بیٹھ گیا۔

آپ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور انہوں نے میری خاطر تعویذ دم کیا۔ پھر آپ نے دو کپڑے اپنے کپڑوں سے منگوائے۔ مجھے تھماتے ہوئے فرمایا: ۔ان سے احرام باندھنا، جب مکہ معظمہ سے حج کے مناسک سے فارغ ہو گیا تو اپنے بیٹے کی خاطر دو سعیدین کپڑوں کی تلاش شروع کی۔ تلاش کرنے کے باوجود سعیدین کے کپڑے نہ مل سکے۔

(سعید مصر کے علاقے میں سے ہے) مجبوراً خالی ہاتھ ہی وہاں سے آنا پڑا۔

جب مدینہ منورہ سے گزر ہوا تو پھر امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے قصد سے وہاں حاضر ہوا۔ جب وداع کے ارادے سے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو امام رضا علیہ السلام نے سعیدین کے کپڑے طلب فرمائے جو منقوش تھے اور جیسے میں چاہتا تھا مجھے عطا فرمائے کہ اپنے بیٹے کی خاطر لے جاؤ۔

اثبات الھداۃ 81/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقط حق ﴿83﴾

حسن بن راشد فرماتے ہیں:۔ ابھی سامان کے ساتھ آیا ہی تھا اور ابھی اس فکر میں تھا کہ ان تحریروں کی طرف دیکھوں یا ان کو امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ارسال کروں۔

امام رضا علیہ السلام کی جانب سے کوئی آیا اور مجھے کہنے لگا کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے میری طرف دفتر بھیجو۔ مجھے حیرت تھی جب کہ میرے پاس، میری منزل میں سے کوئی دفتر نہ تھا (کاپی یا رجسٹر) لیکن امام رضا علیہ السلام کے فرمانے پر میں نے اپنے گھر میں اس کی تلاش شروع کی مگر دفتر حاصل نہ کر سکا۔

قاصد نے واپس جانے کے ارادے سے قدم ہی بڑھایا تھا تو میں نے اس سے کہا تھوڑا سے انتظار کرو، کیونکہ مجھے یقین تھا کہ امام رضا علیہ السلام حق کے علاوہ کچھ نہیں فرماتے۔ میں نے اپنے بعض سامان کو کھول کر دیکھا جب کہ مجھے بالکل علم نہ تھا کہ سامان میں دفتر موجود ہے۔ پس اس سامان سے دفتر ملا اور امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے قاصد کے ہاتھ بھیج دیا۔

اثبات الھداۃ 83/6

برتنہ تذرحس ذرعوہ

خطرہ (84)

ابونصر مودب فرماتے ہیں:۔ ایکدن اچانک سیلاب سناباد میں آیا اور یہ امام رضا علیہ السلام کی قبر مبارک سے بلند تر علاقہ تھا۔ اس لیے یہاں خطرے کی کوئی بات نہ تھی مگر یہ سیلابی ریلہ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی جانب تھا۔ ہم ڈر رہے تھے کہ کہیں امام رضا علیہ السلام کا حرم مقدس اس سے خراب نہ ہوجائے مگر اللہ سبحانہ کی وجہ سے یہ سیلابی ریلہ اس گودال میں جا گرا جو سناباد سے بھی بلند تھا اور امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کو اس سے کوئی بھی خطرہ لاحق نہ ہوا۔

عیون 2 جلد 288

برتنہ تذرحس ذرعوہ

تین ہزار درہم مولا رضاؑ کی وجہ سے دوبارہ ملے (85)

ابونصر محمد بن احمد شیبانی نیشاپوری فرماتے ہیں:۔ امیر ابونصر بن ابی علی صغانی کے دربار سے وابستہ تھا اور اس کے ایک لشکر کا سردار بھی تھا۔ میری وفاداری اور شجاعت کی وجہ سے وہ مجھ سے محبت کرتے تھے اور انعامات سے نوازتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کے خاندان صغانیان تک میری رسائی ہوگئی۔ اس بناء پر کچھ درباری مجھ سے حسد کرنے لگے۔

ایک دن امیر نے مجھے تین ہزار درہم سے بھری تھیلی تھمائی کہ وہ ان کی مہر سے بند تھی کہ اس کو اس کے خزانے دار کو دے دوں۔

میں یہ تھیلی لے کر نکلا اور اس مکان پر بیٹھ گیا جہاں پہرے دار بیٹھا کرتے تھے۔ وہاں پر تھیلی کو اپنے نزدیک

ہی رکھ لی اور لوگوں سے مصروف گفتگو ہوا۔ اس تھیلی کو اسی اثناء کسی نے اٹھالیا اور مجھے اس کی خبر بھی نہ ہو سکی۔ امیر ابی نصر صاحب کے ایک غلام خطلخ تاش نامی تھے۔ یہ صاحب بھی یہاں ہی موجود تھے۔ جب میں نے دوران گفتگو تھیلی کی جانب دیکھا تو وہاں وہ موجود نہ تھی۔ پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی۔ ان سب سے اس تھیلی کے بارے میں استفسار کیا۔ سب نے صاف انکار کر دیا بلکہ الٹا مجھے کہنے لگے کہ تو نے کوئی چیز بھی یہاں نہیں رکھی اور تم ہم پر افتراء پردازی کرتے ہو۔

میں جانتا تھا کہ یہ اکثر مجھ پر حسد کرتے ہیں اور میں نے اس حسد کا اظہار کراہت کی بناء پر کبھی بھی امیر سے نہ کیا تھا۔ اب خوف یہ سوار کہ کہیں مجھے غاصب کا لقب نہ دے دیا جائے۔ پس اس وجہ سے سرگردان اور فکر میں مبتلا ہو گیا اور معلوم نہ ہو سکا کہ وہ تھیلی کس نے اٹھالی ہے۔

جب میرے والد محترم کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ اس وجہ سے وہ بھی مغموم ہو گئے۔ انہوں نے امام رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک کی طرف چہرہ کیا زیارت کی اور دعائیں مانگی جب وہ مناجات سے فارغ ہوئے تو مجھے کچھ اطمینان حاصل ہوا۔

دوسرے دن میں امیر ابی نصر صغانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے طوس جانے کی اجازت طلب کی کہ مجھے کچھ ضروری کام طوس میں ہیں۔ جب مجھ سے ضروری کام کے بارے میں امیر ابی نصر نے پوچھا:۔ میں نے کہا کہ میرا ایک غلام طوسی تھلخ وہ بھاگ گیا ہے اور تھیلی بھی گم ہو چکی ہے، ممکن ہے وہ تھیلی ساتھ لے گیا ہو۔ امیر ابی نصر نے کہا، ذرا غور و فکر سے کام لے، کہیں تم نے مجھ سے خیانت تو نہیں کی؟ کہیں تیری عزت میری نگاہوں سے کم نہ ہو جائے؟

میں نے عرض کیا، یا امیر میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں آپ سے خیانت کروں، امیر نے پوچھا اگر تیرے

آنے میں دیر لگ گئی تو اس تھیلی کا کون ضامن ہوگا۔
میں نے عرض کیا اگر چالیس روز تک نہ پہنچ سکوں تو میرا مکان اور مال جو آپ کے پاس ہے، لکھیں ابی حسن خزاعی کو طوس میں، کہ تمام اموال پر تصرف حاصل کرلیں۔
پس امیر ابی نصر نے مجھے اجازت دے دی۔ پس منزل بہ منزل حیوان پر سوار ہوکر کرایہ ادا کرکے یہاں تک کہ مشہد مقدس حرم امام رضا علیہ السلام میں پہنچ گیا۔ زیارت کے بعد دعائیں اللہ سبحانہ سے امام رضا علیہ السلام کے توسل سے کیں کہ مجھے اس تھیلی کی اطلاع مل جائے کہ کہاں ہے۔ سفر کی تھکاوٹ تھی نیند نے گھیر لیا، پس خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ بیدار ہوجا کیونکہ اللہ جل شانہ نے تیری حاجت کو روا کردیا ہے۔
پس میں بیدار ہوا، تجدید وضو کیا' ای ماشاء اللہ نماز پڑھنے لگا، دعائیں کیں، پھر نیند کا غلبہ طاری ہوا۔
خواب میں رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کو دیکھا، مجھ سے فرمایا کہ تاش نے تیری تھیلی کو چوری کیا ہے اور اس نے آتش دان کے نیچے جو اس کے مکان میں ہے دفن کردیا ہے۔ ابھی تک وہ تھیلی وہاں موجود ہے اور اس پر ابی نصر کی مہر بھی ابھی تک لگی ہوئی ہے۔
پس میں نے مراجعت کی اور امیر ابی نصر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابھی وعدہ کے مطابق تین دن بقایا تھے جب امیر کے سامنے حاضر ہوا تو عرض کرنے لگا کہ میری حاجت روا ہوگئی اور اپنے عمل کو انجام دے دیا۔
پس امیر ابی نصر نے کہا کہ الحمدللہ۔
پس میں وہاں سے چلا آیا، اپنے لباس کو تبدیل کیا پھر امیر ابی نصر کی جانب روانہ ہوا۔
امیر ابی نصر نے پوچھا۔ تھیلی کہاں ہے؟

میں نے عرض کیا۔ آپ کے غلام خطلخ تاش کے پاس ہے۔

امیر نے پوچھا۔ یہ کہاں سے علم ہوا؟

میں نے عرض کیا، امام رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک میں حالت خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطلاع دی تھی۔ یہ سن کو امیر ابی نصر کا بدن لرز گیا اس نے حکم دیا کہ خطلخ تاش کو ابھی حاضر کیا جائے۔ مگر اس نے بتانے سے صاف انکار کر دیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ تھیلی ابو نصر کے پاس سے میں نے نہیں اٹھائی۔ یہ غلام امیر ابی نصر کے عزیز ترین غلاموں سے تھا مگر امیر ابی نصر نے تہدید کے عنوان سے مارنے کا حکم دے دیا۔ میں نے عرض کیا۔ یا امیر، مارنے کا امر نہ دیں، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس جگہ کا نام بھی بتایا ہے جہاں پر یہ تین ہزار درھم والی تھیلی دفنائی گئی ہے۔

امیر ابی نصر نے پوچھا وہ جگہ کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا اسی غلام کے گھر میں، آتش دان کے نیچے امیر کی مہر کے ساتھ مدفون ہے۔

پس امیر ابی نصر نے معتمد شخص کو اس کے گھر میں بھیجا کہ اس جگہ کو کھود کر دیکھا جائے۔

پس وہ معتمد شخص مذکورہ جگہ پہنچا۔ اس جگہ کو کھودا تو وہاں سے تھیلی امیر کی مہر کے ساتھ سربستہ نکلی۔ پس اس تھیلی کو امیر ابی نصر کے سامنے رکھی گئی۔ جب امیر ابی نصر کی نظر اس پر پڑی اور اپنی مہر کو بھی دیکھا۔ تو مجھ سے کہا اے ابا نصر اس سے پہلے میں تیری اس فضیلت سے آگاہ نہ تھا اور جلد ہی اپنے فضل واحسان کو تیرے واسطے زیادہ کر دوں گا اور تجھے اپنے تمام درباریوں سے اور اصحاب سے مقدم کروں گا۔

اگر میں جانتا کہ تو امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس جا رہا ہے تو تجھے اپنے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا بھی دیتا۔ اور خود تجھے سوار کراتا۔

میں نے محسوس کرلیا تھا اور خوف لاحق ہو چکا تھا کہ اگر میں اور بھی امیر ابی نصر کے نزدیک ہوگیا تو حاسدوں کی آگ اور زیادہ ہو جائے گی اور یوں یہ مجھے مصائب میں گرادیں گے۔

پس میں نے موقع دیکھ کر امیر ابی نصر بن ابی علی صغانی سے اجازت لی اور نیشاپور چلا آیا۔ ایک دکان لے کر دکانداری یعنی فروش کاری میں مشغول ہوگیا اور ابھی تک ہوں " لاقوة الاّ باللّٰہ "

(اس طرح حاسدوں سے محفوظ رہا اور امیر ابی نصر کی بھی حمایت حاصل رہی)

عیون 2 جلد 288 ص

پناہ ہرن (86)

حاکم رازی جوابی جعفر عتبی کے مصاحبوں میں سے تھے فرماتے ہیں۔ بعنوان رسالت جناب ابی جعفر نے مجھے ابو منصور بن عبدالرزاق کے پاس بھیجنے کا منصوبہ بنایا۔ کیونکہ جمعرات کا دن تھا میں نے ان سے پہلے امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی اجازت مانگی۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا اور فرمانے لگے کہ پہلے مجھ سے امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کے بارے میں غور سے سنو۔

جوانی کے دنوں میں میں اہل مشہد کو بہت اذیت دیا کرتا تھا اور جو امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی زیارت کے لیے آتے ان سے ان کا اسباب چھین لیا کرتا تھا حتی کہ ان کے لباس تک ان کے بدنوں سے اتار لیتا تھا، ان کی آہ وزاری کا کوئی بھی اثر نہ ہوتا تھا بلکہ خوشی محسوس ہوتی تھی۔

ایک دن شکار کی غرض سے نکلا گھوڑے پر سوار تھا اور ساتھ ہی شکار کرنے کے لیے ایک جانور بھی تھا " یعنی شکاری جانور " اسی دوران ایک ہرن کو دیکھا تو شکاری جانور کو اس کے عقب میں دوڑا دیا۔

یہ ہرن بھاگتا ہوا امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں پہنچ گیا۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب یہ شکاری جانور وہاں آ کر آرام سے کھڑا ہوگیا۔ اس نے ہرن پر کوئی حملہ نہ کیا۔ میں نے پوری کوشش کر ڈالی کہ ہرن پر یہ حملہ آور ہو جائے مگر یہ شکاری جانور حملہ کی غرض سے آگے بڑھا اور نہ ہی کوئی اور حرکت کی۔

جب ہرن نے خود اس علاقے سے جدا ہونا چاہا تو شکاری جانور پھر حملہ کرنے کی غرض سے اس کے تعاقب میں دوڑ پڑا۔ ہرن نے پھر امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں جا کر پناہ لے لی اور شکاری جانور پہلے کی مانند پھر آرام سے اس کے مقابل کھڑا ہوگیا۔ ہرن ایک حجرے میں داخل ہوا اور نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ میں گھوڑے سے اترا اور اسی حجرے میں خود بھی داخل ہوا۔ ابی نصر مقری جو امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں خادم لگتا تھا۔ اس سے پوچھا کہ یہاں ہرن داخل ہوا تھا کہاں گیا؟ اس نے نفی میں جواب دیا پس میں نے خود اس ہرن کے بارے میں جستجو کی۔ میں نے دیکھا کہ ایک طرف کہ نشانات تو موجود ہیں مگر خود ہرن موجود نہ تھا۔ وہ غائب ہو چکا تھا۔ پس اس حرم مقدس کی یہ کرامت دیکھ کر اللہ سبحانہ سے عہد کیا کہ اب اس واقعہ کے بعد کسی زائر کو اذیت دوں گا نہ ان پر تجاوز کروں گا مگر سوائے خیر اور احسان کے اس کے بعد جو بھی سخت مسئلہ والا کام ہوتا اس کے حل کے واسطے اس حرم مقدس کی زیارت کرتا اور اللہ سبحانہ سے اپنی حاجت طلب کرتا پس وہ میری حاجت کو پورا فرماتا۔

ایک مرتبہ اللہ سبحانہ سے اس مقدس جگہ سے بیٹے کی دعا مانگی۔ پس اللہ تعالی نے مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ جب وہ بالغ ہوا تو کسی دشمن نے اسے قتل کر دیا۔

میں نے پھر دوبارہ اس مقام مقدس پر دعا مانگی کہ اللہ سبحانہ مجھے ایک اور بیٹا عطا فرمائے۔ اللہ سبحانہ نے مجھے

دوسرا بیٹا بھی عطا فرمایا۔

میں نے یہاں اللہ سبحانہ سے کبھی دعا نہ مانگی مگر وہ میرے لیے پرثمر واقع ہوئی۔ یہ ہے میری داستان کہ اس حرم مقدس سے میری خاطر برکت حاصل ہوئی۔ اس حرم مقدس کے ساکن پر سلام ہو۔ السلام علیک یا ضامن آہو۔

عیون 2 جلد 290

ع رضہ رضا حصہ رضا عجیب

اور بھی یقین ﴿87﴾

ابو علی عامر بن عبداللہ بیوردی جو اصحاب حدیث میں سے ہیں فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں راز و نیاز میں مصروف تھا، اتنے میں کرب ناک طریقہ سے رونے کی آواز کانوں تک پہنچی۔ توجہ دینے پر معلوم ہوا کہ کوئی ترکی ہے۔ ترکی زبان میں دعا بھی مانگ رہا تھا۔ پروردگار اگر میرا بیٹا زندہ ہے تو جلد اسے ملا دے اگر مر گیا ہے تو اس کی مجھے خبر دے۔

میں ترکی زبان سے واقف تھا اس کے پاس پہنچا اور اس سلسلے میں دریافت کیا۔

ترکی مرد نے آہ و نراش سے کہا:۔ اسحٰق آباد کی جنگ میں وہ میرے ہمراہ تھا وہ مجھ سے اچانک بچھڑ گیا۔ کوئی بھی اس بارے میں خبر حاصل نہ ہوئی۔ اس کی ماں اس کے غم میں دن رات روتی رہتی ہے۔

میں نے سنا ہوا ہے کہ اس مقدس مقام میں دعائیں مقبول ہو جاتی ہیں۔ اس لیے یہاں میں یہ دعا کر رہا ہوں۔ مجھے اس کی حالت پر ترس آیا۔ اس سے تقاضہ کیا کہ آج میرے مہمان بنیں اور کھانا بھی ساتھ ہی کھائیں۔

پس ہم دونوں امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس سے باہر صحن کی جانب نکلے، پرانے سے میلے سے لباس میں ایک بلند قامت جوان کو دیکھا جب اس ترک کی نظر اس جوان پر پڑی، بھاگ کر اس کی گردن میں باہیں ڈال دیں اور رونا بھی شروع کر دیا اس جوان نے بھی اس ترک کو پہچان لیا۔ یہ جوان اس ترک کا بیٹا تھا کہ جس کی خاطر امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کے پاس دعا کر رہا تھا کہ اس کا بیٹا اس تک پہنچا دے یا اس کے بارے میں خبر دے۔

میں نے اس جوان سے سوال کیا کہ کیسے یہاں پہنچے ہو۔

اس جوان نے کہا اسحاق آباد کی جنگ کے بعد مجھے طبرستان لے جایا گیا وہاں دیلمی شخص نے میری تربیت کی جب بڑا ہوا تو دیلمی شخص کی اجازت سے اپنے والدین کی جستجو میں نکل پڑا جب کہ دونو کے بارے میں مجھے کوئی خبر نہ تھی۔ میں ایک قافلے کے ساتھ یہاں تک پہنچ گیا۔

اس ترکی مرد نے کہا:۔ اب مجھے اور بھی یقین ہو گیا ہے کہ اس حرم مقدس میں دعائیں بہت ہی جلد مستجاب ہوتی ہیں اب میں قسم کھاتا ہوں کہ اس حرم مقدس سے جب تک زندہ ہوں کبھی جدا نہ ہوں گا۔

عیون 2 جلد 292 ص

ابراھیم اور محمد و امام رضاؑ کی دعا (88)

احمد کرخی فرماتے ہیں دس کے قریب اللہ سبحانہ نے مجھے بچے عطا فرمائے مگر کوئی بھی زندہ نہ رہ سکا۔

ایک سال حج کے لیے سفر کیا اور حضرت امام علیہ السلام کی زیارت کے لیے بھی آپ کے حضور حاضری دی۔

آپ کو عقیدت سے سلام کیا اور ہاتھوں کو بوسے دینے کی سعادت بھی حاصل کی۔ چند مسئلے بھی دریافت کیے پھر آپ سے عاجزانہ بچوں کے جلدی مرجانے کی شکایت بھی کی۔

آپ نے کچھ لمحے اپنا سر جھکایا اور دعا پڑھی (مانگی) پھر آپ نے فرمایا:۔ مجھے امید ہے کہ جب گھر پہنچو گے تو تیری زوجہ حاملہ ہوگی وہ ایک بچہ پیدا کرے گی ان سے فائدہ بھی حاصل کرے گا۔ جب اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے تو وہ دعا کو مستجاب کر لیتا ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

جب میں حج سے فارغ ہو کر گھر پہنچا۔ تو کیا دیکھا کہ میری بیوی جو میرے ماموں کی بیٹی ہے۔ حمل سے ہے اس سے بیٹا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام ابراھیم رکھا پھر وہ دوبارہ حمل سے ہوئی اور وضع حمل کے بعد علم ہوا کہ یہ بھی بیٹا ہے پس اس بیٹے کا نام محمد رکھا اور کنیت ابوالحسن رکھی۔

کہا گیا ہے کہ ابراھیم تیس سال سے کچھ زیادہ زندہ رہا اور محمد نے چوبیس سال تک دنیا کی بہاریں دیکھیں جب کہ ان سے پہلے کوئی بھی بچہ چند ماہ سے زیادہ زندہ نہ رہا۔

اثبات الھداۃ 85 جلد 6

بغداد (89)

محمد بن ابی عباد فرماتے ہیں:۔ خلیفہ مامون رشید نے امام رضا علیہ السلام سے کہا: ہم عنقریب بغداد جائیں گے اور فلاں فلاں کاموں کو انجام دینا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے جواب دیا:۔ اے مسلمانوں کے امیر میں کہاں اور بغداد کہاں؟ نہ میں بغداد کو دیکھ سکتا ہوں اور نہ بغداد مجھے دیکھ سکتا ہے۔

''آپ کے یہ الفاظ سچ ثابت ہوئے کہ زمان نے دیکھ لیا کہ آپ بالکل بغداد نہ جا سکے اور طوس ہی میں آپ کو زہر سے شہید کر دیا گیا۔

اثبات الھداۃ 86 جلد 6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ورم اور سُرخی ﴿90﴾

یاسر جو امام رضا علیہ السلام کے خادم تھے فرماتے ہیں، میری ہی طرح امام رضا علیہ السلام کے دو غلام جو رومی اور صقلبی تھے ایک رات میں ان کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا وہ آپس میں اپنی علاقائی زبان میں مصروف گفتگو تھے کہ ہم اپنے ملک میں ہر سال فصد کرتے تھے لیکن ہم یہاں محروم ہیں۔

صبح امام رضا علیہ السلام نے ایک طبیب کو اپنے حضور بلوایا اور اسے دستور دیا کہ فلاں غلام کی فلاں رگ کو فصد کرو اور فلاں غلام کی فلاں رگ کو فصد کرو۔

مجھے مخاطب کیا، اے یاسر تم فصد نہ کروانا۔

میں حیران تھا کہ امام رضا علیہ السلام نے ان کی زبان کیسے سمجھ لی۔ اقول: امام معصوم ہر زبان بولنے اور سمجھنے پر قادر ہیں'' یاسر خادم کہتا ہے۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کے فرمانے کے باوجود فصد کروالیا، میرے ہاتھ پر ورم آ گئی اور سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا:۔ اے یاسر تجھے کیا ہوا؟ میں نے آپ کو فصد کرنے کی خبر دے دی! آپؑ نے فرمایا کہ کیا میں نے تجھے منع نہ کیا تھا؟

اپنا ہاتھ آگے کر، آپؑ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور لباب دہن اس پر لگایا، اور وصیت کی کہ اب رات کا کھانا نہ کھانا، اس کے بعد میں نے رات کا کھانا، کھانا بند کر دیا اگر بھول کر کھالیتا تو ہاتھ میں ورم اور

سرخی آجانے سے تکلیف و درد شروع ہو جاتا۔

عیون 230 جلد 2

اثبات الھداۃ 88 جلد 6

دلائل وبرھان (91)

ابوصلت ہروی فرماتے ہیں:۔ ماموں رشید جگہ جگہ سے علماء دین جو مختلف مذاہب سے ہوتے جمع کرتا تا کہ امام رضا علیہ السلام کو کوئی تو علمی لحاظ سے جھکا سکے تا کہ سب کے سامنے امام رضا علیہ السلام کے بارے میں علم ہو سکے کہ یہ ان کے سامنے کامیاب نہ ہو سکے تا کہ آپ کا مقام اور منزلت کم ہو سکے۔ پس آپ سے اس راہ میں بحث کرنے والے یہود و نصاریٰ، مجوس و صائبین و برہمن وملحد و دھریہ کے علماء ہوتے یہ ہی نہیں مسلمانوں کے مختلف مذاہب کے علماء بھی بحث کرنے والے ہوتے مگر آپ کے دلائل اور برہان ان سب کو مغلوب کر دیتے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے۔ خدا کی قسم ماموں رشید سے زیادہ آپ خلافت کے حق دار ہیں۔

اثبات الھداۃ 92 جلد 6

عجائبات (92)

ابوصلت ہروی فرماتے ہیں:۔ جب میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا تو ایک دن آپ نے فرمایا:۔ ہارون رشید کے قبہ سے کہ اس کی قبر وہاں سے تھوڑی سی خاک چاروں طرف سے لاؤ میں

وہاں گیا اور امام علیہ السلام کا حکم بجا لایا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ خاک دے جو دروازے کی طرف سے ہے۔ میں نے آپ کو وہ خاک دی آپ نے اسے سونگھا اور دور پھینک دی۔ آپ نے فرمایا کہ اس جگہ میری قبر حفر کی جائے گی۔ مگر پتھر آشکار ہوگا اگر خراسان کے تمام کدال بھی منگوا لیے جائیں تو یہ پتھر اپنی جگہ سے نکلنے والا نہیں۔ آپ نے جو خاک پاؤں کی جانب سے تھی اور جو سر کے جانب سے تھی یہ ہی کچھ ان کے بارے میں بھی فرمایا۔ پھر آخری جانب کی خاک لی اور فرمایا کہ یہ خاک میری قبر کی ہے اس جگہ میری قبر کھودی جائے گی۔ ان سے کہنا کہ سات بالشت میری قبر کو حفر کریں۔ لحد کو درمیان میں کھودیں اور لحد کو دو ذراع اور ایک بالشت تک حفر کریں۔ خداوند عالم جتنا چاہے اس قبر و لحد کو وسیع کرے۔ جب یہ کام ہو جائے تو قبر کے سر کی جانب سے رطوبت دیکھے گا۔ تو اسی وقت یہ کلام جو تعلیم کر رہا ہوں پڑھنا، پانی آنا شروع ہو جائے گا حتیٰ تمام لحد پر ہو جائے گی۔ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں بھی نظر آنا شروع ہو جائیں گی۔ اس روٹی کو تو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل کرنا ان کو پانی میں ڈال دینا وہ کھانے لگ جائیں گی۔ جب تمام روٹی کے ذرات ختم ہو جائیں گے تو ایک بڑی مچھلی ظاہر ہوگی اور ان سب کو ہڑپ کر جائے گی۔ پس اس کے بعد وہ بھی غائب ہو جائے گی پھر اپنا ہاتھ پانی پر رکھنا یہ کلام جو تجھے سکھا رہا ہوں پڑھنا تمام کا تمام پانی غائب ہو جائے گا اس کام کو فقط مامون کے سامنے کرنا۔

اے اباصلت کل میں اس فاجر کے پاس جاؤں گا اگر واپسی پر سر برہنہ ہوا تو جو کچھ چاہنا مجھ سے پوچھنا۔ اگر سر پوشیدہ واپس آیا تو مجھ سے بات چیت نہ کرنا۔ انہوں نے مجھے اپنی وفات کے بارے میں سب کچھ اطلاع دی۔

آپ کی شہادت کے بعد وہ کچھ ہوا جو آپ نے مجھے فرمایا تھا۔ جب مامون نے قبر سے رطوبت اور مچھلیوں

کے بارے میں دیکھا تو کہنے لگا:۔ جب امام رضا علیہ السلام زندہ تھے تو بے شمار عجائبات مجھے دکھائے حق وفات کے بعد بھی اپنے عجائب دکھارہے ہیں۔

اثبات الحداۃ 93 جلد 6

منتخب افراد (93)

عبدالسلام بن صالح ھروی (ابوصلت) فرماتے ہیں: میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا انہوں نے فرمایا:۔ مجھے بہت جلد زہر سے مظلومانہ قتل کیا جائے گا اور میری قبر ہارون رشید کے پہلو میں بنائی جائے گی۔ اللہ سبحانہ میری تربت کو میرے شیعوں اور میرے دوستوں کے آنے جانے کا وسیلہ قرار دے گا۔

جو میری اس غربت و مسافرت میں زیارت کو آئے گا تو میں بھی خود پر واجب کرتا ہوں کہ قیامت کے دن اس کی زیارت کو آؤں گا۔ قسم ہے اللہ سبحانہ کی کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے سرفراز کیا اور تمام مخلوقات میں سے منتخب کیا جو بھی میری قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھے گا تو اللہ سبحانہ پر لازم ہے کہ اس کو مستحق مغفرت قرار دے۔ قیامت کے دن وہ پروقار ہوگا۔ قسم ہے اللہ سبحانہ کی کہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمیں امامت و وصایت سے سرفراز کیا۔ میری قبر کے زیارت کرنے والے اللہ سبحانہ کے پسندیدہ افراد میں سے ہیں جن کا بہت اچھا تعارف روز قیامت کرایا جائے گا۔ جو بھی مومن میری قبر کی زیارت کو آئے گا اور اس ہنگام کوئی قطرہ اس کی آنکھوں سے چھلک پڑے گا تو اللہ سبحانہ اس کے جسد کو آتش جہنم کے لیے حرام قرار دے گا" یعنی جہنم میں نہ جائے گا" بلکہ اس کا اجر فقط اور فقط جنت ہوگا۔

عیون اخبار رضا 229 جلد 2

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

سب زبانوں میں ماہر (94)

ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری فرماتے ہیں:۔ایک صبح امام رضا علیہ السلام کے ساتھ ناشتہ کر رہا تھا کہ اس ہنگام امام رضا علیہ السلام اپنے غلاموں سے گفتگو بھی کر رہے تھے جو غلام صقلبی تھے ان سے صقلابی (روم کے نزدیک ایک علاقہ) زبان میں اور جو غلام فارس میں سے تھے ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرما رہے تھے، مجھے آپ کے یوں بولنے سے بہت تعجب لاحق ہو رہا تھا اور امام علیہ السلام کی عظمت اور آشکار ہو رہی تھی۔

کبھی کبھار اپنے غلام کو امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں بھیجتا تا کہ آپ کے فارسی زبان غلاموں سے یہ بھی فارسی سیکھ لے جب فارسی زبان غلاموں کو کسی فقرے میں یا جملے میں دشواری پیش آتی تو امام رضا علیہ السلام ان فارسی زبان غلاموں کی مشکل کو بھی حل کر دیا کرتے تھے۔

(اللہ تعالیٰ کی آپ حجت ہیں اس لیے تمام زبانوں سے آپ واقف ہیں حتیٰ کہ جانوروں کی زبان سے بھی)

عیون اخبار رضا 230 جلد 2

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

سب گناہ ختم (95)

ابو صلت ہروی فرماتے ہیں:۔میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ قم میں سے بعض افراد امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں زیارت کے لیے حاضر ہوئے انہوں نے نہایت عقیدت مندانہ انداز میں سلام عرض کیا امام رضا علیہ السلام نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کو اپنے نزدیک بیٹھایا۔

احوال پرسی فرمائی۔

پھر امام رضا علیہ السلام نے ان سے فرمایا:۔تم ہمارے حقیقی شیعہ ہو عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب تم میری تربت کی زیارت کے لیے طوس آیا کرو گے جو میری زیارت کے لیے آئے اور اس نے غسل بھی کیا ہو تو اس کے گناہ ایسے ختم ہو جائیں گے جیسے وہ آج ہی اپنی والدہ سے متولد ہوا ہے۔

اثبات الھداۃ 98 جلد 6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام گناہ معاف (96)

حسن بن علی وشا فرماتے ہیں:۔امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔عنقریب مجھے مظلومانہ انداز میں زہر سے قتل کر دیا جائے گا۔

آگاہ رہو جو بھی میری قبر کی زیارت کو آئے گا اور وہ میرے حق سے عارف بھی ہو، تو اللہ سبحانہ اس زائر کے زمانہ ماضی اور مستقبل کے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

اثبات الھداۃ 98 جلد 6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے دین (97)

ابراھیم بن یحیٰ فرماتے ہیں:۔امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بدبخت حمزہ بن بزیع کیا کر رہا ہے؟ میں نے عرض کی، وہ آ رہا ہے۔امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔وہ ابھی تک شک میں مبتلا ہے کہ میرے والد گرامی حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام ابھی زندہ ہیں (ہماری طرح دنیا میں) یہ لوگ ابھی تک شک میں گرفتار ہیں اور کل کو یہ بے دین ہو کر مر جائیں گے۔

میں نے اپنے آپ سے کہاں جہاں تک شک کا تعلق ہے یہ درست ہے مگر لادین (منکر توحید) کیسے مریں گے۔

کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ خبر ملی کہ ان میں سے ایک موت کے وقت کہہ رہا تھا کہ میں اس اللہ سے انکار کرتا ہوں جو مجھے موت دے گا اور اس طرح امام رضا علیہ السلام کے قول کی تصدیق ہوگی کہ یہ بے دین مریں گے۔

اثبات الھداۃ 117 جلد 6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پتھر پر ثبت (98)

شیخ طوسی فرماتے ہیں:۔ مولائے کائنات کے زمانے میں ایک خاتون حبابہ والبیہ تھی جس کے پاس ایک پتھر کا ایک ٹکڑا تھا اس پر امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی امامت کا معجزہ یہ دکھایا کہ اس پر آپؑ نے اپنی مہر ثبت کردی پھر آپ نے فرمایا جو بھی اس پر مہر ثبت کر سکے گا وہ ہی میرے بعد امام ہوگا۔ یہ امام رضا علیہ السلام کے زمانے تک زندہ رہی اس نے امام رضا علیہ السلام سے بھی اس پر مہر ثبت کروائی یوں اس نے آٹھ اماموں کا زمانہ دیکھا۔ اس نے ہر امام سے اس پتھر پر مہر ثبت کرائی۔ یہ امام رضا علیہ السلام کے زمانے میں انتقال کرگئی۔ امام رضا علیہ السلام نے اس کے ایمان واعتقاد کی خاطر اس کو اپنی قمیض میں کفن کیا۔

(سبحان اللہ کس قدر خوش نصیب تھی وہ خاتون کہ ہر امام کی زیارت کی اور معجزہ دیکھا)۔

اثبات الھداۃ 120 جلد 6

علامات قیام قائم علیہ السلام (99)

احمد بن محمد بن ابی نصر فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ ایک سو ننانوے ہجری میں (199ھ) انشاء اللہ بلائیں دور ہو جائیں گی اور دو سو ہجری میں اللہ سبحانہ جو چاہے وہ کرے گا۔

میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا:۔ آپ پر قربان جاؤں دو سو ہجری میں کیا کچھ ہوگا؟

امام رضا علیہ السلام نے جواب دیا:۔ اگر میں نے کسی سے کہا ہے تو تمہیں میں بتانے کو تیار ہوں جب کہ میں تمہارے بارے میں تماری منزل سے بھی آگاہ ہوں، یہاں تک فرمایا میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا:۔ آپ پر فدا ہو جاؤں۔ آپ نے پہلے سال میں اپنے والد محترم کے حوالے میں فرمایا تھا کہ فلاں آل کی حکومت و طاقت ٹوٹ جائے گی فلاں فلاں کی وجہ سے فلاں وقت پر۔

امام رضا علیہ السلام نے جواب دیا:۔ کیا بنی فلاں کے پچیس آدمی نہیں ہیں

میں نے عرض کیا:۔ آپ پر قربان جاؤں۔ ان دونوں کے بعد کوئی اور بھی سلطان ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اس بارے میں کہہ چکا ہوں۔ میں نے عرض کیا:۔ اللہ آپ کو خیر دے۔ جب ان کی حکومت ختم ہو جائے گی تو کوئی قریش سے ہوگا جو حکومت کرے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ نہ

میں نے عرض کیا:۔ پھر کیا ہوگا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ وہ جو تم اور تمہارے ساتھی کہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا:۔ آپ کی مراد اس سے سفیانی خروج کی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ نہ

میں نے عرض کیا:۔ پھر قائم قیام فرمائیں گے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اللہ سبحانہ جو چاہے گا کرے گا۔ میں نے عرض کیا:۔ وہ قائم آپ ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

برای خروج قائم علامات ہیں، از جملہ مکہ معظمہ اور مدینۃ المنورہ کے درمیان ایک حادثہ پیدا ہوگا۔

میں نے عرض کیا:۔ یہ حادثہ کیسا ہوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ عصبیت ہوگی اور قتل وقوع ہوں گے۔ اس انداز سے کہ قتل کریں گے کہ فلاں، آل فلاں کے پندرہ آدمیوں کو قتل کریں گے۔

اثبات الھداۃ 123 جلد 6

چالیس سال بعد (100)

ابن الجہم سے نقل ہے:۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا:۔ میں نے خواب دیکھا ہے پھر فرمایا کہ جب تک تیری عمر چالیس سال کی نہ ہو جائے تیرے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی۔ پھر اللہ سبحانہ تجھے سیاہی مائل اور کم قیمت ایک کنیز سے اولاد عطا فرمائے گا۔

امام رضا علیہ السلام نے جیسے فرمایا تھا چالیس سال کی عمر گزرنے پر یہ وقوع پذیر ہوا۔

بحار الانوار 49 جلد 49 ناسخ التواریخ 428 جلد 14

ظاہر و باطن ﴿101﴾

عبدالرحمٰن ابن ابی نجران سے نقل ہے:۔ امام رضا علیہ السلام نے خط تحریر فرمایا اور مجھے اس تحریر کے بارے میں پڑھنے کا پروانہ صادر فرمایا:۔ اور اپنے قریبی ساتھیوں کے پاس بھیجا۔ تحریر تھا، ہم آدمیوں کے حقیقت ایمان سے باخبر ہیں اور ان کے حقیقی نفاق سے بھی باخبر ہیں یعنی جو کچھ اے انسانوں تمہارے دل اور زبان میں ہیں ہم اس سے آگاہ ہیں۔

تاریخ التواریخ امام رضا 430 جلد 14

کنیز ﴿102﴾

سلیمان جعفری فرماتے ہیں امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ ان صفات کی مالک کنیز کو میرے واسطے خریداری کرو۔

میں آپ کے فرمانے پر اس قسم کی صفات کی مالک کنیز کی تلاش میں آپ کے گھر مقدس سے نکل پڑا۔ پس بالآخر اہل مدینہ میں سے ایک آدمی کے پاس مذکورہ صفات کی کنیز مل گئی۔

میں نے معمولی سی گفتگو کے بعد وہ کنیز خرید لی۔ قیمت فوراً ادا کر دی۔

اس کنیز کو امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔ آپ اس سے خوشحال ہو گئے اور اس سے آمیزش بھی کی۔ کچھ عرصہ بعد اس کے فروش کار سے ملاقات ہوئی مجھے دیکھ کر اس نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔ مجھے کہنے لگا کہ اس کے بعد سے زندگی کے دن گزارنے مجھ سے ناگوار ہو گئے ہیں۔ آرام وچین حتیٰ نیند تک آنکھوں

سے دور ہوگئی ہے۔ آپ امام رضا علیہ السلام سے سوال کریں کہ وہ کنیز مجھے واپس کردیں اور اس کی تمام قیمت بھی واپس لے لیں۔ میں نے اسے جواب دیا کیا تو دیوانہ ہوگیا ہے؟ مجھ میں یہ جرات کہ امام رضا علیہ السلام سے اس کنیز کو لوٹانے کے لیے عرض کروں؟۔

جب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی اس سے پہلے خود امام رضا علیہ السلام سے کچھ عرض کروں۔ آپ نے فرمایا:۔ فروش کار کنیز چاہتا ہے کہ کنیز کو میں واپس کردوں؟ میں نے تعجب سے کہا، خدا کی قسم اس نے مجھے ایسے ہی کہا ہے کہ میں آپ کی خدمت اقدس میں یہ عرض کروں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ پس اس کنیز کو لوٹا دو اور اس سے قیمت دی ہوئی واپس لے لو۔

میں نے امام رضا علیہ السلام کے حکم پر کنیز کو واپس کردیا اور اس سے قیمت واپس لے لی۔

ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ پھر اس سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے مجھے کہا کہ امام رضا علیہ السلام سے عرض کریں کہ اس کنیز کو آپ ہی رکھیں کیونکہ میں اس سے نہ تو کوئی فائدہ حاصل کرسکا ہوں اور نہ ہی اس کے نزدیک ہو جاسکا ہوں۔ وہ بالکل پاک وپاکیزہ ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اب میں اس طرح کی پیش نہاد امام رضاؑ کو نہیں کرسکتا جب امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اے سلیمان، وہ چاہتا ہے کہ میں کنیز کو اپنے ہاں ہی رکھوں اور اس کی قیمت اس کو دے دوں؟ (کیونکہ وہ اس کو چھو بھی نہ سکا) جیسے ہاجرہ سلامت تھیں) میں نے عرض کیا:۔ اس نے مجھے ایسی ہی پیش نہاد کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔ پس اس سے کنیز واپس لے لو اور اسے یہ قیمت واپس کردو۔

بحارالانوار 62 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہرثمہ اور امام رضا علیہ السلام ﴿103﴾

ہرثمہ بن اعین فرماتے ہیں:۔رات آنے پر چار گھنٹے تک میں مامون رشید کی خدمت میں رہا۔

پھر انہوں نے مجھے جانے کی اجازت دی اور میں اپنی منزل کی جانب چل پڑا۔

ابھی گھر پہنچے مجھے آدھی رات ہی گزری تھی کہ کسی نے میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔میرے کسی غلام نے آنے والے سے دریافت کیا کون ہو؟اس نے کہا کہ ہرثمہ سے کہو کہ آپ کے مولا نے بلایا ہے۔

جب مجھے علم ہوا کہ میرے سید اور میرے مولا و آقا نے طلب کیا ہے فوراً اپنی آرام گاہ سے بلند ہوا۔لباس تبدیل کیا اور نہایت تیزی سے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں چل پڑا۔غلام میرے آگے آگے تھا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ہم منزل میں داخل ہوئے تو میرے سردار و آقا گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے۔

مجھے دیکھ کر امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ھرثمہ آ گئے ہو،میں نے عرض کیا،میرے آقا حاضر ہوں،امام رضا علیہ السلام نے بیٹھنے کا حکم دیا۔میں نہایت احترام سے آپ کے پاس بیٹھ گیا۔

پھر امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا:۔اس گفتگو کو سنو اور ہمیشہ یاد رکھنا،ہرثمہ،اللہ سبحانہ کی جانب رحلت کرنے کا میرا وقت آ گیا ہے۔وہ وقت آن پہنچا ہے کہ میں اب اپنے اجداد اور آباء سے ملحق ہو جاؤں،میری عمر کے آخری لمحات آن پہنچے،اور یہ سرکش مجھے انگوروں اور انار میں زہر ملا کر کھلائے گا۔انگوروں میں ایک دھاگے کو سوئی میں ڈال کر زہر آلودہ کر کے ڈالے گا اور انار کے دانوں کو اس کا ایک غلام اپنے ہاتھوں سے ملائے گا تاکہ ان دانوں میں زہر مل جائے اور وہ زہریلے ہو جائیں گے۔اگلے دن مجھے دعوت دیں

گے۔اس دعوت میں ان انگوروں اور انار کے دانوں کو بھی رکھیں گے۔پس مجھے کہا جائے گا کہ تناول فرمائیں میں حکم خدا سے ان کو کھالوں گا، قضاء آجائے گی اور جب میں ان سے شہید جاؤں گا تو مامون رشید کہے گا میں خود ان کو غسل دوں گا۔تم اس وقت مامون کو ایک طرف لے جاؤ اور میری طرف سے اسے کہنا:۔غسل دینے کے لیے اور کفن پہنانے کے لیے آمادہ نہ ہوں، اگر نہ رکے تو وہ عذاب جو ابھی تک تجھ سے دور ہے اور جو آخرۃ کے لیے تیرے واسطے مہیا کیا گیا ہے وہ آجائے گا۔اور وہ دردناک شکنجے جس سے تو ابھی فرار کر رہا ہے تو اس میں گرفتار ہو جائے گا، جب وہ تیری طرف سے میرا کلام سن لے گا تو وہ منع ہو جائے گا۔

میں نے عرض کیا یا مولا میں یہ خبر ضرور عرض کروں گا۔امام رضا علیہ السلام نے پھر فرمایا:۔جس وقت میرے غسل کو تیرے اختیار میں دے دیں گے تو تم ایک بلند جگہ جا کر بیٹھ جانا، وہ جگہ میرے غسل دینے کی جگہ کے نزدیک ہو، پھر وہاں کے حالات کا بغور مشاہدہ کرنا، تم نے بھی میرے غسل دینے میں کوئی کام نہیں کرنا، یہاں تک کہ ایک سفید خیمہ گھر کے کنارے لگا دیا جائے گا۔پھر تم مجھے ان ہی لباس میں جو میرے جسم پر ہوں گے، خیمے کے اندر چھوڑ آنا، اور خود خیمے کی پشت میں کھڑے ہو جانا، جو تیرے ساتھ ہوں گے وہ بھی تیرے ہی پاس کھڑے ہو جائیں گے۔خیمے کے پردے کو نہ اٹھانا اگر مجھے تم نے دیکھ لیا تو ہلاک ہو جائے گا۔

مامون بلند جگہ سے تجھے کہنے لگا "اے ہرثمہ کیا تمہارا یہ گمان نہیں ہے کہ امام کو کوئی غسل نہیں دیتا مگر خود امام جو بعد میں ہوتا ہے۔پس کون ہے جو امام رضا علیہ السلام کو غسل دے گا جبکہ اس ہنگام ان کا بیٹا مدینے میں ہے اور ہم طوس میں ہیں" جب تم اس کا یہ کلام سنو گے تو اس سے کہنا:۔ہم کہتے ہیں۔ امام معصوم کو جز امام معصوم کے لازمی ہے کوئی اور غسل نہ دے۔اگر کوئی اس کے باوجود غسل دے تو اس سے امام کی امامت باطل نہیں ہوتی اور اسی طرح اگر کوئی زور وقوۃ سے غسل دے دے تو جو بعد کا امام ہے اس کی امامت پر بھی

کوئی اثر نہیں پڑتا یعنی امام معصوم، امام ہی رہتا ہے اگر علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کو مدینے سے باز ورنہ نکالتے تو پھر ان کا بیٹا محمد تقی علیہ السلام آشکار انداز سے غسل دیتا، اب بھی اس کے بغیر کوئی غسل نہ دے گا مگر یہ غسل مخفی و پوشیدہ ہوگا۔ جس وقت خیمہ کو اٹھایا جائے گا تو تم دیکھو گے مجھے کفن تک دے دیا گیا ہے۔ میرے بدن کو پھر تابوت میں رکھ دینا، اور اٹھا کر ہارون رشید کی قبر تک چلنا۔ وہ چاہیں گے کہ ہارون کی قبر کو میرا قبلہ بنائیں۔ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں گے، اگرچہ کافی تعداد میں کدالیں وغیرہ سے زمین کو کھودا جائے گا مگر کوئی اثر نہ ہوگا۔ حتیٰ ناخن کاٹنے سے جو ریزے گرتے ہیں اتنا بھی ان کدالوں سے وہاں سے کچھ جدا نہ ہوگا۔ جب وہ اپنی کوشش میں ناکام ہو جائیں گے تو ان سے میری طرف سے کہنا کہ امام نے فرمایا تھا کہ "ہارون کے آگے سے قبر کو کھودنا" جب وہ اس طرف کدالیں ماریں گے تو فوراً ہی کھودی ہوئی قبر اور آمادہ ضریح مل جائے گا (یعنی قبر اور لحد قبر) ابھی مجھے قبر کے پاؤں کی طرف نہ لے جانا۔ یہاں تک کہ لحد میں پانی بھر جائے گا یعنی لحد سے پھوٹے گا اور قبر بھی بھر جائے گا یہاں تک کہ پانی زمین کے برابر ہو جائے گا۔ پھر ایک مچھلی قبر کے طول جیسی پیدا ہوگی وہ بہت اضطراب میں آجائے گی۔ اس ہنگام صبر کرنا یہاں تک وہ غائب ہو جائے گی۔ پانی بھی خشک ہو جائے گا۔ اس وقت مجھے ضریح یعنی لحد میں رکھ دینا۔ اے ہرثمہ اب تم نے کسی کو اجازت نہیں دینی کہ میری قبر میں مٹی ڈالیں بلکہ یہ خود ہی پر ہو جائے گی۔

میں نے عرض کیا:۔ یا مولائے من آپ کے حکم کی اطاعت ہوگی۔

امام رضا علیہ السلام نے پھر فرمایا:۔ جو وصیت تجھے کی ہے اس کو یاد رکھنا، عمل کرنا اس سے تخلف نہ کرنا۔

میں نے عرض کیا:۔ مولائے من اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ کے حکم سے تخلف کروں۔ میں ان آنے والے واقعات کو سن کر روتا ہوا اور آہیں بھرتا ہوا آپ کی اجازت سے باہر آ گیا۔ بدون آب مچھلی کی مانند

بے تاب تھا۔ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی میرے دل کی حالت سے باخبر نہ تھا۔

پھر مجھے ماموں نے بلایا۔ میں اس کے پاس گیا اور چاشت تک وہاں رہا۔ اس ہنگام مامون نے مجھے کہا کہ تم رضا علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ میرے سلام پہنچانے کے بعد کہو کہ آپ یہاں تشریف لا رہے ہیں یا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ اگر آنے کے بارے میں اظہار کیا تو کہنا جتنا جلد ہو سکے آ جائیں۔

جب میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ہرثمہ، تم نے میری وصیت کو بھی حفظ کرلیا ہے؟ میں نے نہایت غم ناک لہجے میں عرض کیا۔

میرے آقا و سید مجھے یاد ہے!

آپ نے فرمایا:۔ میرے جوتے لاؤ، جانتا ہوں تجھے کس لیے میرے پاس بھیجا ہے۔ جوتے آپ کے آگے رکھ دیے اور آپ مامون کی طرف روانہ ہو گئے اور واقعات کو آخر تک ذکر فرماتے رہے۔

جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی کچھ واقع ہوا۔

ناسخ التواریخ 94 جلد 6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نیند اور بیداری (104)

حسن بن علی وشاء فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام نے مجھے سنایا، اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کروں۔

”میرے والد محترم موسیٰ کاظم کل رات میرے پاس تھے“

میں نے عرض کیا، آپ کے والد محترم؟ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ ہاں میرے والد محترم۔ میں نے

حیرت سے پھر پوچھا:۔ مولا آپ کے والد محترم؟ امام رضا نے پھر فرمایا:۔ ہاں میرے والد محترم حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ ان کے پاس اس حالت میں میرے دادا جان حضرت جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے اور فرما رہے تھے کہ میرے بیٹے فلاں کام کرنا، فلاں کام کو انجام دینا و فلاں عمل کرنا۔ پھر امام رضا علیہ السلام کی اجازت سے چلا آیا، کچھ دنوں بعد امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا:۔ حسن، ہماری نیند اور ہمارا جاگنا ایک ہی جیسا ہے (یعنی ہم جو خواب میں دیکھتے ہیں ایسے ہی ہے جیسے ہم حالات بیداری میں دیکھتے ہیں)۔

بحار الانوار 63 جلد 49

بخار اور پانی (105)

علی ابن خطاب جو واقفی مذہب تھے نقل کرتے ہیں:۔

عرفہ کے دن میں موقف میں تھا کہ حضرت رضا علیہ السلام اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ میرے سامنے اسی اثناء تشریف لائے۔ اس وقت میں بخار میں جل رہا تھا اور پیاس کا غلبہ تھا۔ حضرت رضا علیہ السلام نے اپنے غلام سے کچھ فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا۔ غلام اسی وقت گیا اور پانی سے بھرا ایک برتن امام رضا علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔

آپ نے اس میں سے کچھ پیا، اور باقی پانی کو حرارت اور گرمی کو دور کرنے کے واسطے اپنے سر مقدس پر ڈال لیا، اس کے بعد اپنے غلام سے پھر فرمایا کہ اس برتن کو پانی سے بھر لاؤ۔ جب غلام پانی دوبارہ لے کر آ گیا۔ آپ نے فرمایا:۔ جاؤ اس بوڑھے آدمی کو بھی دے دو۔ آپ کا غلام میرے پاس پانی لے آیا اور استفسار کیا

کہ کیا تجھے بخار ہے۔ میں نے غلام سے کہاں۔ ہاں۔

امام رضا علیہ السلام کے غلام نے کہا:۔ اس پانی کو پی لو۔ پس جب میں نے پانی پیا۔ خدا کی قسم تو میرا بخار جاتا رہا اور پیاس بھی بجھ گئی۔

جب یزید بن اسحاق نے یہ معجزہ دیکھا تو اس نے مجھے کہا:۔ اے علی اب اور کیا چاہتے ہو۔ کس چیز کے منتظر ہو (ایمان لے آؤ علی بن خطاب) میں نے کہا:۔ میرے بھائی ابھی مجھے یوں ہی رہنے دو۔

بحار الانوار 63 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضا کے حضور فرشتوں کا احترام کرنا (106)

امام محمد تقی علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔ امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے کوئی مریض ہوگا۔ امام رضا علیہ السلام اس کی عیادت کے لیے اس کے پاس پہنچے۔

امام رضا علیہ السلام نے احوال پرسی کے بعد دریافت کیا، تم اپنے آپ کو کیسے پاتے ہو؟ آپؑ کے مریض اصحابی نے جواب دیا۔

میں نے آپؑ کے بعد موت کو دیکھا۔ یعنی میں نے موت کو نہایت شدۃ سے تکلیف دینا والا محسوس کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام کے فرمانے پر اس نے بتایا کہ موت بہت ہی رنج والم دینے والی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ ابھی تم نے موت کا مزہ نہیں چکھا جو کچھ بھی محسوس کر رہے ہو یہ تو صرف مقدمات ہیں کہ تجھ کو ذرا سا دکھایا ہے۔ لوگ دو قسم سے موت کی لذت سے آشنا ہوتے ہیں۔ ایک گروہ تو وہ ہے جو موت کے سبب آسودہ حال ہو جاتے ہیں۔ دوسرا گروہ موت کے سبب شکنجے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

پس اپنے ایمان کو اللہ سبحانہ کی توحید کے ساتھ اور ائمہ علیہم السلام کی ولایت کے ساتھ تجدید کرو تا کہ موت کے سبب آسودگی حاصل ہو جائے۔ پس اس نے وہ سب کام انجام دیئے اور تجدید کی۔

اس موقع پر اس نے عرض کیا۔ یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ، اللہ سبحانہ کے فرشتے تشریف لائے ہیں اور آپ کو تحیات اور سلام کے تحفے پیش کر رہے ہیں۔ وہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں آپ کی اجازت سے وہ بیٹھنے کے منتظر ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا:۔ یا ملائکۃ اللہ بیٹھ جائیں۔

اس ہنگام امام رضا علیہ السلام نے مریض سے پھر دریافت کیا ان سے میرے حضور کھڑے ہونے کے بارے میں سوال کرو۔ مریض نے فرشتوں سے ہی سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ سبحانہ نے حکم دے رکھا ہے کہ جب بھی فرشتے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان کے سامنے ادب سے کھڑے رہیں ہرگز نہ بیٹھیں گے مگر جب خود امام رضا علیہ السلام بیٹھنے کا حکم دیں، اور یہ حکم اللہ سبحانہ نے تمام فرشتوں کو دے رکھا ہے۔ پس اس کے بعد اس مریض نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا اور عرض کرنے لگا۔ مولا آپ پر میرا سلام ہو، کیونکہ آپ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہمراہ دیگر اماموں علیہم السلام کے ہمراہ ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہیں۔ اس موقع پر وہ دنیا سے رحلت کر گیا۔

بحار الانوار 72 جلد 49

جنازے کے ساتھ جانے کا فائدہ ﴿107﴾

موسیٰ بن سیار فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ طوس کے ایک کوچے میں داخل ہوئے تو ہمیں ایک جانب سے آواز سنائی دیں۔ ہم ان آوازوں کی جانب چل پڑے ہماری نگاہیں ایک جنازہ پر پڑیں۔ امام رضا علیہ السلام اپنے گھوڑے سے اتر پڑے اور جنازے کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے بھی جنازہ کو کندھا دیا یا ہاتھوں پر اٹھایا۔ اس طرح جنازے کے ساتھ چمٹ گئے جیسے بچہ اپنی ماں سے چمٹ جاتا ہے۔ پھر وہ میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمانے لگے۔ اے موسیٰ بن سیار اگر کوئی ہمارے دوستوں کے کسی ایک جنازے کی تشیع کرے گا تو اس کے گناہ ایسے ختم ہو جائیں گے۔ جیسے کہ وہ ابھی اپنی والدہ سے متولد ہوا ہو۔ کوئی بھی گناہ باقی نہیں رہے گا۔

جب اس جنازے کو قبر کے کنارے رکھ دیا گیا تو میں نے پھر دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام میرے مولا و سردار اس کے پاس پہنچے۔ اور لوگوں کو جنازے سے کچھ دور کیا۔ آپ نے میت کا مشاہدہ کیا۔ اپنا دست مبارک اس کے سینے پر رکھا:۔ پھر آپ نے فرمایا:۔ اے فلاں پسر فلاں تجھے جنت کی بشارت دیتا ہوں، اس کے بعد تجھے اب نہ کوئی ڈر ہوگا نہ ہی کوئی خوف وخطر۔ میں نے عرض کیا:۔ مولا آپ پر قربان جاؤں آپ اس آدمی کو پہچانتے ہیں؟ بخدا آج سے پہلے اس کو کسی نے دیکھا ہی نہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے موسیٰ بن سیار، کیا تو نہیں جانتا کہ ہم آئمہ پر صبح اور شام ہمارے شیعوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں؟ اگر ان کے اعمال میں کوئی کوتاہی ہو تو ہم اللہ سبحانہ سے درخواست کرتے

ہیں کہ ان گناہوں کو محو فرما، اگر ان کے اعمال صالح ہوتے ہیں تو ہم ان کی بلندی کے لیے اور پاداش کے لیے اللہ سبحانہ سے درخواست کرتے ہیں۔

(تو یہ ہمارا شیعہ تھا۔ ہم اپنے شیعوں کے ساتھ یوں ہی کرتے ہیں)

بحار الانوار 98 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فخر مسیح علیہ السلام (108)

آیت اللہ میرزا محمود شیرازی فرماتے ہیں کہ انہوں نے شیخ محمد حسین سے یہ واقعہ سنا ہے۔ فرماتے ہیں:۔ عراق سے امام رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے مشہد مقدس کا سفر کیا۔ جب مشہد مقدس پہنچا، تو ہاتھ کی انگلی میں ایک پھنسی نکلی، اس سے مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ اس بناء پر چند اہل علم مجھے ہسپتال لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نصرانی تھے۔ معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ انگلی کو کاٹا جائے گا ورنہ یہ اوپر کی طرف مرض سرایت کر جائے گا۔

جب یہ سنا تو میں اس کی خاطر حاضر نہ ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اگر کل آئے تو ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔ مگر پھر بھی نہ مانا۔ وہاں سے لوٹ آیا۔

درد کم نہ ہوا۔ تمام رات بے قراری اور آہیں بھرتے گزری۔ صبح درد کی وجہ سے انگلی کٹوانے پر راضی ہوگیا۔

جب ہسپتال پہنچا اور ڈاکٹر صاحب نے انگلی کا معائنہ کیا تو نہایت تاسف سے کہا کہ اب سلامتی کی خاطر ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔ میں نے عاجزی سے کہا کہ فقط انگلی کٹوانے پر حاضر ہوں! ڈاکٹر صاحب نے

فرمایا:۔اس سے اب کوئی فائدہ نہیں۔ساتھ ہی فرمایا کہ اگر اب ہاتھ نہ کاٹا گیا تو یہ اور سرایت کر جائے گا اور پھر سلامتی کی خاطر زندگی کی خاطر، بازو کاٹنا پڑے گا۔مگر میں اس پر نہ مانا اور مایوسی کے عالم میں بے اختیار واپس آ گیا۔

درد نے ایک لمحہ بھی چین لینے نہ دیا، ہائے ہائے کرتے ہوئے دعائیں مانگتے ہوئے پھر رات گزاری بالآخر ہاتھ کٹوانے پر خود کو راضی کر لیا۔

جب ڈاکٹر صاحب کے حضور پہنچا، تو انہوں نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ اب زندگی کی خاطر بازو کاٹنا پڑے گا، اگر آج بھی غفلت کی تو یہ مرض تمام اعضاء بدن میں سرایت کر جائے گا بالآخر دل تک پہنچے گا اور پھر ہلاکت یقینی ہے۔

میں نے نہایت بے چارگی سے کہا:۔ڈاکٹر صاحب ہاتھ کٹوانے کو تیار ہوں مگر بازو کے لیے تیار نہیں ہوں۔ڈاکٹر صاحب نے فرمایا اس سے فائدہ نہیں۔

اب کی بار پھر وہاں سے انجانے میں لوٹ آیا۔دن بھر نالے کرتا رہا۔درد میں زیادتی ہوتی رہی۔ رات پھر مچھلی بدون آب کی مانند گزاری اور میں بازو کٹوانے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

میرے دوست اور آشنا مجھے ہسپتال کی جانب لے کر چلے۔افسوس خود بھی کرتا رہا اور وہ بھی ہاتھ ملتے رہے۔وسط راہ میں نے اپنے دوستوں سے تمنا کی کہ ممکن ہے آج ہسپتال میں میری موت واقع ہو جائے۔پہلے مجھے حرم مطہر امام رضا علیہ السلام میں لے جائیں۔

یہ مجھے حرم مقدس میں لے آئے اور ایک گوشہ میں مجھے بیٹھا دیا۔اب میں نے اپنی حالت پر بہت زیادہ رونا شروع کر دیا، اور امامؑ سے فریاد کرنے لگا:۔یا امام رضا، کیا یہ سزاوار ہے کہ آپؑ کا زائر ایسی

بلا میں مبتلا ہو جائے؟ آپ تک فریاد نہ پہنچے، "وانت الامام الرئوف "خصوصاً اپنے زوار کے لیے ،فریاد کرتے کرتے مجھ پر حالت غشی طاری ہوئی۔اس حالت میں امام رضا علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور آپ نے اپنا دست مبارک شانے سے لے کر انگلیوں تک مس کیا اور فرمانے لگے تجھے اب شفا مل گئی ہے۔اچانک میں ہوش میں آیا محسوس کرنے لگا کہ ہاتھ میں کوئی درد نہیں ہے۔

اتنے میں دوست آگئے اور مجھے ہسپتال لے جانے لگے۔ میں نے مذکورہ واقعہ کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا۔ جب مجھے نصرانی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو انہوں نے حسب سابق معائنہ کیا، ان کو پھنسی نظر نہ آئی کیونکہ وہ بھی ناپید ہو چکی تھی۔انہوں نے اس احتمال کے ساتھ کہ دوسرا ہاتھ ہو اس کو دیکھا کہ وہ بھی سالم ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے نہایت حیرت سے استفسار کیا کہ کیا تم نے مسیح (علیہ السلام) سے ملاقات کی ہے؟۔

اتنے میں میرے دوست آگئے اور مجھے ہسپتال لے جانے لگے۔ میں نے مذکورہ واقعہ کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا۔ جب مجھے نصرانی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو انہوں نے حسب سابقہ معائنہ کیا، ان کو پھنسی نظر نہ آئی کیونکہ وہ بھی ناپید ہو چکی تھی۔انہوں نے اس احتمال کے ساتھ کہ دوسرا ہاتھ ہو اس کو دیکھا کہ وہ بھی سالم ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے نہایت حیرت سے استفسار کیا کہ کیا تم نے مسیح (علیہ السلام) سے ملاقات کی ہے۔

میں نے نہایت جذبات سے عرض کیا ڈاکٹر صاحب:۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے تو ملاقات نہیں کی بلکہ فخر مسیح سے ملاقات کی ہے۔

پھر حضرت امام رضا علیہ السلام کے شفاء دینے کا واقعہ سنایا۔ ڈاکٹر صاحب اس سے بہت متاثر ہوئے اور فرمایا یہ کام فقط خدا کے ہی نمائندے کا ہوسکتا ہے۔ تجھے مبارک ہو

(داستانہای شگفت 28 ص)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنت کا پروانہ ﴿109﴾

آیت اللہ سید عبدالحسین دستغیب، حیدر آقا تہرانی سے نقل کرتے ہیں، چند سال پہلے ایک دن امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں حاضری دے رہا تھا کہ ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو کہ خمیدہ، اس کے چہرے اور سر کے بال سفید تھی اس کے ابرو کے بال اس کی آنکھوں پر تک گرے ہوئے تھے۔ اس کے حضور قلب اور خشوع وخضوع نے مجھے متوجہ کرلیا۔ جب اس نے کچھ عرصہ کے بعد اٹھنا چاہتا تو مجھے مکمل احساس ہوا کہ وہ اٹھنے میں عاجزی اور ضعیفی کا اظہار کررہا ہے۔ فوراً میں نے اپنی جگہ سے اس کی مدد کی خاطر حرکت کی اور جاکر انہیں سہارا دیا۔

عرض کیا بابا جان کہاں جائیں گے؟ تاکہ آپ کی کمک کرسکوں۔ انہوں نے فرمایا مدرسہ خیرات خان کے ایک حجرے میں۔ ان کو وہاں پہنچانے کی خاطر سہارا دیا۔ مجھے ان سے بہت محبت ہوگئی۔ ہر روز ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کے کاموں میں ان کی مدد کرتا۔

ایک روز ان سے نام، جگہ اور حالات کے بارے میں استفسار کیا۔

فرمانے لگے بیٹے، میرا نام ابراہیم۔ اہل عراق سے ہوں جیسا کہ دیکھ رہے ہو فارسی بھی جانتا ہوں۔ سن جوانی سے لے کر اب تک امام رضا علیہ السلام کی قبر مطہر کے لیے ہر سال زیارت کے لیے آتا ہوں۔

کچھ عرصہ توقف کے بعد عراق کی طرف مراجعت کرتا ہوں۔ حالت جوانی میں جب بسیں وغیرہ نہ تھیں، دو مرتبہ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی زیارت کی خاطر پیدل آیا تھا۔

پہلی مرتبہ جب امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کے زیارت کا قصد پیادہ کیا، تو میرے تین دوست، ہم عمر، ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے ایک فرسخ تک مشایعت کرنے آئے۔ میری مفارقت سے اور یہ کہ وہ زیارت نہیں کر سکتے سخت محزون تھے۔ ہنگام وداع مجھ سے مل کر رونے لگے اور کہنے لگے جوانی میں پہلی مرتبہ زحمت اور تکلیف سے جا رہے ہو یقیناً مورد نظر ہو۔ ہماری حاجت تجھ سے یہ ہے کہ ہمارے تینوں کی طرف سے امام رضا علیہ السلام کو سلام تقدیم کریں اور اس مقام مقدس سے ہمیں فراموش نہ کرنا، پس ان سے وداع ہوا اور نہایت ذوق وشوق سے مشہد مقدس کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

کافی عرصہ کی مسافت کے بعد بالآخر اپنے مقصود کو پہنچا۔ دور سے امام رضا علیہ السلام کا گنبد نظر آنے لگا، قدموں میں اور تیزی آ گئی اور تھکاوٹ وزحمت سفر از خود کافور ہونے لگی۔

بالآخر اللہ سبحانہ کا شکر ادا کرتے ہوئے امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں بدون استراحت و آرام کے اپنے آپ کو لے گیا۔ ضریح مقدس کی زیارت کی اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر راز و نیاز کرنے لگا۔ اسی اثناء میں مجھ پر حالت بے خودی و بے خبری عارض ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ امام رضا علیہ السلام کے دست مبارک میں بے شمار رقعے ہیں۔ ان رقعوں کو ہر زوار یعنی مرد وزن حتیٰ بچوں تک کو دے رہے ہیں۔ جب میرے نزدیک تشریف لائے تو مجھے چار رقعے دیئے۔

میں نے عرض کیا:۔ مولا مجھے چار رقعے کیوں؟

آپؑ نے فرمایا:۔ ایک تیرے لیے اور تین رقعے تیرے دوستوں کے لیے ہیں۔

میں نے عرض کیا:۔مولا یہ رقعے تقسیم کرنا آپ کے لیے مناسب نہیں ہیں بلکہ کسی اور کو حکم دیں کہ یہ رقعے تقسیم کریں۔

حضرتؑ نے فرمایا:۔یہ تمام جمعیت میرے پاس امیدیں لے کر آئے ہیں تو کیوں نہ خود، میں ان کے پاس پہنچوں۔

میں نے ان رقعوں میں سے ایک کو کھولا۔اس پر چار جملے لکھے ہوئے تھے " برائة من النار و امان من الحساب ودخول فی الجنته و انا بن رسول الله صلی الله علیه و آله"

"جہنم سے آزاد ہو، حساب سے محفوظ ہو، جنت میں داخل ہو گے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کا بیٹا ہوں۔

"داستانھای شگفت 165 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مریض زبان ﴿110﴾

سید جعفر بن سید محمد عنبرانی فرماتے ہیں کہ مشہد مقدس سے تقریباً تھوڑے سے فاصلے پر عنبران نامی گاؤں ہے۔ میں وہاں کا رہنے والا ہوں۔موسم سرما میں عمداً سرد پانی سے غسل کر لیا، جس سے میری حالت بہت بگڑی کہ دیوانہ پن آ گیا۔ یہاں تک کہ کوہستانی علاقے میں گھومنا شروع کر دیا۔اللہ تعالی نے کرم و فضل کیا کہ آثار دیوانگی زائل ہو گئے مگر زبان بند ہو گئی۔ کسی سے بھی بات نہ کر سکتا تھا اور اسی حالت میں چھ ماہ گزر گئے کہ والدہ صاحبہ کے ساتھ مشہد مقدس میں آ گیا۔

علاج کی غرض سے انگلستانی ہسپتال میں والدہ کے ہمراہ پہنچا۔ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ سر میں زخم کرنے کے بعد مغز کا معائنہ کیا جائے گا تب جا کر مرض کا تشخص ہوگا اور اس کے بعد علاج کی باری آئی گی۔

مجھے یہ سن کر ازحد وحشت سی محسوس ہوئی،علاج سے مایوس سا ہو گیا۔والدہ صاحبہ مجھے بتائے بغیر حرم امام رضا علیہ السلام میں متمسک ہوئیں۔اور خود میں بغیر اطلاع دیئے غسل کرنے حمام گیا تا کہ امام رضا علیہ السلام سے توسل کیا جائے اور ان سے عرض کروں مولا یا تو شفاء سے نواز دیں ورنہ موت اچھی ہے،اپنے گاؤں نہیں جاؤں گا جب تک ایسا نہ ہو ورنہ صحراء و بیابان میں زندگی گزاروں گا۔

جب صحن حرم سے گزرتا ہوا۔حالت اضطرار میں،امید و یاس کے ساتھ جب حرم مقدس میں داخل ہوا تو ایک بار ایسا محسوس ہوا کہ نہ آگے بڑھ سکتا ہوں نہ جھک سکتا ہوں اور نہ ہی بیٹھ سکتا ہوں۔ایسا لگ رہا تھا جیسے رسیوں سے باندھ دیا گیا ہے۔اور ایسی ہی حالت میں رہنے پر مجبور کر دیا ہو۔اپنی حالت پر حیران و پریشان تھا کہ اچانک آواز آئی کہ مجھے کہا جا رہا ہے کہ کہو بلند آواز کے ساتھ کہ "بسم الله الرحمن الرحیم "امی جان آپ کہاں ہیں۔ میں نے چاہا کہ یہ جملہ کہوں مگر نہ کہہ سکا۔دوسری بار پھر مجھے آواز آئی کہ کہو۔ بلند کہو۔اس دفعہ بھی چاہا کہ کہوں مگر کہنے کی قوت محسوس نہ ہو رہی تھی۔تیسری بار پھر مجھے کسی نے آواز دی کہ بلند کہو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" امی جان آپ کہاں ہیں" اس بار ایسا لگا جیسے بہت ہی ٹھنڈا پانی سر سے پاؤں تک ڈال دیا گیا ہو اور میں نے فریادی انداز سے کہا" بسم اللہ الرحمن الرحیم" امی جان آپ کہاں ہیں؟ جب میں نے یہ فریاد کی تو دیکھا کہ والدہ صاحبہ ایوان مبارک میں میرے سامنے ہیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا اور سمجھ گئیں کہ میری زبان کھل گئی۔شوق کے مارے رونے لگیں اور اپنے ہاتھوں کو میری گردن میں حمائل کیے اور مجھے چومنے لگ گئیں۔

میں نے سوال کیا امی جان آپ کہاں تھیں۔

انہوں نے فرمایا:۔ جہاں حاجت منداپنے آپ کو قیدی بنا کر اپنی گردن میں رسیاں ڈال کر بیٹھتے ہیں۔ میں بھی وہاں تیری شفاء کی خاطر امام ضامن علی بن موسیٰ رضا علیہم السلام سے فریاد کر رہی تھی کہ اچانک تیری آواز سنی کہ تو کہہ رہا تھا" بسم اللہ الرحمن الرحیم '' والدہ صاحبہ کہاں ہو"بس میں سمجھ گی کہ امام رضا علیہ السلام نے تجھے شفاء کاملہ دے رہی ہے اور میں تیری آواز کے سننے پر آ گئی۔

کرامات رضویہ 89

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب کچھ آپ کے پاس هے ﴿111﴾

علامہ طباطبائی صاحب "تفسیر المیزان" کے ایک شاگرد فرماتے ہیں۔ آپ ہر سال زیارت امام رضا علیہ السلام کے لیے مشہد مقدس میں حاضری دیتے تھے۔ آل محمد علیہم السلام بالخصوص امیر المومنین سلام اللہ علیہ سے عشق، عشق کی آخری سرحد تک پہنچے ہوئے تھے۔ جب بھی آل محمد علیہم السلام میں سے کسی کا اسم گرامی سنتے یا کہتے بہت ہی عقیدت واحترام سے لیتے اور احترام کرتے۔

جب بھی امام رضا علیہ السلام کے آستانہ مقدس پر حاضری دیتے۔ عقیدت واحترام سے لرزتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ آستانہ مقدس کے دروازے پر رکھتے۔ لرزتے ہوئے بدن کے ساتھ دل وجان سے دروازے کے بوسے دیتے تھے۔

جب کبھی مذکورہ حالت میں آپ کی خدمت میں کوئی دعا کے لیے التماس کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے۔ جائیں! حضرت سے لے لیں۔ ہم یہاں کچھ بھی نہیں ہیں۔ سب کچھ اسی جگہ ہے!۔

سب کچھ امام رضا علیہ السلام کے پاس ہے۔

حوالہ سیمائی فرازنگان 195 جلد 3

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض عظیم (112)

عالم ربانی مرحوم حاجی میرزا الواسانی اپنی کتاب ''کرامات حضرت علیہ السلام میں تحریر فرماتے ہیں۔

نجف اشرف کے مکینوں میں سے ایک ثروت مند خاندان کے تین جوان اپنے ہمسائے میں ایک عالم دین کے حضور حاضر ہوئے۔ عالم دین کی خدمت میں عرض کرنے لگے'' حضرت آیت اللہ! ہمارے والد محترم تقریباً چالیس سال سے متواتر حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے سفر کر رہے ہیں اور ہر بار ان کا سفر چند مہینوں پر محیط ہوتا ہے۔ اب وہ بہت بوڑھے اور ضعیف ہو چکے ہیں۔ اب ہم ان کے ساتھ موافق سفر نہیں ہیں۔ مگر وہ سفر زیارت کے لیے مکمل تیار ہیں اور عنقریب سفر کے لیے آمادہ ہیں ہم پریشان ہیں۔ کہیں سفر میں مریض نہ ہو جائیں اور راستے ہی میں تلف ہو جائیں! آپ سے اسی بناء پر درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کو نصیحت کریں تا کہ شاید وہ اپنے ارادہ سے منحرف ہو جائیں''

اس عالم دین نے ان کی درخواست کو قبول فرمایا اور ان کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ لیکن نصیحت کا کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ اس بوڑھے آدمی نے زیارت کے سفر پر اصرار ہی کا اظہار کیا۔

عالم بزرگوار نے سوال کیا:۔ اتنا اصرار کیوں کر رہے ہیں؟۔

بوڑھے آدمی نے نہایت ہی متانت سے جواب دیا:۔ مولانا صاحب! علت بہت بڑی ہے۔'' پھر عرض کیا

:۔حدوداً تیس سال پہلے اپنے ایک دوست کے ہمراہ سفر زیارت میں تھا'' ہم ہر سال امام علیہ السلام کی زیارت کے لیے اکھٹے جاتے تھے'' مگر وہ ایک سفر میں بیمار ہوئے اور راستے ہی میں دنیا سے منہ موڑ لیا''۔

بہت افسوس ہوا! اس کے جسد کو غسل دینے کے لیے نہ پانی نہ ہی کفن کے لیے کپڑا نہ ہی تجہیز و دفن کے لیے کوئی امکان و وسیلہ، مجبوراً اس کے جسد خاکی کو ایسی جگہ چھپایا کہ درندوں وغیرہ سے محفوظ رہے۔ خود ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوا تا کہ اس سلسلے میں مدد حاصل کی جائے۔ رات بھی ہو چکی تھی اس وجہ سے شب گاؤں میں گزاری۔ صبح ہی چند آدمیوں کو لے کر وہاں پہنچا تا کہ دفنایا جا سکے۔ مگر وہاں پر مرحوم کا جسد نہ تھا۔ بہت ہی پریشانی اور حیرت لاحق ہوئی کہ اسی اثناء میں بہت ہی پر وقار شخصیت کو دیکھا، سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں؟ آسمان یا زمین سے؟۔

انہوں نے فرمایا:۔ میں نے تمہارے دوست کے جسد کو تجہیز و تکفین کے بعد سپرد خاک کر دیا اور وہ اس کی قبر ہے'' انہوں نے ایک طرف اشارہ کیا ہم وہاں گئے تو تازہ بنی ہوئی ایک قبر دیکھی۔ ابھی ہم حیرت و تعجب میں تھے!

اس حالت میں انہوں نے فرمایا:۔ تم نے اپنے مقصد کو پالیا ہے۔ اب واپس چلے جاؤ۔

میں نے عرض کیا:۔'' کیسے اپنے مقصد کو پالیا ہے جب کہ میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے عازم ہوں''۔

انہوں نے فرمایا:۔ جو کچھ کہا ہے وہی ہے۔

میں نے پوچھا:۔ آخر کس طرح اپنے مقصد کو پالیا ہے؟۔

فرمایا:۔ اگر صاحب قبر کی زیارت مشہد میں چاہتے ہو تو اس سے تو نائل ہو گئے ہو، اگر قبر اور حرم کو چاہتے ہو،

تو پھر جاؤ۔

انہوں نے پھر فرمایا:۔میرے شیعوں کا پیغام پہنچادو کہ جو بھی ہماری زیارت کی راہ میں دنیا سے چلا جائے تو ہم خود اس کی تجہیز و تکفین کے بعد خاک کے سپرد کرتے ہیں"۔

انتہائی جذبات سے خود کو ان کے قدموں میں گرایا تا کہ بوسے لے سکوں مگر افسوس کسی کو نہ دیکھا۔۔۔۔۔

پس اس تاریخ سے لے کر ابھی تک ہر سال زیارت کے سفر پر نکلتا ہوں تا کہ وہ فیض عظیم حاصل کرسکوں، جس میں میرا دوست نائل ہوا" لمبے سانس کے بعد بوڑھے مرد نے کہا:۔ یہ ہے میری داستان اس بیان میں ،اگر پھر بھی مجھے آپ امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے جانے میں مانع ہیں،تو میں قبول کرتا ہوں!

اس وقت اس عالم بزرگوار نے امید کے لہجے میں کہا" کبھی نہیں! آپ کو تنہا منع نہیں کروں گا بلکہ اس داستان کے بعد ہر سال آپ کا ہمسفر بھی بنوں گا"

پس پھر یہ دونو اس قدر زیارت دوست بنے، کہ ہر سال زیارت کے سفر پر جاتے کہ بالآخر نیز یہ بھی اللہ سبحانہ کے حکم سے ایک سفر زیارت میں آٹھویں امام نور نے اپنی بارگاہ میں قبول کرلیا۔

حوالہ کرامات صالحین 212 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ہرثمہ" ﴿113﴾

موسیٰ بن ہارون سے روایت ہے:۔امام رضا علیہ السلام کو میں نے مدینہ میں دیکھا وہ ہرثمہ سے فرمارہے تھے میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے مرو لے جایا جائے گا اور وہاں تجھے شہید کیا جائے گا۔

راوی کہتا ہے، جیسے امام علیہ السلام نے فرمایا تھا ہرثمہ کو تختہ دار، پر لٹکایا گیا اور وہ شہید ہو گئے۔
(اب ان کا مزار مرجع خلائق ہے)۔

عیون اخبار الرضا 210 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیرین لهجه (114)

محدث گرانقدر مرحوم شیخ حر عاملی صاحب کتاب ارزشمند ''وسائل الشیعہ'' امام رضا علیہ السلام کا معجزہ بیان کرتے ہیں جو امید بخش اور سننے کے قابل ہے۔

مرحوم حر عاملی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بھرپور جوان وجیہہ شکل، مرض میں مبتلا تھا، بولنے سے عاجز تھا بلکہ مکمل گونگا تھا۔

امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو آیا تمام استغراق وجود کے ساتھ اپنی شفاء کے لیے، گونگے پن سے خلاصی کے لیے آنحضرت سے متوسل ہوا اور خالق کائنات سے ایسا چاہا۔

حضرت امام علیہ السلام نے اپنے لطف سے اسے نوازا اور آنحضرت کے اعجاز سے بہت سالوں بعد اسے زبان کی گویائی اس توسل سے حاصل ہوئی اور شیریں لہجے میں بولنے لگا۔ شکرانے کے طور پر بولتا ہوا حرم مقدس سے باہر نکلا۔ اس نے اس اعجاز کے مشاہدہ اور زبان میں شفاء کے بعد قصیدہ کہا کہ اس طرح سے آغاز ہوتا ہے۔

یا کلیم الرضا (علیہ السلام) وعلیک السلام والاکرام

آیت اللہ حاج شیخ مرتضیٰ حائری فرزند مؤسس حوزہ علمیہ قم مقدس مرحوم حائری بزرگ قدس سرہ نے اس

قصیدہ کو فارسی میں ترجمہ کیا وہ اس طرح کیا ہے۔

1. ای آنکه باامام رضا ہم سخن شدی
گل بودی چه بلبل شیرین دهن شدی

2. بادا درود برتو از حی مطلقی
کز جلوه اش تو بلبل این انجمن شدی

3. بامن سخن بگوکه شوم ہم کلام تو
ای آنکه با علی ولی ہم سخن شدی

4. آیا به کودکی تو رافت نمود و خواست
تامورد عنایت صاحب منن شدی

5. یا حسن و دلبری تو جلب نظر نمود
تا در فشان چه طوطی شکر شکن شدی

6. یا آنکه رہنمای حقیقت به اذن حق
بنمود جلوه و تو عروس چمن شدی

7. یا آنکه بہر جلوه حق درره خدا
اینک چراغ روشن عصر و زمن شدی

1۔ اے امام رضا علیہ السلام سے گفتگو کرنے والے پھول تھا کیسے بلبل کے طرز پر اچھے لہجے والا بنا۔

2۔ حی مطلق کا تجھ پر درود ہو کہ اس کے جلوے سے تو اس انجمن کا بلبل بن گیا۔

3۔ مجھ سے بھی کلام کرتا کہ تجھ سے ہم کلام ہوسکوں، اے وہ کہ جو علی ولی سے ہم کلام ہوا۔

4۔ کیا تیرے بچپن میں اس نے عنایت محبت نہیں دکھائی کہ یہاں تک کہ صاحب من نے تجھے مورد عنایت بنایا۔

5۔ تیرے خلوص وجاہت نے اسے متوجہ کروایا یہاں تک کہ تمہارے منہ سے موتی جھڑنے لگے اور طوطے کی مانند گویا ہوئے کہ مٹھاس بھی شرما گئی۔

6۔ یا یہ کہ اللہ سبحانہ کے لطف سے رہنما حقیقت بنے اس کے نظارہ دکھانے سے تم اس گلستان کے زینت بن گئے۔

7۔ یا یہ کہ اللہ سبحانہ کے راستہ میں جلوہ حق بنے کہ اب اس وقت اور زمانے کے درخشاں چراغ بن گئے۔

حوالہ کرامات صالحین 216

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شفاعت ﴿115﴾

اصفہان کے ایک بزرگ عالم، کاروان کے ہمراہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لے عازم مشہد ہوئے۔

ان کا ایک بھائی تھا جو اخلاق و کردار و رفتار کی وجہ سے اس عالم دین کے برعکس تھا، کیونکہ حدودات اللہ کی رعایت نہیں کرتا تھا، گناہ و غفلت میں گھرا ہوا تھا۔

مرد عالم دین کے روابط اسی بناء پر اس سے سرد تھے۔ ہنگام سفر اس نے دوستوں اور ملنے جلنے

والوں سے خدا حافظ کیا مگر اپنے بھائی کے پاس خدا حافظ کے لیے نہ گیا جب اس کے... گنہگار بھائی نے سنا کہ اس کا عالم بھائی و دانش مند بھائی زیارت کے لیے جا رہے ہے تو وہ کارروان کی تلاش میں نکلا، چند کلومیٹر کے بعد اس نے کارروان کو پا لیا۔ اس نے اس سے معذرت خواہی کی اور التماس کی کہ اسے بھی اس کارواں کے ساتھ چلنے کی اجازت دی جائے تا کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے فیض حاصل ہو۔

عالم دین نے اس درخواست کو اس امید کے ساتھ قبول کر لیا کہ ممکن ہے اس کا بھائی توبہ کر لے اور اللہ سبحانہ کی طرف رجوع کرلے۔ سفر کے دوران اس عالم نے اس کی ہدایت کے لیے محبت والفت کے ساتھ کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

اس کے گنہگار بھائی نے بھی اپنے آپ پر غور وفکر کیا، جہاد بالنفس شروع کر دیا بالآخر سفر کے دوران گزشتہ حالات پر اتنا نادم ہوا کہ روتے ہوئے دن رات گزر جاتی، توبہ کرنے لگا اور اللہ تعالی سے رحم کا طالب ہوا۔ مشہد کے نزدیک سبزوار شہر میں ایسا مریض ہوا کہ اس بیماری سے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور جہان کو وداع کہا۔ افسوس کے علاوہ کیا ہو سکتا تھا۔ کاروان والوں نے چاہا کہ اس کو دفنا دیا جائے مگر عالم دین نے کہا کہ "نہ" میرا بھائی امام رضا علیہ السام کی زیارت کے لیے آیا تھا۔ اس نے توبہ بھی کر لی اور اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں رجوع بھی ہوا۔ پس میں ہر طور اسے اسی حالت میں مشہد لے کر جاؤں گا امام علیہ السلام کی ضریح مقدس کے طواف کے بعد دفناؤں گا، پس اس نے ایسا ہی کیا، اس کی مغفرت کے لیے بہت دعائیں مانگیں، ساتھ ہی اس فکر میں تھا کہ اس کا انجام کیا ہوا؟۔

ایک رات سوتے ہوئے اس نے خواب دیکھا، اس کا بھائی ایک پر شکوہ باغ میں ایک عظیم الشان محل میں ہے۔ اس نے پوچھا:۔ بھیا! یہ خوبصورت باغ و یہ باشکوہ قصر؟ یہاں کیا کرتے ہو؟۔

اس نے جواب دیا:۔ ''یہاں میرا محل ہے اور یہ سب کچھ امام رضا علیہ السلام کی عنایت سے ہے'' اس سے چاہا کہ تمام واقعہ کی تشریح کریں۔

اس نے کہا:۔ جب مجھے غسل دیا کہ پانی مجھے آتش سوزاں لگا۔ اسی طرح کفن و تابوت میں شدت سے معذب رہا یہاں تک کہ میرے جسد کو مشہد میں لے آئے۔ جس وقت مجھے امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں لے کر آئے عذاب مجھ سے دور کر دیا۔ ضریح مقدس کے پاس لائے تو میں نے دیکھا لوگ حالت زیارت میں ہیں۔ امام رضا علیہ السلام ضریح مقدس کے اوپر ایستادہ ہیں اور اپنے زائرین کو جوابات سے نواز رہے ہیں۔

خادموں میں سے ایک خیر خواہ خادم کے اشارہ کرنے پر میں امام رضا علیہ السلام کے سامنے ہوا تاکہ آنحضرت سے شفاعت کی درخواست کروں کیونکہ مجھے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ اگر حضرت نے میری شفاعت نہ کی، جب بھی یہاں سے خارج ہوں گا۔ عذاب کے فرشتے مجھے پھر گھیر لیں گے۔ اس ہنگام آپ حضرات میرے پیکر کا ضریح مقدس کے گرد طواف کروا رہے تھے۔ میں نے اس حالت میں امام رضا علیہ السلام سے التماس کی مگر امام رضا علیہ السلام نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی۔

امام رضا علیہ السلام کے وہی خادم نے مجھے کہا:۔ آنحضرت کو آپ کی جدہ مظلومہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا واسطہ اور قسم دیں'' پس میں نے ایسا ہی کیا۔ درخواست کی۔

امام رضا علیہ السلام نے مجھ پر عنایت کی، اپنا چہرہ مقدس آسمان کی طرف کر کے فرمایا:۔ خدایا! یہ گناہ و نافرمانی کرتے ہیں مگر بالآخر توبہ کر لیتے ہیں، ہمیں ان کا واسطہ وقسم دیتے ہیں کہ ان کی نجات اور توبہ کو قبول کے لیے ہم تیری بارگاہ میں رجوع کرتے ہیں۔

آنحضرت نے یوں میری سفارش و شفاعت فرمائی اور نیز آپ حضرات مجھے حرم مقدس سے باہر لے آئے۔ میں نے دیکھا کہ اب عذاب دینے والے وہاں موجود نہیں بلکہ عرض کروں کہ امام رضا علیہ السلام نے اپنی جدہ بزرگوار حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وجہ سے میری شفاعت فرمائی اور اسی ہنگام سے مجھے اس باغ کے اس زیبا قصر میں سکونت دے دی۔

کیوں نہ ایسا ہوتا!

آنانکه در جوار رضا آمریده اند

کفران نعمت است بهشت آرزو کنند

ترجمہ:۔ وہ جو امام رضا علیہ السلام کے جوار میں آرام کر رہے ہیں کفران نعمت ہے۔ انکار نعمت ہے اگر پھر بھی بہشت کے آروز مندر ہیں۔

(یعنی وہ خود بہشت میں ہیں)۔

کرامات صالحین 214

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مریض برص (116)

سلطان محمد خوارزم شاہ کے دربار میں انوشیروان اصفہانی جو مذھباً مجوس تھا بلند مقام اور منزلت کا حامل تھا۔

سلطان محمد خوارزم شاہ نے اس مجوسی کو اپنا سفیر بنا کر سلطان سنجر والئی مرو کی خدمت میں بھیجا۔

انوشیرواں مجوسی اصفہانی کے جسم پر برص کا مرض تھا یعنی برص کے آثار نمایاں تھے۔ دوسرے افراد اس کو یعنی

برص کونفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے پریشان تھا کہ کیسے سلطان سنجر کے نزدیک جائے۔

سفر کے دوران اس کا گزر مشہد مقدس سے ہوا۔ بعض احباب نے مشورہ دیا کہ اگر امام رضا علیہ السلام کے حرم مبارک میں داخل ہو جائے۔ گریہ زاری سے زیارت کرے اور صاحب حرم مقدس کو اپنا شفیع بنائے تو اللہ تعالی اس مرض سے تجھے شفا عطا کرے گا۔

سفیر نے کہا کہ میں تو مجوسی ہوں۔ حرم مطہر کے خدام حرم مقدس میں داخل ہونے سے منع کریں گے۔ بعض نے کہا کہ آپ اپنے لباس کو تبدیل کرلیں۔

انوشیروان مجوسی نے ایسا ہی کیا تا کہ کوئی پہچان نہ سکے۔

امام رضا علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس جا کر اس نے خوب تضرع والتماس کیا۔ امام رضا علیہ السلام کی عظمت کو دکھا کر اللہ سبحانہ۔ اسے شفاء عطا فرمائے۔

جب التماس اور گریہ وزاری کے بعد حرم مقدس سے باہر آیا تو اس نے توجہ کی کہ اس کے ہاتھوں سے برص کے نشان غائب ہیں۔ بہت متعجب ہوا کہ اصلا برص کے نشان نہیں ہیں۔ بدن سے کپڑے اتار کر بدن کا معائنہ کیا تو برص بدن سے بھی غائب تھا۔ یہ کرامت عظیم دیکھ کر یہ مجوسی اسلام لے آیا اور باعمل مسلمان ہو گیا۔ اس نے امام رضا علیہ السلام کی قبر مقدس کے لیے چاندی کے جڑاؤ سے خوبصورت ضریح بنائی۔ جو غالبًا پہلی ضریح مقدس ہے۔

(یہ ضریح مقدس ایک صندوق کی مانند تھی)۔

منتخب التواریخ 639 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیاس (117)

محمد بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی محفل مقدس میں حاضر تھا کہ پیاس نے مجھ پر شدید غلبہ حاصل کرلیا۔ میں نے صبر کیا کیونکہ آپ کی محفل سے اٹھ کر جانا یا پانی کا طلب کرنا میرے نزد بے ادبی تھا۔

اچانک امام رضا علیہ السلام نے پانی طلب کیا اس میں سے کچھ آپ نے پیا پھر مجھے مرحمت فرمایا۔ آپ نے فرمایا اے محمد، پانی پیئں یہ پانی ٹھنڈا ہے۔

میں نے آپ کے دست مبارک سے پانی لیا اور اس طرح آپ کے علم غیبی نے میری پیاس کو جانا اور یوں میری پیاس بجھی۔

عیون اخبار الرضا 205 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضا کی خریداری کا واقعہ (118)

ابوالحسن طبیب سے روایت ہے کہ جب ابوالحسن موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہم لسلام کو درجہ شہادت پر پہنچادیا گیا تو ایک دن ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہم السلام بازار تشریف لے گئے اور وہاں سے ایک کتا، ایک بکرا، اور ایک مرغا خریدا۔

پس ایک جاسوس نے خلیفہ ہارون رشید کو یہ سب تحریر کیا۔ کیونکہ ہارون رشید نے مجھے مقرر کر رکھا تھا کہ اگر حضرت رضا علیہ السلام امامت کا دعویٰ کریں تو اس کی خبر دینا۔

جاسوس کی اس تحریر پر ہارون رشید نے جواب لکھا کہ اب میری خلاف کو خطرہ نہیں کیونکہ جو امامت کا دعویٰ کرتا ہے وہ بازار سے ایسے خرید نہیں کرتا۔

کچھ دنوں بعد زبیری نے خلیفہ ہارون رشید کو خط تحریر کیا کہ حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہما السلام نے گھر کے دروازے کھولے ہوئے ہیں اور لوگوں کو اپنے بارے میں خبر دے رہے ہیں۔

خلیفہ ہارون رشید نے کہا:۔ تعجب ہے کہ علی بن موسیٰ الرضا کے بارے میں کتا، بکرا اور مرغا بازار سے خریدنے کی خبر دی جارہی ہے۔ اور اب یہ کہا جارہا ہے کہ لوگوں کو اپنے بارے میں دعوت دے رہے ہیں۔

عیون اخبار الرضا 205 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مومن اورر مومنہ کو بخش دے (119)

ابوالحسن صائغ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا:۔ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ خراسان تک تھا۔ میں نے حضرت رضا علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ رجاء بن ابی ضحاک کو قتل کر دیا جائے کہ یہ آنجناب کو خراسان لایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس خیال سے دوری اختیار کرو۔ کیا تو کافر کے بدلے میں مومن کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ یعنی کسی اور نے یہاں آنے کا سبب بنایا ہے۔

جب آپ اھواز پہنچے تو آپ نے فرمایا میرے واسطے گنا لاؤ۔ بعض کم عقل اھواز کے لوگوں نے کہا۔ یہ مرد اعرابی ہے اور نہیں جانتا کہ گرمیوں میں گنے پیدا نہیں ہوتے۔ پس آنجناب سے عرض کیا اے ہمارے آقا۔ اس موسم میں گنے پیدا نہیں ہوتے بلکہ موسم سرما میں پیدا ہوتے ہیں۔

آنجناب نے فرمایا تلاش کریں جلد ہی مل جائیں گے۔

اسحاق بن ابراھیم فرماتے ہیں:۔ اللہ کی قسم، آپ طلب نہیں کرتے مگر وہ چیز جو موجود ہو، پس کافی لوگ

مضافات واطراف میں پھیل گئے۔ یہاں تک کہ اسحاق بستی کے زراعت کار آئے اور عرض کرنے لگے کہ گنے ہمارے پاس ہیں۔ ہم نے بیج کے طور پر ان کا ذخیرہ کیا ہوا ہے تاکہ موسم آنے پر اس سے زراعت کریں۔ آپ یہ لے سکتے ہیں۔ یہ دلیل واضح ہے کہ آپ امام وقت ہیں۔ آپ اھواز سے قتر یہ نامی بستی پہنچے یا مامون کے نزدیک پہنچے۔ آپ حالت سجدے میں تھے کہ میں نے سنا آپ فرمارہے تھے۔ حمد مخصوص تیرے واسطے ہے اگر تیری اطاعت کروں۔ معصیت کرنے کے بعد میرے لیے کوئی حجت نہیں۔ تیرے احسانات کا بدلہ نہ میں دے سکتا ہوں اور نہ ہی کوئی اور۔ اگر بدی کروں پھر میرے لیے کوئی عذر نہیں۔ جو کچھ مجھ کو خوبی پہنچی ہے وہ سب تیری جانب سے ہے۔ یا کریم مشرق و مغرب میں ہر مومن مرد اور مومنہ کو بخش دے۔ راوی کہتا ہے چند ماہ تک حضرت امام رضا علیہ السلام کی امامت میں نماز ادا کی۔ آپ نے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ القدر اور دوسرے رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ اخلاص کو پڑھا کوئی دوسری سورہ کو نہیں پڑھا۔

عیون اخبار الرضا ج2 ص2006

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسکراہٹ ﴿120﴾

محمد بن داؤد سے روایت ہے:۔ میں اور میرا بھائی امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک کسی نے حضرت رضا علیہ السلام کو خبر دی کہ آپ کے چچا محمد بن جعفر علیہ السلام کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کے منہ کو بند کرنے کے لیے ٹھوڑی سے لے کر وسط تک پٹی سے باندھ دیا گیا ہے (مردے کی مخصوص حالت)

حضرت رضا علیہ السلام یہ سن کر چل پڑے۔ ہم بھی آپ کے ہمراہ ہو لیے۔ ہم نے خبر کو صحیح پایا۔ اسحاق بن

جعفر علیہ السلام اور اس کی اولاد اور آل ابوطالب میں سب آہ زاری میں مصروف تھے۔ پس حضرت امام رضا علیہ السلام اس کے سرہانے بیٹھے۔ اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے۔ بہت سے افراد حضرت امام رضا علیہ السلام کے اس مسکرانے پر ناخوش ہوئے۔ بعض نے کہا کہ از روی شماتت جو چچا کے ساتھ تھی مسکرائے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام وہاں سے تشریف لے آئے تا کہ مسجد میں نماز پڑھیں۔

ہم میں سے بعض نے ادب سے عرض کیا۔ اللہ سبحانہ ہمیں آپ پر فدا کرے، ہم نے ان لوگوں سے آپ کے بارے میں ایسے سنا ہے جس سے ہمیں کراہت ہوئی، جب آپ مسکرا رہے تھے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ کہ مسکرانا میرا اس لیے تھا کہ میں اسحاق کے رونے پر تعجب کر رہا تھا جب کہ مجھے معلوم ہے اور قسم کھاتا ہوں کہ اسحاق، محمد سے پہلے دار فانی کو وداع کہے گا، محمد اس پر آہ زاری کرے گا۔ پس محمد بن جعفر علیہ السلام کو جو مردہ خیال کر رہے تھے وہ سلامتی سے اٹھ بیٹھا اور اس مرض سے نجات پائی۔

مگر اسحاق کا کچھ عرصہ بعد انتقال ہو گیا۔

(عیون اخبار الرضا 206 جلد 2)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبکدوش (121)

حضرت اسحاق بن موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے چچا محمد بن جعفر صادق علیہ السلام نے مکہ معظمہ میں خروج کیا اور لوگوں کو اپنے بارے میں دعوت دی۔ لوگوں نے دعوت پر لبیک کہا اور ان کو امیر المومنین کا لقب دیا اور اس کی خلافت کی بناء پر بیعت بھی کر لی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اس کے پاس گئے میں بھی (اسحاق) آپ کے ہمراہ تھا۔ پس آپؑ نے اپنے

چچا سے کہا۔

اے چچا جان! اپنے والد گرامی اور بھائی کی تکذیب نہ کریں (یعنی حضرت امام جعفر و امام موسیٰ کاظم)۔ آپ اس عہدے پر نہیں پہنچ سکتے۔ آپ وہاں سے یہ کہہ کر تشریف لے آئے۔ میں آپ کے ہمراہ مدینہ روانہ ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد جلودی (مامون کا عہدہ دار) نے اس سے ملاقات کی اور اس نے محمد کو ہزیمت دی۔ محمد بن جعفر صادق نے امان طلب کی۔ اس کے کہنے کے مطابق محمد بن جعفر نے سیاہ لباس پہنا اور میز پر جا کر اپنے سبکدوش ہونے کا اعلان کیا اور کہا کہ یہ مقام مامون رشید کے لیے ہے میرا اس میں کوئی حق نہیں پھر وہ خراسان کی طرف روانہ ہوا اور جرجان میں وفات پائی۔

عیون اخبار الرضا 208 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجازت (122)

فضل بن سہل نے ریان بن صلت کو خراسان کے بعض نواح و جوار میں بھیجا مرو کے علاقے میں اس نے معمر بن خلاد سے کہا:۔ امام رضا علیہ السلام سے میرے بارے میں اجازت لے لیں تا کہ آپ کو سلام کر سکوں اور زیارت سے بہرمند ہو سکوں۔ دل چاہتا ہے۔ آپؑ کے پہنے ہوئے لباس کو خود زیب تن کر سکوں وہ درہم حاصل کر سکوں جن پر آپؑ کا اسم مبارک ہے۔ امید ہے یہ مجھے بخش دیں گے۔

معمر بن خلاد کہتے ہیں، کچھ عرصہ بعد امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سے پہلے کہ کچھ عرض کروں۔ آپؑ نے فرمایا: ریان بن صلت ہماری زیارت کی اجازت چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہمارا لباس اور

درھم اسے دیا جائے۔ہم نے اسے اجازت دی۔

پس ریان بن صلت امام علیہ السلام کی قدم بوسی کے لیے داخل محزل ہوئے۔سلام کیا،امام علیہ السلام نے اسے دولباس تمیں درہم ان دراہم میں سے جن پر آپ کا اسم مبارک تھا عطا کیے۔

عیون اخبار الرضا208 جلد2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خستہ حالت (123)

حسین بن موسیٰ کاظم فرماتے ہیں:۔ نبی ہاشم کے بہت سے جوان امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں موجود تھے۔ہم نے اسی لحہ دیکھا کہ جعفر بن عمر علوی نہایت ہی خستہ حالت میں پرانے سے لباس کو پہنا ہوا گزر رہے ہیں۔ہم میں سے بعض نے بعض کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا اور جعفر بن عمر کی وضعیت پر ہنس پڑے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا،عنقریب اسے تم سب نہایت کروفر اور ملازموں کے ساتھ دیکھوں گے۔

ابھی ایک ماہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ مدینہ کا حاکم بن گیا۔نوکر وچاکر اور مال زندگانی صاف نظر آنے لگا یہ جعفر وہ جعفر بن عمر بن الحسن بن علی بن عمر بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب ہے۔

عیون اخبار الرضا209 جلد2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قتل (124)

حسین بن بشار کہتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا عبداللہ (مامون) محمد کو (امین) قتل کردے گا۔

راوی عرض کرتا ہے میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔کیا عبداللہ،محمد کو قتل کردے گا؟ امام

علیہ السلام نے فرمایا، ہاں، عبداللہ خراسان میں ہے۔ یہ محمد بن زبیدہ کو قتل کرے گا جو اس وقت بغداد میں ہے۔

کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ امام علیہ السلام کا فرمانا، عملی طور پر ثابت ہوا کہ مامون نے امین کو قتل کر دیا۔

(اور اسلامی سلطنت کا خلیفہ بن گیا)

عیون اخبار الرضا 209 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقفیہ کا وھم اور امام رضا کا جانشین ﴿125﴾

عبدالرحمن بن ابی نجران اور صفوان بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ حسین بن قیاما جو واقفیہ کے امراء میں سے تھا۔ ہم سے سوال کیا کہ امام رضا علیہ السلام سے داخلے کی اجازت لیں کہ آپ کے حضور، حضوری چاہتا ہوں۔

ہم نے امام رضا علیہ السلام سے جب اجازت لے لی تو یہ صاحب امام علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوئے۔ عرض کرنے لگا آیا آپ امام ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اس نے عرض کیا میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ آپ امام نہیں ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے سر مبارک کو ایک مدت کے لیے جھکائے رکھا۔ پھر سر کو ہلایا اور پھر بلند کیا۔ کس چیز نے تجھے یہ کہنے پر اکسایا کہ میں امام نہیں ہوں۔ اس نے عرض کیا۔ امام جعفر صادق سے روایت ہمارے پاس پہنچی ہے کہ امام ہرگز عقیم نہیں ہوتا، آپؑ اس عمر تک پہنچ چکے ہیں، اور حال یہ ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس بار امام علیہ السلام نے اپنے سر کو پھر جھکایا اور یہ جھکانا پہلے سے زیادہ تھا پھر سر مبارک کو بلند کیا اور فرمایا میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ کچھ

عرصہ بعد اللہ سبحانہ مجھے بیٹا مرحمت فرمائے گا۔

عبدالرحمٰن بن ابی نجران کہتا ہے کہ ہم نے اس وقت سے دن گننے شروع کردیئے ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ اللہ سبحانہ نے حضرت ابی جعفر علیہ السلام امام رضا علیہ السلام کو عطا فرمایا۔

راوی عرض کرتا ہے کہ حسین بن قیاما جس وقت طواف کرتے کرتے اچانک رک گیا اور طواف نہیں کر رہا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نگاہ مقدس اس پر پڑی۔ آپ نے فرمایا، تجھے کیا ہوگیا ہے۔۔۔۔۔ خدا تجھے حیران کرے۔ حضرت موسیٰ کاظم کے ان الفاظ کے بعد وہ واقف بن گیا اس لیے واقفیہ کہتے ہیں۔

عیون اخبار الرضا 209 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صیحانی کھجوریں اور خواب (126)

ابی حبیب بناجی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ وہ بناج بستی کی مسجد میں تشریف فرما ہیں ہر سال حاجی حضرات بھی اسی مسجد میں کچھ عرصہ مشرف ہوتے ہیں۔

میں آپؐ کے نزدیک پہنچا نہایت عقیدت سے سلام عرض کیا۔ اور آپؐ کے سامنے ادب سے کھڑا ہوگیا۔ آپؐ کے نزدیک ایک ٹوکری ملاحظہ کی جو مدینہ کے کھجور کے درختوں کی چھال سے بنی ہوئی تھی اور اس میں صیحانی کھجوریں تھیں۔ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے مجھے کھجوریں عطا کیں۔

جب ان کو شمار کیا تو وہ اٹھاراں کھجوریں تھیں۔ اس خواب کی تعبیر میں نے ایسے کہ اب میری زندگی کھجوروں کے عدد کے مطابق اٹھاراں سال تک ہے

اس خواب کو دیکھے ابھی بیس دن ہی گزرے تھے اور میں زارعین کے پاس اس زمین پر تھا جس کو ہل وغیرہ چلا کر بونے کے لیے آمادہ کر رہے تھے کسی نے آکر مجھے خبر دی کہ امام رضا علیہ السلام مدینہ سے

تشریف لائے ہیں اور مسجد میں لوگ آپ کے دیدار وزیارت کے لیے عجلت میں جا رہے ہیں۔ میں فوراً امام علیہ السلام کی زیارت کے لیے مسجد روانہ ہو گیا۔

میں نے دیکھا آپ اسی جگہ تشریف فرما ہیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ آپ کے قدموں تلے وہی تختہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا، ٹوکری آپ کے نزدیک موجود تھی جو خرما کی چھال سے بنائی گئی تھی۔ خرما صیحانی سے وہ پر تھی۔ میں نے نہایت ادب سے سلام کیا۔ آنجناب نے جواب دیا اور نزدیک آنے کا اشارہ کیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے مجھے خرما عطا کیے۔ میں نے جب انکار شمار کیا تو اتنے ہی تھے جتنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمائے تھے۔

میں نے عرض کیا مجھے کچھ اور دے دیں۔ آپ نے فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تجھے اور دے دیتے تو میں بھی تجھے اور دے دیتا۔

(جو تم خواب دیکھتے ہو ہمیں اس کا بھی علم ہے)۔

عیون اخبار الرضا 210 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شفاء یابی (127)

ابو احمد عبد اللہ بن عبد الرحمن المعروف صفوانی نے ایک آدمی سے اس کی آپ بیتی سنی۔ اس نے کہا کہ ہم قافلے کے ذریعے خراسان سے کرمان جا رہے تھے۔ کرمان کے پہاڑی علاقے میں ایک علاقہ کوہ قفص تھا جس پر ڈاکوؤں کا مسکن تھا انہوں نے قافلہ پر حملہ کیا اور مجھے زیادہ مال واسباب کا الزام لگا کر پکڑ لیا۔ ایک مدت تک ان کی قید میں رہا۔ طرح طرح کے عذاب سے دوچار کیا۔ اپنے آپ کو بچانے کی خاطر

اپنے ہی مال کا ان کو فدیہ بھی دیا۔ انہوں نے مجھے برف میں رکھا۔ برف کو منہ میں بھر دیا اور اسے کھونے بھی نہ دیتے تھے۔

ان کی خواتین میں سے ایک خاتون نے مجھ پر رحم کیا موقع پا کر اس نے فرار ہونے میں مدد دی اور میں فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

میرا منہ اور زبان ان کی بے رحمانہ اذیت سے فاسد اور خراب ہو گئی تھی کہ تکلم پر بھی قادر نہ رہا میں پھر وہاں سے خراسان پہنچا۔ وہاں سے سنا کہ حضرت علی بن موسیٰ الرضا نیشاپور آئے ہوئے ہیں۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خراسان میں وارد ہو چکے ہیں۔ ان سے اپنی پریشانی کے بارے میں عرض کریں تا کہ وہ تجھے ایسی دوا بتائیں گے جس سے تو مکمل شفا یاب ہو سکتا ہے۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے امام رضا علیہ السلام کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ آپ کے ملنے پر ان کو اپنے بارے میں شکایت کے انداز سے سب کچھ بتایا۔ اپنے منہ اور زبان کے بارے میں خبر دی۔

آپ نے معجز نما زبان مبارک سے فرمایا۔ زیرہ اویشان اور نمک (الکمون، الزعتر والملح) لے کر ایک مقدار میں خوب پیس لو ہر دن میں دو یا تین بار اپنے دھان میں چھڑکو، تندرست ہو جاؤ گے۔

میری آنکھ کھل گئی مگر میں نے خواب کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ دوسروں سے بھی اس کا اظہار نہ کیا۔

امام علیہ السلام کی زیارت کی خاطر میں نیشاپور روانہ ہوا۔ نیشاپور کے دروازے پر مجھے اطلاع دی کہ امام رضا علیہ السلام یہاں سے جا چکے ہیں اب وہ رباط میں سعد (بستی کا نام) میں ہوں گے۔

میرے دل میں اب یہ بھی قصد آیا کہ اپنے بارے میں ان سے عرض کروں کہ کس مصیبت سے دن گزار رہا ہوں تا کہ وہ مجھے دوا وغیرہ کے بارے میں اطلاع دیں تا کہ اس مرض سے نجات ملے۔ اسی قصد سے رباط سعد روانہ ہوا۔

وہاں پہنچ کر الحمد للہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ کو اپنا سارا حال دے سنایا۔ اپنے منہ اور زبان کے بارے میں بھی عرض کیا۔ یہ بھی عرض کیا کہ آسانی سے بولنے پر قادر نہیں ہوں۔ آپ کوئی دوا بتائیں تا کہ اس سے خلاصی ہو۔

امام رضا علیہ السلام گویا ہوئے۔ تو نے خواب میں نہیں دیکھا کہ ہم نے تجھے دوا کی تعلیم دے دی تھی۔ جاؤ، اسی دوا کو استعمال کرو۔

میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مناسب سمجھیں ایک بار پھر تکرار کریں۔

آنحضرت نے فرمایا:۔ زیرہ، اوبشان اور نمک کو باہم پیس لو۔ دو یا تین بار اس کو اپنے منہ میں چھڑکو، بہت جلد ہی عافیت حاصل ہو جائے گی۔

میں نے امام رضا علیہ السلام کے فرمانے پر ایسا ہی کیا۔ چند بار استعمال کرنے سے بالکل اس زحمت سے خلاصی پائی۔ سبحان اللہ "اَللّٰھم صل علی محمد و آل محمد"

عیون اخبار الرضا 211 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رنج جدائی (128)

ریان بن صلت فرماتے ہیں:۔ جب میں نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو یہ عزم بھی کیا کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے بعد سفر کیا جائے، ساتھ ہی دل میں یہ بھی آیا کہ آنحضرت سے ایک قمیض کا سوال

کروں، جو آپ کے بدن مبارک سے اتری ہوئی ہو تا کہ مرنے کے بعد اس کو میرا کفن بنایا جائے اور چند درہم کا بھی سوال کروں تا کہ اس سے اپنی بیٹیوں کے لیے انگوٹھیاں بنواؤں۔

جب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ سوچ کر کہ آپ سے جدا ہو رہا ہوں مجھ پر رنج وغم طاری ہوا اور رو پڑا۔ ایسی حالت میں میں نے آپ سے سوال کرنا مناسب نہ سمجھا، بھول بھی گیا تھا، جب آنحضرت سے خدا حافظ کر کے نم آنکھوں سے چل پڑا۔ ابھی چند قدم بھی چلا ہوں گا کہ مجھے امام رضا علیہ السلام کی محبت بھری آواز سنائی دی۔ وہ مجھے بلا رہے تھے۔

جب میں دوبارہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو آپ فرمانے لگے۔ تو نہیں چاہتا کہ اپنے لباس سے ایک قمیض تجھے دی جائے تا کہ جب اجل آئے تو، تو اسے اپنے کے لیے کفن بنائے۔ آیا نہیں چاہتے کہ تجھے کچھ درہم دیئے جائیں تا کہ تو اپنی بیٹیوں کیلئے انگشتریاں بنواسکو۔

میں نے ادب واحترام سے عرض کیا۔ یا سیدی، یا مولای، میرے دل میں تھا کہ آپ سے سوال کروں مگر آپ کی جدائی کی وجہ سے جو حزن وغم طاری ہوا اس لیے یہ سوال نہ کر سکا۔

پس آپ نے اپنے لباس میں سے ایک قمیض اور جائے نماز کے ایک کونے میں سے درھم عطا فرمائے۔ جب ان درھم کو گنا تو یہ تیس درہم تھے۔ (قربان یا امام رضاؑ)

عیون اخبار الرضا 212 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خیال کا جواب (129)

احمد بن محمد بن ابی نصر برنطی فرماتے ہیں:۔ میں امام رضا علیہ السلام کے بارے میں شک رکھتا تھا۔ (یعنی امام ہیں یا نہیں) میں نے آنحضرت کو خط لکھا، اور اس میں تحریر کیا کہ آپ کی خدمت میں آنا

چاہتا ہوں، آپ سے اجازت کا طلب گار ہوں، میرے دل میں خیال آیا جب آپ کے پاس حاضری دوں گا تو قرآن پاک میں سے تین آیات کے بارے میں پوچھوں گا۔ یہ مجھے یاد ہے۔

آپ نے جب میرے نامہ کا جواب لکھا اور مجھے بلایا تو اس میں تحریر تھا عافانا اللہ و ایاک یعنی اللہ سبحانہ مجھے اور تجھے عافیت میں رکھے۔ تو نے جو لکھا ہے اجازت حضوری دوں، یہ فعلاً میرے واسطے مشکل ہے کیونکہ یہ طائفہ ان لوگوں کو بہت تنگ کرتا ہے جو میرے پاس آتے ہیں اور تجھ میں ابھی قدرت بھی نہیں ہے کہ میرے پاس آئے انشاء اللہ عنقریب وہ وقت آئے گا اور وہ جو میرے خیال میں آیا تھا کہ آپ سے تین آیات کے بارے سوال کروں گا۔ وہ بھی میرے خط کے جواب میں تحریر فرمایا ہوا تھا۔ واللہ کسی سے بھی ہرگز اس کا ذکر تک نہ کیا تھا۔ آیات کے بارے میں غرق حیرت ہوا۔ پہلے تو نہ سمجھا یہ جواب وہ ہے جو میرے دل میں خیال آیا تھا۔ تھوڑی سی دیر بعد مطلع ہو گیا کہ آنجنابؑ نے کیا لکھا ہے۔ ضمناً یہ بھی مرقوم تھا کہ یہ جواب وہ ہے جو تیرے خیالات میں آیات کا تھا" الحمد للہ"۔

عیون اخبار الرضا 213 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تواضع بڑی نعمت ہے ﴿130﴾

احمد بن محمد بن یحییٰ بن ابی نصر بزنطی فرماتے ہیں۔ امام رضا علیہ السلام نے میرے پاس حمار بھیجا، میں اس پر سوار ہو کر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رات کے کچھ لمحات آپ کی خدمت اقدس میں گزارے، جو کچھ اللہ سبحانہ نے چاہا، ان لمحات میں گزرا۔ جب میں نے جانے کا ارادہ کیا، تو آپ نے فرمایا تو نہیں چاہتا کہ تجھے قدرت ملے اور تو مدینہ پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا، آپ کے وجود مقدس پر قربان ہو جاؤں، کیوں نہیں!

آپ نے فرمایا:۔آج رات ہمارے پاس گزارو اور برکت خدا سے صبح کرنا، میں نے عرض کیا آپ پر قربان، ایسے ہی ہوگا۔

آپ نے اپنی کنیز سے فرمایا، ان کے لیے میرا بستر مع لحاف اور سرہانے کے بچھا دو۔

میں نے یہ دیکھ کر خیال کیا، آج رات جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے یہ بلند منزلت ہے جو اللہ سبحانہ کی طرف سے ملی ہے کیونکہ حجت اللہ نے میرے واسطے اپنا حمار بھیجا تاکہ اس پر سواری کروں۔ اپنا بستر، لحاف اور تکیہ دیا تاکہ اس میں رات گزاروں، کسی بھی ہمارے ساتھیوں میں سے یہ افتخار نصیب نہیں ہوا۔

میں انہی خیالوں میں تھا کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اے احمد، امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام زید بن صوحان کی بیماری کے دوران عیادت کے لیے گئے تھے۔ وہ اس سبب سے لوگوں پر فخر کرتا تھا۔ تم اپنے آپ پر فخر نہ کرو، بلکہ اللہ سبحانہ کے لیے تواضع اور تذلل اختیار کرو۔

یہ فرمانے کے بعد اپنے ہاتھوں کے سہارے سے کھڑے ہوے اور چلے گئے۔

عیون اخبار الرضا 213 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سماع میرا نام (131)

یحیٰ بن بشار فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام رضا علیہ السلام کے حضور اقدس میں حاضر ہوا تاکہ چند کلمات کے بارے میں آپ سے استفسار کروں، امام علیہ السلام نے گفتگو کے درمیان میرے بچپن کے نام سے فرمایا۔ درست ہے اے سماع! میں یہ سن کر بہت حیران ہوا اور عرض کیا دل و جان سے آپ پر قربان جاؤں۔ یہ میرا لقب (نام) بچپن کا ہے جب میں مدرسہ میں جایا کرتا تھا۔ اب کسی کو معلوم نہ تھا۔

امام رضا علیہ السلام یہ سن کر مسکرا پڑے۔

(اور فرمایا انا حجت اللہ)

عیون اخبار الرضا 215 جلد 2

کتاب اجل اور مامون کا نقشہ (132)

ہرثمہ ابن اعین فرماتے ہیں کہ مامون رشید کے دربار میں یہ خبر پھیلی ہوئی تھی کہ امام رضا علیہ السلام رحلت کر گئے۔ میں حقیقت موضوع جاننے کے لیے مامون رشید کے دربار میں پہنچا۔

اس کے غلاموں میں صبیح دیلمی مامون کا بہت مقرب تھا۔ وہ دربار سے باہر آ رہا تھا اور یہ امام رضا علیہ السلام سے خاص ارادت و محبت رکھتا تھا۔ اس نے جب مجھے دیکھا کہنے لگے۔ اے ہرثمہ تم تو جانتے ہو میں مامون کی نگاہوں میں خاص توجہ رکھتا ہوں اور وہ مجھے ظاہری اور باطنی امور سے باخبر رکھتا ہے۔ میں نے کہا، ہاں مجھے معلوم ہے۔

پھر اس نے کہا:۔ رات کے پہلے حصے میں مامون رشید نے مجھے اپنے تیس مخصوص غلاموں کے ساتھ بلایا۔ دربار میں اتنی روشنی پھیلی ہوئی تھی جیسے دن کا سماں ہوتا ہے۔ اس کے برابر ہی ننگی تلواریں تیز زہر سے بجھی ہوئی پڑی تھیں۔ اس نے ایک ایک کر کے غلاموں کو بلایا ان سے عہد و پیمان لیے۔ دربار میں اس موقع پر ہمارے اور اللہ سبحانہ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ اس نے اظہار کیا کہ تم سب میرے خاص بندے ہو۔ جو تم نے عہد دیا ہے تم اقرار کرو کہ اس کو کسی پر ظاہر نہ کرو گے۔ ہم نے قسم کھائی کہ ہم آپ کے فرمان و حکم کے بغیر کم و زیادہ انجام نہیں دیں گے۔

پھر دستور دیا کہ تم سب ایک ایک تلوار اٹھالو۔ علی ابن موسیٰ علیہما السلام کے گھر جاؤ۔ اس کو ہر

حالت میں جاگ رہا یا سو رہا ہو۔ بغیر کسی گفتگو کے حملہ کریں۔ تلواریں ان کے بدن میں گاڑیں، گوشت و خون و بال استخوان و مغز بکھیر دیں۔ پھر بستر کو اس پر پھیلا دینا اور اپنی خونی تلواروں کو اس سے صاف کرنا اور میرے پاس آجانا، تاکہ اس عمل کے اور اس واقعہ کے چھپانے کے عوض میں دس تھیلیاں زر کی اور دس منتخب شدہ گاؤں و دیگر آسائش دوں گا۔ جس سے تم بقایا زندگی عیش سے گزارو گے۔

صبیح کہتا ہے:۔ ہم نے تلواریں ہاتھوں میں پکڑیں جو زہر آلودہ تھی اور امام علی رضا علیہ السلام کے کمرے میں داخل ہو گئے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ بزرگوار پہلو سمت سو رہے ہیں اور اپنے ہاتھ سے ایک جانب اشارہ کر رہے ہیں، کچھ فرما رہے ہیں کہ ہم نہ سمجھ سکے اس حقیقت سے آشکار نہ ہو سکے۔

غلاموں نے حکم کے مطابق آنحضرت پر حملہ کر دیا۔ میں ایک گوشہ میں یہ دردناک منظر ان غلاموں کا تلواروں سے حملہ دیکھ رہا تھا۔ امام رضا کے طرز پر کہ آپ کو ہمارے آنے کی اطلاع تھی تو کیوں نہیں اپنے آپ کو چھپایا۔ غلاموں نے مامون رشید کے حکم کے مطابق کام انجام دیا بستر کو، آپ کے جسد پر گرایا اور آپ کے گھر سے خارج ہو گئے۔

مامون رشید نے پوچھا کیا کچھ کیا۔ جواب دیا جو حکم آپ نے دیا تھا۔ ہم نے مکمل اس پر عمل کیا، مامون نے کہا اب یہ کسی سے بھی نہ کہنا۔

مامون رشید نے اپنے اختصاصی محل سے صبح ہی دربار میں آیا۔ حالت سوگواری کی بنا رکھی تھی سر سے تاج غائب تھا، لباس کے بٹن وغیرہ کھولے ہوئے تھے۔ تعزیت کے انداز میں بیٹھ گیا۔ دیگران افسوس کا اظہار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد برہنہ سر و ننگے پاؤں امام رضا علیہ السلام کی منزل کی جانب روانہ ہوا تاکہ حقیقت معلوم کر سکے۔

صبیح کہتا ہے مامون نے مجھے ساتھ ہی رکھا۔ جیسے ہی ہم امام رضا علیہ السلام کے حجرے میں داخل ہوئے ہمارے کانوں میں مناجات کی آوازیں آنے لگیں۔

مامون نے لرزتے ہوئے پوچھا امام رضا کے پاس کون ہے۔ میں نے اظہار بے اطلاعی کیا، مامون نے کہا جلدی سے دیکھو۔ ان کے پاس کون ہے؟۔

صبیح کہتا ہے نہایت ہی عجلت سے امام رضا علیہ السلام کے کمرے میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام محراب میں تشریف فرما ہیں، اذکار و صلوٰۃ میں مصروف ہیں، مامون کو اس کی اطلاع دی کہ وہی شخص محراب میں تشریف فرما ہیں۔ دعا و مناجات میں مشغول ہیں۔ مامون رشید یہ سن کر خوف زدہ ہوا اور کہنے لگا کہ خدا تم پر لعنت کرے کہ تم نے مجھے فریب دیا ہے۔

پھر حاضرین میں سے مجھے خطاب کیا کہ اے صبیح تو امام رضا کو پہچانتا ہے، دیکھو ان کے کمرے میں کون نماز پڑھ رہا ہے؟

صبیح کہتا ہے کہ مامون رشید واپس چلے گئے اور میں امام رضا کے کمرے کے دروازے کے پاس پہنچا۔ امام علیہ السلام نے مجھے آواز دی میں جواب دیتا ہوا زمین پر گر گیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ خدا تجھے مورد بخشش قرار دے، یریدون ان یطفوا نور الله بافواههم والله متم نوره و لو کره الکافرون لوگ چاہتے ہیں اللہ کے نور کو بجھائیں اور اللہ اپنے نور کو کامل کرے گا اگرچہ کافر افراد کراہت کریں۔

صبیح عرض کرتا ہے کہ اس کے بعد میں مامون رشید کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے رخسار رات کی تاریکی کی مانند تاریک ہو رہے ہیں۔ مامون نے پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ میں نے کہا اللہ کی قسم

وہ وہی تھے۔اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے۔کوئی اور وہاں موجود نہ تھا۔میرا نام لے کر مجھے بلایا،فلاں، فلاں گفتگو کی۔

مامون نے جھوٹا سوگواری کا لباس اتار،لباس کے بٹن درست کیے خود کو تبدیل کیا۔مجھے فرمایا جو بھی اس بارے میں پوچھے کہنا کہ امام رضا پر غش عارض ہوگیا تھا۔اب حالت بہتر ہے۔

ہرثمہ ابن اعین کہتا ہے جب میں نے یہ سنا کہ امام رضا علیہ السلام سالم ہیں،اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت شکرادا کیا۔حضور پرنور امام رضا کے ہاں شرفیاب ہوا۔جب مجھے دیکھا تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اے ہرثمہ جو کچھ گزارش تجھے صبیح نے دی ہے یہ صرف اس لیے ہے کہ جو ہم سے محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور دل میں رکھتے ہیں ان سے امتحان لیا جائے۔اس خبر کو فعلاً کسی اور کو نہ بتانا۔میں نے کہا یا سیدی میں ایسا ہی کروں گا۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:۔اے ہرثمہ واللہ، جب تک میری کتاب اجل بھر نہ جائے کوئی بھی حیلہ و فریب مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

خلاصۃ الاخبار 394

عیون اخبار الرضا 215 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دروازہ الگ الگ قبر پاس پاس (133)

حمزہ بن جعفر ارجانی فرماتے ہیں:۔امام رضا علیہ السلام مکہ معظمہ تشریف لائے ہوئے تھے۔انہی دنوں ہارون رشید بھی مکہ معظمہ میں تھا۔ہر دو،مسجد الحرام میں موجود تھے،مگر امام رضا علیہ السلام اس سے بالکل متاثر نہ ہوئے۔ہارون رشید مسجد الحرام کے ایک دروازے سے باہر چلا گیا اور امام رضا علیہ السلام

دوسرے دروازے سے خارج ہوئے۔ ہارون رشید کے واسطے حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ کس قدر منزل دور ہے اور ملاقات اللہ سبحانہ سے طوس میں قریب ہے۔

اے طوس، اے طوس تو مجھے اور ہارون رشید کو عنقریب ایک ہی قطعہ زمین میں جمع کرے گا۔

عیون اخبار الرضا 218 جلد2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مایہ برکت میری وجہ سے ﴿134﴾

جعفر بن محمد نوفلی فرماتے ہیں:۔ پل اربق پر امام رضا علیہ السلام سے شرفیابی ہوئی۔ ادب واحترام سے سلام عرض کیا پھر استفسار کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے والد محترم حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام کا انتقال نہیں ہوا بلکہ وہ زندہ وسالم ہیں۔

آپ نے فرمایا:۔ خدا لعنت کرے وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اگر میرے والد محترم زندہ ہوتے تو پھر کیوں ہم ان کا ترکہ تقسیم کرتے نہ بلکہ خدا کی قسم انہوں نے اسی طرح موت کا ذائقہ چکھا ہے جیسے ہمارے جد حضرت علی علیہ السلام نے ذائقہ الموت!

میں نے عرض کیا۔ اب آپ کی جانب سے میرے واسطے کیا حکم ہے۔

آپ نے فرمایا:۔ میرے بعد میرے بیٹے محمد علیہ السلام کی ملازمت میں رہ کیونکہ عنقریب میں ایسی سرزمین کی طرف جارہا ہوں کہ وہاں ہرگز بازگشت نہیں۔ آپ نے یہ بھی اضافہ کیا کہ میری قبر کی وجہ سے طوس کی وہ زمین مایہ برکت قرار بنے گی جیسے کہ بغداد میں دو قبریں دو بزرگواروں کی وجہ سے مایہ برکت ہیں۔

میں نے عرض کیا:۔ یابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ایک قبر کو تو پہچانتا ہوں۔ دوسری قبر کس

کی ہوگی۔

آپ نے فرمایا بہت جلد دوسری قبر کی بھی خبر مل جائے گی۔ (یعنی حضرت محمد تقی علیہ السلام) پھر آپ نے فرمایا میری قبر اور ہارون رشید کی قبر ان دو انگلیوں کی طرح ہے جیسے کہ ساتھ ساتھ ہیں۔

عیون اخبار الرضا 218 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نڈھال اور امام رضاؑ کی تسلی ﴿135﴾

قنبر کی اولاد میں سے ایک شخص نے اور امام موسیٰ کاظم کے غلاموں سے ایک نے بتایا: کہ ہم امام رضا علیہ السلام کے ہمراہ خراسان کی جانب سفر میں تھے۔ ایک بیابان میں ہم پر پیاس نے شدید غلبہ حاصل کیا۔ حتیٰ ہمارے جانور اور سواریاں بھی نڈھال تھیں نزدیک تھا کہ ہم پر موت کا فرشتہ سلام کرے۔ یہ حالات دیکھ کر امام رضا علیہ السلام نے اس بیابان میں سے ایک جگہ کی توصیف کی کہ وہاں پر چشمہ آب ہے تاکہ تم سب وہاں سے سیراب ہو سکو۔ اور سکون حاصل کر سکو۔

حسب الامر ہم مذکورہ جگہ پہنچ گئے۔ سب کے سب وہاں سے سیراب ہوئے۔ حتیٰ جو قافلہ ہمارے ہمراہ تھا وہ بھی اس ٹھنڈے اور شریں پانی سے پیاس کی آگ بجھانے میں کامیاب ہوا۔ ہم سب پر سکون ہو گئے، اور امام رضا کی رہنمائی کا شکریہ ادا کیا۔ حرکت کے وقت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا، دیکھو چشمہ آب کہاں ہے۔ ہم نے اسی جگہ آنکھیں اٹھائیں مگر غرق حیرت رہ گئے کہ وہاں اب چشمہ نہ تھا بلکہ اونٹوں کے نشان تھے اور کوئی اور اثر نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب کہ ہم تشنگی سے اب کوسوں دور تھے۔ سبحان اللہ۔

عیون اخبار الرضا 218 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روضہ رسول ﷺ سے امام رضاؑ کا المناک وداع (136)

محول بجستانی فرماتے ہیں کہ مامون رشید کی جانب سے افراد آئے تاکہ امام رضا علیہ السلام کو خراسان کی جانب دعوت دی جائے (اجباراً) میں مدینہ منورہ میں تھا۔ امام رضا علیہ السلام، مسجد النبی میں مرقد منور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وداع کی خاطر داخل ہوئے۔ کئی مرتبہ الوداعی الفاظ کی خاطر مرقد مطہر کے پاس آئے، ہر بار بلند آواز سے گریہ کیا اور اظہار درد وغم کیا (کئی بار مڑ کر روضہ رسول کو دیکھا)۔

میں آپ کے حضور میں اس موقع پر شرفیاب ہوا تھا اور آپ کو اس سفر کی مبارکباد دی۔ آپ نے فرمایا۔ "مجھے مبارکباد نہ دو" آپ نے پھر فرمایا: "میں جس حال میں ہوں مجھے چھوڑ دو! گریہ کرتے ہوئے۔ میں اپنے جد اقدس کے مرقد سے جدا ہو رہا ہوں۔ یہ بڑی مصیبت ہے مجھے پردیسیوں جیسی موت آئے گی۔ مجھے ہارون رشید کی قبر کے پاس دفن کیا جائے گا۔

میں بھی اس سفر میں امام علیہ السلام کے ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ طوس میں شہید ہوئے اور ہارون رشید کے پاس ہی دفن کیے گئے۔

عیون اخبار الرضا 218 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معذرت (137)

ابن ابی کثیر فرماتے ہیں:۔ جب حضرت موسیٰ کاظم کی شہادت ہوگئی تو لوگ امام رضا علیہ السلام کی امامت کے بارے میں تردد میں تھے۔ اسی سال میں حج کے لیے شرفیاب ہوا۔ حضرت امام رضا علیہ السلام

بھی وہیں موجود تھے۔ جب آپ کے چہرہ مقدس پر نظر پڑی تو اپنے آپ سے کہا "ابشراء منا واحدا نتبعه (آیت مقدسہ) کیا ہم اس آدمی کی پیروی کریں جو ہم میں سے ہے (یعنی تردد میں تھا کہ آپ امام منصوص ہیں)

امام رضا علیہ السلام بجلی کی مانند میرے پاس پہنچے اور فرمایا ہاں خدا کی قسم میں ہی وہ شخص ہوں کہ تجھ پر واجب ہے کہ میری اطاعت کرے۔

میں حیرت زدہ رہ گیا کہ امام رضا یوں دلوں کے حالات سے باخبر ہیں اور یوں بجلی کی مانند پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ سے اور امام رضا علیہ السلام سے فاسد خیالات کی وجہ سے معذرت کا طلب گار ہوا۔ آپ کی ولایت کا اقرار کیا اور آپ نے کمال بلندی سے فرمایا:۔ ہم نے معاف کر دیا۔ "ہمارے اللہ تعالیٰ نے بھی معاف کر دیا"۔

عیون اخبار الرضا 219 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رونے کا دستور اب ہرگز نہ لوٹوں گا (138)

حسن بن علی وشا فرماتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھے بتایا:۔ جب انہوں نے ارادہ کر لیا کہ مجھے مدینہ سے لے کر جائیں گے۔ میں نے اپنے اہل وعیال اور قریبیوں کو جمع کیا اور انہیں دستور دیا کہ میرے واسطے آہ وزاری کریں تا کہ میں تمہاری درد بھری محبت آمیز آواز سن سکوں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر میں نے امام نے بارہ ہزار دینار ان میں تقسیم کیے اور کہا کہ اس دن کے بعد میں ہرگز اپنے خاندان میں نہ لوٹ سکوں گا۔ یہ سن کر رونے میں اور اضافہ ہوا۔

عیون اخبار الرضا 219 جلد 2

قرضے کا بوجھ (139)

ابو محمد غفاری فرماتے ہیں:۔قرضے کی سنگینی نے مجھے بہت ہی پریشان کر رکھا تھا۔اپنے آپ سے کہا:۔میرے مولا، آقا امام رضا علیہ السلام کے بغیر کوئی بھی میرا قرض ادا نہیں کر سکتا۔

یہ سوچ کر صبح ہی امام رضا علیہ السلام کے آستانہ مقدس پہنچا، ملاقات کی اجازت مل گئی جیسے ہی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔سلام کے بعد یہ کہ حاجت کو پیش کروں، آپ نے خود ہی فرمایا، اے ابا محمد، ہم تمہارے تصورات سے واقف ہیں، ہم پر ہے کہ تمہارا تمام قرضہ ادا کریں۔میرے تعجب کی اور خوشی کی انتہاء نہ تھی۔آغاز شب تک آپ کے حضور پر نور میں معنوی فیض سے تشنگی بھی بجھاتا رہا۔رات کا کھانا بھی حضور کے ساتھ تناول فرمایا:۔امام رضا علیہ السلام نے کھانے کے بعد فرمایا:۔اے ابا محمد آج رات یہیں رہو گے یا لوٹنا چاہتے ہو۔نہایت ہی ادب واحترام سے عرض کیا:۔یا سیدی ومولائی اگر حاجت پوری ہو جائے تو مناسب یہ ہے کہ میں لوٹ جاؤں۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے فرش کے نیچے سے ایک مٹھی بند پیسوں کی مجھے عطا فرمائی۔آپ سے اجازت لے کر جب میں نے چراغ کے نزدیک آ کر دیکھا تو وہ طلائی اور سرخ رنگ کے دینار تھے کہ جس سے میری آنکھیں خیرہ ہو رہی تھی۔پہلے دینار کو دیکھا تو اس پر لکھا تھا اے ابا محمد، یہ پچاس دینار ہیں، ان میں سے چھبیس دینار قرضہ ادا کرنے کے لیے اور چوبیس تیرے خاندان کے خرچہ کے لے ہیں۔

صبح اٹھ کر جب ان کو دوبارہ دیکھا تو وہ دینار نہ تھا جس پر تحریر نقش تھی۔تلاش بھی کیا مگر بے سود۔مگر جب گنا تو تعداد اتنی ہی تھی جتنی رات میں تھی۔یعنی پچاس دینار پورے تھے۔اللہ سبحانہ کا شکر ادا کیا اور امام کی عظمت کے گن گائے۔

عیون اخبار الرضا 219 جلد 2

ھو اللہ الرحمن الرحیم

بیٹا اور بیٹی کی اطلاع (140)

عمر بن بزیع فرماتے ہیں:۔ میری دو کنیزیں حاملہ ہوگئیں تھیں۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں نامہ تحریر کیا اور ان کے حاملہ ہونے کی اطلاع دی۔ ضمناً یہ بھی تحریراً درخواست کی کہ آپ اللہ تعالی سے میرے واسطے بیٹے طلب فرمائیں اور وہ میرے واسطے زندہ وسلامت رہیں۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے توقیع مرحمت فرمائی۔ تحریر تھا کہ ہم انشاءاللہ تیرے واسطے ایسا ہی کریں گے۔ اسی کے ضمن میں ایک اور تحریر تھی۔ مرقوم تھا،بسم اللہ الرحمن الرحیم عافانا اللہ وایاك باحسن عافیة فی الدنیا و الآخرة برحمته ترجمہ:۔ اللہ رحمن ورحیم کے نام سے، اللہ سبحانہ مجھے اور تجھے عافیت عطا کرے، بہت اچھی عافیت دنیا اور آخرت میں اپنی ہی رحمت سے۔ تمام امور اور مقدرات اللہ سبحانہ عزوجل کے ہاتھ میں ہیں۔ جیسے چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ تجھے دو اولاد دے گا۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی، پس پسر کا نام محمد اور دختر کا نام فاطمہ، اللہ سبحانہ کی برکت سے (یعنی ان ناموں سے برکت خدا ہے) زندگی اچھی گزرے گی۔ بزیع فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام نے جو فرمایا تھا وہی کچھ اللہ سبحانہ نے مجھے عطا کیا اور میں نے ان کا نام محمد اور فاطمہ ہی آپ کے فرمان کے مطابق رکھا اور میری زندگی میں مزید برکت پیدا ہوئی۔ عیون اخبار الرضا 220 جلد 2

ھو اللہ الرحمن الرحیم

حجت اللہ (141)

علی ابن فضال فرماتے ہیں مجھے عبداللہ ابن مغیرہ نے اپنے راہ حق پر آنے کا واقعہ سنایا۔ میں واقفیہ مذہب تھا اور اس حالت میں مکہ معظمہ میں حج بیت اللہ کے لیے مشرف ہوا۔ وہاں یہ خیال تازہ آیا اور

خود کو خانہ کعبہ کے اس حصہ کے ساتھ چمٹا یا جہاں سے عموم مروم حاجتیں طلب کرتے ہیں اور میں نے دعا مانگنا شروع کردی کہ "یا اللہ تو میرے خیالات سے واقف ہے، مجھے بہترین دین کی طرف رہنمائی فرما۔ اسی حالت میں میرے دل میں حضرت رضا علیہ السلام کی ملاقات کا جذبہ پیدا ہوا"

واپسی پر مدینہ المنورہ پہنچا اور امام رضا علیہ السلام کے آستانہ مقدس پر کھڑا ہوگیا وہاں پر غلام سے کہا کہ اپنے مولا سے عرض کریں، عراق کا ایک آدمی دروازے پر منتظر ہے اور اجازت ورود چاہتا ہے۔

اسی لمحہ آنحضرت کی پروقار صدا کانوں میں پہنچی۔ اے عبداللہ بن مغیرہ وارد ہو جائیں۔ حیرت زدہ جیسے ہی حضور اقدس میں شرفیاب ہوا۔ نہایت ہی محبت سے میری جانب نگاہ کی اور مجھے فرمایا، خداتعالی نے تیری دعا کو اجابت کیا اور تجھے اپنے دین کی طرف ہدایت کی ہے۔ یہ سن کر اللہ سبحانہ کے علاوہ کسی کو میری حاجت کا علم نہ تھا۔ حیرت و ششدر رہ گیا بے ساختہ زبان سے امام رضا علیہ السلام کے لیے ایمان و احترام کے جذبے سے نکلا، اشھدانک حجة الله و امين الله عليه خلقه میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ ہی اللہ سبحانہ کی حجت ہیں اور اللہ سبحانہ کے امین ہیں اس کی مخلوق پر۔

(اللہ سبحانہ سب کو آل محمد علیھم السلام کا حقیقی محب بنائے)۔

عیون اخبار الرضا 220 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بقایا؟ (142)

داؤد بن زرین فرماتے ہیں:۔ امام موسیٰ بن جعفر الکاظم علیھم السلام نے میرے پاس کچھ مال رکھا ہوا تھا۔ خلاصہ مجھ پر اس کی حفاظت لازم تھی۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کسی کو میرے پاس بھیجا کہ اتنی مقدار میں اس کو دے دیا جائے۔ بقایا آپ رکھو۔ میرے بعد جو بھی مال کی مقدار بتائے اور تجھ سے طلب کرے وہ ہی تیرا آقا اور امام ہے۔ کچھ عرصہ بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت کے بعد حضرت علی ابن موسیٰ الکاظم علیہما السلام نے کسی کو بھیجا کہ فلاں مبلغ ہمارا تیرے پاس ہے۔ اسے ہمارے پاس بھیج دو۔

میں اس سے مکمل سمجھ گیا کہ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام ہی میرے آقا و امام ہیں (اس طریقہ سے میں گمراہی سے محفوظ رہا)۔

عیون اخبار الرضا 221 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عباس اشعث ﴿143﴾

حسن بن وشاء فرماتے ہیں کہ مجھے سے عباس بن جعفر اشعث نے التماس کیا کہ امام رضا علیہ السلام سے عرض کریں کہ جو بھی امام رضا علیہ السلام کے حضور پر نور میں درخواست بھیجتا ہوں یا تحریر کرتا ہوں حضور پڑھنے کے بعد فوراً جلا دیا کریں۔ کہیں مخالفوں کے ہاتھ نہ لگ جائے کہ پریشانی ہو سکتی ہے۔

حسن بن وشاء فرماتے ہیں اس سے پہلے کہ میں عباس اشعث کے کلمات حضور علیہ السلام کی خدمت میں پہنچاتا۔ امام رضا علیہ السلام کا نامہ مجھے ملا۔ جب اس کو پڑھا تو تحریر تھا کہ اپنے دوست سے کہو کہ جو خیال تیرے دل میں آیا ہے۔ اسے ترک کر دے کیونکہ اس کے خط کو پڑھ کر میں فوراً ہی جلا دیا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہر چیز سے باخبر رکھا ہوا ہے۔

عیون اخبار الرضا/221 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زندگی کی بہاریں ﴿144﴾

محمد بن ابی نصر بزنطی فرماتے ہیں:۔ میرے دل میں تھا کہ جب بھی حضرت ابوالحسن کے حضور پر فیض میں حاضری دوں گا تو عرض کروں گا کہ مولا آپ نے ابھی تک زندگی کی کتنی بہاریں دیکھی ہیں۔

وہ دن بھی آیا جب آپ کی خدمت اقدس میں موجود تھا۔ حضرت رضا علیہ السلام نے نہایت ہی شفقت سے میری جانب دیکھا اور مجھے مورد توجہ قرار دیا اور فرمانے لگے:۔ تمہاری عمر کتنی ہے؟ میں نے عرض کیا مولا اس قدر ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اس ہنگام فرمایا:۔ میں تجھ سے بڑا ہوں کیونکہ بیالیس سال گزار چکا ہوں۔

میں نے تعجب وحیرت سے عرض کیا:۔ مولا آپ پر فدا ہو جاؤں۔ خدا کی قسم، ارادہ کیا ہوا تھا کہ آپ سے آپ کی عمر پوچھوں گا۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اس سے پہلے کہ تم استفسار کرو میں نے تجھے بتا دیا ہے۔ عیون اخبار الرضا 221 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبداللہ امام نہیں ﴿145﴾

زروان مدائنی فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں متردد تھا کہ یہ امام ہیں یا نہیں۔ اسی غرض کے لیے امام رضا علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں شرفیاب ہوا۔

اس سے پہلے کہ اپنی درخواست اس بارے میں پیش کروں، امام رضا علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے

سینہ پر رکھا اور فرمایا:۔اے محمد بن آدم، عبداللہ امام نہیں ہے۔

میں نہایت حیران ہوا کہ امام رضا علیہ السلام نے میرے سوال سے پہلے ہی جواب دے دیا کہ وہ امام نہیں ہے۔

(یہ ہے علم امامت سبحان اللہ)۔

عیون اخبار الرضا222 جلد2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خبر بارش ﴿146﴾

حسین بن موسیٰ فرماتے ہیں:۔امام رضا علیہ السلام کے ہمراہ ہم اپنی بعض املاک دیکھنے کی خاطر چل پڑے۔موسم نہایت صاف اور ہوا ملائم تھی۔بارش وغیرہ آنے کا احتمال تک نہ تھا۔مگر امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے برساتیاں لے لیں ہیں۔

ہم نے عرض کیا مولا جان، اس کی کوئی حاجت نہیں ہے کیونکہ موسم بالکل صاف ہے۔ہوا نہایت خوشگوار ہے ہمیں احتمال تک نہیں کہ بارش آنے لگ جائے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔لیکن میں نے تو برساتی ساتھ رکھ لی ہے۔عنقریب بارش آنے والی ہے۔ہم نے ان کلمات پر کوئی توجہ نہ دی۔تھوڑی ہی دیر بعد آسمان کو بادلوں نے سیاہ بنادیا اور بارش برسنا شروع ہوگئی ہم نے خود کو سرزنش کرنا شروع کردیا کیونکہ امام رضا علیہ السلام کے حکم پر عمل نہیں کیا۔

امام رضا علیہ السلام کے علاوہ ہم سب بارش سے بھیگ گئے۔

عیون اخبار الرضا222 جلد2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صالح بیٹا (147)

موسیٰ بن مہران فرماتے ہیں:۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھا اور درخواست کی کہ اللہ سبحانہ سے آپ میرے واسطے بیٹا طلب فرمائیں (اس کا ایک اور بھی بیٹا تھا جو مایہ ننگ و عار تھا اس لیے امام علیہ السلام سے یہ درخواست کی کہ وہ فرزند کا مطالبہ اللہ سبحانہ سے کریں مگر ضمناً اس کے خیالات میں تھا کہ یہ نیک اور صالح ہو) امام رضا علیہ السلام نے تحریراً جواب لکھا کہ اللہ سبحانہ تجھے صالح بیٹا عنایت فرمائے گا۔

اس کا غیر صالح بیٹا مر گیا اور اللہ سبحانہ نے اسے صالح بیٹا عطا فرمایا۔

عیون اخبار الرضا 223 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنڈل (148)

ابو علی حسن محمد راشد فرماتے ہیں:۔ میرے پاس کچھ وزنی بنڈل آئے، اس سے پہلے کہ ان کو کھولوں اور اس بنڈل میں خطوط کو زیر نظر کروں اور واپس بھیجوں، امام رضا علیہ السلام کی طرف سے ایک شخص پیغام لایا کہ ایک کاغذ کی کاپی (نوٹ بک) میرے پاس بھیجو۔ جب کہ میرے گھر میں کوئی کاپی موجود نہ تھی۔ اپنے آپ سے کہا کہ امام رضا علیہ السلام کے پیام پر عمل کیا جائے۔ علم ہونے کے باوجود کہ گھر میں کوئی دفتر نہیں ہے پھر بھی تلاش کرنے لگا۔ مگر کوئی بھی کاپی وغیرہ تلاش نہ کر سکا۔

پیام لانے والا واپس جانے کا ارادہ کرنے لگا، اس سے کہا کہ تھوڑا سا اور صبر کر لیں کیونکہ امام رضا علیہ السلام

وہ چیز طلب ہی نہیں کرتے جس کے بارے میں علم نہ ہو، مجھے بنڈلوں کے بارے میں قطعاً کوئی اطلاع نہ تھی کہ ان میں کاپی ہو سکتی ہے مگر پھر بھی اس امید میں کہ ان میں کاپی ہوگی۔ ان میں سے ایک بنڈل کھولا۔ تو ان میں ایک کاپی نظر آ ہی گئی (اس واقعہ سے امام رضا علیہ السلام کے بارے میں ایمان اور بھی مضبوط ہو گیا)

عیون اخبار الرضا 223 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتنہ ﴿149﴾

ابو محمد مصری فرماتے ہیں: میں بغداد میں تھا تجارت کے لیے مصر جانے کا پروگرام بنایا، امام رضا علیہ السلام کو نامہ تحریر کیا جس میں ضمناً مصر جانے کی اجازت بھی طلب کی۔

امام رضا علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا۔ ابھی تم سفر سے منحرف ہو جاؤ۔ اللہ سبحانہ اچھا ہی کریں گے۔ امام رضا علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق دو سال تک میں مصر نہ گیا۔

اس کے بعد آپؑ کی خدمت اقدس میں پھر نامہ تحریر کیا کہ کیا اب مصر جا سکتا ہوں؟

آپ نے تحریر نامے کا جواب رقم کیا کہ اب تم حتماً سفر کرو کہ یہ سفر موجب برکات و سعادت مندی ہے۔ کیونکہ شہر کے حالات لازمی تبدیل ہوں گے (میں اسوقت نہ سمجھ سکا)۔ سفر پر تجارت کی غرض سے روانہ ہو گیا۔ اور تمام اسباب وہاں اچھی منفعت کے ساتھ فروخت ہوا۔ ابھی میں مصر ہی میں تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ بغداد میں حرج مرج پیدا ہو چکا ہے امام رضا علیہ السلام کی پیش گوئی سے میں اس فتنہ سے محفوظ رہا۔

عیون اخبار الرضا جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتراف مامون رشید ﴿150﴾

عبداللہ بن محمد ہاشمی فرماتے ہیں کہ ایک دن مامون رشید کے پاس حاضر ہوا۔ مامون رشید نے مجھے دیکھ کر دربار کو برخاست کیا اور مجھے اپنے پاس بیٹھایا۔ تھوڑی سی دیر میں دستر خان بچھا دیا گیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد عطر طلب کیے اور خوشبو لگنے سے ماحول بھی خوشبودار ہو گیا۔

پھر اس نے پردے آویزاں کرنے کا حکم دیا اس کے بعد جو پردے پیچھے تھا حکم دیا کہ جو طوس میں دفن ہیں اس کے سوگ میں جو شعر ہیں ہمارے لیے پڑھو۔ ان میں سے ایک شعر یہ بھی پڑھا۔

سقیا بطوس و من اضحی بھا قطنا

من عترۃ المصطفی ابقی لنا حزنا

سرزمین طوس تو سیراب ہو اس سے جو خاندان المصطفیٰ سے ہے تجھ میں آرام کی نیند میں ہے اور ہمارے لیے اندوہ و حزن ہے۔

خلیفہ مامون رشید اس شعر سے رونے لگا۔ اور پھر مجھے مخاطب کیا کہ اے عبداللہ تیرا خاندان اور میرا خاندان میری سرزنش کرتا رہتا ہے کہ کیوں علی بن موسیٰ الرضا کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ خدا کی قسم کھا کر تجھے ایک حقیقت کی اطلاع دیتا ہوں کہ اس کے سننے سے تو غرق حیرت ہو جائے گا۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ ایک دن حضرت علی بن موسیٰ رضا کے حضور اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا آپؑ پر قربان ہو جاؤں، بے شک آپؑ کے آباؤاجداد موسیٰ بن جعفر و جعفر بن محمد، و محمد بن علی و علی بن الحسین، ان

سب کے پاس ماضی کا اور قیامت کے آنے تک کا علم ہے۔ آپ انہی کے وصی اور جانشین ہیں، وارث ہیں، آپ کے پاس ان کا علم ہے۔ میری ایک حاجت اور آرزو ہے اسے برآوردہ فرمائیں۔

حضرت علی بن موسیٰ الرضا نے فرمایا:۔ تیری حاجت کیا ہے؟

ان سے عرض کیا:۔ زاھریہ میری کنیز جس سے بہت ہی محبت وعشق ہے کہ کوئی اور کنیز حاصل نہ کرسکی۔ چند بار حاملہ ہوئی مگر ہر بار جنین سقط ہو جاتا ہے۔ اس بار پھر حاملہ ہے۔ آرزومند ہوں کہ آپ دستور فرمائیں تاکہ اس کا معالجہ کروں تاکہ اس کا حمل ساقط نہ ہو۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ تجھے اب خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، تیری کنیز بالکل صحیح وسالم ہے بچہ بھی صحیح وسالم پیدا ہوگا۔ وہ اپنی ماں سے مکمل شباہت رکھے گا۔ جس وقت متولد ہوگا۔ دائیں ہاتھ میں اور بائیں پاؤں میں ایک ایک انگلی زیادہ ہوگی جو دوسری انگلیوں کی ہی مانند ہوں گی۔ یہ سن کر اپنے آپ سے کہا۔

"اشھدان الله علی کل شئی قدیر"

جب زاھریہ نے وضع حمل کیا تو اس کے دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں دوسری انگلیوں کی مانند ایک ایک انگلی اضافہ تھی اور اس کی شباہت بھی مکمل زاھریہ کے جیسی تھی۔ جیسے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

پس اس وجہ سے کون میری مذمت وملامت کرسکتا ہے کہ کیوں ان کا انتصاب کیا اور مقام جانشینی عطا کیا۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔ ایسی اطلاعات حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آباؤ اور اپنے جد بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے وراثت کی وجہ سے حاصل کی ہیں اور رسول اللہ نے مراتب علمی جبرائیل علیہ السلام کے توسط سے حاصل کیے کیونکہ وہ ہنگام نزول، خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے بارے میں

گزارشات اور جو حوادث جوان کے زمانے میں رونما ہوئے تھے۔ آپ کے حضور اقدس میں پہنچائے۔
ولاقوۃ الا باللہ

عیون اخبار الرضا 225 جلد2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بقیۃ اللہ اور فرات کا پانی ﴿151﴾

جناب علی بن میثم فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم نے فرمایا کہ یہ تیری والدہ سے میں نے سنا ہے۔

حضرت نجمہ سلام اللہ علیہا امام رضا علیہ السلام کی والدہ گرامی فرماتی ہیں جب میں علی بیٹے سے حاملہ ہوئی تو ہرگز حمل کی سنگینی کو محسوس نہیں کیا۔ اور نیند کی حالت میں اپنے بطن سے تسبیح وتہلیل وتمجید کی آوازیں سنا کرتی تھی، مجھے خوف سا محسوس ہوتا تھا جب بیدار ہوتی تو کوئی بھی صدا نہ آتی۔ جب وضع حمل کیا تو بہت ہی خوبصورت بیٹا ہوا۔ زمین پر اس نے قرار حاصل کیا دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور اپنے لبوں کو حرکت دی جیسے کلام کر رہا ہو۔

اتنے میں ان کے والد گرامی حضرت موسیٰ بن جعفر سلام اللہ علیہما تشریف لائے اور فرمایا:۔ اے نجمہ تجھے مبارک ہو، تجھ پر تیرے پروردگار کی کرامت ہے۔

میں نے نوزائیدہ کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت کو دیا انہوں نے آغوش میں لے کر دائیں کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت پھر نہر فرات کے پانی سے حلق کو اس سے اٹھایا۔ میری طرف بچے کو لوٹاتے ہوئے فرمایا:۔ اپنے بیٹے کو آغوش میں لے لو۔

فانه بقية الله فی ارضه

بے شک یہ ہی بقیۃ اللہ اس کی زمین پر ہے۔

عیون اخبار الرضا 16 جلد 1

منتخب التواریخ 477

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا کا اثر (152)

ہارون رشید کی طرف سے اور اس کے نمک خواروں کی طرف سے امام رضا علیہ السلام کو قتل کرنے کی بہت کوششیں ہوئیں وہ درندے کی مانند امام رضا علیہ السلام کے قتل کرنے میں نقشوں میں مصروف تھا۔ چنانچہ ابوصلت ہروی فرماتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام اپنی منزل میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ہارون رشید کی جانب سے افراد آئے کہ ہارون رشید نے بلایا ہے۔ امام رضا علیہ السلام ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوئے اور فرمایا۔ اے اباصلت، مجھے کسی بہت ہی اہم اور ناگوار کام کے لیے بلایا جا رہا ہے۔ لیکن خدا کی قسم جو میرے جد بزرگوار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ہے اور میرے پاس ہے اس کے سبب مجھے چھوٹے سے چھوٹا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

ابوصلت فرماتے ہیں:۔ میں بھی امام رضا علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب ہم خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں پہنچے، صرف یہ کہ امام رضا علیہ السلام کی نظر ہارون رشید پر پڑی تو آہستہ سے مذکورہ دعا کو پڑھنا شروع کر دیا اس کے بعد ہارون رشید کے برابر تشریف لے گئے۔

ہارون رشید نے آپ کی جانب دکھا اور عرض کرنے لگا، اے ابوالحسن، میں نے حکم دیا ہے کہ ایک لاکھ درہم آپ کو دیے جائیں۔ آپ کے خاندان والوں کو جو بھی حاجت ہے وہ مجھے لکھ کر دیں تا کہ اسے بھی انجام دے سکوں۔

جب امام رضا علیہ السلام وہاں سے جانے لگے تو ہارون رشید نے آپ کے پشت سر دیکھا اور کہنے لگا، جو میں چاہتا تھا وہ خدا نہیں چاہتا تھا، وہ جو اللہ سبحانہ چاہتا ہے وہی خوب تر اور عمدہ ہے۔

شمس الھدی حضرت علی بن موسیٰ رضا 65

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باران رحمت کی امام رضا سے درخواست ﴿153﴾

امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب مامون نے میرے والد محترم حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کو اپنا ولی عہد بنایا تو باراں نہ آئی اور قحط کا ماحول پیدا ہونے لگا۔ مامون رشید کے حاشیہ نشین اور امام رضا علیہ السلام سے تعصب کرنے والوں نے اپنے منہ کھولے اور کہنا شروع کر دیا کہ جب سے علی بن موسیٰ الرضا ہمارے شہر میں آئے ہیں اور ولی عہدی کا مقام دیا ہے اللہ تعالی نے ہم سے بارش کو قطع کر دیا ہے۔

یہ اطلاع جب مامون تک پہنچی تو وہ غضب ناک ہوا اور امام رضا علیہ السلام سے عرض کرنے لگا، آپ مشاہدہ فرمائیں بارش نہیں آ رہی قحط کے آثار نے لوگوں کو تہدید کرنا شروع کر دیا ہے۔ آپ اللہ سبحانہ سے لوگوں کے لیے باران رحمت کے لیے استدعا کریں۔

امام رضا علیہ السلام نے یہ قبول کر لیا۔ مامون رشید نے عرض کیا آپ کب استسقاء کے لیے عرض کریں گے

یہ درخواست بروز جمعہ مبارک کو اس نے کی تھی۔

آپ نے فرمایا کہ سوموار کو فلاں میدان میں نماز استسقاء کے لیے آؤں گا کیونکہ میں نے اپنے جد محترم رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے سوموار کا انتظار کر، فلاں بیابان میں جاؤ اور خدا تعالی سے درخواست بارش کریں۔

کیونکہ اللہ سبحانہ تیری درخواست پر بارش بھیجے گا اور تیرے بارے میں اللہ سبحانہ نے ان لوگوں کو خبردار کرنا چاہتا ہے جو ابھی تک تیری عظمت سے بے خبر ہیں۔ جو تیری منزلت، اللہ سبحانہ کے نزدیک ہے اس سے آگاہ ہو جائیں گے اور اللہ تعالی کی حجت و دلیل کامل ہو جائے گی۔

سوموار کو امام رضا علیہ السلام اس بیابانی میدان میں نماز استسقاء کی خاطر تشریف لے آئے۔ لوگ بھی اس خبر سے اپنے گھروں سے آپ کے ہمراہ تھے۔

آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ لوگ کے سامنے آپ اللہ سبحانہ کی حمد وثناء میں مشغول ہوئے پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ آپ نے عرض کیا۔ اللّٰھم یارب انت عظمت حقنا اہل البیت فتوسلوا بنا کما امرت و املوا فضلک و رحمتک وتوقعوا احسانک و نعمتک فا سقھم سقیاً نافعاً عاماً غیر رایث ولا ضائر و لیکن ابتداء مطر ھم بعد انصرافھم من مشھدھم ھذا الی منازلھم و مقارھم۔

پروردگار، یارب تو نے ہم اہل بیت کو حق کے ساتھ عظمت دی اور وہ کچھ حق دیا ہے کہ لوگ ہم سے متوسل ہیں، جیسے کہ تو نے فرمایا، تیرے فضل، رحمت اور احسان کے ہمارے واسطے سے آرزو مند ہیں۔ اور انتظار کرتے ہیں تیری نعمت کا، پس ان کے لیے بارش برسا جو عام وخاص کے لیے نافع ہو، نہ نقصان والی ہو نہ

ضرروالی ہو، لیکن جب تک یہ اپنے منازل اور آرام گاہوں تک نہیں پہنچ جاتے لیکن یہاں سے بارش کے آثار دیکھنے کے بعد۔

پھر امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔اس کی قسم جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ تیز ہوائیں چلنے لگیں، آسمان پر بادل ہویدا ہوئے۔ بادلوں کی گرج و چمک نے لوگوں کو تہدید کرنا شروع کر دیا لوگوں میں واپس جانے کی جلدی شروع ہو گئی تاکہ بارش سے نہ بھیگ سکیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔یوں ہراساں نہ ہوں یہ بادل تمہارے لیے نہیں وہ تو فقط فلاں شہر کے لیے ہے۔یوں جلدی نہ کریں۔ بادل پھر چھٹ گئے اور وہاں سے گزر گئے پھر اور بادل آئے اسی گرج و چمک کے ساتھ پھر لوگوں میں ہلچل ہوئی۔ پھر آپؑ نے فرمایا:۔جلدی نہ کریں ہراساں نہ ہوں، یہ بھی تمہارے لیے نہیں ہیں بلکہ فلاں شہر کے لیے ہیں۔اسی طرح یہ بھی گزر گئے۔ یہاں تک کہ دس بار آسمان بادلوں سے سرمئی ہوا اور صاف ہوا، اور ہر بار امام رضا علیہ السلام نے لوگوں کو پرسکون رہنے کو فرمایا کہ یہ ابر تمہارے لیے نہیں بلکہ فلاں شہر کے لیے ہے۔

جب گیارہویں بار آسمان بادلوں کی گرج و چمک سے سرمئی بنا، تو آپؑ نے فرمایا:۔اے لوگو یہ بادل اللہ عزوجل نے تمہارے واسطے بھیجا ہے تاکہ تمہاری اس سرزمین کو سیراب کرے۔ اللہ سبحانہ نے جو تم پر تفضل اس کا شکریہ ادا کروں اور اب اپنے گھروں کی طرف جانے کے لیے قیام کرو جب تک اطمینان و آرام سے اپنے گھروں تک تم نہیں پہنچ جاتے۔ اس وقت تک باران رحمت نہیں برسے گا۔ پھر بارش برسنا شروع ہو جائے گی۔امام رضا علیہ السلام منبر سے اتر آئے اور لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف گامزن ہونا شروع ہو گئے۔ جب سب کے سب اپنے گھروں میں آرام کے ساتھ داخل ہو گئے تو آسمان سے باران رحمت کا

نازول شروع ہوگیا اور ہر تشنہ، سیراب ہواحتی برتن، حوض ھا، ندیاں اور گودیاں سب کی سب لبریز ہوگئیں۔
لیکن نقصان کسی کو نہ پہنچا۔ اور قحط سے نجات حاصل کی لوگوں نے کہا:۔ مبارک ہو رسول اللہ کے بیٹے کو کہ یہ کرامات اللہ سبحانہ کی ہیں یعنی یہ خصوصی کرامت ہے جو اللہ سبحانہ نے آپ کو دی ہے۔

عیون اخبار الرضا 165 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضا کے مقابلے میں حقیرو ناچیز (154)

عباسی خلیفہ مامون رشید کے اقرباء میں سے بعض مناسب وقت کے تلاش میں تھے تا کہ ولایت عہدی کے بارے میں گفتگو کی جائے مگر جب امام رضا علیہ السلام کو مامون رشید نے ولایت عہدی کا منصب سپرد کر دیا تو وہ امام رضا علیہ السلام کی وجہ سے حسد کی آگ میں جل رہے تھے اور جب موضوع نماز استقاء کا چرچا عام وخاص میں ہونے لگا تو یہ حسد کی آگ دو چند ہوگئی وہ مامون رشید کے پاس حاضر ہوئے، عرض کرنے لگے، اللہ تعالی سے ڈریں، بنو عباس کو آپ نے داغ لگا دیا، اس شرف عمیم کو اور فخر عظیم کو جو بنو عباس کے پاس ہے اور اولا دعلی (علیہ السلام) کو نہ دیں۔ ورنہ تیری اور بنو عباس کی ہلاکت یقینی ہے۔
آپ کے پاس جادوگر اور جادوگر کا یہ بیٹا گوشہ نشین تھا۔ مشہور کر دیا۔ پست تھا بلند کر دیا۔ لوگوں نے فراموش کیا ہوا تھا۔ آپ نے اس کا چرچا کروادیا۔ خورد وکلان سے ڈرتا تھا وہ منصب عطا فرمایا کہ اب ہر لحاظ سے مضبوط ہے۔

"یہ جو بارش برسی ہے اور آپ سب نے دیکھی ہے وہ میری دعا کا نتیجہ ہے"۔

آپ نے جو خلافت کو اس کے قبضہ میں دینے کا منصوبہ بنایا ہے میں پریشان نہیں ہوں بلکہ ڈرتا ہوں کہ کہیں

جلد ہی وہ وقت نہ آ جائے کہ تجھے زوال ملے اور وہ مملکت پر مسلط ہو کر آپ کو مکمل طور پر کنارے کر دے کیونکہ وہ ازالہ نعمت کے لیے اپنے جادو کو چلا رہا ہے۔

جیسا آپ نے انجام دیا ہے اور کام خراب کیا ہے اور ابھی تک کسی نے بھی نہیں کیا۔

مامون رشید نے یہ سب سن کر فرمایا:۔ کہ مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ صاحب مجھ سے پوشیدہ لوگوں کو اپنی امامت اور رہبری کے لیے اکٹھا کر رہا تھا جب کہ میرا منصوبہ یہ تھا کہ ان کو ولی عہد بنا کر ان کے ذریعہ سے اپنی خلافت کو مضبوط تر کروں گا تا کہ یہ لوگوں کو میری خلافت کے لیے ابھاریں اور میرے مقام کا اعتراف کرے تا کہ ان کے پیروکار اطمینان سے رہیں اور کسی چھوٹے یا بڑے کام میں رکاوٹ نہ بنیں۔ سایہ خلافت ہمارے ساتھ مخصوص ہے یعنی کسی حالت میں خلافت امام رضا کو نہ ملے گی۔ ضمناً مجھے خوف ہے اگر ہم ان کو آزاد رکھیں گے تو وہ ایسے رخنے پیدا کریں گے کہ ہم کسی بھی حالت میں ان کے آگے حد بندی نہ کر سکیں گے اور ہم مکمل طور پر بے اختیار ہو جائیں گے۔

درست ہے کہ میں نے علی بن موسیٰ (علیہما السلام) کو ولی عہد بنا کر اشتباہ کیا ہے اب جہاں تک امکان ہے ان کو محدود کرنے کے لیے عمل کریں اور وہ کام کریں جس سے وہ اپنے آپ کو تنہا سمجھے۔

مامون نے کہا کہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اب آہستہ آہستہ ان کو راستے سے دور کرنے کے لیے وسائل مہیا کریں، تا کہ عموم الناس پر ثابت کریں کہ یہ شخص لائق امامت و خلافت نہیں، پھر جس طرح چاہیں گے انجام دیں گے اور ان کے ہاتھوں کو ہر طرف سے محدود کر دیں گے۔

مامون رشید سے پھر انہوں نے کہا کہ :۔ ہمیں اجازت دیں تا کہ ایک محفل درست کی جائے اور اس میں مجادلہ وغیرہ ہوگا تا کہ علی بن موسیٰ الرضا (علیہما السلام) کے حامی حضرات مایوس ہو جائیں گے اور رضا (علیہ

السلام) کی قدر بھی کم ہو جائے گی۔

پھر اسی نے کہا:۔اگر آپ کا ڈر نہ ہوتا۔ کبھی کا اسے جھکا چکا ہوتا اور اس کی نا اہلی لوگوں کے لیے ثابت کر چکا ہوتا۔

مامون رشید نے کہا:۔ میں تیری ترکیب سے مکمل ہم آہنگ ہوں اور میری نظر میں اس سے بہتر کوئی اور ارادہ نہیں ہے۔

پھر اسی جماعت نے کہا:۔آپ فرمان مجلس دیں جس میں مملکت کے بزرگ افراد، فوج کے سپہ سالار و بہادر فوجی فقہاء کو ان کے نام سے دعوت دیں تا کہ ان کے سامنے ایسے اسباب مہیا کروں جو اس کی ناتوانائی اور بے اعتباری کا پتہ دیں اور ان کو ایسے مجبور کروں گا کہ جو کام انہوں نے آپ کے بارے میں اور مملکت کے بارے میں کیے ہیں حقیر بن کر رہ جائیں گے۔ بلکہ وہ آپ اور مملکت کے بارے میں خراب نظر آئیں گے۔

مامون رشید نے موقع کی مناسبت سے ایسی محفل کا انعقاد کیا، خود تخت خلافت پر متمکن ہوا اور حضرت امام رضا علیہ السلام کو ان کی مخصوص جگہ پر بیٹھنے کو کہا، جب سب اپنی اپنی جگہ پر سکون سے بیٹھ گئے۔

تو محفل کے سکون کو اسی حاجب نے توڑا جس نے اسی محفل کا مشورہ دیا تھا۔ امام رضا علیہ السلام کی طرف مخاطب ہوا۔ لوگ آپ کے بارے میں حکایات کر رہے ہیں اور آپ کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ میرے خیال میں اگر آپ نے لوگوں کی باتوں کو سنا ہوگا اور وہ تمام عقائد جو آپ کے بارے میں پھیلا رہے ہیں اس سے آپ نفرت کریں گے۔

رہا بارش آنے کا تو یہ اپنے وقت پر آئی ہے آپ نے جو دعویٰ کیا ہے کہ میری دعا سے یہ بارش برسی ہے اور اپنا معجزہ بتایا ہے۔ پس یہ تمام وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جو بے خبر ہیں یعنی جاہل ہیں کہ آپ جیسا کوئی بھی موجود نہیں

ہے۔
جب کہ خلیفہ مامون رشید جب تمام لوگوں کے میزان میں آئیں تو یہ سب سے زیادہ برتر ہیں۔کوئی بھی ان کی عظمت تک نہیں پہنچ سکتا۔اور آپ کو اسی ولی عہدی کے مقام پر یہ لانے والے ہیں اور یہ مقام جو آپ کے لیے مخصوص ہوا ان کی وجہ سے پس ان پر لازم ہے کہ جھوٹوں کو خاموش کروائیں۔اور ان کا حق ہے کہ کسی کو اجازت نہ دیں کہ آپ کے بارے میں اس طرح کی نسبت دیں۔
امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔میں لوگوں کو اللہ سبحانہ نے جو ان کو نعمتیں دی ہیں روک نہیں سکتا۔
ہمیں جو اللہ سبحانہ نے فضیلت دی ہے اور اس کے اظہار کرنے میں خودنمائی ہے اور نہ ہی کوئی غرض ومطلب ہے۔
تم نے جو کہا ہے کہ مامون نے مجھے یہ مقام دیا ہے یہ کوئی مقام وفضیلت نہیں ہے بلکہ اس عہدہ میں وہی بات ہے جو یوسف صدیق کے عہدہ میں تھی۔جو عزیز مصر کی طرف سے عطاء ہوئی۔پس ہمارا حال تجھے مکمل معلوم وروشن ہو گیا۔
پس اس گفتگو سے حاجب تلملا گیا۔بے ادبی سے بولنے لگا۔یا بن موسیٰ کاظم (علیہما السلام) تو اپنی حد سے بڑھ رہا ہے۔بارش نے اپنے ہی وقت پر آنا تھا نہ پہلے آسکتی تھی اور نہ ہی بعد میں آسکتی تھی اور تو اس کو اپنا معجزہ بتا رہا ہے۔اور اپنے آپ کو بلند کہہ رہے ہو اور خیال کرتے ہو کہ معجزہ خلیل ابراھیم (علیہ السلام) کو وجود میں لے آتے ہو۔کہ پرندوں کے سر کو اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور کو بیدہ ہوئے گوشت کو جو پہاڑوں پر متفرق تھا جلدی سے بلانے پر آگئے اور اذن خدا سے اپنے اپنے سروں سے مل گئے۔اگر تو سچا ہے تو ان دو کو میرے کہنے سے زندہ کرو اور مجھ پر مسلط کردے۔تا کہ بارش کے بارے میں علم ہو جائے کہ وہ اپنی عادت

کے مطابق نہیں آئی بلکہ اس کا آنا تیرے حق میں ثابت ہو جائے کہ آپ کی دعا سے بارش بری ہے نہ کہ کسی اور کی دعا سے جیسا کہ دعویٰ کیا جا رہا ہے۔

حاجب کا اشارہ ان دو تصاویر کی طرف تھا جو مامون رشید کے تخت کے پاس ہی آویزاں تھیں اور ان پر شیر کی صورت بنی ہوئی تھی (حاجب) کا مقصد یہ تھا کہ امام رضا یہ کام نہ کر سکیں گے اور خود ہی اپنی منزلت سے دوسروں کے سامنے آشکار ہو جائیں گے۔

امام رضا علیہ السلام جو نہایت ہی تحمل سے سب کے سامنے یہ سب سن رہے تھے۔ غضبناک ہو گئے۔

وصاح بالصورتین دو نکما الفاجر فافترساه ولا تبقیاله عیناً ولا اثراً یعنی

آپ نے ان دو تصاویر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس مرد کا کام تمام کرو، چیر پھاڑ کر دو نہ اس کا جسم باقی رہے اور نہ ہی خون کا اثر رہے۔

اتنا فرمانے سے وہ اصل شیروں میں تبدیل ہو گئے۔ غراتے ہوا اس بے ادب حاجب کا کام تمام کیا۔ گوشت اس کا کھا گئے اور ہڈیوں کو توڑ دیا۔ حتیٰ گرے ہوئے خون تک کو چاٹ لیا کہ کوئی اثر تک باقی نہ رہا۔ دوسرے حاضرین حیرت کے ساتھ دیکھتے رہے اور لرزتے رہے۔ اس ماحول میں دونوں شیروں نے امام رضا علیہ السلام کی طرف منہ کر کے خطاب کیا۔ یا ولی اللہ فی ارضہ ماذا تامرنا نفعل بھذا؟ زمین میں اے اللہ سبحانہ کے ولی اب ہمیں کیا حکم ہے۔ اس کے بارے میں کیا یہی کریں یعنی مامون رشید کو بھی چبا جائیں اور اس کو بھی اس کے مشاور سے ملا دیں۔

مامون رشید یہ سن کر غش کھا گیا۔

امام رضا علیہ السلام نے ان دونوں شیروں کو حکم دیا کہ ابھی کچھ انتظار کریں۔

مامون رشید کے بارے میں آپ نے حکم دیا کہ گلاب کا پانی چھڑکیں۔ مامون رشید اپنی حالت میں لوٹ آیا مگر سہا ہوا۔ پھر ان شیروں نے امام علیہ السلام سے اجازت مانگی کہ اس کو بھی اس کے دوست کے ساتھ ملا دیں؟۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ نہ، بلکہ اللہ سبحانہ چاہتا ہے کہ ابھی اس نے نہایت ہی گھناؤنا کام انجام دینا ہے اور اس کا ابھی وقت نہیں آیا۔ شیروں نے پھر سوال کیا، پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے ہی مقام پر لوٹ جاؤ، وہ پلٹے اور دوبارہ پردے کی زینت بن گئے۔

مامون رشید نے آرام کا سانس لیا، اور کہنے لگا کہ خدا کا شکر کہ حمید بن مہران کو ان دو شیروں کے واسطے سے ہم سے دور کیا۔

پھر امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کرنے لگا۔ یا بن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) یہ مسند خلافت پہلے آپ کے جد محترم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے مخصوص تھی۔ آنخضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بعد آپؑ سے مخصوص ہے۔ اگر آپ اجازت دیں، میں خلافت سے معزول ہونے کا اعلان کرتا ہوں اور جامہ خلافت کو آپ کے اندام مقدس کے حوالے کرتا ہوں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا، اگر خلافت کی آروز رکھتا تو تجھ سے نہ مناظرے کرتا اور نہ ہی سوال کرتا، کیونکہ اللہ سبحانہ جل شانہ نے جیسے کہ مشاہدہ کیا ہے تمام مخلوق پر ہمیں برتری دی ہے وہ ہمارے تابع فرمان ہیں۔ جو کہیں وہ انجام دینے لگ جاتے ہیں لیکن جہال بنی آدم، کہ جو غفلت اور غرور میں ہیں کہ ہمارے مقام کو نہیں سمجھتے۔ وہ ہر روحانی فیض سے دُور ہیں اور نقصان میں ہیں اور اللہ سبحانہ کے لیے ان کے بارے میں حکم وتدبیر ہے۔

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تجھ پر کوئی اعتراض نہ کروں۔ اور اس کا اظہار کروں جو تو اظہار کرتا ہے عمل میں سے۔ میں تیرے ہاتھ میں ہوں۔ بے فکر رہ میں وہی رفتار کروں گا جو یوسف صدیق نے فرعون مصر کے تحت نظر رفتار کی ہے۔

کہتے ہیں، مامون رشید اس واقعہ کے بعد، خود کو امام رضا علیہ السلام کے مقابل، حقیر و ناچیز دیکھتا تھا اس وقت تک کہ جب تک اس نے اپنے بد ارادہ پر عمل نہیں کیا۔

(اور آپ کو شہید نہیں کر دیا)۔

عیون اخبار الرضا 168 جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعمیر گنبد ﴿155﴾

سلطان سنجر کا ایک بیٹا کافی عرصہ سے مریض تھا۔ معالجہ اور آب و ہوا کی تبدیلی کی خاطر شہر طوس کے سفر پر روانہ ہوا۔ ایک دن اس کی نظر طوس کے اطراف میں ایک ہرن پر پڑی۔ اس کا تعاقب کیا تو یہ ہرن روضہ مقدس میں داخل ہوا۔ اور اس مکان شریف میں پناہ حاصل کی۔ اس شہزادہ نے جو کچھ کرتا تھا کہ کر لیا مگر اس کا گھوڑا اس مقدس مکان میں داخل نہ ہوا۔ اس نے سوال کیا کہ یہ کونسا مقام ہے اور یہاں کون ہے جب علم ہوا کہ رسول اللہ کہ آٹھویں جانشین حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کا روضہ مبارک ہے پھر اس نے اپنے مرض کی شفاء کے لیے اس حجت خدا سے متوسل ہوا اور چند لمحات میں اسے شفاء کامل نصیب ہو گئی۔

اس نے اپنے والد محترم سلطان سنجر سے اپنی شفایابی کی داستان نقل کی اور سلطان سنجر نے شکرانے کے طور پر

امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس پر گنبد تعمیر کروادیا۔ یا اس کے عہد میں تعمیر اور اس نے پکھ اور اور اس کی مضبوطی کی خاطر تعمیر کروادیا۔

منتخب التواریخ 648ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضاؑ سے بینائی مل گئی ﴿156﴾

سید شمس الدین کتاب حبل المتین میں نقل کرتے ہیں:۔ کربلائی مومن فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت کی خاطر ایک سفر میں، ایک اندھے زائر سے دوستی ہوگئی۔ سفر کے دوران ہر رات کا کھانا میرے ذمہ ہوتا۔

بالآخر ہم چند دن کی مسافت کے بعد مشہد مقدس پہنچ گئے ایک مسافر خانے میں جگہ بھی مل گئی۔ زیارت امام رضا علیہ السلام کرنے کے بعد واپس مسافر خانے آ گیا مگر میرا نابینا ساتھی نہ آیا۔ اس نے رات وہاں ہی گزاری۔

صبح کے نزدیک میں نے خواب دیکھا۔ جیسے میں صحن مطہر میں ہوں۔ جو ضریح مقدس کے مقابل محرابی پنجرہ ہے۔ وہاں ایک بزرگوار نہایت ہی وقار سے تشریف فرما رہے ہیں اور ان کے مقابل دو شخص کھڑے ہوئے ہیں۔

اچانک حرم مطہر کے درمیان سے صدا بلند ہوئی جیسے ایک شخص پکار رہا ہو۔ یا مولا مجھے شفاء دے دیں یا سیدی مجھے شفاء دیں۔

پس اس بیٹھے ہوئے پروقار شخص نے کھڑے ہوئے ایک شخص کو فرمایا۔ اس پانی سے چند قطرے اس کی

آنکھوں میں ڈال دو۔

یہ منظر دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی۔ ضروری حاجات سے فارغ ہو کر، حرم مقدس جانے کے لیے غسل کیا اور حرم مقدس پہنچ گیا۔

یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ میرا وہی نابینا ساتھی اب بینا بنا ہوا ہے۔ حیرت سے پوچھا کیسے شفایاب ہوئے؟ اس نے کہا:۔ زیارت کی اور امام رضا علیہ السلام کے سر مبارک کی جانب سے التماس اور التجاء کرنا شروع کر دیا۔ میں بلکل نہ سمجھ سکا کیونکہ چند قطرے پانی کے میری آنکھوں میں ڈالے گئے اور پھر دیکھنے لگ گیا جب وقت پوچھا تو اس نے وہی وقت بتایا جب میں خواب میں دیکھ رہا تھا۔

منتخب التواریخ 658 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلہء ﴿157﴾

علی بن احمد بن وشا فرماتے ہیں:۔ میں جب کوفہ سے خراسان جانے لگا تو میری بیٹی نے مجھ ایک حلہ دیا کہ اس کو بیچ کر میرے لیے فیروزہ خریدنا۔

میں نے اسے اپنے سامان میں رکھ لیا اور خراسان کی راہ لی۔ جب میں مرو پہنچا، آرام کر کے جو کچھ فراغت نصیب ہوئی تو امام رضا علیہ السلام کے غلاموں سے کچھ غلام آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حلہ چاہیے تا کہ بعض؟ غلاموں کے لیے کفن بنایا جائے۔

میں نے جواب دیا کہ میرے پاس حلہ نہیں ہے وہ سب واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے مولا امام علی رضا علیہ السلام نے تجھے سلام بھیجا ہے اور فرماتے

ہیں۔ تیرے فلاں سامان میں حلہ موجود ہے جو تیری بیٹی نے چلتے وقت تجھے دیا تھا کہ اسے فروخت کر کے میرے واسطے فیروزہ خرید لانا، اور یہ اس حلہ کی قیمت بھی بھیجی ہے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ آپ کو کیسے علم ہوا۔ میں نے اسباب کھولا اور حلہ ان کے حوالے کر دیا۔

ان کے جانے کے بعد چند مسائل لکھے تا کہ امام رضا علیہ السلام سے ان کے جوابات حاصل کیے جائیں۔

صبح امام رضا علیہ السلام کے آستانہ مقدس پہنچا، جمعیت بہت زیادہ تھی اور امام رضا علیہ السلام تک پہنچنا آسان نہ تھا۔ ابھی دروازے پر کھڑا اسی فکر میں گم تھا کہ اچانک کسی نے مجھے میرے نام سے پکارا۔ اے علی بن محمد، ہمارے آقا نے تیرے مسائل کے یہ جواب بھیجے ہیں۔ غرق حیرت میں ان جوابوں کو دیکھا اور پڑھا تو وہ عین انہی سوالوں کے جواب تھے جو میرے پاس تھے۔

خلاصۃ الاخبار 386

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فریادی ﴿158﴾

جناب سلیمان جعفری فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام کے ساتھ ایک باغ میں تھا اور آنحضرت سے گفتگو میں مصروف تھا کہ اچانک ایک پیاری سی چڑیا۔ ہمارے سامنے آئی۔ اضطراب و فریاد کے انداز میں پر ہلا رہی تھی اور چہچہا رہی تھی

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے سلیمان کیا جانتے ہو کہ یہ پرندہ کیوں مضطرب ہے اور کیا کہہ رہا ہے۔

میں نے عرض کیا:۔ اللہ سبحانہ اور اس کا رسولؐ و آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔

آپ نے فرمایا:۔سنو، ایک بڑا سا سانپ اس کے چوزوں کو کھانا چاہتا ہے اور یہ کہہ رہی ہے کہ میں ضعیف اور ناتواں ہوں میری مدد فرمائیں میں اسے دفع نہیں کر سکتی۔

اے سلیمان، یہ چھڑی لو اور اس کے گھونسلے کو اور چوزوں کو اس سانپ سے خلاص کراؤ۔

میں نے اطاعت کی اس چھڑی سے اس کے گھونسلے تک پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سیاہ سانپ، اس چڑیا کے بچوں کی جانب حرکت کر رہا ہے۔ میں نے وہ چھڑی اس سانپ کو رسید کی اور وہ اس ضرب سے فرار ہو گیا اور یوں امام کے حکم سے اس گنجشک کے بچوں کی جان بچی۔

خلاصۃ الاخبار 388 ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درندے ﴿159﴾

روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام اپنے مخصوص بلند مقام پر مامون رشید کے نزدیک تشریف فرما تھے:۔وہاں پر ایک زن نے دعویٰ کیا کہ وہ زینب بنت علی علیہ السلام ہے اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام نے مجھے دعا دی ہے کہ میں قیامت کے دن تک زندہ رہوں گی۔

پس یہ دعویٰ سن کر مامون رشید نے کہا کہ:۔یا اباالحسن پھر تو یہ تیری عزیزہ لگی، اس کا احترام کرو اور سلام کہو۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔خدا کی قسم، یہ میری عزیز نہیں ہے اور اولاد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے بھی نہیں ہے۔

مامون رشید نے فرمایا:۔آپ کے قول میں کیا صداقت ہے۔

آپ نے فرمایا، ہم اہل بیت علیہم السلام، میں سے ہیں اور ہمارا گوشت درندگان پر حرام ہے یعنی ہمیں وہ

ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ اگر یہ عورت سچ کہہ رہی ہے تو پھر درندے اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اس کذابہ نے کہا کہ پہلے خود امام رضا علیہ السلام کو درندوں کے آگے کریں تاکہ حقیقت حال کا علم ہو جائے۔ مامون رشید جو دل سے امام رضا علیہ السلام کا دشمن تھا۔ اس جھوٹی عورت کی بات کو بہت سراہا کہ تم نے انصاف کی بات کی ہے۔ خلاصہ امام رضا علیہ السلام کو سب کے سامنے درندوں یعنی شیروں کے جنگلے میں جانا پڑا۔ مگر جیسے ہی شیروں نے امام رضا علیہ السلام کو دیکھا تو خوشی ومحبت سے پالتوں جانوروں کی طرح دم ہلانے لگے، آپؑ کے سامنے سر جھکانے لگ گئے۔ امام رضا کے چاروں طرف وہ تمام شیر آ گئے اور عقیدت واحترام کرنے لگے۔ امام علیہ السلام نے ان کے حلقے میں دو رکعت نماز ادا کی پھر آپؑ وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔ یہ منظر سب دیکھ کر حیران ہوئے۔

اب خلیفہ مامون رشید نے زینب کذابہ سے کہا کہ مگر وہ منت وسماجت کرنے لگی اور جانے سے انکار کرنے لگی، مامون نے زبردستی اسے شیروں کے درمیان ڈال دیا۔ تمام شیروں نے فوراً حملہ کر دیا اور اس کو تکا بوٹی کر دیا اور مامون رشید امام رضا علیہ السلام سے اور حسد کرنے لگا۔ (ایسی ہی روایت حضرت امام نقیؑ سے بھی مربوط ہے ممکن ہے وہ کوئی اور زینب ہو)

خلاصۃ الاخبار 396

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حق دیکھنے کے بعد انکار؟ (160)

داؤد بن محمد نہدی فرماتے ہیں:۔ ابی سعید مکاری کا بیٹا امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں امام رضا علیہ السلام کی امامت کے منکر ہونے کی حیثیت میں حاضر ہوا اور آپؑ سے سوال کیا کہ اللہ سبحانہ نے آپؑ

کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں آپ کے والد محترم تھے؟ امام رضا علیہ السلام نے جواب دیا:۔ تجھے کیا ہوا، اللہ سبحانہ تیرے نور کو خاموش کرے اور وہ تیرے گھر میں فقیری ڈالے (اس نے امام رضا علیہ السلام کو اس قدر پریشان کیا ہوگا کہ امام علیہ السلام یہ کہنے پر راضی ہوئے) کیا تو نہیں جانتا اللہ عزوجل نے عمران کو وحی کی کہ وہ تجھے بیٹا عطا فرمائے گا لیکن اس کے گھر میں مریم سلام اللہ علیہا پیدا ہوئی پھر اس نے مریم کو عیسیٰ عطا فرمایا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریمؑ سے ہیں پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام ایک ہیں، میں اپنے والد سے ہوں اور میرے والد مجھ سے ہیں پس ہم بھی دونوں ایک ہی ہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو رہا پھر اس نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا:۔ کہ ایک آدمی نے مرنے سے پہلے کہا کہ اللہ سبحانہ کی راہ میں جو بھی قدیم غلام یا کنیز ہو آزاد کر دوں گا؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے میرے جواب کو تسلیم نہیں کرنا، کیونکہ تو میرے ماننے والوں میں نہیں ہے مگر پھر بھی تجھے اس کا جواب دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:۔ حتیٰ عاد کالعرجون القدیم جو بھی غلام یا کنیز چھ ماہ سے اوپر ہے وہ قدیمی کہلائیں گے اور آزاد ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر وہ چلا گیا فقیری اس کے گھر میں داخل ہوگئی جب تک زندہ رہا اسی حالت میں رہا حتیٰ رات کا بھی اس کے پاس کھانے کا اسباب نہ تھا۔

(اس کے باوجود توبہ نہیں کی اور امامؑ پر ایمان نہ لایا)

(بحار الانوار 81 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہماری طینت سے تم ہو (161)

سلیمان بن جعفر جعفری فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک دن حاضر ہوا اس وقت آپ کے سامنے رکھی ہوئی برنی کھجوریں تھیں اور آپؑ نہایت چاہت سے ان کو کھا رہے تھے، مجھے دیکھ کر آپؑ نے مجھے بھی کھانے کو دعوت دی۔ میں آپؑ کے قریب نہایت ادب سے بیٹھا اور کھانے میں مصروف ہو گیا۔ اس دوران، میں نے آپؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں، میں نے محسوس کیا ہے کہ آپؑ ان کھجوروں کو بہت چاہت سے کھا رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا:۔ بالکل، مجھے کھجوریں بہت پسند ہیں۔ میں نے عرض کیا اس پسند کی علت کیا ہے!

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ کیونکہ رسول اللہ کھجوروں کو بہت پسند کرتے تھے۔ امیر المومنین بھی بہت پسند کرتے تھے۔ حضرت حسن پسند کرتے تھے حضرت حسین کھجوروں کو پسند کرتے تھے حضرت زین العابدین پسند کرتے تھے حضرت باقر، حضرت صادق بھی پسند کرتے تھے میرے والد حضرت کاظم پسند کرتے تھے پس میں بھی کھجوروں کو پسند کرتا ہوں ہمارے شیعہ بھی کھجوروں کو پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہماری طینت سے خلق کیے گئے ہیں۔ لیکن ہمارے دشمن شراب کو پسند کرتے ہیں کیونکہ ان کو شعلہ آتش سے خلق کیا گیا ہے۔

(یاالٰہی آل محمد علیہم السلام کے ہی محبوں میں رکھ)

بحار الانوار 102 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبادت اور شریک ﴿162﴾

حسن وشا فرماتے ہیں:۔ایک دن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس ہنگام آپؑ کے سامنے آفتابہ تھا اور وضو کرنے کے لیے آمادہ تھے۔عقیدت سے سلام کرنے کے بعد آگے بڑھا تاکہ وضو کی خاطر آپؑ کے لیے پانی ڈالوں۔آپؑ نے اس سے منع فرمایا کہ "حسن نہ کرو" میں نے عرض کیا میرے مولا کیوں خدمت کرنے سے منع کرتے ہیں۔آپؑ کیوں ثواب سے روک رہے ہیں۔امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔تیری نیت سے ثواب تجھے مل چکا ہے اگر پانی ڈالنے کی اجازت دوں تو یہ جائز نہیں۔میں نے عرض کیا میرے سردار کیوں جائز نہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں سنا" فمن كان يرجولقاء ربه فليعمل عملاً صالحاً و لا يشرك بعبادة ربه احداً میں چاہتا ہوں اس وقت نماز کے لیے وضو کروں کہ یہ خود ایک عبادت ہے، پس میں نہیں چاہتا کہ کسی کو اس کی عبادت میں شریک کروں۔

بحارالانوار 104 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچے جانشین ﴿163﴾

بزنطی فرماتے ہیں:۔ایک آدمی ماوراء نہر بلخ سے امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اگر آپ نے میرے سوال کا جواب ویسے دیا جیسے میرے ذہن میں ہے تو میں آپؑ کی امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ جو چاہتا ہے سوال کر۔

اس نے عرض کیا:۔ آپ اپنے رب کے بارے میں بتائیں کہ اللہ تعالی کب سے ہے؟ کیسے ہے؟ کس چیز پر وہ اعتماد رکھتا ہے؟۔

امام رضا علیہ السلام نے جواب دیا:۔ اللہ سبحانہ نے جا اور مکان کو پیدا فرمایا مگر یہ کہ وہ محتاج جگہ اور مکان کا نہیں ہے اس نے حالات اور کیفیات کو تو خلق کر دیا مگر خود وہ ان سے مبرا ہے اس کا اعتماد فقط اپنی ہی قدرت پر ہے۔

وہ آدمی اپنی جگہ سے بلند ہوا اور امام رضا علیہ السلام کے سر اقدس کے بوسے لینے لگا اور اس نے پھر یہ کہا:

اشهد ان لا اله الا الله وان محمد أرسول الله و ان علياً وصى رسول الله صلى الله عليه وآله علی ہی رسول اللہؐ کے جانشین ہیں رسول اللہؐ نے جو کچھ یادگار چھوڑا ہے وہ اس کے نگہبان ہیں اور اے امام رضا آپ ہی سب (آل محمدؐ) ہیں اور آپ ہی ان اماموں (سات) کے بعد جانشین ہیں (مراد حضرت علی سے لے کر موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہم اجمعین تک)

بحار الانوار 104 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امامؑ کا بے موسمی گنے اور جڑی کا طلب کرنا (164)

ابو ہاشم جعفری فرماتے ہیں:۔ ہمیں اطلاع ملی کہ مامون رشید امام رضا علیہ السلام کو مدینہ سے رجاؤ بن ضحاک کی رہنمائی میں بلوا رہے ہیں۔ کوفہ کے اہالی اس امید میں آپ کا انتظار کرنے لگے کہ امام ادھر سے گزریں گے میں وہاں کے مشرقی محلے آبیدج میں تھا مگر اطلاع ملی کہ امام کو تو مرو کی جانب لے جایا

جار ہا ہے۔ پس میں نے فوراً اپنے آپ کو اھواز پہنچا دیا۔ وہاں امام علیہ السلام پہنچ چکے تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عقیدت ومحبت سے سلام عرض کیا۔ اپنا تعارف امام علیہ السلام کو کرادیا پہلی بار میں اپنے امام کو دیکھ رہا تھا مگر امام علیہ السلام مریض تھے۔ ہوا بھی گرم تھی۔

امام رضا علیہ السلام نے اس ہنگام مجھے فرمایا:۔ میرے واسطے کسی طبیب کا انتظام کرو۔

میں نے اس جگہ طبیب کا پتہ کیا اور اسے امام علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔

حکیم نے آپ کا معائنہ کیا اس سے پہلے کہ حکیم کچھ کہے امام علیہ السلام نے طبیب سے فرمایا فلاں جڑی کا انتظام کریں۔

طبیب نے یہ سن کر حیرت سے کہا میں نے ابھی تک روی زمین پر کسی کو نہیں دیکھا کہ اس جڑی کا نام لے، آپ نے اس کا نام اور فائدہ کہاں سے معلوم کیا ہے۔ یہ اس وقت یا اس زمانے میں مل بھی نہیں سکتی کیونکہ یہ گزرے ہوئے زمانے کی جڑی بوٹیوں میں سے ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اس کی گفتگو کے بعد ساتھ ہی فرمایا کہ میرے واسطے تھوڑے سے گنے بھی لائیں۔

طبیب نے کہا:۔ یہ تو پہلے سے بھی مشکل تر ہے کیونکہ یہ گنوں کا موسم نہیں ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ یہ دونوں اسی سرزمین میں ابھی وجود رکھتے ہیں۔ اس شخص کو میری طرف اشارہ فرمایا اپنے ساتھ لے جائیں تو ایک چکی نظر آئے گی، تو اس کی طرف چلے جائیں تو وہاں ایک پکے رنگ کا آدمی نظر آئے گا بس اس سے پوچھ لینا کہ گنے کہاں ہیں اور فلاں جڑی کہاں ہے" راوی اس جڑی کا نام بھول گیا" پس اس نے مجھے چلنے کو کہا جب ہم چکی کے پاس پہنچ گئے تو وہاں ایک پکے رنگ کا

آدمی دیکھا، ہم نے اس سے پوچھا:۔ اس نے اپنے سر کے پیچھے کی جانب اشارہ کیا۔ ہم نے وہاں گنے دیکھے، جتنے ہمیں ضروری تھے اٹھالیے ''جڑی بھی لے لی'' جب ہم چکی کے پاس دوبارہ پہنچے تو اب ہمیں وہ پکے رنگ کا آدمی نظر نہ آیا۔ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

طبیب نے مجھے کہا: یہ کس کے فرزندار جمند ہیں؟

میں نے جواب دیا:۔ یہ ہمارے پیغمبر کے فرزند ہیں (سلام اللہ علیہما)

طبیب نے پھر پوچھا:۔ کیا ان کے پاس نبوت کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ہے۔

میں نے جواب دیا:۔ کیوں نہیں، میں نے ان میں سے خود کچھ دیکھی ہیں مگر یہ پیغمبر نہیں ہیں۔

طبیب نے پوچھا:۔ تو پھر نبی کے وصی جانشین تو ہوں گے؟

میں نے جواب دیا۔ ہاں یہ وصی اور جانشینی تو ہیں۔

جب امام رضا علیہ السلام کا یہ کارنامہ اور معجزہ رجاء ابن ابی ضحاک نے سنا، تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب ہم یہاں سے جلدی کوچ کریں کہیں لوگ امام رضا علیہ السلام کی طرف ایمانی جذبے سے آنا نہ شروع کردیں۔ پس امام رضا علیہ السلام کو وہ جلدی جلدی میں وہاں سے آگے لے گئے۔

بحار الانوار 117 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعداد اور ردا کا امام رضاؑ کو علم ﴿165﴾

ملا عمر موصلی نے ابن علوان سے روایت کی ہے:۔ ابن علوان فرماتے ہیں:۔ میں نے خواب دیکھا، کوئی کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بصرہ میں تشریف لائے ہیں۔ میں نے پوچھا کس جگہ

تشریف لائے ہیں۔ کسی نے جواب دیا کہ فلاں باغ میں، عجلت میں اس باغ میں پہنچا، میں نے وہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو صحابہ کے نرغے میں پایا، اور آپ کے پاس ہی کھجوروں کے ظرف دیکھے جس میں برنی کھجوریں تھیں۔ آپؐ نے اس میں سے ایک کف کھجوریں اٹھا کر دیں۔ جب میں نے ان کو شمار کیا تو یہ اٹھاراں عدد تھیں۔ میری آنکھ کھل گئی۔

میں نے وضو کیا، نماز ادا کی اور اسی باغ کی جانب چل پڑا۔ میں نے وہی باغ دیکھا جو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں دیکھا تھا۔

ایک عرصہ بعد میں نے لوگوں سے سنا:۔ امام رضا علیہ السلام بصرہ میں تشریف لائے ہیں۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ کس جگہ ٹھہرے ہیں۔ جواب دیا کہ فلاں کے باغ میں ہیں۔ پس میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ یہ وہی باغ ہے جہاں پر خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا حیرت اور بھی بڑھی کہ آپؑ اسی جگہ جلوہ افروز ہیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ خواب میں جلوہ افروز تھے۔ امام علیہ السلام کے پاس ظرف پڑے تھے جن میں اسی نسل کی کھجوریں بھی تھیں۔ آپؑ نے مجھے اس میں سے ایک کف کھجوریں عطا کیں۔ جب میں نے ان کا شمار کیا تو وہ اٹھاراں تھیں۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اور کھجوروں کا مطالبہ کیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ زیادہ دے دیتے تو میں بھی اضافہ کر دیتا۔

کچھ دنوں بعد میرے پاس کسی کو بھیجا کہ فلاں ردا جس کا طول اور عرض اس مقدار میں ہے۔ میرے پاس بھیج دو؟ میں نے اس سے کہا کہ امام علیہ السلام سے عرض کرنا یہ تو میرے پاس نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ مولا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ فلاں صندوق میں ہے وہ تیری زوجہ کو اس کی خبر ہے پس اپنی زوجہ

سے اس کا ذکر کیا پس اس نے اس صندوق کی رہنمائی کی اور جیسے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا وہی ردا اس صندوق میں موجود تھی۔

بحارالانوار 119 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دھوکہ نہ کھانا (166)

اسحاق بن حماد فرماتے ہیں:۔ مامون رشید مناظرہ کی خاطر مجالس علمی کو تشکیل دیتا جو بھی مخالف اہلبیت علیہم السلام ہوتے ان کو جمع کرتا اور خود ان کے ساتھ مناظرہ کرتا یعنی حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر کلام کرتا اور ثابت کرتا کہ امام علی علیہ السلام تمام صحابہ پر فوقیت وفضیلت کے حامل ہیں۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ اس طرز سے امام علیہ السلام کے تقرب میں رہیں۔ مگر امام رضا علیہ السلام اپنے خواص کو یہ فرماتے کہ مامون کے دھوکے میں نہ آجانا کیونکہ یہ ہی خدا کی قسم مجھے قتل کرے گا لیکن میرے لیے لازمی ہے کہ صبر کروں یہاں تک کہ وہ زمانہ آجائے یعنی مجھے یہ قتل کردے۔
(زہر دے دے)

بحارالانوار 189 جلد 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرشتوں کا آنا جانا اور ہماری شفاعت (167)

حسن بن علی فرماتے ہیں: میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں:۔ صوبہ خراسان میں ایک بقعہ (گنبد) ہے جہاں پر فرشتوں کا آنا جانا شروع ہوگا۔ ہمیشہ ایک گروہ فرشتوں کا آئے گا اور ایک گروہ وہاں سے جائے گا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

میں نے عرض کیا:۔ یابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) یہ بقعہ مبارک صوبہ خراسان میں کس جگہ واقع ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ طوس کی سرزمین پر، خدا کی قسم اس زمین پر ایک باغ ہے جو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے جو بھی اس بقعہ میں میری زیارت کرے گا، ایسے ہے جیسے میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی زیارت کی ہو۔ اللہ سبحانہ اس زائر کو ہزار حج وعمرہ مبرورہ ومقبولہ کا ثواب دے گا میں اور میرے آباء اجداد قیامت کے ہولناک دن میں اس کے حامی وشفیع ہوں گے۔

اخبار وآثار 223

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو اماموںؑ کے لیے سکون کا باعث (168)

محمد بن سنان فرماتے ہیں:۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے عراق جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کا بیٹا علی (رضا) بھی وہیں پر تھے۔ میں نے نہایت ہی ادب سے احوال پرسی کی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ محمد اس سال ایک عظیم حادثہ ہوگا" اس سے ہراساں نہ ہونا جزع وفزع بھی نہیں کرنا" پھر آپؑ نے اپنا سر مبارک جھکایا اور اپنی انگلیوں کو زمین پر مارا۔ تھوڑی دیر بعد آپؑ نے اپنا سر بلند کیا اور فرمانے لگے:۔ اللہ تعالیٰ گمراہوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دے گا جو وہ ارادہ کریں گے انجام دیں گے۔

میں نے عرض کیا:۔ آقا جان، آپؑ کا مقصد اس سخن سے کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ جو بھی میرے اس بیٹے پر ظلم روا رکھے گا (مراد علی رضا علیہ السلام) اور اس کا حق ضائع کرے گا اور امامت سے اس کی انکار کرے گا ایسے ہی ہے جیسے حضرت علی ابن ابی طالب علیہما

السلام کے حق کو پائمال کیا ہو اور ان کی امامت سے منکر ہو۔ میں نے اپنے دل میں یوں خیال کیا کہ اب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنی موت کی خبر دے رہے ہیں اور اپنے بیٹے علی رضا کو بعنوان امام معرفی فرمارہے ہیں۔

میں نے عرض کیا:۔ خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ مجھے عمر طولانی عطا فرمائے اور امام رضا علیہ السلام کی امامت کو بھی درک کروں تو ان کے حقوق ادا کروں گا ان کی امامت وخلافت کا اقرار کروں گا۔ سب کے سامنے گواہی دوں گا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعد حجتہ اللہ روی زمین پر آپ ہیں لوگوں کے امام ہیں اور لوگوں کو اس دیانت کی طرف دعوت دوں گا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے محمد اللہ سبحانہ تجھے لمبی عمر عطا فرمائیں گے۔ روزگار امامت بھی درک کرے گا، لوگوں کو تو ان کی طرف دعوت بھی دے گا حتی کہ ان کے بعد جو امام آئے گا تو اس کا بھی اقرار کرے گا اور تصدیق کرے گا (امام تقی علیہ السلام)۔

میں نے عرض کیا:۔ مولا ان کے بعد کون امام ہوں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ ان کا بیٹا (تقی علیہ السلام)۔

میں نے عرض کیا:۔ آپ کے حکم کے آگے میرا سر تسلیم ہے میں ان کے فرزند کی بھی امامت کا اقرار کرتا ہوں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:۔ کیوں نہیں اے محمد، میں نے تیرا نام امیر المومنین علیہ السلام کی کتاب میں مشاہدہ کیا ہے تو ہمارے شیعوں میں سے ہے تو ان کے درمیان سیاہ راتوں میں مثل برق ہے کہ اس تاریکی میں نورافشانی کرتا ہے اور چمکتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔اے محمد، مفضل ہم سے محبت کرنے والوں میں ہے۔ جب بھی اسے دیکھتا ہوں مجھے آرام حاصل ہوتا ہے۔تو بھی اسی طرح میرے بعد دو اماموں کے لیے ہوگا وہ بھی تجھے دیکھ کر آرام حاصل کریں گے۔ تیرا بدن جہنم کی آگ پر حرام ہے اور ہرگز آگ تیرے بدن کو مس نہیں کرے گی۔

اخبار وآثار 50

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حد سے تجاوز پھر توبہ کرنا (169)

صفوان فرماتے ہیں:۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کی کہ محمد بن خالد جو آپؑ کی امامت پر عقیدہ نہیں رکھتا لیکن وہ آپؑ کی خدمت میں حاضری دینا چاہتا ہے اور اس کا خیال ہے کہ وہ اپنے عقیدے سے منحرف ہو جائے گا اور آپؑ کی امامت کا اعتراف کرے گا (ایمان لے آئے گا)۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔اسے آنے کی اجازت ہے۔ جب محمد بن خالد آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کرنے لگا۔ آپؑ پر قربان جاؤں، میں نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے اور اپنی جان پر ستم روا رکھا ہے اور بعض افراد گمان کرتے ہیں کہ محمد بن خالد، حضرت رضا علیہ السلام میں عیب جوئی نکالتا ہے اور ناروا سخن ان کے بارے میں بھی کہتا ہے۔

میں نے جو بھی آپؑ کے بارے میں غلط کہا ہے اس سے توبہ استغفار کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے عذر کو قبول فرمائیں۔ جو کچھ آپؑ نے میرے بارے میں سنا ہے اس سے درگزر فرمائیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ بالکل میں تیری عذر کو قبول کرتا ہوں اور تیری گزشتہ باتوں سے چشم پوشی کرتا ہوں اگر تیری لغزشوں کو درگزر نہ کروں تو جو کچھ صفوان اور اس کے دوستوں نے کہا ہے باطل ہو جائے گا اور

مخالفوں نے اس بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ مورد تصدیق بن جائے گا۔

خداوند متعال اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے ہیں تو نرمی سے اور مہربانی سے جو اللہ تعالی نے دی ہے ان لوگوں سے گفتگو اور معاملہ کر اگر تندرو اور درشت خو ہوتا ہے تو یہ جماعت جو تیرے پاس ہے تو کبھی کی تجھ سے پراکندہ ہو جاتی ہے (اس لیے جو تیرے پاس آتا ہے) درگزر فرما اور ان کے لیے استغفار کر، اور ان سے امورات زندگی کے بارے میں مشورہ بھی کر۔

محمد بن خالد نے امام رضا علیہ السلام سے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بارے میں سوال کیے۔ آپ نے فرمایا والد محترم حضرت موسیٰ کاظم ارتحال کر چکے ہیں۔ اب ان کا جانشین میں ہوں۔

پھر آپ نے محمد بن خالد کے لیے طلب آمرزش کی کیونکہ وہ امام رضا علیہ السلام کے حامیوں میں شامل ہو چکا تھا۔

اخبار وآثار 53

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضا علیه السلام کے دن رات (170)

احمد بن علی انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے مامون رشید کے ایک سردار رجاء بن ابی ضحاک سے امام رضا علیہ السلام کے بارے میں سنا کہ وہ اپنے دن رات کیسے بسر کرتے تھے۔

رجا بن ابی ضحاک:۔ خلیفہ مامون رشید نے مجھ حکم دیا کہ امام علی بن موسیٰ الرضا کو مدینہ سے مرو لاؤ (خراسان) اور فرمایا کہ ان کو قم کے راستے نہ لانا بلکہ بصرہ اور اهواز سے ہوتے ہوئے فارس کی طرف سے لانا، ساتھ ہی کہا کہ دن رات تو نے ان کی حفاظت کرنا ہے، یہاں تک کہ مرو پہنچ جاؤ۔

میں نے ان کے دستور پر عمل کیا، مدینہ سے مرو تک امام رضا علیہ السلام کے ساتھ رہا۔ آپ کی تمام حرکات اور سکنات سے آگاہ ہوتا رہا۔ خدا کی قسم ان سے زیادہ کسی ایک کو بھی میں نے پرہیزگار نہ دیکھا۔

وہ تمام اوقات ذکر اللہ سبحانہ میں مصروف رہتے۔ سب سے زیادہ خوف خدا ان میں، میں نے پایا۔

امام حضرت علی رضا ابن موسیٰ الرضا جب بھی نماز فجر ادا فرماتے اس کے بعد وہ اپنے مصلی پر بیٹھے رہتے وہ اس دوران تسبیح و تہلیل و تکبیر میں مصروف رہتے اور اپنے جد بزرگوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجتے رہتے یہاں تک کہ آفتاب ظاہر ہو جاتا۔

پھر وہ اپنا سر اقدس سجدہ میں رکھتے ذرا سا جب سورج بلند ہو جاتا پھر اپنا سر سجدے سے اٹھا لیتے۔ اس کے بعد آنے والوں کی طرف توجہ دیتے اور ان سے سخن فرماتے۔ ان کو وعظ و نصیحت کرتے۔ یہ سلسلہ زوال الشمس تک رہتا۔

پھر وہ تجدید وضو فرماتے اور اپنے مصلی پر تشریف لے آتے۔ زوال الشمس کے بعد نماز کے لیے قیام فرماتے اور چھ رکعت نماز ادا کرتے۔ رکعت اول میں سورہ حمد کے بعد قل یا ایها الکافرون پڑھتے اور دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد قل ھو اللہ احد کی قرائت فرماتے بعد والی چار رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورہ توحید کی تلاوت فرماتے۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام کرتے۔ دوسری رکعت میں قرائت کے بعد رکوع سے پہلے قنوت بجالاتے۔ اس کے بعد آذان دیتے اور دو رکعت نماز پھر ادا فرماتے پھر اقامت کہتے اور نماز ظہر کو شروع کر دیتے۔ سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل و تکبیر کرتے پھر وہ سجدہ میں چلے جاتے اور سجدہ شکر بجالاتے۔ اور اس میں ایک سو بار شکر اللہ کی تکرار فرماتے۔

پھر وہ اپنا سر سجدہ سے بلند کرتے اور چھ رکعت نماز پھر ادا کرتے ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ

احد کی قرائت فرماتے۔ ہر دوسری رکعت میں سلام دیتے۔ دوسری رکعت میں قرائت کے بعد رکوع سے پہلے قنوت بھی بجالاتے۔ اس کے بعد پھر آذان دیتے اور نماز کے لیے قیام فرماتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے دوسری رکعت میں قنوت بھی بجالاتے۔ سلام کے بعد پھر آپ نماز عصر کے لیے قیام فرماتے۔ سلام کے بعد اپنے مصلیٰ پر ہی جلوس فرماتے۔ ذکر اللہ تعالیٰ میں مصروف ہوجاتے تسبیح وحمد وتکبیر وتہلیل الٰی ماشاء اللہ کا ذکر کرتے رہتے۔ اس کے بعد سجدہ میں چلے جاتے اور صد مرتبہ حمداً للہ کی تکرار فرماتے۔

جب سورج غروب ہوجاتا، وضو کرتے، نماز مغرب کو آذان اور اقامت کے بعد شروع کرتے۔ دوسری رکعت میں قرائت کے بعد رکوع سے پہلے قنوت فرماتے۔ نماز کے سلام کے بعد اپنے مصلیٰ سے نہ اٹھتے یہاں تک کہ ذکر تکبیر وتہلیل وتسبیح الٰی ماشاء اللہ مشغول رہتے۔ اس کے بعد سر مبارک کو سجدہ میں رکھتے اور سجدہ شکر بجالاتے۔

اس کے بعد سر مبارک کو سجدہ سے اٹھالیتے کسی سے کوئی کلام نہ فرماتے، قیام فرماتے اور چار رکعت نماز دو رکعت کے بعد سلام کہتے رکعت اول میں حمد کے بعد قل یا ایھا الکافرون اور رکعت دوم میں حمد کے بعد قل ھو اللہ احد کی قرائت فرماتے۔ آخری دو رکعت میں حمد کے بعد قل ھو اللہ احد کی قرائت فرماتے اور ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت بھی پڑھتے۔ تسلیم کے بعد آپ بیٹھ جاتے اور تعقیبات میں الٰی ماشاء اللہ مشغول ہوجاتے۔

پھر آپ افطار فرماتے کچھ استراحت کرتے یہاں تک کہ کچھ رات گزر جاتی پھر آپ نماز عشاء کے لیے قیام فرماتے اس کی چار رکعت ادا کرتے دوسری رکعت میں قنوت رکوع سے پہلے اور قرائت کے بعد بجالاتے نماز کے سلام کے بعد مصلیٰ پر ہی جلوس فرماتے ذکر خدا کرتے اس کی تسبیح وتکبیر وحمد تہلیل والٰی ماشاء اللہ کرتے

تعقیبات کے بعد سجدہ، سجدہ شکر بجالاتے، پھر وہ اپنے بستر پر دراز ہو جاتے۔ جب رات کا تیسرا حصہ آتا وہ اپنے بستر سے اٹھ جاتے مگر اس حالت میں بھی آپ کی زبان مبارک سے تسبیح وتحمید وتکبیر تہلیل اور استغفار کی صداء ہوتی۔ پھر مسواک فرماتے اور وضو کرتے اور نماز تہجد کی تیاری شروع کر دیتے۔ آپ آٹھ رکعت نماز دو رکعت کے سلام میں ادا فرماتے۔ ہر رکعت میں حمد کے بعد تیس مرتبہ قل ھو اللہ احد کی قرائت فرماتے۔

اس کے بعد آپ نماز حضرت جعفر بن ابی طالب علیہما السلام بھی ادا کرتے۔ چار رکعت نماز کو دو سلام میں پڑھتے یعنی دو دو رکعت کر کے، قبل از رکوع اور بعد از قرائت و تسبیح ہر دوسری رکعت میں قنوت بھی بجالاتے، وہ اس نماز کو نماز اللیل ہی میں حساب کرتے تھے۔

پھر وہ آخری دو رکعتوں کے لیے قیام فرماتے۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ الملک کی قرائت کرتے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد ھل اتی علی الانسان کی تلاوت فرماتے۔ پھر وہ نماز شفع کی دو رکعت بجالاتے ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ اور سورہ توحید قل ھو اللہ احد تین مرتبہ قرائت فرماتے۔ دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔ نماز کے سلام کے بعد تو ایک رکعت وتر بجالاتے اور اس وتر میں بھی الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد کی تین بار قل اعوذ برب الفلق ایک بار قل اعوذ برب الناس ایک بار قرائت کے بعد رکوع سے پہلے قنوت بجالاتے وہ قنوت میں یہ فرماتے۔

الھم صل علی محمد وآل محمد، اللّٰھم اھدنا فیمن ھدیت و عافنا فیمن عافیت و تولنا فیمن تولیت و بارك لنا فیما اعطیت و قنا شر ماقضیت، فانک تقضی ولا یقضی علیک انه لایذل من والیت و لا یعز من عادیت

تبارکت ربنا و تعالیت پھر وہ فرماتے۔ استغفر اللہ ستر مرتبہ۔ نماز کے سلام کے بعد آپ تعقیبات کے لیے بیٹھ جاتے۔ ماشاء اللہ وہ فجر کے نزدیک تک اذکار میں مشغول رہتے۔

طلوع فجر کے نزدیک دو رکعت نماز فجر بجالاتے رکعت اول میں الحمد کے بعد قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد کی تلاوت فرماتے۔

جب طلوع فجر ہوجاتی تو آپ آذان کے بعد اقامت کہتے اور دو رکعت نماز صبح بجالاتے۔ سلام کے بعد مصلی پر ہی رہتے اور آفتاب کے طلوع ہونے تک تعقیبات میں مشغول رہتے پھر وہ سجدہ، سجدہ شکر بجالاتے یہاں تک طول دیتے کہ سورج ذرا بلند ہوجاتا۔

وہ تمام فرض نمازوں میں یعنی یومیہ نمازوں میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ انزلنا اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد کی قرائت فرماتے۔

جمعہ کے دن آپ صبح کی اور ظہر و عصر کی نماز میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ الجمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ المنافقین کی قرائت فرماتے۔

ہر شب جمعہ کو نماز عشاء میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ الجمعہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ الاعلی یعنی سبح اسم ربک الاعلی کی تلاوت فرماتے۔ ہر سوموار اور جمعرات کے دن صبح کی نماز میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد ہل اتی علی الانسان اور دوسری رکعت میں الحمد بعد ہل اتیک حدیث الغاشیۃ کی تلاوت فرماتے۔

وہ نماز مغرب و عشاء و فجر میں اسی طرح نماز تہجد، شفع اور وتر میں بلند آواز سے (جہراً) تلاوت کرتے (پہلی دو رکعات) نماز ظہر اور عصر میں مخفی آواز سے قرائت فرماتے۔

چار رکعتی نمازوں میں آخری دو رکعت میں تسبیحات اربعہ یعنی سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کو تین بار دہراتے۔

نماز، نمازوں کی قنوت میں، رب اغفر و ارحم و تجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاجل الاکرم دعا فرماتے۔

جب بھی کسی شہر و دیہات میں دس دن رہنے کا قصد فرماتے تو وہاں پر روزے رکھتے۔ افطار ہمیشہ نماز پڑھنے کے بعد کرتے تھے۔ یعنی جب مکمل رات ہو جاتی تو افطار کرتے تھے۔

جب امام رضا علیہ السلام سفر میں ہوتے تو وہ نماز مغرب کے علاوہ ہر نماز دو رکعت ادا فرماتے یعنی فرائض دو رکعت بجالاتے۔ نماز مغرب کو تین رکعت ہی ادا کرتے۔

وہ سفر میں ہوں یا حضر میں، نافلہ مغربین اور فجر کو حتیٰ نماز تہجد و شفع وتر کو ہرگز ترک نہیں کرتے تھے مگر نافلہ ظہرین کو سفر میں ادا نہیں کرتے تھے۔

وہ ہر نماز کے بعد جو سفر میں ادا کرتے تھے یعنی جو قصر ہوتی تھیں۔ تیس مرتبہ ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' تکرار فرماتے تھے۔ اس طرح وہ اپنی نماز قصر کو تمام کرتے تھے۔

رجا بن ابی ضحاک :۔ میں نے نہیں دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام سفر میں یا حضر میں نماز الضحیٰ ادا کریں۔ (ایک آٹھ رکعتی نماز ہے جو اہلسنت برادران نماز ظہر سے پہلے پڑھتے ہیں ہر دو رکعت کے بعد معمولی سا توقف کرتے ہیں مگر سلام نہیں دیتے بلکہ سلام کی بجائے پچیس بار تسبیحات اربعہ پڑھتے ہیں رکعت اول اور دوم میں سورہ الشمس والضحیٰ کی تلاوت کرتے ہیں۔ مصباح الھدایہ، عزالدین کاشانی)۔

امام رضا علیہ السلام سفر میں روزہ بھی نہ رکھتے تھے۔ دعا مانگنے سے پہلے آپ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجتے تھے۔ نماز و غیرہ میں بھی کثرت سے آپ درود شریف بھیجتے تھے۔

کثرت سے رات کے وقت وہ اپنے بستر پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ جب بھی کوئی ایسی آیت آتی جس میں جنت اور جہنم کا ذکر ہوتا تو آپ رونا شروع کر دیتے تھے اور اللہ سبحانہ سے جنت کا سوال کرتے اور جہنم سے پناہ مانگتے تھے۔

آپ ہر نماز میں شب کی ہو یا دن کی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جہراً تلاوت کرتے۔

جب بھی ''قل ہو اللہ احد '' کی تلاوت فرماتے تھے آہستہ سے فرماتے ''اللہ احد '' جب اس سے فارغ ہو جاتے تو آپ تین مرتبہ ''کذالک اللہ ربنا'' کی تکرار کرتے۔

جب بھی آپ سورہ الجحد کی تلاوت فرماتے تو اپنے نفس میں خاموشی سے آہستہ سے کہتے ''یا ایھا الکافرون'' اور جب اس سورہ سے فارغ ہو جاتے تو تین مرتبہ ''ربی اللہ و دینی الاسلام'' تکرار فرماتے۔

امام رضا علیہ السلام جب بھی سورہ التین والزیتون کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو فرماتے تھے ''بلی وانا علی ذلک من الشاھدین '' کیوں نہیں، میں بھی اس پر شہود میں سے ہوں۔

سورہ ''لا اقسم بیوم القیمۃ کی تلاوت کے بعد سبحانک اللھم فرماتے۔

سورہ الجمعۃ کی تلاوت کے بعد پھر آپ آخری آیت کی تکراریوں انضمام للذین اتقوا واللہ خیر الرازقین سے کرتے۔ قل ماعنداللہ خیر من اللھو و من التجارۃ للذین

اتقوا واللہ خیر الرازقین جب بھی آپ سورہ الفاتحہ سے فارغ ہوتے تو یہ جملہ فرماتے" الحمد للہ رب العالمین ".

جب بھی سورہ سبح اسم ربک الاعلی کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو آہستہ سے فرماتے "سبحان ربی الاعلی جب بھی یا ایھاالذین آمنوا والی آیت کوادا کرتے تو آہستہ سے کہتے لبیک اللھم لبیک۔

جس قریہ سے بھی آپ گزرتے تو وہاں کے لوگ آپ کو عقیدت واحترام سے حلقے میں لے لیتے اور مسائل دین کے بارے میں سوالات کرتے آپ جواب فرماتے:۔آپ لوگوں سے کثرت سے اپنے آباؤاجداد کی احادیث نقل فرماتے۔ عن موسیٰ ابن جعفر عن...... علی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جب ہم مامون رشید خلیفہ عباسی کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو مامون الرشید نے مجھے الگ بلوا کر امام رضا علیہ السلام کے بارے میں استفسار کیا۔ میں نے خلیفہ مامون الرشید کو وہ تمام مشاہدات واحوالات جو امام رضا علیہ السلام کے بارے میں، دوران سفر دیکھے اور محسوس کیے تھے حرف بحرف مامون الرشید کو سنا دیے۔

مامون رشید نے یہ سننے کے بعد، مجھے فرمایا:۔اے رجاء (یا بن ابی ضحاک) یہ صاحب اس وقت صفحہ روزگار پر اپنی مثال نہیں رکھتا۔ سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ عبادت گزار ہیں۔ جو کچھ تم نے سفر کے دوران مشاہدہ کیا ہے اب اس کی کسی کو خبر نہ دینا۔ میں چاہتا ہوں ان کے فضائل ومناقب، رعایا فقط میری زبان سے گوش زد کریں۔ میں اللہ سبحانہ سے استعانت مانگتا ہوں کہ مجھے وہ قوۃ دے تا کہ ان کے فضائل بیان کروں اور بے ادب افراد کو ان سے دور کروں۔

(جب کہ اس نے ایسا نہ کیا اور آپ کو خود زہر دے کر شہید کر دیا)

اخبار و آثار 57 عیون اخبار الرضا 80، جلد 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جذابیت امام رضاؑ (171)

یاسر فرماتے ہیں:۔ ایک عید کے موقع پر خلیفہ مامون الرشید نے امام رضا علیہ السلام سے خواہش کی کہ آپ سوار ہو کر عید کی نماز لوگوں کو پڑھوایں اور اس کا خطبہ دیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے مامون، میں نے ولایت عہدی اس شرط سے قبول کی ہے کہ اس طرح کے مراسم میں مجھے معاف رکھنا۔

مامون رشید نے پھر کہا، میرا خیال ہے کہ لوگ اس سے مطمئن ہوں گے، ان کے دل آپ کی جانب ہیں اس طرح آپ کی بزرگی کے اور قائل ہو جائیں گے۔ مامون الرشید نے اسی انداز سے آپ کی کافی منت و سماجت کی، امام رضا علیہ السلام نے اس کے باوجود فرمایا: بہتر تھا میری عذر خواہی قبول کرتے۔ اب اگر اصرار ہے تو پھر میں اپنے جد بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند ہی نماز عید کی امامت کروں گا۔

مامون الرشید نے خوشی سے کہا جس طرح آپ چاہیں نماز عید کی امامت کروائیں۔

امام رضا علیہ السلام کی رضایت سے نماز عید کا اعلان آپ کی امامت میں کر دیا گیا۔

امام رضا علیہ السلام عید گاہ جانے کے لیے جب تیار ہو گئے تو شہر کے لوگ اس راستے کے دونوں طرف عقیدت واحترام سے بیٹھ گئے۔ جدھر سے امام رضا علیہ السلام نے گزرنا تھا۔ حتیٰ خواتین اور بچے بھی چھتوں پر بیٹھ کر آپ کا انتظار کرنے لگے۔

فوج کے سردار اور ملک کے معززین ہر صنف کے اپنی منزلت و مقام کے مناسبت سے امام رضا علیہ السلام کے دولت خانہ کے باہر جمع ہوئے اور آپ کا انتظار کرنے لگے۔

جب آفتاب، عید کے روز طلوع ہوا تو امام رضا علیہ السلام نے غسل کیا، سفید عمامہ سر پر رکھا، عمامہ کا ایک سرا اپنے سینے کی جانب اور دوسرا پشت کی جانب رکھا، پنڈلیوں کے نزدیک اپنے پائنچے کو اونچا رکھا۔ پھر آپ نے اپنے غلاموں اور خدمت کاروں سے ایسا ہی کرنے کو فرمایا۔ اس کے بعد مخصوص عصا ہاتھ میں تھام کر اپنی منزل سے خارج ہوئے۔

جب امام رضا علیہ السلام وہاں سے چلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ عقیدت و احترام سے چلنے لگے۔ امام رضا علیہ السلام نے اپنے سر مبارک کو آسمان کی جانب بلند کیا اور چار مرتبہ "اللہ اکبر" تکرار فرمایا۔

صدا اس قدر بلند ہم نے سنی کہ گمان پیدا ہوا کہ آسمان سے بھی اور در و دیواروں سے بھی آپ کی صدا کے ساتھ جواب میں تکبیر کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

لشکر کے تمام سردار مختلف ممالک کے معزز افراد اور سفراء اور معززین مرو کمال آرائش و زینت میں کھڑے ہوئے تھے اور ہم صدا تھے۔ ایک پر وقار جلوس سا تھا۔

جب امام رضا علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس خاص پر وقار وضع میں منزل کے مقابل میدان میں وارد ہوئے تو تھوڑی دیر کے لیے منزل کے دروازہ پر توقف کیا اور چار مرتبہ فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر علی ماھدانا، اللہ اکبر علی مارزقنا من بھیمۃ الانعام والحمد للہ علی ماابلانا۔

آپ کے تمام ہمراہیوں نے بھی اس ذکر کو بلند آواز میں قرائت کیا۔

جب لوگوں نے بھی بلند آواز سے تکبیر کو کہا تو ایسے لگ رہا تھا جیسے مروشہر کی دیواریں ہل رہی ہوں۔ کیونکہ اس وقت لوگ امام رضا علیہ السلام کے دیدار کرنے پر یوں اظہار محبت کر رہے تھے۔ جب دیگر ممالک کے معززین نے اور لشکر کے سرداروں نے مشاہدہ کیا امام رضا علیہ السلام پاء برہنہ ہیں تو وہ بھی اپنے مراکب سے اترے اور امام رضا علیہ السلام کی پیروی میں اپنے جوتے بھی اتار دیئے اور آپ کے ساتھ عیدگاہ کی جانب رواں دواں ہوئے۔ امام رضا علیہ السلام ہر دس قدم چلنے پر ذرا سا توقف فرماتے اور تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے۔ ہم ایسا محسوس کر رہے تھے کہ زمین وآسمان، در و دیوار امام رضا علیہ السلام کے ساتھ ہم آواز ہیں۔ لوگ امام رضا علیہ السلام کے عشق میں بلند آواز سے بھی رو رہے تھے۔ یہ تمام ماحول اور مناظر مامون رشید تک گزارش کر دیئے گئے۔ وہ بھی جب ان واقعات سے مطلع ہوا تو حیرت زدہ رہ گیا۔ یہ حالت دیکھ کر فضل بن سہل ذوالریاستین نے مامون رشید سے عرض کیا۔ یا امیر المومنین اگر علی بن موسیٰ الرضا (علیہما السلام) اسی وضیعت وحیثیت سے عیدگاہ تک پہنچ گئے تو لوگ اور بھی ان کے فریفتہ وشیفتہ ہو جائیں گے اور یہ آپ کے لیے اچھا ثابت نہ ہوگا۔ لہذا آپ ان سے اب تقاضہ فرمائیں کہ عیدگاہ تک نہ جائیں بلکہ پلٹ جائیں تا کہ ان کی جذابیت آئندہ اثر انداز نہ ہو۔ مامون الرشید نے اپنے نمائندہ خاص کو فوراً بھیجا تا کہ امام رضا علیہ السلام کو عیدگاہ جانے سے روکا جائے۔ امام رضا علیہ السلام نے جب ایسا سنا تو اپنے جوتے وغیرہ پہنے اور مرکب پر سوار ہو کر اپنی اقامت گاہ کی جانب پلٹ آئے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

اخبار وآثار 99

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضا علیہ السلام کا مشورہ ﴿172﴾

یاسر خادم نقل کرتے ہیں:۔ حسن بن سہل جو فضل بن سہل ذوالریاستین کا بھائی تھا اپنے بھائی کو خط لکھا۔

فضل بھائی، علم نجوم کا عالم ہونے کی بناء پر اس سال کا حساب آپ سب کے بارے میں کیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس سال کے کسی مہینے میں حرارت آھن اور آتش سے صدمہ پہنچ سکتا ہے۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ، امیر المومنین مامون الرشید اور امام علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام آج ہی حمام جائیں، حجامت کریں اور تھوڑا سا خون اپنے ہاتھوں سے نکال دیں تا کہ وہ نحوست جو آپ کے انتظار میں ہے اس سے نجات حاصل کریں۔

فضل بن سہل ذوالریاستین نے فوراً اس موضوع کو تحریر کر کے مامون الرشید کی خدمت میں ارسال کیا اور ساتھ ہی استدعا کی کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے بھی اس بارے میں مشورہ حاصل کریں تا کہ اطمینان حاصل ہو۔

مامون الرشید نے ایسا ہی کیا اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے اس بارے میں استفسار کیا۔

امام رضا علیہ السلام نے مامون الرشید کو لکھا۔ آپ اور فضل بن سہل کل حمام نہ جائیں۔

امام رضا کے پاس مامون الرشید نے پھر اسی موضوع کے بارے میں خط لکھا۔

امام رضا علیہ السلام نے پھر مامون الرشید کو تحریر کیا اور تاکید کی کہ کل وارد حمام نہ ہوں کیونکہ گزشتہ شب اپنے

جد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو خواب میں دیکھا فرمار ہے تھے کہ کل حمام نہ جانا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اور فضل بن سہل حمام جانے سے خودداری کریں۔

مامون الرشید نے امام رضا علیہ السلام کو جواب میں نامہ تحریر کیا، آپ نے بھی درست مشورہ دیا اور آپ کے جد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی درست فرمایا ہے۔ کل میں کسی بھی حالت میں حمام نہ جاؤں گا۔ فضل بن سہل اپنے کاموں میں خوددانا اور سمجھدار ہے۔

جب آفتاب غروب ہوگیا اور رات نے ہمہ جا غلبہ حاصل کر لیا تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ آپ سب کہیں (یعنی جو امام علیہ السلام کے نزدیک حاضر تھے) آج رات ہم اللہ سبحانہ سے پناہ مانگتے ہیں اس شر و فساد سے جو آج رات نازل ہوگا۔ ہم نے امام رضا علیہ السلام کے اس دعائیہ جملہ کو دہرایا۔

صبح نماز کے بعد امام رضا علیہ السلام نے ہمیں فرمایا:۔ چھت پر جاؤ اور دیکھیں کیا ہوگیا ہے۔

یاسر خادم نے کہا میں بھی چھت پر پہنچا تو رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ مامون الرشید بھی اس مخصوص دروازے سے آرہا ہے جو امام رضا علیہ السلام کی اقامت گاہ کی طرف مامون الرشید نے اپنے لیے بنوایا ہوا ہے۔ یہ اس کے محل سے امام رضا علیہ السلام کے پاس پہنچایا۔ پریشانی کی حالت سے کہنے لگا۔ اے میرے سید و سرور، فضل بن سہل کو قتل کر دیا ہے اس کی تعزیت کرتا ہوں۔

فضل نے آپ کے مشورہ پر عمل نہ کیا داخل حمام ہوا کچھ لوگوں نے وارد ہو کر تلواروں سے اسے قتل کر دیا اس کے قتل کے تین مجرموں کو جن میں سے ایک اس کے خالہ کا بیٹا فضل بن ذوالقلمین ہے گرفتار کر لیا گیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد جب مامون الرشید اپنی منزل چلا گیا تو فضل بن سہل کے حامیوں نے مامون الرشید کے محل کے باہر اجتماع کیا اور نعرے لگانے لگے کہ مامون نے دھوکے اور فریب سے فضل کو قتل کروا دیا ہے۔ ہم اس

کا انتقام مامون سے ضرور لیں گے۔اس مظاہرے میں یہ احتمال بھی قوی تھی کہ مامون الرشید کے محل کو آگ لگا دیں گے۔

مامون الرشید نے امام رضا علیہ السلام سے استمداد حاصل کی کہ ان مظاہرین سے تقاضہ فرمائیں کہ متفرق ہو جائیں ۔امام رضا علیہ السلام نے مامون الرشید کی درخواست قبول کی۔اپنے مرکب پر سوار ہوئے، میں بھی آپ کے ہمراہ تھا محل سے خارج ہوئے۔مظاہرین کے مقابل جا کر نہایت اطمینان سے کھڑے ہو گئے۔اور ان سے فقط یہ ہی فرمایا سب افراد اب متفرق ہو جائیں اسی آن وہ سب کے سب وہاں سے پلٹ گئے۔

(یہ واقعہ یہاں ذرا تفصیل سے)۔

اخبار آثار 101

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشروط انداز سے ولی عہدی ﴿173﴾

ابوصلت ہروی فرماتے ہیں:۔مامون الرشید نے امام رضا علیہ السلام سے کہا:۔یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اچھی طرح پہچان لیا ہے کہ آپ سے زیادہ روی زمین پر علم ودانش، فضل وزہد ،ورع وزہد کے لحاظ سے کوئی نہیں ہے۔لہذ اخلافت کے سب سے زیادہ آپ ہی حق دار ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے جواب فرمایا:۔میں توحید پرستی اور اس کی عبادت میں افتخار سمجھتا ہوں۔دنیا میں زہد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ شرور دنیا سے نجات دے۔ورع وتقویٰ ومحرمات سے خودداری کی بناء پر کامیابی کا امیدوار ہوں اور تواضع وخاکساری سے امیدوار ہوں کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک بلند مقام

حاصل کروں۔

مامون الرشید نے کہا:۔ میرا مقصد و خیال یہ ہے کہ خلافت سے خود کو عزلکروں اور آپ یہ عہدہ قبول فرمائیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اگر اس خلافت میں تیرا حق ہے کہ اللہ سبحانہ نے تجھے مقرر کیا ہے تو جائز نہیں ہے۔ خود کو معزول کریں اور لباس خلافت دوسرے کو پہنائیں۔ اور اگر خلافت تیرا حق نہیں ہے پھر بھی تجھے حق نہیں ہے کہ دوسرے کو یہ دیں (یعنی حق والے کو حق خود مل جائے گا)۔ مامون الرشید نے کہا:۔ یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو لازمی یہ پیش کش قبول کرنا ہوگی۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ میں بامیل ورغبت اسے ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

مامون الرشید نے چند دنوں تک امام رضا علیہ السلام سے اسی پیش کش کی تکرار کی جب مامون الرشید کو مکمل یقین ہوگیا کہ علی بن موسیٰ الرضا (علیہما السلام) خلافت کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں اور ہر طور مایوس ہوگیا تو کہنے لگا:۔ یا بن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اگر خلافت نہیں تو آپ کو ولایت عہدی لازمی قبول کرنا پڑے گی تاکہ میرے بعد خلافت آپ کو ملے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ خدا کی قسم میں نے اپنے والد گرامی سے اور اجداد سے، انہوں نے امیر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے۔ کہ میں زہر سے قتل کیا جاؤں گا اور یہ تیری زندگی میں ہوگا۔" مجھ پر زمین و آسمان کے فرشتے آنسو بہائیں گے اور اس بے وطنی کی حالت میں مجھے ہارون الرشید کے کنارے دفن کرایا جائے گا"

مامون الرشید نے جب یہ سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور کہنے لگا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ کون آپ کو زہر سے قتل کرے گا؟ جب تک میں زندہ ہوں کسی میں بھی یہ قدرت طاقت نہیں کہ آپ کی بے ادبی کرے یا آپ کو نقصان پہنچائے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اگر میں چاہوں تو اس شخص کا نام ونشانی بتا سکتا ہوں جو مجھے قتل کرے گا۔

مامون نے یہ سن کر کہا:۔ یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ آپ اپنی گفتگو سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خلافت کا وزن نہیں اٹھانا چاہتے۔ میری پیش کش کو قبول کرنا چاہیے تا کہ لوگ یہ کہیں کہ علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام زاہد ہیں طالب دنیا ومقام دنیا نہیں ہیں؟!

امام رضا علیہ السلام نے جواب فرمایا:۔ جب سے اللہ تعالی نے مجھے خلق کیا ہے خدا کی قسم ہرگز جھوٹ سے کام نہیں لیا اور دنیاوی مفادات حاصل کرنے کے لیے میں زھد دنیا کا سہارا نہیں لے رہا لیکن میں جانتا ہوں کہ اس پیش کش سے آپ کا کیا مقصد ہے۔

مامون نے کہا، میرا کیا مقصد ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اگر میں آپ کی نیت کو واضح کروں اور حقیقت کو آشکار کروں تو مجھے تیری طرف سے کوئی اذیت تو نہ ہوگی۔

مامون الرشید نے کہا:۔ جو کچھ بیان فرمائیں آپ کو امان ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ عوام الناس کو یہ باور کرائیں کہ امام موسیٰ کاظم کا یہ بیٹا (امام رضا) حقیقت میں دنیا میں زہد وورع نہیں کرتا بلکہ جب دنیا نے ان سے روگردانی کی ہے تو یہ اپنے آپ کو زاہد بنا رہا ہے۔ اور اب دیکھیں کہ انہوں نے کس طرح سے ولایت عہدی کو قبول کرلیا ہے اور اب اسی وسیلہ سے اپنے لیے خلافت کی راہ ہموار کرے گا۔

مامون الرشید یہ سن کر غیظ وغضب میں آ گیا اور کہنے لگا تم ہر وقت ایسے کلام سے مجھے پریشان ہی کرتے رہتے ہو۔ اب اگر میرا حکم نہ مانا تو تمہاری گردان اڑا دوں گا۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے نہایت اطمینان سے فرمایا:۔ اللہ عزوجل نے مجھے نہی کی ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت اور خطرے میں ڈالوں۔ اگر یہ ہے تو جو چاہتے ہو اسے انجام دیں، مگر میں اس مقام کو اس شرط کے ساتھ قبول کروں گا کہ امراء و حکام کے عزل ونصب میں کوئی مداخلت نہ کروں گا، قانون کی مخالفت نہ کروں گا اور سنت کو جانے نہ دوں گا۔ اور ہمیشہ بعنوان مشاور آپ کے ساتھ رہوں گا۔

مامون الرشید کا غضب آپ کی اس مشروط رضایت سے ٹھنڈا ہو گیا اور امام رضا علیہ السلام کو بعنوان ولایت عہدی چن لیا گیا جب کہ امام رضا علیہ السلام اس سے کراہت رکھتے تھے" امام رضا علیہ السلام نے کسی اور جگہ فرمایا کہ جیسے امیر المومنینؑ شوریٰ عمر بن خطاب میں شامل ہوئے ویسے ہی میں نے یہ مقام لیا ہے۔

اخبار و آثار 103

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انکار امام یعنی کافر ﴿174﴾

ابو جعفر طوسی روایت کرتے ہیں:۔ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو اس ہنگام ستر ہزار دینار زیاد قندی کے پاس تھے۔ ستر ہزار دیناری حمزہ بن بزیع کے پاس اور تیس ہزار دینار عثمان بن عیسیٰ الرواسی کے پاس اور دس ہزار ابو بشر سراج کے پاس امام علیہ السلام کے تھے اور اسی سبب سے مال کی محبت میں امام رضا علیہ السلام کی امامت کے بارے میں توقف کیا۔

جب امام رضا علیہ السلام نے ان افراد سے مال طلب کیا تو انہوں نے دینے سے انکار کر دیا اور آپ کی

امامت سے منکر ہو گئے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا" هم اليوم شكاك لايموتون غداً الا على الزندقة" آج تو انہوں نے میری امامت کے بارے میں شک کیا ہے کل یہ لوگ زندیق ہو جائیں گے۔ یہ اشارہ ہے اس مشہور حدیث کی جانب" من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميتة الجاهلية " جو بھی امام زمان کو نہ پہچانے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا یعنی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہچانا۔

صفوان فرماتے ہیں ہمیں چند افراد نے اطلاع دی کہ وہ اپنی موت کے وقت کہہ رہے تھے کہ" وہ امامت کے انکار سے کافر مرے ہیں"

تاریخ التواریخ حضرت رضا 413 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم پر روشن وواضع ﴿175﴾

عبداللہ بن عامر سے روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے ایک مکتوب تحریر فرمایا اور مجھے اس کی قرائت پر مامور مقرر کیا کہ اپنے دوستوں میں اس کو پہنچاؤ۔

انا لنعرف الرجل اذا راء يناه بحقيقة الايمان و حقيقة النفاق ہم ہر آدمی کو جانتے ہیں اور پہچانتے ہیں کہ فلاں میں کتنا ایمان ہے اور فلاں میں کتنا نفاق ہے یعنی جو کچھ بھی اس کے باطن میں ہے ہم پر مکمل روشن اور واضح ہے۔

تاریخ التواریخ حضرت رضاؑ 430 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثل زلیخا بننا (176)

اسی کتاب میں ایک جگہ زن مومنہ حبابہ کا ذکر بندے نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے زمانے سے امام رضا علیہ السلام کے زمانے تک اللہ سبحانہ نے اسے عمر طولانی فرمائی اور ایک سنگ پر ہر امام علیہ السلام کا معجزانہ انداز سے نقش بنانا بھی ذکر تھا اب اس جگہ پر مثل زلیخا اس کا دوبارہ جوان ہونا تحریر ہے۔

جب وہ امام رضا علیہ السلام کے عہد ے امامت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو امام رضا علیہ السلام نے بھی مذکورہ شدہ پتھر پر نقش امامت ثبت کر دیا۔ حبابہ اس سے بہت مسرور ہوئی۔

اس زمانے میں حبابہ کافی بوڑھی اور ضعیف ہو چکی تھی۔ گوشت ڈھل چکا تھا سر کے بال سفید ہو چکے تھے مگر حیرت تھی کہ اس کے باوجود آنکھیں، عقل اور فہم وادراک کامل تھا، دانائی میں اور کانوں میں کوئی نقص نہ تھا یعنی آسانی سے سن بھی سکتی تھی جیسے جوان وسالم آدمی سنتا ہے۔

جب وہ فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی مسکرانے کے ساتھ ساتھ ہنسنے بھی لگ گئی۔ حاضرین بھی اس منظر کو دیکھ رہے تھے مگر اس کا ہنسنا ان کو پسند نہ آیا تو کہنے لگے اے حبابہ تجھے کیا ہو گیا ہے خرافہ و بے عقل ہو چکی ہو۔

امام رضا علیہ السلام نے فوراً حاضرین کو ٹوکا اور فرمانے لگے میں نے نہیں کہا تھا کہ حبابہ میں نہ خرافت ہے اور نہ ہی عقل میں نقص پیدا ہوا ہے۔ لیکن میرے جد حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب نے مجھے خبر دی ہے کہ جب حبابہ ملاقات کرے گی تو اس کے بعد وہ اس دار فانی کو وداع کرے گی یعنی میرے زمان امامت

میں وہ دنیا سے رخصت ہو جائے گی'' و انها تكون من المكرورات من المومنات مع مهدى (عليه السلام) من ولدى فضحكت شوقا الى ذلك و مسرورا به و فرحاً بقر بها منه اور حبابہ ان مومنات میں سے ہے کہ زمان مہدی میں جو میری اولاد میں سے ہیں واپس رجوع کرے گی اس وجہ سے کہ امام زمان حضرت مہدی کا وقت نزدیک ہے وہ اس شوق سے وہ خوش ہو گی اور ہنسے اور مسکرائے گی۔

جب حاضرین نے امام رضا علیہ السلام سے یہ حکمت بھرے الفاظ سنے تو استغفار کرنے لگے اور عرض کرنے لگے یا امام اے ہمارے آقا و مولا ہم اس امر سے ناواقف تھے۔ ہم عذر چاہتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے پھر حبابہ سے فرمایا:۔ اے حبابہ میرے جد امیر المومنین علیہ السلام نے تجھے کیا فرمایا تھا کہ جب میرے بیٹے امام رضا سے ملاقات کرنا۔ حبابہ نے عرض کیا:۔ جب تو علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے ملاقات کرے گی تو ایک برہان عظیم کا بھی مشاہدہ کرے گی'' اب میں اس برہان عظیم کی منتظر ہوں! امام رضا علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا:۔ حبابہ تو یہ اپنے سفید بالوں کو بھی دیکھتی ہو؟

حبابہ نے عرض کیا:۔ میرے آقا کیوں نہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ فتحبين ان ترينه اسود حالكاً فى عنفوان شبابك ''کیا تو پسند کرے گی کہ یہ سیاہ ہو جائیں جیسے تیری جوانی میں تھے؟

حبابہ نے حیرت و استعجاب سے عرض کیا:۔ کیوں نہیں مولا ۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ ويجزيك ذلك او ازيدك اتنے ہی سیاہ بال تیرے لیے کافی ہیں اس برہان کے لیے یا اس سے زیادہ برہان آشکار کروں۔

حبابہ نے جب اپنے بالوں کو دوبارہ سیاہ دیکھ کر نہایت حیرت سے کہا: فضل خدا آپ کے ساتھ ہے۔ اس سے زیادہ برہان آشکار فرمائیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ کیا ان سیاہ بالوں کے ساتھ جوانی بھی چاہتی ہو۔

حبابہ نے عرض کیا جب کہ حیرت اس کے چہرے پر واضح تھی:۔ کیوں نہیں مرے سردار۔ اس پر برہان بزرگ کی مجھے خبر دی گئی تھی۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے حبابہ اس سے بزرگ برھان یہ ہے کہ تو جو اپنے نفس میں پیدا ہوتے دیکھ رہی ہو اور میں تمام لوگوں سے دانا تر ہوں اور تیرا اشارہ فقط کنوارے پن کی طرف ہے۔

حبابہ نے آنکھیں جھکا کر عرض کیا:۔ میرے آقا و سید وہ فضل جو کہ اللہ سبحانہ نے آپکے حق میں کہا ہے مجھے بھی بہرہ مند فرمائیں اور مجھے اس میں شامل فرمائیں۔

امام رضا علیہ السلام نے مخفیانہ دعا پڑھی اور ہر دولب مبارک جب حرکت میں آئے، تو حبابہ نے کہا خدا کی قسم میں جوان اور تر و تازہ ہوگئی۔ خود کو اس مکان میں ایک جانب لے گئی خلوت میں خود کو دیکھا۔ خدا کی قسم اپنے آپ کو باکرہ پایا۔ دوبارہ امام رضا علیہ السلام کے حضور اقدس میں حاضر ہوئی اور سجدے میں گر گئی اور اس کے بعد عرض کرنے لگے۔ میرے آقا میرے مولا و سید میں فقط یہی چاہتی ہوں کہ اللہ سبحانہ عزوجل مجھے آپؑ کے دشمنوں سے انتقام لینے کی قوت دے۔ پس مجھے اب دنیا کی زندگی کی ضرورت نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ یا حبابة ادخلی الی امهات الاولاد فجهازک هناك مفرد زناں خانے میں چلی جاؤ وہاں تیرے واسطے علیحدہ اسباب موجود ہیں (یعنی اسباب تجہیز و کفن)۔

راوی کہتا ہے کہ حبابہ زنان خانے میں چلے گئی تھوڑی دیر بعد اور کیا دیکھا کہ اسباب تجہیز آمادہ ہیں۔ اس کی

روح کو قبضہ میں لے لیا گیا اور اسے حمل کرنے لگے یعنی جنازہ اٹھانے لگے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اللہ سبحانہ اس پر رحمت کرے۔

اس کے جنازے کو باہر لائے۔ امام رضا علیہ السلام نے اس پر نماز پڑھی ہم بھی امام علیہ السلام کے ساتھ شامل تھے۔ اس کو قبر تک اٹھا کر گئے۔ امام رضا علیہ السلام نے ہمیں حکم دیا اس کی قبر کی زیارت کرو۔ قبر کے پاس قرآن کی تلاوت کریں۔ اور اس جگہ دعاؤں سے حاجات طلب کریں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، تیرہ خواتین امام قائم (علیہ السلام) کے زمانے میں لوٹیں گی۔ آپ سے سوال کیا گیا ان کا کام کیا ہوگا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا زخمی حضرات کی یہ نگہداری کریں گی ان کو مرہم پٹی کریں گی۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کرتی تھیں۔

ہم نے عرض کیا ان تیرہ خواتین کے نام کیا ہیں۔

امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ان کے نام یہ ہیں۔

1۔ القنوا بنت رشید 2۔ ام خالد الجشیعۃ 3۔ ام ایمن

4۔ حبابہ 5۔ العیہ 6۔ سمیہ مادر عمار بن یاسر

7۔ زبیرہ 8۔ ام سعید حنفیہ 9۔ صیانۃ الماشطہ

10۔ ام خالد جھنیہ

اقول تین کا نام اس روایت میں موجود نہ تھا مگر اس میں شک وشبہ کی گنجائش تک نہیں کہ امام صاحب زمان علیہ السلام کے وقت میں بے شمار افراد رجوع کریں گے۔ حضرت رضا ناسخ التواریخ 450 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوش بحال ﴿177﴾

محمد بن صدقہ فرماتے ہیں:۔ایک دن امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا:۔آپ نے فرمایا:۔اے ابن صدقہ رات میں نے خواب دیکھا کہ ''حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی و فاطمہ حسن وحسین صلوٰۃ اللہ علیھم اجمعین سے ملاقات ہوئی اس حالت میں اللہ سبحانہ کے بارے میں گفتگو ہوئی میں نے عرض کیا'' اللہ سبحانہ کے بارے میں'' آپ نے اثبات میں سر ہلایا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے اور نزدیک کیا اور اپنے اور حضرت علی سلام اللہ علیہما کے درمیان بیٹھا لیا۔

اور مجھے فرمایا:۔ کانہ بذریۃ من ازل قدیعرف من لاھل السماء و لا ھل الارض (رضا)۔ وہ ازل سے ذریت سے ہیں مبارک ہو مبارک ہو اس پر جو ان کو حق کے ساتھ پہچانے چاہے۔ زمین سے ہو یا آسمان سے۔والذی خلق الحبۃ و برء النسمۃ العارف بہ خیر من کل ملک مقرب و کل نبی مرسل و ہم واللہ یشارکون الرسل فی درجاتھم اور اس کی قسم جس نے دانے کو پیدا کیا اور خاک سے باہر نکالا جو بھی اس کا مقام امام رضا علیہ السلام جانتا ہوں۔عارف ہو،وہ ملائکہ مقرب سے بہتر ہے اور یہ افراد اللہ کی قسم (امام رضا کی معروف رکھنے والے) انبیاء رسل کے درجات میں شریک ہوں گے۔

پھر امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔خوش بحال ان لوگوں کا کہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علی علیہ السلام وآلہما علیہما السلام کے حق کے عارف ہوں گے،اور وای و بدحال وہ ہوں گے جو ان کو پہنچانیں

گے مگران کی پیروی نہیں کریں گے" وکفی بجہنم سعیرا"

تاریخ التواریخ حضرت رضاج 14 ص 452

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باغ بہشت دنیا میں (178)

عمار بن زید فرماتے ہیں امام رضا علیہ السلام کی ہمراہی میں مکہ معظمہ جارہا تھا کہ راستے میں ایک غلام (بچہ) مریض ہوگیا اور مجھ سے انگوروں کی حاجت کرنے لگا۔ میں نے اسے کہا اس بیابان میں کہاں سے انگور لاؤں۔ ابھی اسی پریشانی میں تھا کہ امام رضا علیہ السلام نے کسی کو ہمارے نزدیک بھیجا۔ اس نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام نے استفسار کیا ہے کیا یہ نوعمر انگوروں کی آرزو کررہا ہے، میں نے عجلت سے کہا ہاں!

فرمایا:۔ اپنے سامنے دیکھو، جب میں نے سامنے دیکھا تو ایک باغ نہایت ہی بھرا ہوا پر سبز، طراوت والا تھا۔ اس میں قسم، قسم کے درخت انگوروں اور اناروں سے بھرے ہوئے نظر آئے۔

حیرت میں اسی طرف چل پڑا اور اس باغ میں داخل ہوگیا۔ شکر کے انداز سے متحیرانہ انداز سے انگوروں اور اناروں کو توڑنے لگا۔ اس مریض کے پاس لے آیا اس نے نہایت اشتیاق سے کھایا۔ اور راستے کے لیے بھی الگ وہ انگور وانار میں نے رکھ لیے۔

جب بغداد پہنچا تو اس محیر العقول واقعہ کو متدین اور غیر متدین افراد کو سنانے لگا ان میں لیث بن جوہری بھی تھا

یہ مجھ سے سن کر امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور مذکورہ واقعہ کو امام رضا علیہ السلام کو

استفسار اً انداز میں سنانے لگے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اس باغ کو دوبارہ دیکھیں۔

انہوں نے اثبات میں سر ہلائے۔

تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اپنے سامنے دیکھو، جب انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایسے باغ کو دیکھا جو باغ بہشت کا پتہ بتا رہا تھا۔ انواع میوہ جات اس باغ میں درختوں پر لدے ہوئے تھے۔

انہوں نے فوراً ایک زبان میں کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ فرزند رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہیں اپنے جد اور والد کے بعد بلند ترین مخلوق میں سے ہیں۔

تاریخ التواریخ امام رضا 455 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدینہ اور مکہ قلیل عرصے میں ﴿179﴾

نوفلی فرماتے ہیں:۔ ایک دن امام رضا علیہ السلام نے خلیفہ مامون الرشید سے کہا آج کل دوا استعمال کر رہا ہوں اور میں چشمہ آب گرم کی طرف جا رہا ہوں تا کہ خیمہ لگا کر سات دن تک وہاں گزاروں۔ اس لیے آپ کسی کو میرے پاس نہ بھیجیں۔

مامون الرشید نے یہ قبول کرلیا۔

امام رضا علیہ السلام اس چشمہ آب گرم پہنچے اور خیمہ لگا لیا۔ مامون سات دن بعد اپنے خادموں کے ساتھ جاہ وحشم کے انداز میں امام رضا علیہ السلام کی جانب روانہ ہوا۔ جب چشمہ آب پر پہنچا تو اپنی سواری سے اترا اور امام رضا علیہ السلام کے خیمے میں داخل ہوا۔ آپ کی تعظیم وتکریم اور اظہار اشتیاق کے ساتھ آنحضرت

کے ساتھ کچھ دیر بیٹھا رہا اور اس کے بعد مامون الرشید واپس پلٹ آیا۔

تھوڑے عرصے بعد عامل مدینہ کا نامہ مامون الرشید کے حضور پہنچا، تحریر تھا کہ امام رضا علیہ السلام فلاں روز مدینہ میں تشریف لائے تھے اس کے بعد مکہ تشریف لے گئے۔

چند دنوں کے بعد عامل مکہ کا خط موصول ہوا۔ مامون الرشید نے جب اس کا مضمون پڑھا تو بہت ہی حیران رہ گیا تحریر تھا کہ امام رضا علیہ السلام مکہ میں ہیں جب یقین ہو گیا تو آپ کو اطلاع دے دی۔

مامون الرشید سخت حیران رہ گیا۔ امام رضا علیہ السلام کے پاس مشرف ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے تو آپؑ کو چشمہ آب گرم ہی میں پایا تھا اور آپؑ نے کہا تھا کہ دوا استعمال کر رہا ہوں سات دن تک کسی کو میرے پاس آنے جانے نہ دیں مگر حیران ہوں آپؑ اتنی قلیل سی مدت میں مدینہ اور مکہ بھی ہو آئے۔ میں آپ کا بھائی اور چچا کا بیٹا ہوں، جو علم اللہ سبحانہ نے وافر انداز میں آپؑ کو دیا ہے مجھے بھی ایک حرف اس علم کا عنایت فرمادیں تاکہ میں بھی فائدہ حاصل کرسکوں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اگر میں خضر ہوتا یا وہ جو آپ کہہ رہے ہیں اس پر قادر ہوتا تا چہ برسد با آنجا میں تو تیری رعایا میں سے ہوں۔ (تقیہ کے طور پر یہ الفاظ آپ نے فرمائے)۔ مامون الرشید یہ سن کر ہنسنے لگا اور قسم کھا کر کہا، آپؑ ان مقامات پر گئے تھے اور واپس بھی پہنچ گئے، آپ ہی حجت خدا تعالیٰ ہیں اور آپؑ ہی اس امت کے ولی ہیں۔

ناسخ التواریخ امام رضا 456 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تین سو افراد چھوٹی سی جگہ میں (180)

جب مامون الرشید خلیفہ عباسی نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو مدینہ سے خراسان آنے کی دعوت دی تو امام رضا علیہ السلام کے ساتھ اس سفر میں آپ کے ہمراہ تین سو افراد تھے۔

سفر کے دوران جب وہ ایک منزل پر پہنچے تو وہاں ایک پہاڑ تھا اور اس میں ایک غار بھی تھی جس میں ایک عابد وزاہد شخص اللہ سبحانہ کے حضور مشغول عبادت تھا۔

اسے خبر ملی کہ فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ تشریف لائے ہیں اور وہ اسی لحہ امام رضا علیہ السلام کے حضور حاضر ہوا اور امام رضا علیہ السلام کی مدح وثناء کرنے لگا۔

اس نے اپنا مدعا بھی بیان کیا کہ اے امام معصومؑ چند سالوں سے آپؑ کا انتظار کر رہا تھا۔ آپؑ کی محبت کا بیج اپنے مزرعہ دل میں لگا چکا ہوں اور متواتر آپ کے آباؤ اجداد کی حمد وثناء میں مشغول رہتا ہوں۔ اس وقت آپؑ سے التماس کرتا ہوں کہ آپؑ کے مکارم اخلاق سے فیض حاصل کروں اور میرے فقیرانہ مسکن کو آسمانی سورج وچاند سے بھی زیادہ منور فرمائیں۔

امام رضا علیہ السلام نے یہ دعوت قبول کر لی اور اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ اس درویش کی غار کے دھانہ تک پہنچے۔

امام رضا علیہ السلام کی اقتداء میں سب نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ورد مبارک کے ساتھ اس غار میں داخل ہوئے۔ امام رضا علیہ السلام کی برکت سے اس چھوٹی سی غار میں سب سما گئے۔

درویش یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا امام رضا علیہ السلام کے قدموں میں گر کر والہانہ انداز سے بوسے لینے لگا اس وجہ سے بھی پریشان وشرمسار تھا کہ میں ان سب کی کیسے پذیرائی کروں۔

امام رضا علیہ السلام نے اس پریشانی کو سمجھ لیا اور فرمانے لگے اے درویش جو کچھ بھی کھانے پینے کا سامان ہے حاضر کرو اور یہ فکر مت کرو کہ مہمان اس قدر ہیں۔ زاہد غار کے ایک گوشہ سے تین روٹیاں اور شہد کا ایک کوزہ لے آیا اور امام رضا علیہ السلام کے حضور اقدس میں رکھ کر معذرت کے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

امام رضا علیہ السلام نے اس پر اپنی عباء کو ڈالا۔ پھر اپنے لبوں کو حرکت دی اس کے بعد اپنے دست رزاقیت کو عباء ستاریت میں لے گئے جب دست مبارک کو باہر نکالا تو نان اور شہد موجود تھا۔ آپ نے درویش کو تھماتے ہوئے کہا کہ اپنے مہمانوں کی پذیرائی کرو۔

درویش مہمانی میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ تین سو افراد اس سے بہرہ مند ہوئے۔

جب امام رضا علیہ السلام نے اپنی رداء مبارک کو اٹھا لیا تو درویش یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہی تین روٹیاں اور شہد کا کوزہ اپنی جگہ پر موجود ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع بھی نہیں ہوئی۔ اسی وقت خود کو زمین پر گرا دیا اور امام رضا علیہ السلام کے قدموں کو چومنے لگا اور اپنے چہرے کو ان سے ملنے لگا اور بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ اس پر لعنت ہو جو آپ کی امامت پر شک کر رہا ہو۔

تاریخ التواریخ امام رضاؑ 457 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خشک صخرہ صما سے چشمہ آب (181)

وکیع فرماتے ہیں امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ امام علیہ السلام پر درود و

صلوۃ بھیج کر التماس کرنے لگا کہ مولائے من مجھے بھی ایک معجزہ دکھائیں تا کہ اس کو دوسروں سے حکایت کروں!۔

پس امام رضا علیہ السلام نے ایک صحرہ صما کی طرف اشارہ کیا تو اس خشک جگہ سے پانی جاری ہو گیا۔ مجھے پینے کا اشارہ کیا ہم جتنے بھی تھے وہاں سے پانی پینے لگے۔

تاریخ التواریخ امام رضا 459 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گھاس پھونس کا طلاء بنانا (182)

عمارہ بن زید فرماتے ہیں امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اس نیت سے حاضر ہوا کہ فلاں شخص کے لیے کچھ عطا فرمائیں۔

امام رضا علیہ السلام نے یہ التماس سن کر مجھے گھاس پھونس سے بھرا ہوا ایک تھیلا دے دیا۔ مجھے شرم آئی کہ امام رضا علیہ السلام کے حضور اقدس میں اس کو الٹ پلٹ کر دیکھوں یا واپس کر دوں۔ وہاں سے اسی پریشانی سے چلا آیا۔ جب اس مرد کے دروازے پر پہنچا تو اس تھیلے کو کھول کر دیکھا تو حیرت کی انتہاء ہوئی کہ وہ دیناروں سے بھرا ہوا تھا وہ شخص اور اس کی نسلیں تک مستغنی ہو گئیں۔ جب دوسرے دن امام رضا علیہ السلام کے حضور اقدس میں پہنچا تو عرض آنے لگا، یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو گھاس پھونس آپ نے دیا تھا وہ تو طلاء میں تبدیل ہو گیا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ میں نے اسی لیے تو دیا تھا۔

تاریخ التواریخ امام رضا 459 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیوی کیسے زندہ ہوئی ﴿183﴾

ابراھیم بن سہل حیرت انگیز داستان جو خود آپ بیتی ہے بیان کرتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنی سواری پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ جو لوگ غلط بیانی آپ کے بارے میں کرتے تھے میں نے امام رضا علیہ السلام سے بیان کیا کہ اکثر آپ کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا جانشین نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ کس نے آپ کو منصب امامت پر فائز کیا ہے؟ کیا خود ہی اپنی طرف سے دعوئی امامت کر دیا ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے یہ سن کر مجھے فرمایا:۔ تیرے نزدیک امامت کی کیا علامات ہیں؟

میں نے عرض کیا:۔ جو مکانات کی چھتوں پر واقع ہوا سے بیان کر سکے یعنی جو آنکھوں سے غیب ہوں، ان کی خبر دے سکے، جب کہ وہ دوسروں سے بالکل محجوب رہیں۔ مردگان کو زندہ کر سکے اور زندہ افراد کو موت سے ہم آغوش کر سکے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ یہ کام مجھ سے اصلاً بعید نہیں ہیں البتہ لوگ جو چاہتے ہیں کہیں۔ مجھے اس کی بالکل پرواہ نہیں۔

اس وقت تیری جیب میں پانچ دینار ہیں۔ مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی، امام نے پھر فرمایا:۔ تیری بیوی کو فوت ہوئے ایک سال بیت چکا ہے اور میں نے ابھی اسے زندہ کر دیا ہے (حکم خدا سے) ایک سال تک وہ تیرے ساتھ رہے گی اور ایک فرزند بھی اللہ سبحانہ تجھے اس سے عنایت کرے گا۔

اب تم جاؤ جا کر دیکھو کہ تیری بیوی تیرا انتظار کر رہی ہے۔ تا کہ تم خود جان سکو کہ میں امام ہوں اور کوئی میری امامت میں اختلافات پیدا نہیں کر سکتا۔

جب میں نے امام رضا علیہ السلام سے یہ پر رعب وجلال کلمات سنے تو میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ اخرج روعک فانک امن'' اس ڈر وخوف کو اپنے سے دور کر تجھے امان ہے۔

پس میں امام علیہ السلام کو عقیدت بھرے انداز میں وداع کہہ کر اپنے گھر پہنچا تو گھر میں اپنی بیوی کو دیکھ کر از حد حیرت ہوئی اللہ سبحانہ کا شکر ادا کیا اور امام رضا علیہ السلام کی محبت دل میں اور پیدا ہوگئی۔

میں نے اپنی بیوی سے پوچھا تم کیسے یہاں آئی ہو۔ اس نے جواب دیا۔ میں سو رہی تھی اس حالت میں پر شفیق شخص فلاں فلاں وضعیت میں تشریف لائے (وہ امام رضا علیہ السلام کے وصف وشمائل بیان کرنے لگی) مجھ سے فرمانے لگے'' یاھذہ قومی وارجعی الی زوجک فانک ترزقین بعدالموت ولداً'' اے فلانہ کھڑی ہو جا اور اپنے شوہر کے پاس جاؤ بیشک تجھے اس موت کے بعد اللہ سبحانہ فرزند عطا فرمائے گا۔ ابراہیم بن سہیل:۔ خدا کی قسم مجھے اس خاتون سے یعنی اپنی بیوی سے ایک فرزند بھی عطا ہوا۔

تاریخ التواریخ امام رضا 460 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز عصر و زکوۃ کو وقت پر ادا کرو (184)

ابو حامد سندھی سے منقول ہے:۔ امام رضا علیہ السلام کو عریضہ لکھا کہ میرے حق میں دعا فرمائیں۔

امام رضا علیہ السلام نے اس کا جواب دیا، میں نے آپ کے نامہ کو آنکھوں سے لگایا جب مضمون

کو پڑھا تو بے حد شرمندگی ہوئی کیونکہ امام رضا علیہ السلام نے مجھے اس چیز کی دعوت دی تھی کہ بغیر از اللہ سبحانہ کو اس کا علم نہ تھا۔

آپ کی جانب سے تحریر تھا:۔ ''نماز عصر کو تاخیر سے نہ پڑھا کرو اور زکوۃ کو نہ روکا کرو''

امام رضا علیہ السلام نے اس انداز سے میری ہدایت فرمائی کیونکہ میں نماز عصر کو عام طور پر دیر سے ادا کرتا تھا اور اس طرح دراہم کو ترقی وتنزل کی وجہ سے غیر وقت میں زکوۃ ادا کرتا رہتا تھا۔

جب کہ امام رضا علیہ السلام کو اشارۃً بھی اس بارے میں تحریر نہ کیا تھا۔

ناسخ التواریخ امام رضا 462 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دروازوں اور دیواروں کا سلام (185)

سعد بن سلام سے منقول ہے کہ ہم دس افراد اس وقت سخت ہیجان و حیرت زدہ رہ گئے جب ہمارے یہ کہنے سے کہ علی بن موسیٰ الرضا آپ صلاحیت امامت نہیں رکھتے کیونکہ آپ کے والد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے وصیت نہیں فرمائی'' اسی ہنگام جو پتھر ہمارے پاؤں کے نیچے تھے گویا ہوئے کہ وہ میرے امام ہیں اور ہر موجودات جو خالق نے خلق فرمایا ہے اس کے بھی امام ہیں۔

جب ہم مسجد میں امام رضا علیہ السلام کے پاس پہنچے تو مسجد کے دروازے، کھڑکیاں اور دیواریں آپؑ سے ہم کلام ہوئیں اور آپ کو نہایت عقیدت بھرے لہجے میں سلام کر رہی تھیں۔

(السلام علیک یا علی بن موسیٰ الرضا)

ناسخ التواریخ امام رضا 469 جلد 14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذریت کثیر ﴿186﴾

حنان بن سدیر فرماتے ہیں:۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے استفسار اَعرض کیا:۔ کیا امام ایسے بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کی کوئی بھی اولاد نہ ہو؟ (امام بیٹا ہوگا)۔

امام رضا علیہ السلام نے شفقت سے فرمایا:۔ مجھ سے ایک ہی بیٹا ہوگا مگر اللہ قادر متعال اس سے بہت زیادہ ذریت پیدا کرے گا۔

اثبات الھداۃ 154/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لباس و نقدی ﴿187﴾

فضل بن ربیع سے نقل ہے:۔ ہارون رشید نے ایک دن اپنے حاجب سے کہا کہ علی بن موسیٰ علوی امام رضا علیہ السلام کو زندان سے نکال کر درندوں کے جنگلے میں ڈال دو (تاکہ نور خدا تعالیٰ کو خاموش کر دیا جائے)۔

اس کے حاجب نے امام رضا علیہ السلام کو اس چالیس درندوں والے جنگلے میں جانے پر مجبور کیا۔

امام رضا علیہ السلام اس میں داخل ہو گئے۔ مگر سب درندوں نے پالتو جانوروں کی مانند امام رضا علیہ السلام کا استقبال کیا۔ حاجب یہ دیکھ کر متحیر ہو گیا مگر اس کا اظہار کسی سے نہ کیا۔

جب خلیفہ ہارون رشید نیند کی آغوش میں چلا گیا تو اس نے خواب دیکھا کہ جو نہایت ہی خوفناک تھا اس نے اسی وقت اس حاجب کو بلوایا، اور حکم دیا کہ جاؤ جا کر معلوم کرو علی بن موسیٰ کے ساتھ کیا ہوا۔

جب حاجب وہاں پہنچا تو اور بھی حیرت میں اضافہ ہوا کہ امام رضا علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں اور تمام درندگان چاروں طرف عقیدت مندانہ انداز میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب ہارون رشید کو اس واقعہ کی خبر دی تو وہ بھی تعجب سے یہ منظر دیکھنے کو چل پڑا۔ اور انہوں نے بھی وہی نظارہ دیکھا پس امام رضا علیہ السلام کو باہر آنے کو کہا اور پھر ان کو لباس اور نقدی تقدیم فرمائی۔

(جب کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہوا تھا کہ ہارون رشید میرا نقصان نہیں کرسکتا)

اثبات الھداۃ 147/6

امام رضاؑ سے مانگ لو(188)

جناب سید عباس رضا بخاری جو کہ سرگودھا کی ایک تنظیم متحدہ اسلامیہ آرگنائزیشن کے چیئرمین ہیں۔ ایران کی زیارت کے لیے ہمارے ساتھ جناب حاجی نذر حسین ولد احمد خان بھی تھے۔ وہ پولیس میں خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ نیکی کے بہت سے کام ان سے منسوب کیے جاتے تھے۔ ملنسار بھی بہت تھے۔ عزیز واقارب سے بھی بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرمائے ہوئے حکم پر بھی عمل کرتے رہتے تھے۔ سخاوت بھی ایک انداز سے کرتے رہتے تھے خلاصہ ان میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ انسانی جسم پر تغیر وتبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اچھی تبدیلی فرمائے۔

مگر جناب نذر حسین خان صاحب اس امید وآس سے اس مقدس سفر کے لیے تیار ہوئے تھے کہ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس سے ہر ایک کو نوازا جاتا ہے۔ وہ بھی مسافر ہیں ہم بھی ان کی خاطر مسافر بن رہے ہیں۔

جناب خان صاحب ایک عرصہ سے کینسر کے مرض میں گرفتار تھے۔ ڈاکٹر حضرات نے اس مرض سے آزادی

کے بارے میں نا امیدی کا اظہار کر دیا تھا مگر یہ صاحب اللہ تعالیٰ سے اور ان کے مقدس ترین نمائندوں سے نا امید نہیں ہوئے تھے۔

ان کا مرض کینسر بھی ان کے چہرے پر تھا اور وہ اپنے چہرے کے مختلف حصوں کا کئی بار آپریشن کرا چکے تھے۔ ڈاکٹر حضرات نے ان کو اطمینان دینے کی خاطر اور بھی آپریشن کا کہا ہوا تھا مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ امام رؤف امام رضا علیہ السلام کے جنت نما روضہ مقدس کی زیارت کی خاطر قافلہ جا رہا ہے تو یہ بھی اس مقدس سفر پر جو کہ یقینی طور پر یہ سفر سفرِ معراج تھا مسافر بننے کو بالکل تیار ہو گیے۔

تمام راستے امام رضا علیہ السلام کو یہ بہت ہی اچھے انداز میں پکارتا رہا۔ اس کی آنکھوں کو اکثر قافلے والوں نے برسات کی مانند دیکھا۔ ہر کوئی ' کوئی نہ تمنا رکھتا تھا۔ یہ ہر ایک سے عرض کرتا کہ میری شفاء کے لیے امام رضا علیہ السلام کے حضور دعا کرنا تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے۔

آخر کار ہم سب اسی انداز میں مشہد مقدس پہنچ گئے مگر خان صاحب بہت ہی بے قرار تھے۔ تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد پورا قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھویں جانشین کے آستانہ مقدس پر حاضر ہوا۔

ہر ایک رو رو کر امام تقیؑ کا واسطہ دے کر' امام حسینؑ کا واسطہ دے کر' مولا علیؑ اور فاطمہؑ کا واسطہ دے کر دعائیں کر رہا تھا۔ بے حد رش ہونے کے باوجود ہر ایک مولا رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس سے لپٹ جانا چاہتا تھا۔ خان صاحب بھی اسی انداز سے اس در مقدس سے مانگ رہے تھے جہاں سے انبیاء کرام علیہم السلام' ملائکہ نے' اولیاء نے' صحابہ کرامؓ نے مانگا تھا اور نور حقیقی حاصل کیا تھا۔

مگر جب رات کو خان صاحب کو باب شفاء میں ایک رسی کے ساتھ حاجت کی خاطر منسلک کر دیا تو یہ صاحب

بلک بلک کر اپنے مرض کی باتیں کرنے لگے۔نزدیک آدھی رات بعد ان کے چہرے پر شدید درد کی ایک لہر آئی جو کہ ان کو اور بے قرار کرنے لگی اب تو اور رو رو کر استدعا کرنے لگے تھوڑی دیر بعد ان کو سکون نصیب ہونے لگا۔ایسا سکون؛ جن کی خاطر یہ مدت سے تڑپ رہے تھے۔اب آرام تھا۔مداوہ ہو چکا تھا۔کہنا شروع کر دیا کہ امام رضاؑ نے شفاء دے دی۔امام رؤف نے نواز دیا۔اب وہ بالکل صحیح وسالم ہیں اور ہر ایک سے فرماتے ہیں امام رضاؑ سے مانگ لو وہاں انکار نہیں۔

انجام غالی ﴿189﴾

یونس نقل کرتے ہیں:۔ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس ہی تھا کہ ایک شخص جو طیارہ قبیلہ سے تھا اور یہ سب کے سب غالی تھے۔امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کچھ عرض کرنے لگا۔یہاں تک کہ امام رضا علیہ السلام غضبناک ہو گئے اور اپنے غضب کو نہ روک سکے اور اس حالت میں فرمایا یہاں سے نکل جاؤ۔اللہ تجھ پر اور اس پر لعنت کرے جس نے تجھے یہ بتایا ہے اور ایسی لعنت ہو کہ جسے کے پیچھے ہزار لعنت اور ہر لعنت تجھے جہنم کی گہرائیوں میں لے کر جائے۔

وہ شخص یہ سب کچھ سن کر اٹھا اور ابھی دس قدم ہی چلا ہو گا کہ گرا اور گرتے ہی سے غش کر گیا۔جو کچھ کھایا ہوا تھا تے کے ذریعے نکل گیا پھر مر گیا اور اس کے بے جان جسم کو اٹھا کر لے گئے۔

امام رضا علیہ السلام نے پھر فرمایا:۔اس کے پاس فرشتہ عذاب پہنچا اور اس نے اس کے سر پر شدید ضرب ماری کہ اس کا مثانہ پھٹ گیا اور جو کچھ اس نے کھایا تھا تے کر دیا اور اللہ تعالی اس کو عنقریب جہنم کی گہرائی میں گرا دے گا۔(غالی اسے کہتے ہیں جو کہ محمد وآل محمد علیہم السلام کو اللہ تک کہہ دیتے ہیں)

اثبات الھداۃ 145/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا کا اثر ﴿190﴾

محمد بن اسحاق اس مضمون میں بیان کرتے ہیں:۔ یزید نامی شخص امام موسیٰ کاظم تک عقیدہ درست رکھتا تھا مگر وہ اپنے بھائی محمد سے اس بات پر مخالفت رکھتا تھا کہ امام رضا علیہ السلام امام منصوص نہیں ہیں مگر محمد اپنے بھائی کو آمادہ کرتا تھا کہ حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام امام منصوص من اللہ ہیں۔

ایک دفعہ اس بات پر یہ مخالفت بند کرنے کا سوال ہوا کہ اے محمد تم اپنے امام رضا علیہ السلام سے یہ استدعا کرو کہ یزید کے بارے میں بھی دعا کریں کہ اسے حق مل جائے تو میں بھی امام رضا علیہ السلام کی امامت کا دل وجان سے معترف ہو جاؤں گا۔

محمد نے جب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں قبولیت کا شرف حاصل کیا تو اپنے بھائی کی تمنا الفاظ کے ذریعے پیش کی۔ امام رضا علیہ السلام نے یہ سن کر دعا کے لیے اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں دست بلند کیے۔

ابھی اس دعا کو فقط چند روز ہی گزرے تھے کہ یزید نے امام رضا علیہ السلام کی امامت کا اعتراف کرلیا اور اپنے گزرے ہوئے اعمال و کردار سے توبہ کی۔

اثبات الہداۃ 145/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخار کا جلدی اترنا ﴿191﴾

علی بن خطاب بیان کرتے ہیں:۔ روز عرفہ امام رضا علیہ السلام نے پانی طلب فرمایا:۔ پانی پینے کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ جو دور ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا ہے اسے بھی جا کر یہ ہی پانی پلا دو۔

پانی اس کے پاس لے گئے، ہم نے محسوس کیا کہ وہ مریض ہے اور بخار اس پر طاری ہے۔ مگر جیسے ہی اس نے

پانی پیا ہم نے محسوس کیا کہ یہ تو مریض ہی نہ تھا یعنی پانی پیتے ہی اس کا بخار اتر گیا۔

اثبات الھداۃ 143/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دانتوں کا دوبارہ پیدا ہونا (192)

حافظ رجب برسی نقل کرتے ہیں:۔ جب امام رضا علیہ السلام خراسان کے علاقے میں پہنچے تو آپ سے ملنے کے لیے آپ کے بہت سے محب اطراف اور اکناف سے آئے ان میں علی بن اسباط بھی تھے یہ اپنے ساتھ امام علیہ السلام کے لیے اموال وتحائف بھی لائے تھے۔ بین راہ میں راہ زنوں نے سب کچھ لوٹ لیا مزاحمت کرنے سے ان کو بھی زخمی کر دیا حتیٰ منہ پر چوٹ آنے سے دانت تک ٹوٹ گئے۔ یہ شخص پریشانی کے عالم میں پاس ہی ایک دیہات تھا وہاں پہنچا۔ کچھ سکون حاصل ہوا اور ایک جگہ لیٹ گیا اور نیند نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا۔

عالم خواب میں دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور تسلی دے رہے ہیں:۔ مت غم کر، نہ پریشان ہو تمہارے تحائف واموال مجھ تک پہنچ گئے ہیں اور جو تجھے دانتوں کا غم ہے، تو اس کی خاطر سعد (خوشبودار جڑی بوٹی جو ہے کو پیس کر اپنے منہ میں رکھ لے) اتنے میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ خوشی خوشی اس نے یہ کام کیا۔ جیسے ہی اس نے سعد جڑی کو پیس کر منہ میں ڈالا۔ اللہ سبحانہ نے اس کے دانتوں کو پیدا کر دیا۔ جب وہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قدم بوسی کے بعد عرض کرنے لگا:۔ آپ نے جو کچھ سعد جڑی کے بارے میں فرمایا تھا اس کو حق پایا:۔

جب وہ خزانہ میں وارد ہوا تو آپ نے فرمایا:۔ وہ دیکھو، جب میں نے اس طرف دیکھا تو وہ تحائف اور

اموال ایک طرف تھے جن کو راہ زنوں نے لوٹ لیا تھا اور امام رضا علیہ السلام نے معجزانہ انداز سے راہ زنوں سے یہ واپس لے لیا تھا۔ اثبات الھداۃ 138/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گناھوں سے خلاصی ﴿193﴾

ابوصلت ہروی فرماتے ہیں:۔ ہم امام رضا علیہ السلام کی مجلس مبارک میں نہایت عقیدت واحترام سے بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں اہل قم سے کچھ لوگ اذن دخول لے کر حاضر ہوئے۔ انہوں نے نہایت ادب سے سلام عرض کیا آپ نے بھی ان کے سلام کا جواب محبت سے دیا پھر ان کو اپنے نزدیک بیٹھنے کا اشارہ فرمایا:۔ جب سب آرام سے بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا:۔ مرحبا، خوش آمدید، تم بھی ہمارے حق کو پہچاننے والے ہو۔ عنقریب تم پر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ تم سب نہایت اشتیاق سے طوس میں میری تربت کی زیارت کرو گے۔ پس جو میری زیارت کو آئے گا اور اس حالت میں کہ اس نے غسل کیا ہوگا تو اس کے گناہ ایسے ختم ہو جائیں گے جیسے کہ ابھی ابھی وہ اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔ اثبات الھداۃ 98/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درجہ استجابت ﴿194﴾

یاسر فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ بے شک تم کسی کی بھی قبر کی زیارت نہ کرو، مگر ہم آل محمد علیہم السلام کی قبور کی ضرور زیارت کے لیے سفر کرو۔ توجہ کرو کہ عنقریب مجھے مظلومانہ انداز سے زہر کے ساتھ قتل کر دیا جائے گا۔ اور میری قبر ملک غیر یعنی عرب کے علاوہ بنائی جائے گی۔ پس جو بھی میری قبر کی زیارت کے لیے سفر کرے گا تو اس کی دعائیں درجہ استجابت حاصل کریں گی اور اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اثبات الہداۃ 98/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آنے جانے کی جگہ ﴿195﴾

عبدالسلام بن صالح ہروی فرماتے ہیں:۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سنا ہے۔ انہوں نے کہا فرمایا:۔ مجھے عنقریب زہر کے ساتھ مظلومیت کے انداز میں قتل کر دیا جائے گا پھر مجھے ہارون رشید کے کنارے دفن کیا جائے گا۔

مگر میری تربت کو اللہ سبحانہ میرے دوستوں اور میرے شیعوں کے آنے جانے کی جگہ قرار دے گا۔

اثبات الھداۃ 88/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گردن کا ٹوٹنا ﴿196﴾

زبیر بن بکار نقل کرتے ہیں:۔ میرے والد بکار نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے حق میں کسی چیز کے بارے میں کوئی شدید ترین ظلم انجام دیا جس سے امام رضا علیہ السلام نہایت پریشان ہوئے۔ آپؑ نے اس وقت اللہ سبحانہ سے استدعا کی کہ تو میرا اس سے انتقام لے۔ اس وقت میرے والد اپنے محل میں تھے کہ اچانک گرے اور گرتے ہوئے گردن کو شدید جھٹکا لگا کہ گردن ٹوٹ گئی۔

اثبات الھداۃ 86/4

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحرائی شخص کا نماز میت پڑھنا ﴿197﴾

ہرثمہ بن اعین فرماتے ہیں:۔ امام رضا علیہ السلام نے اپنی شہادت سے پہلے شہادت کے تمام واقعات بتائے اور یہ بھی فرمایا کہ ان کو میری شہادت کے بعد بیان کرنا۔

پس ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ امام رضا علیہ السلام کو انار یا انگوروں کے ذریعے شہید کر دیا گیا۔ پس اس ہنگامی میں خلیفہ کے حضور حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا:۔ امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میری وفات کے بعد اس عہد کو ظاہر کروں۔ پس تمام حالات و واقعات جو امام رضا علیہ السلام نے بتائے تھے خلیفہ مامون الرشید کے گوش گزار کیے۔

مامون رشید نے یہ سن کر تعجب کیا۔

امام رضا نے مجھے غسل و کفن کا حکم دیا تھا پس اس کے بعد ہم نے امام رضا علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق نماز میت میں کچھ تاخیر کی۔ اتنے میں صحراء کی جانب سے ایک اونٹ سوار کو آتے دیکھا۔ آنے کا انداز سرعت والا تھا۔ وہ امام رضا علیہ السلام کے جسد مبارک تک پہنچا کسی سے کوئی گفتگو نہ کی۔ اس نے امام رضا علیہ السلام کے جسد مبارک پر نماز ادا کی اور پھر اسی طرح خارج ہو گیا۔

اس کے بعد عوام الناس نے نماز ادا کی۔

خلیفہ نے اس آدمی کو طلب کرنے کا حکم دیا۔ اس کی تلاش میں نکلے مگر اس کے بارے میں پھر کسی کو علم نہ ہو سکا۔

کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ 89

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہولناک مقام سے خلاصی (198)

حمدان دیوانی نے امام رضا علیہ السلام سے سنا:۔ آپ نے فرمایا جو میرے گھر کی (روضہ مبارک) دور سے زیارت کرے گا تو قیامت کے دن اس کے عوض تین مقامات پر قیامت کی ہولناک سے خلاصی

دینے کے لیے آؤں گا۔

اس ہنگام جب نامہ اعمال کو دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

اس ہنگام جب میزان پر لایا جائے گا۔

اس وقت جب جہنم کے کنارے پل صراط پر لایا جائے گا

(یعنی اس زائر کو ان سے بچا کر جنت بھیج دیا جائے گا)۔

اثبات الھداۃ 42/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام بیٹا ﴿199﴾

ابن ابی نصر نقل کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ میرا امام بیٹا ہے پھر آپ نے فرمایا، کیا کسی میں جرات ہے کہ بیٹا نہ ہو اور پھر کہیے میرا بیٹا یعنی میرا بیٹا امام ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ابن قیاما نے امام رضا علیہ السلام کو ایک نامہ تحریر کیا جس میں تحریر تھا کہ آپ کیسے امام ہیں جب کہ آپ کا کوئی بھی بیٹا نہیں ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے یہ پڑھ کر غضبناک ہوئے اور جواب دیا تجھے کیا خبر کہ میرا کیوں بیٹا نہیں؟ خدا کی قسم دن اور رات نہیں گزریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

صفوان بن یحییٰ نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا تھا۔ اس وقت جس وقت امام جواد کو بھی اللہ سبحانہ نے عطا نہیں کیا تھا (کہ ہمارا امام آپ کے بعد کون ہے)۔

تو آپ نے فرمایا:۔اللہ تعالی مجھے بیٹا مرحمت فرمائے گا۔
پس اللہ سبحانہ نے بیٹا مرحمت فرمایا اور ہماری آنکھوں کو اور روشن کیا (یعنی امام تقی علیہ السلام)

اثبات الھداۃ 31/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب جفر حصہ اول ﴿200﴾

نصر بن قابوس فرماتے ہیں:۔امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ ان کی منزل میں تھا مجھے ایک کمرے کے بارے میں فرمایا:۔جب اس کا دروازہ کھولا تو وہاں پر آپ کے فرزند علی (علیہ السلام) تھے ایک کتاب ان کے ہاتھ میں تھی جس کو وہ دیکھ رہے تھے۔
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے فرمایا:۔اے نصر تم ان کو پہچانتے ہو؟ کیوں نہیں یہ آپ کے فرزند علی (علیہ السلام) ہیں۔
امام موسیٰ کاظم علیہ السام نے فرمایا:۔اے نصر تم اس کتاب کو بھی پہچانتے ہو جسے وہ دیکھ رہا ہے۔
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:۔یہ کتاب جفر ہے اس کو کوئی نہیں دیکھتا مگر نبی یا اس کا وصی۔
(اس لیے یہ وصی ہیں یعنی امام رضا میرے بعد امام ہیں)۔

اثبات الھداۃ 29/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب جفر حصہ دوئم ﴿201﴾

راوی نے کہا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:۔علی (علیہ السلام) بیٹا میرے بیٹوں میں سے سب سے بزرگوار ہے، میرے نزدیک وہ بہت ہی صالح ہے نیکو کار ہے تمام اولاد میں سب سے زیادہ

وہ محبوب ہے۔ میرے ساتھ وہ بھی کتاب جفر کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس کتاب جفر کو کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر یا تو دیکھنے والا نبی اللہ ہو یا وصی نبی اللہ ہو۔

اثبات الھداۃ 28/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالم آل محمدؐ ﴿202﴾

اسحاق بن موسیٰ کاظم علیہما السلام فرماتے ہیں:۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنی اولاد سے فرماتے رہے ہیں کہ یہ تمہارا بھائی علی بن موسیٰ علیہما السلام عالم آل محمد علیہم السلام ہیں۔ تم سب اپنے دین کے بارے میں اس سے سوالات کرتے رہا کرو جو وہ جوابات دیں تم پر لازم ہے اس کو حفظ کرو۔ بے شک میں نے اپنے والد بزرگوار امام صادق علیہ السلام سے مختلف مواقع پر اپنے بارے میں فرماتے سنا ہے کہ عالم آل محمد علیہم السلام تیری اولاد میں سے ہے۔ اے کاش میں اسے دیکھ سکتا بے شک اس کا نام مثل امیر المومنین علیہ السلام ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ محمد بن فضیل ہاشمی فرماتے ہیں۔

امام موسیٰ کاظمؑ کے ارتحال سے ایک روز پہلے ان کی خدمت میں زندان پہنچا۔ مجھے دیکھ کر امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: لامحالہ مجھے موت آنے والی ہے۔ جب مجھے لحد میں اتار دیا جائے گا تو تم نے یہاں رکنا نہیں ہے۔ فوراً مدینہ کا سفر شروع کر دینا اور یہ میری امانت میرے بیٹے علی الرضا علیہ السلام کے حوالے کر دینا کیونکہ وہ ہی میرا وصی ہے اور وہ ہی میرے بعد امام۔

اثبات الھداۃ 28/6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سردار دنیا و آخرت ﴿203﴾

علی بن ابی حمزہ نقل فرماتے ہیں:۔ کہ علی بن یقطین نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا:۔

یاسیدی آپ کے بعد ہمارے امام کون ہیں؟ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:۔ یہ علی ہیں جو میرے بعد سب سے بہتر ہیں یہ مجھ سے میرے والد بزرگوار کی مانند ہیں اور یہ ہمارے شیعیوں کی بہترین پناہ گاہ ہیں علم کے بارے میں جو بھی ان شیعیوں کو حاجت ہوگی سب کچھ ان کے پاس ہے۔ یہ سید و سردار ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور یہ اللہ تعالی کے مقربین بندوں میں شامل ہیں۔

اثبات الھداۃ ج6 ص25

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرم امامؑ رضا سے زیارت حرم امام حسین علیہ السلام کی تمنا کرنا(204)

نصر اللہ جو امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں زمانہ شاہ سے خادم تھے فرماتے ہیں:۔ ایک رات حرم مقدس میں ضریح مقدس کے حصے کو دھونے کی خاطر زائرین سے خالی کرایا گیا۔ جب وہ حصہ خالی ہوگیا تو ہم نے بہت عقیدت سے فرش کو دھونا شروع کردیا۔

جب ہم فرش کو دھونے سے فارغ ہوگئے تو میں امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کے پاؤں مبارک کے حصے کی جانب سے بوسے لیے پھر ضریح مقدس کے پاس عقیدت سے سر جھکا کر امام سے عرض کیا:۔

"یاامام رضاؑ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے کہ کس قدر آرزو ہے کہ آپ کے جد مظلوم سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی جائے مجھے معلوم ہے کہ عراق کے راستے بند ہیں مگر آپ چاہیں تو راستے کھول بھی سکتے ہیں تاکہ میری تمنا و آرزو پوری ہوسکے"

انہی الفاظ کو زبان میں دھراتا ہوا وہاں سے خارج ہوا۔

کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ قومی کشتیوں کے مقابلے شروع ہوئے۔ میں بھی ایک مدت تک اس شوق سے منسلک تھا اور کئی قومی مقابلوں میں حصہ لے چکا تھا مگر اس بار مجھے بعنوان داور (قاضی) دعوت دی گئی۔ جو میں نے قبول کر لی، مجھے کہا گیا کہ عراق یا ترکی میں سے کسی ایک ملک کا انتخاب کروں۔ میں نے بلا سوچ سمجھے ترکی کے لیے رضایت دے دی اور مجھے منتخب بھی کر لیا گیا۔ کچھ دنوں بعد اپنی کوتاہی کا احساس ہوا، درخواست پھر لکھی مجھے عراق کے لیے منتخب کیا جائے۔ بالآخر میری اس درخواست کو منظور کر لیا گیا۔

بالآخر جو میں نے امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں آرزو کی تھی اسی سال اپنی آرزو کو پہنچ گیا اور یہ میری زندگی کا ایک اہم زندگی نامہ تھا کہ امام رضا علیہ السلام کی عنایت سے پورا ہوا اور سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے اپنے وجود کو فیض بخشا۔

میگزین زائر 52

ماہ آذر 1377 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک لقمہ نہیں پورا کھانا ﴿205﴾

حسین زادہ جو خود حرم مقدس میں کافی عرصے سے امام رضا علیہ السلام کے بعنوان خادم زائرین کی خدمت کر رہے تھے اور حرم مقدس کے انتظامات میں شامل تھے فرماتے ہیں: ایک روز امام رضا علیہ السلام کے مہمان خانے میں حسب معمول کھانے کی خاطر پہنچا، ابھی کھانا حاصل نہیں کیا تھا کہ اچانک خیال آیا کہ آج اپنا کھانا کیوں نہ کسی ایسے زائر کو دیا جائے جو مہمان خانے سے دور کسی گوشے میں بیٹھا ہوا ہو، حتی کہ اس خیال کو تقویت کی خاطر کھانے کو رومال میں باندھ لیا۔ نہ معلوم وجہ سے آنسو بھی چھلک پڑے۔ آنسوؤں کو

صاف کرتا ہوا، مہمان خانے سے باہر نکلا، مہمان خانے کے باہر کافی زائر جمع تھے مگر میں یوں ہی قدم بڑھاتا ہوا صحن آزادی میں پہنچ گیا۔

صحن آزادی کے ایک غرفے میں اچانک ایک زائر پر نظر رک گئی قدم اسی کی جانب بے خود اٹھنے لگے۔ وہ اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ وہاں تشریف فرما تھا۔

ان کے پاس پہنچ کر میں نے سلام کیا تو زائر میرے احترام میں کھڑا ہوا۔ میں نے اپنا رومال اس کی طرف کرتے ہوئے کہا کہ یہ امام رضا علیہ السلام کا کھانا ہے۔ یہ قبول فرمائیں۔ یہ تبرک امام رضا ہے۔ زائر نے نہایت حیرت سے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "مجھے ہی کیوں؟"

میں نے کہا "کوئی اعتراض ہے"۔

میں نے کھانا لیتے وقت نیت کی تھی کہ کسی زائر کو آج کا اپنا کھانا دے دوں گا"

زائر نے یہ سن کر کہا بھلا کسی کو اعتراض ہو سکتا ہے مگر اب میری بھی سنیے۔

میں کئی سالوں سے یہاں آرہا ہوں مگر ابھی تک امام رضا علیہ السلام کے کھانے سے محروم ہوں اور نہ ہی میری بیوی اور بچے نے یہ سعادت حاصل کی ہے ابھی چند منٹ پہلے بندہ امام رضا علیہ السلام سے عرض کر رہا تھا کہ یا امام رضاؑ آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے مہمان خانے سے ابھی تک ایک لقمہ تک نہیں چکھا اور تمنا ہے کہ آپ کی مقدس غذاء مجھے حاصل ہو کیا ہو سکتا ہے کہ یہ مقدس غذا مجھے اور میری بیوی بچے کو نصیب ہو"

یہ سن کر میں بھی حیرت میں رہ گیا اور زائر نے اپنی آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے یہ کھانا مجھ سے لے کر میرا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی امام رضا علیہ السلام کی جانب منہ کر کے کہا یا امام رضا رؤف آپ کی اس عنایت کا

بہت ہی شکریہ۔۔یا امام رضا۔۔۔۔۔

میگزین زائر 53 ماہ دی 1377 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضاؑ کا زائر اونٹ (206)

نصر اللہ پچیس سال سے زیادہ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں امام رضا کے خادم کی حیثیت سے زائرین کی خدمت کر رہے ہیں۔ایک اونٹ کی وجہ سے یہ حرم امام رضا علیہ السلام میں بعنوان خادم قبول کیے گئے ہیں یہ واقعہ سناتے ہیں۔

حرم مقدس میں آنے سے پہلے پہلوانی بھی کرتا تھا جس میں اللہ سبحانہ نے بہت عزت دے رکھی تھی، مگر اساسی کام بھیڑ بکریاں وغیرہ پالنا تھا ایک مرتبہ افغانستان سے بارہ اونٹ لائے گئے جو بندے نے خرید لیے۔اب ان پر علامت گزاری کی خاطر جب نشان لگانے کی باری آئی تو جو بارھواں اونٹ تھا وہ ان سب سے زیادہ صحت مند بھی تھا اور اس کے اڑیل پن کی وجہ سے نشان نہ لگا سکے۔

اگلے روز ہم نے چار اونٹ کو نحر کرنا تھا اس میں اس اونٹ کو بھی شامل کر لیا گیا ابھی دو اونٹ ہی نحر کرنے پائے تھے کہ دو اونٹ بقایا فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

ہم نے ان کا پیچھا کیا جب یہ دونوں اونٹ خیابان نواب صفوی پنج راہ میں پہنچے تو ایک نحر سی کی جانب اور ایک حرم امام رضا علیہ السلام کی جانب بھاگنے لگا۔

جب یہ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں داخل ہو گیا تو وہاں کا ایک خادم سید حسینی اونٹ کا حال بتاتا ہے اور اونٹ بہت اطمینان سے داخل ہوا اور کسی کو ضرر دیئے بغیر صحن انقلاب میں داخل ہوا۔اس

نے سقہ خانہ طلائی کے اطراف میں تین چکر لگائے۔ پھر یہ وہاں کی جالی کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ اور عجیب انداز سے صدائیں نکالنے لگا اپنا سر بار بار زمین پر مار رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ ایک اونٹ سے یہ بعید لگ رہا تھا۔

جب وہ کچھ آرام میں آیا تو اس نے اس پر سبز رنگ کا شال اس کی گردن پر ڈالا اور اسے اپنی جانب کھینچا تو کسی مزاحمت کے بغیر بہت آرام سے چل پڑا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے یا امام رضا یا امام رضا کہتے ہوئے چل رہے تھے حتیٰ بعض اس کے بدن پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے"۔

نصر اللہ:۔ جب مجھے یہ تمام حالات معلوم ہوئے تو میں نے اونٹ کو اس کے ہی حال پر چھوڑ دیا گیا۔

اب اونٹ کی وجہ سے مجھ پر عنایت ہونا شروع ہوگئیں۔ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی انتظامیہ کے رئیس نے مجھے بلایا اور مجھ سے اونٹ کے بدلے میں کچھ لینے کا تقاضا کیا میں نے فقط ان سے درخواست کی کہ مجھے حرم مقدس میں امام رضا علیہ السلام کے خادم کی نوکری دی جائے۔ جو کہ انہوں نے قبول کرلیا اور میری درخواست ذی ربط افراد کے پاس بھیج دی۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ یہ کام آسان نہیں ہے۔ جس کی میں نے چہار راہ شہداء میں امام رضا علیہ السلام کی جانب منہ کر کے یوں شکایت لگائی کہ مولا اس اونٹ کی وجہ سے مجھے آپ کے حرم مقدس میں خدامی کی نوکری مل رہی ہے مگر اب یہ رکاوٹیں ہیں۔

اسی روز میری رکاوٹیں ختم ہونا شروع ہوگئیں حتیٰ میری نوکری کے لیے گورنر کے دستخط بھی بہت ضروری تھے۔ اتفاق سے ان کا تبادلہ کر دیا گیا مگر حیرت اس میں ہے کہ گورنر صاحب ایئرپورٹ سے واپس فقط دو درخواستوں پر دستخط کرنے کی خاطر گورنر ہاؤس میں دوبارہ تشریف لائے۔ ان کا اسم گرامی زاھدی تھا۔ ان میں سے ایک درخواست بندے کی تھی اور اس طرح حرم مقدس میں مجھے امام رضا کے زائرین کی خدمت کی

توفیق حاصل ہوئی۔

اس اونٹ کو پہلے امام رضا علیہ السلام کے نمونے کے کھیتوں میں بھیجا گیا جہاں وہ آزادی سے چلتا پھرتا، بعد میں اس کو طبس بھیج دیا گیا تاکہ اس کا اور خیال رکھا جائے تاکہ یہ طبیعی موت مر سکے۔

اونٹ کے واقعے نے لوگوں پر بہت اثر چھوڑا حتی کہ ڈاکٹر قاسم رسا نے اس پر اشعار بھی کہہ ڈالے۔

میگزین زائر 53 ماہ دی 1377 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزاداری امام حسینؑ کا نتیجہ اچھائی (207)

زہرہ کریمی جواب مسلمان ہیں۔ تقریباً پچاس سال سے پہلے ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوئی تھی فرماتی ہیں۔ اس وقت میرا نام توران تھا۔ دن رات گزرتے رہے جب بھی محرم آتا تو اس وقت سوگواروں کو دیکھ کر خود بخود میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتیں اور امام حسین سے محبت ہو جاتی۔ ہم گیارہ بہنیں تھیں اور میرے والد محترم میری والدہ سے بیٹے کے بارے میں کہتے۔ جب محرم نزدیک آیا تو میری والدہ امام حسین کی ایک سبیل کے پاس گئیں وہاں پر موم بتی بھی روشن کی اور دعا مانگی کہ اللہ تعالی بیٹا عطا فرمائے۔ آئندہ سال محرم سے پہلے اللہ تعالی نے میری والدہ کو جڑواں بیٹے عطا فرمائے تو میری محبت امام حسین کے بارے میں اور زیادہ ہوگئی۔

بالآخر اپنی ایک مسلمان سہیلی کے ہمراہ اصفہان کے امام جمعہ کے پاس جا کر اسلام قبول کرلیا۔ اس واقعہ کو تقریباً تیس سال بیت گئے ہیں اور اپنا نام توران سے تبدیل کر کے زہرہ کریمی رکھ لیا۔

جب میرے والد کو علم ہوا تو انہوں نے سرزنش کے انداز سے گھر سے نکال دیا۔ مجبوراً عجلت میں مجھے شادی

کرنا پڑی۔اس سے اللہ سبحانہ نے مجھے دو بچے عطا فرمائے۔میرے حالات اچھے نہ تھے۔لہذا تہران میں ایک سکول میں ملازمت حاصل کر لی اور بچوں کو درس دینے لگ گئی۔

میرے والد محترم میری یہ حالت سن کر میرے پاس آئے اور اسرائیل ساتھ لے جانے کو کہا میں نے ایمانی جذبے سے انکار کر دیا۔میری حالت میں تبدیلی کچھ اس طرح سے ہوتی کہ ایک روز میرا بیٹا گھر سے باہر کھیل کود میں مصروف تھا کہ پاس کھڑی ہوئی بس کے دروازے میں اس کا ہاتھ آ گیا اور بس والے نے غفلت میں دروازہ بند کر دیا جس سے ہاتھ کی انگلیاں ٹوٹ گئیں۔

خود ڈاکٹر صاحب کے پاس لے کر گئے ٹوٹی ہوئی انگلیوں کو ٹانکے لگائے گئے کچھ دنوں بعد درد میں اضافہ ہوا اور اس میں پیپ پڑ گئی۔

جب معائنہ کرایا تو ڈاکٹر صاحب نے یہ جواب دیا کہ بچے کی سلامتی کی خاطر ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔میں اس پر راضی نہ ہوئی بلکہ اس وقت ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ کوئی اور راستہ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ملک سے باہر لے جائیں تو بہتر ہو سکتا ہے۔

میں نے سن رکھا تھا کہ اسرائیل میں متخصص اور ماہر ڈاکٹر موجود ہیں لہذا جو کچھ پس انداز کیا ہوا تھا اسی وجہ سے اسرائیل پہنچ گئی۔

وہاں ڈاکٹر حضرات نے معائنے کے بعد فرمایا اگر جلدی آ جائیں تو مداوا ہو سکتا تھا اب فقط ہاتھ کاٹنا پڑے گا ورنہ بچے کی زندگی خطرے میں ہے۔

اگرچہ میں اس پر راضی نہ تھی مگر رضایت کے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔بالآخر انہوں نے مجھے وقت دے دیا جو میرے بچے کی حالت تھی بتانے سے قاصر ہوں۔اس روز آہیں بھر بھر کر بہت دعائیں کیں۔

رات بڑی طولانی محسوس ہو رہی تھی بالآخر نیند آ ہی گئی۔ حالت نیند میں خواب دیکھا کہ حضرت فاطمۃ زہرا تشریف لائی ہیں۔ میں نے ان کا دامن نہایت ہی عقیدت سے تھاما اور گریہ زاری کی حالت میں اپنے بچے کی شفاء کی طلبگار ہوئی۔ انہوں نے میرے ہاتھ کو اوپر کرتے ہوئے فرمایا۔

''تمہارے ملک میں میرا ایک بیٹا ہے وہاں جاؤں کیوں یہاں آئی ہو؟

پریشان نہ ہو تیرے بیٹے کا ہاتھ نہیں کٹے گا۔

میری آنکھ کھل گئی مجھے یقین کامل ہو گیا کہ میرے بیٹے کا علاج ایران میں ہے۔

میں نے ڈاکٹر صاحب کو خواب بتایا اور ایران جانے کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر صاحب یہ سن کر نہ مانے مگر میں نے ضد کی بالآخر ڈاکٹر صاحب نے یہ کہتے ہوئے اجازت دے دی کہ اس کا دارومدار سب تم پر ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کی ایک بھی نصیحت نہ سنی۔ فوراً ایران مشہد مقدس کے لیے روانہ ہو گئی۔ میرا بیٹا بھی اس وجہ سے بہت خوش تھا۔

مشہد مقدس کا میرا یہ پہلا سفر تھا کیونکہ مالی حالات کی وجہ سے میں توفیق حاصل نہ کر سکی تھی۔

شکستہ دل سے بہت ہی غمگین حالت میں امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی جانب روانہ ہوئی۔ میرا بیٹا میری حالت سے مکمل آگاہ تھا بلکہ وہ مجھے تسلیاں دے رہا تھا میں حرم مقدس کے کسی دروازے کے بارے میں بالکل آگاہ نہ تھی کہ اتفاقاً اسی جالی کے پاس پہنچ گئی جہاں پہلے سے حاجت مند موجود تھے۔

اس مقدس جالی کو پکڑ کر امام رضا علیہ السلام سے راز و نیاز کرنے لگ گئی۔ آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ اسی حالت میں عرض کرنے لگی ''یا آقا یا امام رضا میں بغیر اجازت کے آپؑ کے پاس حاضر نہیں ہوئی ہوں۔ آپؑ کی والدہ بزرگوار سے مجھے اجازت ملی ہے۔ اب مجھے خوشی خوشی یہاں سے

بھیجیں ''میرے بچے کو تندرستی دے دیں''۔

میں ان دعاؤں میں مصروف تھی ادھر میرا بیٹا دیکھ رہا ہے کہ ایک بہت ہی نورانی بزرگوار دراز لباس کے ساتھ اس کے پاس آئے اور انہوں نے میرا ہاتھ اپنے لباس میں لپیٹا اور اسی لحظ محسوس ہوا کہ ہاتھ کی تمام تکلیف دور ہو گئی ہو''۔

تھوڑی دیر بعد میں نے کیا دیکھا کہ زائرین حضرت نے ہم دونوں ماں بیٹے کو گھیرے میں لے رکھا ہے یا امام رضا یا امام رضا کی صدائیں بلند ہیں۔ وہاں پر موجود حرم مقدس کے خادموں نے مجھے کہا کہ خانم جو تم چاہتی تھی وہ تو حاصل کر لیا ہے مبارک ہو ،خوش نصیب ہو کہ امام رضا نے تم کو دے دیا ہے۔

بہت ہی خوشی کے ساتھ عجلت سے واپس مسافر خانے پہنچی۔ بیٹے کا ہاتھ لپٹی ہوئی پٹی سے آزاد کیا تو کسی بھی زخم کا نشان نہ تھا اور نہ ہی پیپ نظر آئی تھی بلکہ ٹھیک ہو چکا تھا۔ اسی طرح سے آقا علی بن موسیٰ الرضا سے ان کی عنایت اور معجزہ سے عقیدت اور زیادہ ہو گئی۔ بہت سے لوگ اس معجزے کا سن کر ہم سے ملنے آئے اور ہمارا بہت احترام کیا۔ اس وجہ سے مشہد میں سکونت اختیار کی۔ تقریباً اٹھائیس سال سے اس مقدس شہر میں مقیم ہوں جو کچھ چاہا اللہ سبحانہ نے امام ہشتم کے وسیلے سے مجھے عطا کیا ہے۔ خداوند عالم کا شکر ادا کرتی ہوں کہ یہ نعمت بزرگ مجھے دے رکھی ہے کیونکہ یہ سب کچھ عزاداری امام حسین کا نتیجہ ہے۔

میگزین زائر 53 ماہ دی 1377 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوش آمدید جوان زیارت کرو (208)

محمد آخوندی نے اپنی بیوی کے ہمراہ اباصلت (جو امام رضا علیہ السلام کے خادم) کی زیارت کو اپنی

کامیون (ٹرک) میں جا رہے تھے کہ ایک موڑ پر ان کی کامیون فنی خرابی کی بناء پر بے قابو ہو گئی۔ خطرے کو سمجھتے ہوئے اس نے اپنی بیوی گلنار کو باہر کی جانب دھکا دے دیا۔

جب محمد کو ہوش آیا تو وہ ہسپتال میں تھا۔ جب اس نے بیٹھنے کی کوشش کی تو گلنار جو پاس ہی موجود تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا تھا نے غم بھری آواز میں کہا کہ اللہ کا شکر ہے آپ ٹھیک ہیں مگر لیٹے رہیں۔

محمد تھوڑی ہی دیر میں سب کچھ سمجھ گیا۔ سر کو تکیے پر ادھر ادھر کرتا ہوا اپنی حالت پر آنسو بہانے لگا۔ گلنار اسے تسلی دینے لگی۔

ایک سال تک گلنار نے اپنے شوہر کی بہت خدمت کی اس کی سلامتی کی خاطر مکان تک بیچ دیا مگر کچھ حاصل نہ ہو سکا۔

ڈاکٹر حضرات نے اس دوران بالکل بے امید کر دیا۔ محمد اپنے آپ کو گلنار پر بوجھ سمجھنے لگا۔ کہنے لگا، میں تو اب زمین پر بے کار آدمی بن گیا ہوں۔ اب تو ایک ہی آرزو ہے کہ کب زمین میں دفن ہوں گا۔

بھاگنے والا، اچھلنے والا کودنے والا اب فقط ویل چیئر کی زینت بن چکا ہے اور تو دیکھ، کیا سے کیا بن گئی ہو۔ تیرے چہرے پر بھی جیسے خوشیاں بھاگ گئی ہوں۔ میری زندگی میں اب تاریکی ہی تاریکی ہے میں تجھے اور آزردہ نہیں کرنا چاہتا۔ مگر میرے اختیار میں بھی کچھ نہیں۔

گلنار یہ باتیں سن کر اور پریشان ہو جاتی اسے زبردستی ہنساتے ہوئے حوصلہ دیتی، کہتی کہ خداوند عالم نے جواب نہیں دیا۔ اس کے قبضے میں سب کچھ ہے۔ کیوں ناامیدی کی باتیں کر کے اپنی زندگی کو تلخ بنا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ صحیح کر دے گا۔

گلنار، لوگ مجھے عجیب نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ مجھے ایسے لگتا ہے کہ جیسے اب ہمیشہ کے لیے

لوگوں کا محتاج ہو گیا ہوں۔ گلنار میری غیرت کو دھچکا لگتا ہے۔ میں ایسے زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ گلنار اس کو آرام و سکون کی خاطر حرم مقدس امام رضا علیہ السلام لے جاتی وہاں جا کر محمد ہچکیوں سے اپنے دل کو ہلکا کرتا اور اپنے ہاتھوں سے امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کو مضبوطی سے تھام لیتا۔'' مگر ابھی تک امام رضا نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اگر امید و آس تھی تو دونوں کو امام رضا علیہ السلام سے امید تھی۔ کیونکہ ان کے پاس لفظ انکار نہیں ہے۔

محمد نے کہا: ایک رات خواب دیکھا۔ حرم مقدس میں ویل چیئر پر ہوں۔ پورا حرم مقدس نور میں نہایا ہوا تھا۔ لوگوں نے اس کے گرد حلقہ بنایا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر نور رقص کر رہا تھا وہ بول نہیں سکتا تھا۔ اس کی آنکھوں سے فقط آنسو ہی آنسو بہہ رہے تھے کوئی اس کے بے جان زانوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

جب روتے ہوئے آنکھ کھلی تو گلنار اس کے پاس موجود اسے پانی پلا رہی تھی۔ وہ چاروں طرف کمرے میں نگاہیں دوڑا رہا تھا۔ اذان کی آواز نے پورے کمرے کو معطر کر دیا۔ محمد اور گلنار نے نماز پڑھی ناشتے کے بعد گلنار اپنے شوہر کو امید کے آنسو بہاتی ہوئی حرم مقدس لے چلی۔

ضریح مقدس کے پاس محمد بلند آواز سے روتے ہوئے پکار رہا تھا۔ یا امام رضا حضرت تقی کا واسطہ میری فریاد سنو، مجھے جواب دیں۔ ویل چیئر کو اور آگے کیا۔ ایک بزرگوار سبز عمامے میں عبا پہنے ہوئے زیارت نامہ پڑھ رہے تھے۔ محمد اس کے کنارے ویل چیئر کو لے کر رک گئے۔ اور زیارت نامے کو غور سے سننے لگے۔ اس بزرگ نے مسکراتے ہوئے جھکتے ہوئے محمد کو فرمایا: ''خوش آمدید جوان'' اگر زیارت کے لیے آتے ہوئے بسم اللہ زیارت کرو''۔

محمد ویل چیئر کو لے کر آگے بڑھے امام رضا کے عاشقوں کا اژدھام تھا، راستے جیسے بند ہوں، مڑ کر دیکھا وہ

سبز عمامہ والے بزرگوار نظر نہیں آئے۔ ویل چیئر کو پیچھے کیا وہاں پر ایک موجود شخص سے استفسار کیا کہ یہاں پر ایک ایسے شخص زیارت نامہ پڑھ رہے تھے۔ اس نے جواب دیا میں کافی دیر سے یہاں ہوں میں نے ایسے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ یہ سن کر محمد ٹھٹھک سا گیا۔

ویل چیئر کو حرکت دی امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کو تھام کر جیسے آنسوؤں کی برسات لگ گئی ہو۔ نہ جانے کیسے وہ گر پڑا۔ شاید خادم حضرات ضریح مقدس سے زائرین کو دور کر رہے تھے تاکہ اس پر کسی زائر کا لگا ہوا سر کا خون صاف کریں۔

محمد کو جب ہوش آیا تو اس کے چاروں طرف خوشی کے بادل تھے۔ وہ بے اختیار کھڑا ہو گیا۔ لوگ اس کے بوسے لے رہے تھے۔ پورا حرم رضا جان رضا یا امام رضا یا امام رضا کی محبت بھری آواز سے گونج رہا تھا۔

میگزین زائر 54 ماہ بہمن 1377 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ بھی تو ایک ماں ہیں (209)

میرا شوہر مجھے حمل ہونے کے وقت یہی کہتا کہ لڑکا یا لڑکی مہم نہیں لازمی یہ ہے کہ فرزند نقص والا نہ ہو۔

اللہ سبحانہ نے مجھے ایک کے بعد دوسری بھی بیٹی عطا فرمائی۔ مگر میرے دل میں تھا کہ اللہ سبحانہ پسر دے تاکہ بڑھاپے میں سہارا بن سکے۔

اللہ سبحانہ نے جب تیسری مرتبہ امید سے کیا تو ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کے وقت فرمایا کہ جنین

میں کچھ نقص محسوس ہو رہا ہے متواتر چیک کراتے رہیں۔ جب وضع حمل ہوا تو اللہ سبحانہ نے پسر عطا فرمایا۔ ظاہر صحیح وسالم تھا ہم سب بہت خوش ہوئے مگر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ "صحیح صورتحال بعد میں معلوم ہوگی، کیونکہ مجھے اس کے پاؤں کے بارے میں شک ہے"۔

دن رات اور موسم گزرنے لگے ہم بھی بالآخر ڈاکٹر صاحب کی بات کو بھول گئے۔ بازار سے میں واپس آرہی تھی اور محمد میرا بیٹا اس وقت آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا۔ اپنے ہم عصروں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ میری نگاہ دوسرے بچوں پر پڑی اور پھر محمد پر ٹک گئی۔ مجھے اس وقت اس پر بہت پیار آیا۔ مگر اس وقت اچانک میری نگاہیں اپنے بیٹے کی ٹانگوں پر رک گئیں اور مجھے ڈاکٹر صاحب کے الفاظ یاد آ گئے کیونکہ اور بچوں کے بھاگنے میں اور محمد کے بھاگنے میں فرق تھا۔

گھر پہنچ کر اپنے آپ سے کہنے لگی شاید اپنے بیٹے کو دیکھتے وقت میری آنکھوں نے دھوکا کھایا ہو۔ بے چینی سے اس کو گھر آنے کا انتظار کرنے لگی۔ بالآخر یقین ہوگیا کہ اس کے پاؤں عام انسان سے مختلف ہیں۔ دونوں پاؤں چلتے وقت ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب سے اس سلسلے میں رجوع کیا۔ ایکسرے اور معائنے کے بعد جو علاج کا خرچہ بتایا وہ ہمارے بس میں نہ تھا۔ صبر وشکر کر کے خاموش ہوگئے۔ میں تنہائی میں اپنے بیٹے کے اس نقص پر روتی اور اللہ سبحانہ کے حضور دعائیں کرتی۔ میری پریشانی میرے چہرے پر آشکار دیکھ کر محمد مجھے ہی تسلیاں دیتا۔ میرا شوہر الگ پریشان ہوتا۔ اور کہتا کہ ہم نے ہمیشہ یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالی کچھ بھی دے مگر صحیح وسالم دے۔ معلوم نہیں کیوں؟۔۔۔۔۔۔

ایک روز میرے شوہر مسکراتے ہوئے باہر سے تشریف لائے۔ میں نے خوشی کا سبب پوچھا تو

فرمانے لگے کہ ہم بیٹے کا علاج تو نہیں کرا سکے، سوچا کہ ایک زیارتی اور تفریحی سفر ہی ہو جائے۔ اس وجہ سے مشہد مقدس کی ٹرین کی ٹکٹیں خرید لی ہیں انشاءاللہ دو دن بعد تہران سے روانہ ہوں گے۔

ہم سب یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پہلے بھی سفر کیے تھے مگر یہ سفر ایک عجیب ہی حال و ہوا دکھا رہا تھا۔ دل کو بہت راحت محسوس ہو رہی تھی۔

ہم ٹرین میں سوار ہو کر مشہد مقدس کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ سفر عام سفر معلوم نہیں ہو رہا تھا ہم سب شاد تھے۔

محمد سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہم امام رؤف کی بارگاہ میں قدم بوسی کے لیے جا رہے ہیں۔ ممکن ہے اس میں سختیاں ختم ہوں، تو اچھا ہو جائے۔

محمد نے ہمیشہ کی مانند مجھے تسلی دی اور کہا: امی جی لازمی یہ ہے کہ میں عام انسانوں کی مانند زندگی گزاروں یہ نقص، یہ چھوٹا سا نقص کوئی چیز نہیں۔

لیکن جب میری آنکھوں کے گوشوں میں آنسو دیکھے تو بہت ہی پیاری آواز میں کہا "امی جان۔ آپ کو اسی امام کی جان کی قسم ہے میری خاطر اپنے آپ کو پریشان نہ کریں"۔

"مجھے اس جملے نے اور رلا دیا" میری صورت میرے ہی آنسوؤں سے بھیگ گئی۔ میرے دل میں ایک ہوک سی اٹھی، کیوں میرا چاند سا بیٹا پاؤں کے نقص میں مبتلا ہے"!

میرے الفاظ نا تمام رہے یہاں تک کہ مشہد پہنچ گئے۔

حرم مقدس جانے کے لیے غسل زیارت اور وضو کر کے ہم نے صحن انقلاب میں شفاء کے طور پر طلائی سبیل سے پانی پیا۔

حاجت مندوں اور دیگر مریضوں کے ساتھ جالی کے پاس کھڑے ہو گئے پھر چادر بچھا کر بیٹھ گئے۔ میں ہچکیاں لینے لگی، محمد کو دیکھا تو وہ اپنے ہی حالت میں تھا۔ ایک ہی جانب دیکھے جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔ میرے شوہر کی الگ حالت تھی۔ دونوں بیٹیاں بار بار ہمیں ہی دیکھ رہی تھیں۔

نماز مغربین کا وقت نزدیک تھا۔ امام رضا کا نقارہ جیسے ہمیں پیشگی خوش خبری دے رہا ہو۔

محمد کو ایسی حالت میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں نے چاہا کہ محمد کے دل کی بات معلوم کروں۔ یکبار محمد ایسی حالت میں کھڑا ہوا کہ اس سے پہلے کبھی ایسی حالت میں نہ دیکھا تھا۔ کہنے لگا، امی جان آپ سب مسافر خانے جائیں میری فکر نہ کریں۔ میں خود پہنچ جاؤں گا۔ یہ کہا اور فوراً حرم مقدس میں چلا گیا۔ میں اسے کچھ نہ کہہ سکی۔

اپنے شوہر کو جو دور کھڑے ہوئے تھے محمد کی حالت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا بچے کو تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم بھی یہیں رہتے ہیں جب وہ آئے گا تو چلیں گے۔

ہم انتظار کرنے لگے۔ آدھی رات بیت گئی، محمد نہ آیا، سحر کا وقت آذان کا وقت نزدیک ہوا وہ نہ آیا۔ اب میرا دل پریشان ہوا۔ ایسی پریشانی جو ابھی تک محسوس نہ ہوئی تھی۔ دل چاہا کہ اب خود بھی ضریح مقدس کے پاس چلا جائے۔ نماز صبح بھی پڑھ لی۔ اب ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے سینے میں دل نہ ہو، اسی دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جدھر سے محمد گیا تھا۔ انتظار کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔

اچانک محمد نظر آیا۔ اضطراب ختم ہوا۔ اسے آواز دی۔ وہ ہماری جانب اطمینان سے آیا۔ میرے پیارے بیٹے اب تک کہاں تھے؟۔ محمد وہ نہ تھا جو تھا اس نے کہا، چلیں، میں اچھا ہو گیا ہوں۔

میں نے کہا:۔ کہاں چلیں؟۔

محمد نے آسمان کی جانب نگاہ کی۔ نور آسمان پر چھا رہا تھا۔ میرا شوہر اور بیٹیاں نماز فجر کے بعد سو رہے تھے۔

مجھ سے میں نے سنا:۔ آپ مسافر خانے کیوں نہیں گئے؟ میں نے کہا تھا کہ آپ جائیں'' میرا دل فقط محمد کے بارے میں غرق غوطہ تھا کہ شام کے وقت محمد کیسا تھا اور اب کیسا ہے میں نے کہا'' بیٹے کیوں رو رہے ہو؟ میں بھی رو پڑی۔ محمد نے اب ہچکیاں لینا لگا۔ پھر کہا۔

'' آپ نہیں چاہتی تھی کہ میں خوب ہو جاؤں؟'' اب تو میں خوب ہو گیا ہوں'' میں نے کہا'' تم کیسے خوب ہوئے ہو؟ میرے بیٹے مجھے بتا؟''۔

محمد نے فقط ایک ہی جملہ کہا پھر خاموشی۔ ''میں اچھا ہو گیا ہوں' کیونکہ آپ بھی تو ایک ماں ہیں''

ہم مشہد مقدس سے تہران آ گئے۔ ڈاکٹر حضرات کو معائنہ کرایا۔ خون کی آزمائش کرائی۔ ایکسرے کروائے۔ نتیجہ یہ دیا کہ محمد بالکل صحیح و سالم ہے۔ کوئی نقص اب اس کے پاؤں مں نہیں تھا۔

میں حیران تھی کہ محمد نے کس طرح بہبود حاصل کی ہے۔ جب بھی اس سے پوچھا اس نے ایک ہی جملہ کہا، خوب ہوں'' آپ بھی تو ایک ماں ہیں''۔

یہ لازمی کہوں گی کہ جب بھی محمد کے آگے حضرت فاطمہ زہرا (س) کا اسم گرامی آتا تو محمد بے تاب ہو جاتا۔ مجھے ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا راز ہے کیا رمز ہے۔ محمد اور نام مبارک فاطمہ مادر پہلو شکستہ و امام ہشتم ۔۔۔ کہ ''میں بھی ایک ماں ہوں''؟۔

میگزین زائر 54 ماہ بہمن 1377 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اثر ترابی کی زندگی کا راز (210)

اثر ترابی لاہور میں رہتے ہیں اور مرثیہ خوانی میں اپنے بھائی کے ساتھ مل کر بڑا نام پایا ہے۔ خود بھی حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے بارے میں اشعار کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ بندہ لاہور میں تبلیغ کے لیے مشہد مقدس سے گیا ہوا تھا کہ ایک مجلس میں اثر ترابی بھی موجود تھے۔ انہوں نے خود مجھے امام رضا علیہ السلام کی عنایت کا واقعہ سنایا۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ میں مرثیہ خوانی اور مجلس میں محمد و آل محمد علیہم السلام کے بارے میں اشعار کہتا اور پڑھتا ہوں "چند لمحوں کی خاطر یہ صاحب خاموش ہوئے" پھر فرمانے لگے۔ میرے جسم میں دن بدن ضعف کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ ان حالات سے میں تو کیا، میرے عزیز و اقارب اور دوست تک پریشان تھے۔ بالآخر مختصص ڈاکٹر صاحب سے رجوع کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کیا اور ایکسرے وغیرہ اتارے گئے خون کی آزمائش کی چند روز کے بعد حتمی رپورٹ دی کہ بیماری مہلک ہے۔ اللہ سبحانہ ہر مریض کو تندرستی دے سکتا ہے اس کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔

بالآخر ڈاکٹر نے بتایا کہ کینسر میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ چند ماہ کے مہمان ہو۔ یہ خبر اثر ترابی اور اس کے خاندان والوں کے لیے روح فرسا تھی۔

اثر ترابی فرماتے ہیں:۔ میں یہ خبر سن کر بہت فکر مند ہوا۔ سوچنے لگا کہ لوگ سات آٹھ عشرے تک زندہ

رہتے ہیں میں تو ابھی بمشکل پانچ ہی عشرے گزار سکا ہوں۔ کیا واقعی اتنی جلدیاں سے چلا جاؤں گا۔ اپنی بیوی بچوں کے بارے میں سوچ کر رونے لگ جاتا، اور اللہ سبحانہ سے محمد و آل محمد کا واسطہ دے کر دعائیں مانگتا۔

کچھ عرصہ اس ہی پریشانی میں بیت گیا۔ ایک دن یک بارذہن پر بجلی سے کوندی کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو چلا جائے اور ان سے شفاء بھی لی جائے۔

سفر کی تیاریاں شروع کرلیں۔ بالآخر ایران مشہد کے لیے روانہ ہوگئے۔ چند دن کے بعد جب بس میں ہی بیٹھے بیٹھے سڑک کے کنارے پر لگے ہوئے بورڈ پڑھے تو دل بلیوں اچھل رہا تھا کہ ہم مشہد مقدس پہنچ گئے ہیں۔ دور سے طلائی گنبد امام رضا علیہ السلام کا روضہ نظر آیا تو پوری بس والے درود شریف پڑھنے لگے۔ راستے بھر دواؤں نے بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ صحت کے لیے بھی دعائیں مانگتا رہا۔

امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کے نزدیک ہی مسافر خانے میں جگہ مل گئی۔ بالآخر حرم مقدس کی جانب روانہ ہوگئے۔ دل چاہتا تھا کہ ننگے پاؤں چلوں مگر جب دیکھا کہ یہاں کا ماحول ایسا نہیں تو خاموش رہا۔

ماشاء اللہ بہت ہی عالیشان جگہ ہے واقعی جنت ہے۔ قلم یہاں کی زیبائی کو لکھنے سے عاجز ہے۔ چھتیں، دیواریں، فرش، فانوس، طلائی دروازے آیات قرآنی، اشعار جو دیواروں پر لکھے ہوئے الغرض اس کی مثال دنیا میں ملنی مشکل ہے۔ فخر کائنات امام علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کی ضریح مقدس تک پہنچ گیا۔

اور پھر میرے آنسو اور لب پر فریادیں تھیں ضریح مقدس کو تھام کر امام سے زندگی کی دعائیں مانگنے لگا۔ مولا آپ کی مظلوم مادر پہلو شکستہ حضرت فاطمہ کا ذکر کرنے والا ہوں۔ آپ کے جد مظلوم مولا علی کی مظلومیت اور

فضائل کو اشعار میں بیان کرنے والا ہوں۔ مولا امام حسین کی مظلومیت میں مرثیے پڑھتا ہوں، مولا رضا یا امام رضا آپ کے بارے میں مومنین کو سناتا ہوں کیا آپ کا مداح اور آپ کا شاعر چند مہینوں میں دنیا سے چلا جائے گا؟۔

صحن انقلاب میں سبیل طلائی سے خوب پانی پیا۔ حاجت مندوں والی جالی کے پاس فریادیں کرتا رہتا۔ حضرت امام تقی علیہ السلام کی جوانی کی شہادت کا واسطہ دیتا۔ اپنے اشعار پڑھتا رہتا۔ چند دنوں تک یہ ہی کام کیا۔ مجھے اپنے جسم میں نئی روح کا احساس ہوا۔ کچھ لوگ نہایت ہی محبت سے پیش آئے۔ دواؤں کی اب ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ بالآخر قلبی خوشی میں واپس پاکستان لاہور پہنچ گیا۔ معمولی سے آرام کے بعد ڈاکٹر صاحب سے رجوع کیا۔ ڈاکٹر نے پھر معائنہ کیا۔ بالآخر ڈاکٹر صاحب حیرت زدہ رہ گیا۔ اپنی کرسی چھوڑ کر نظروں کو ایک طرف گھما کر فرمانے لگے۔ اثر یقین نہیں آرہا کہاں سے نئی دوالی ہے۔ اس کا راز بتاؤ۔ اب بالکل سالم ہو۔ کیا مسیح سے ملاقات کی ہے؟ اب بالکل سالم ہو۔ حقیقت بتاؤ؟ اس ڈاکٹر کا پتہ مجھے بھی بتاؤ؟ اثر ترابی نے کہا۔

ڈاکٹر صاحب، میں ڈاکٹروں کے ڈاکٹر فخر مسیح، فرزند رسولؐ حضرت امام رضا علیہ السلام سے شفا لے کر آیا ہوں۔۔۔۔۔ اب چند سال بیت چکے ہیں اور میں اپنے آپ کو صحیح وسالم پا رہا ہوں۔ یا امام رضا آپ کا شکریہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیارت جامعہ پڑھنے کی تاکید ﴿211﴾

حضرت آیت اللہ شیخ مجتبیٰ قزوینی ملت جعفریہ کی ایک بلند وبالا عرفانی شخصیت تھے۔ تقریباً تیس

سال پہلے آپ کی رحلت ہوئی۔ ان کے بارے میں آپ کے بیٹے حجۃ الاسلام والمسلمین احمدی فرماتے ہیں کہ ان کی بلندی کا راز زیارت جامعہ کی تلاوت میں تھا۔

ان کے ایک شاگرد فرماتے ہیں کہ میں ایک عرصے تک امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں آنحضرت سے متوسل رہا، اور استاد محترم آیت اللہ قزوینی کی معنوی بلندیوں کے بارے میں سوچا کرتا تھا کہ یہ ترقی کیسے حاصل ہوئی ہے۔ ایک دن آقا رضا علیہ السلام کی ضریح کے پاس ہی تھا کہ حالت نیند طاری ہوئی یا حالت مکاشفہ کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ مولا سے دریافت کیا کہ استاد محترم کو جو مقام حاصل ہے کون سے عمل سے ملا ہے۔ مولا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ یہ مقام زیارت جامعہ پڑھنے سے حاصل ہوا ہے"۔

خود والد محترم آیت اللہ قزوینی فرماتے ہیں۔

میں ایک زمانے تک حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں مشرف ہوا۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ہی جملہ عرض کرتا تھا کہ میری طرف خاص توجہ فرمائیں" اسی فقرے میں، میں بہت تاکید کرتا تھا۔

ایک دن حسب معمول زیارت کی غرض سے حضرت رضا علیہ السلام کے چہرے مبارک کے سامنے دونوں آنکھیں بند کر کے زیارت جامعہ پڑھنے میں مشغول تھا کیونکہ یہ زیارت مجھے حفظ تھی۔ احساس ہوا کہ ضریح مقدس میرے سامنے نہیں ہے بلکہ حضرت رضا علیہ السلام قبر مبارک پر رو بقبلہ دراز ہیں اپنا سر مبارک اٹھا کر میری جانب چند لحظے نگاہ کی، پھر اپنا سر مبارک زمین پر رکھ لیا۔ یہ حالت مجھے یقین ہے زیارت پڑھتے ہوئے بیداری کی حالت میں رونما ہوئی۔

میں جب بھی اپنے والد محترم کے ہمراہ حرم مقدس میں جاتا تو والد محترم امام رضا علیہ السلام کی ضریح مبارک کے اس طرف جہاں حضرت رضا علیہ السلام کا سر مبارک تھا سامنے بیٹھ جاتے اور آنکھیں بند کرے بہت ہی توجہ سے زیارت جامعہ کی تلاوت کرتے۔

میگزین زائر 54 ماہ بہمن 1377 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اٹھتیس بار زیارت امام رضاؑ کا فائدہ (212)

آیت اللہ شیخ عبدالکریم حائری جو حوزہ علمیہ قم کے مؤسس ہیں ان کے بیٹے آیت اللہ مرتضی حائری جب رحلت فرما گئے تو کچھ عرصے بعد آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی کو خواب میں ملے۔ انہوں نے ان سے قبر وغیرہ کے حالات دریافت کیے؟۔

آیت اللہ مرتضی حائری نے فرمایا:۔ جب میرے بدن کو قبر میں رکھ دیا۔ میری روح میرے بدن سے ایسے جدا تھی جیسے لباس کو تن سے جدا کر دیا جائے، لیکن میں حیران و پریشان قبر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اپنے پاؤں کی جانب سے صدائیں بلند ہوئیں جب میں نے ادھر توجہ کی تو دیکھا۔ دو نفر جن کا وجود آتش والا ہے میری جانب بڑھتے آرہے ہیں۔

سب یہ دیکھ کر بہت ڈر گیا اپنے آپ کو بے کس و تنہا پایا۔ اپنی تمام توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف کی، پھر بھی میرا وجود لرز رہا تھا۔

اتنے میں میرے سر کی جانب سے بھی صدائیں آنا شروع ہو گئیں۔ میں نے اب اس طرح توجہ دی تو ایک نورانی شخص میری طرف مسکراتے ہوئے آرہے تھے۔ جتنا وہ میرے نزدیک آرہے تھے وہ دو

آتشی نفر مجھ سے دور ہوتے جا رہے تھے یہاں تک کہ میری نظروں سے بالکل اوجھل ہو گئے اور یہ نورانی شخص، مسکراتے ہوئے بالکل میرے پاس آ گئے۔ آتے ہی فرمانے لگے۔ آقا حائری کیا تم ڈر گئے تھے؟ میں نے ادب سے جواب دیا:۔ آپ کے آنے سے پہلے مجھے بہت خوف لاحق تھا۔ انہوں نے فرمایا:۔ اب مت ڈریں وہ کبھی بھی نہیں آئیں گے"۔

میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا:۔ "تمہارا آقا علی بن موسیٰ الرضا ہوں" تم مشہد مقدس میں انتیس مرتبہ میری زیارت کو آئے ہو۔ میں بھی انتیس مرتبہ تیری خاطر آؤں گا۔ ابھی سینتیس بار اور آؤں گا۔

میگزین زائر 54 ماہ بہمن 1377 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادب و احترام اور زیارت امام رضاؑ ﴿213﴾

حجۃ الاسلام والمسلمین احمدی فرماتے ہیں:۔ آیت اللہ طباطبائی صاحب تفسیر المیزان جب بھی مشہد مقدس تشریف لاتے تو امام رضا علیہ السلام سے خاص عقیدت کا اظہار کرتے۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب سے عشق کی انتہا تک پہنچے ہوئے تھے۔ جب بھی کسی معصوم کا نام آپ کے سامنے لیا جاتا تو نہایت عقیدت و احترام کا اظہار کرتے۔ نسبت بہ مقام اہل بیت علیہم السلام فوق العادہ وابستگی کا اظہار کرتے تھے۔ مخصوصاً بہ مقام والائی حضرت مہدی علیہ السلام۔

عموماً گرمیاں آپ مشہد مقدس میں گزارتے تھے۔ جب بھی حرم مقدس امام رضا علیہ السلام میں وارد ہوتے تو صحن میں داخل ہونے سے پہلے لرزتے جسم سے اور ہاتھوں سے صدر دروازے سے چمٹ جاتے اور بوسے لینے لگ جاتے۔ جیسے وہ اپنے پورے وجود سے عقیدت کا اظہار کر رہے ہوں۔ اس حالت

میں جب کوئی ان کو پہچان لیتا اور دعا کے لیے التماس کرتا تو آپ فرماتے۔ میں نے جو کچھ بھی لیا ہے آقا رضاؑ سے لیا ہے۔ میری ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے سب کچھ امام رضا کے پاس ہے۔ ان سے جا کر التماس کرو"۔ آپ جب ضریح مقدس کے پاس حاضر ہوتے تو زیارت کے بعد ایک گوشے میں نماز زیارت پڑھتے۔ جب حرم مقدس سے واپسی کا ارادہ کرتے تو پورے وجود سے حضرت رضا علیہ السلام سے ادب و احترام کا اظہار کرتے ہوئے واپس آتے گویا بہ اصطلاح عرفاء ایک حالت حضوری ہوتی تھی۔

میگزین زائر 54 ماہ بہمن 1377 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رضاؑ سب عطا کرتے ھیں ﴿214﴾

جناب علی نقی قزوینی فرماتے ہیں کہ عید نوروز کا دن تھا ابھی تحویل سال کو چند گھنٹے باقی تھے حسب معمول حرم امام رضا علیہ السلام زائرین سے چھلک رہا تھا۔ بڑی مشکل سے حرم مقدس میں ایک گوشے میں جگہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا، وہیں ایک نوجوان مشکل سے تنگ جگہ میں بیٹھا ہوا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ امام رضا علیہ السلام کے پاس سب کچھ ہے جو چاہیں ان سے لے لیں۔

میں نے سمجھا کہ یہ نئے زمانے سے متاثر جوان ہے اس لیے مجھ سے مذاق کے طور پر یہ کہہ رہا ہے۔

وہ جیسے میرے خیال سے آگاہ ہوگیا۔ کہنے لگا، جناب میں نے آپ کو یہ بدگمانی میں نہیں کہا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ امام رضا علیہ السلام سب کچھ عطا کرتے ہیں۔ میں نے خود ان بزرگوں سے ایک بہت ہی بلند معجزہ دیکھا ہے۔

اب میں اس جوان کی طرف پہلے سے زیادہ متوجہ ہوگیا۔ اس نے اپنی روداد یوں شروع کی۔ میں کاشمر کا باشندہ ہوں۔ والد محترم جیب خرچ بہت کم دیتے تھے۔ اپنی حالت کو اچھا بنانے کی خاطر والد محترم کی اجازت کے بغیر پیدل ہی مشہد مقدس کی جانب امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے روانہ ہوگیا۔

مشہد مقدس میں میری کسی سے بھی کوئی پہچان نہ تھی۔ اس لیے سب سے پہلے حرم مقدس میں حاضری دی۔ وہاں ایک لڑکی پر جو اپنی ماں کے ساتھ زیارت کے لیے آئی ہوئی تھی نظر پڑ گئی۔ اسی وقت منقلب ہوا اور اس پر فریفتہ ہوگیا۔ اس کا عشق ایسا دل میں جاگزین ہوا کہ میری حالت پریشان ہوگئی۔ ضریح مقدس کو تھام کر رونے لگا۔ اور دل ہی دل میں فریاد کرنے لگا کہ آقا اس لڑکی کو میرے مقدر میں لکھ دیں۔ یا امام رضا اس لڑکی سے شادی کروں گا یا امام رضا آپ ہی سبب بنائیں۔

بہت زیادہ گریہ وزاری کی یہاں تک کہ اپنی حالت میں نہ رہا۔ جب اپنی حالت میں آیا تو چراغ حرم جل چکے تھے آذان مغرب کی دلفریب صدا سے حرم مقدس گونج رہا تھا۔ نماز مغربین ادا کی۔ پھر اسی پریشان میں آ کر امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کو تھام کر رونے لگا۔ عرض کرنے لگا یا مولا یا امام رضا جب تک مراد پوری نہیں کریں گے آپ کا دامن نہ چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ حرم مقدس کو خالی کرنے کی خاطر جاریہ صدائیں بلند کرنے لگے۔ یاایھا المومنین فی امان اللہ۔

مومنین جانے لگ گئے مگر میں ضریح مقدس سے لپٹا رہا۔ بالآخر آخری نفر میں ہی تھا۔ حرم مقدس سے جوتے لینے کی خاطر جوتے خانے پہنچا۔ تو وہاں پر ایک شخص موجود تھا جس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ کیا تمہارا ہی نام نصر اللہ کاشمری ہے میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

اس نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ میں سمجھا کہ والد محترم نے اپنے کسی دوست کو میری خبر

دی ہوگی۔ میں اس کے ساتھ بے چوں چرا چل پڑا۔

وہ مجھے ایک بہت اچھے مکان میں لے گیا وہاں ایک معزز و محترم شخص نے میرا استقبال کیا۔ جب میں بیٹھ گیا تو اس نے استفسار کیا کہ کیا تم ہی نصر اللہ کاشمری ہو؟ میں نے ادب سے اثبات میں ہاں کہا۔ اور دل ہی دل میں بہت حیران تھا کہ میری پذیرائی کیوں اچھی کی جارہی ہے۔ اس معمہ کو سلجھانے کی سعی میں خود ہی متفکر تھا۔ میں یک بار چونک پڑا کہ وہ اپنی بھابھی سے فرما رہے تھے کہ میں نے خواب میں امام رضا کو دیکھا جب تم دوپہر کے وقت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں گئے ہوئے تھے" کیا دیکھا کہ ایک شخص نے مجھے اطلاع دی کہ امام رضا تجھے طلب کر رہے ہیں، میں فوراً اس شخص کے ہمراہ چل پڑا۔ جب میں ایوان طلاء میں پہنچا تو امام رضا علیہ السلام ایک قالیچہ پر تشریف فرما تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمانے لگے یہ میرزا نصر اللہ ہیں اور تمہاری بیٹی کے خواستگار ہیں۔ اس لیے اپنی بیٹی کا اس سے عقد کریں" میری آنکھ کھل گئی۔

کسی کو بھیج کر ان کو بلالیا ہے۔ اب اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟۔

اس خاتون نے فرمایا کہ جب امام رضا علیہ السلام نے حکم دے دیا ہے تو اس بارے میں انکار کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

میں یہ سن کر شدت سے رونے لگ گیا۔ میری شادی اس لڑکی سے کر دی گئی۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کی وجہ سے اپنی حاجت یعنی اس لڑکی کا وصال نصیب ہوا۔ اب میں آرام اور سکھ سے ہوں۔ اس لیے عرض کیا تھا کہ جو چاہتے ہو ان سے مانگو کہ حاجات اس در سے پوری ہوتی ہیں۔

کرامات رضویہ 121 جلد 1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے جان ٹانگوں میں جان (215)

تہران کے شرفاء میں میرزا ابوالقاسم کا شمار ہوتا ہے یہ صاحب اپنی زندگی کے آخری حصے میں مشہد مقدس میں مقیم ہو گئے۔ امام رضا علیہ السلام کے ایک حجرہ میں عبادت میں مصروف رہے۔ بالآخر حرم مقدس میں ہی دفن ہو گئے۔ یہ امام رضا علیہ السلام کے معجزات میں سے ایک معجزہ نقل کرتے ہیں۔

میرزا سبزواری فوج کے ایک محکمے میں ملازم تھے توپچی کے عنوان سے یہ خدمت انجام دے رہے تھے۔ مشہد مقدس سے شہر تربت کے لیے میرزا سبزواری کے علاوہ پانچ افراد اسلحہ اور بارود سے لدے ہوئے ٹرک کو لے کر جا رہے تھے۔

ہم میں سے کسی نے سگریٹ پی کر بقایا باہر پھینکا تو وہ اتفاق سے بارود کے ایک صندوق پر جا پڑا جس سے ایسا دھماکہ ہوا کہ تین موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ خود میرزا سبزواری بارود کے دوش پر فضاء میں بلند ہوئے اور دور جا کر زخمی حالت میں گرے پڑے جب ہوش آیا تو خود کو ہسپتال میں پایا۔

جب اپنے آپ پر توجہ دی تو میرزا نے خود کو بہت ہی بری حالت میں زخمی پایا حتیٰ کہ جسم کے بعض حصے حرکت دینے پر عاجز تھے۔ دونوں ٹانگیں پاؤں تک جل چکی تھیں۔ پاؤں کی دونوں رگیں بری طرح متاثر ہوئی تھیں۔ ایک مہینے تک فوجی ہسپتال میں زیر علاج رہا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اس کے بعد امام رضا علیہ السلام کے ہسپتال میں منتقل کرایا۔ آٹھ ماہ یہاں زیر علاج رہا۔ یہاں تک کہ زخم بھر گئے پیپ وغیرہ ختم ہو گئی لیکن دونوں ٹانگیں بالکل مفلوج ہو چکی تھیں اُس کی رگیں بالکل جل چکی تھیں۔

ایک رات اپنی پہلی حالت اور اس حالت پر غور کر کے بہت رویا، دل ٹوٹا اور چپکے چپکے بہت دیر تک روتا رہا اور امام رضا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر دعائیں مانگتا رہا اور فریادیں کرتا رہا۔

یا ابن رسول اللہ، یا امام رضا میں بھی سید ہوں، آپ کے ہی خاندان سے ہوں، مجھ مریض کی کب امداد کریں گے۔ مولا آپ کی قدرت میں سب کچھ ہے۔ مولا مجھ پر رحم فرمائیں۔ مولا کیا میں بھی دوبارہ چلنے کے قابل ہو سکوں گا۔ بہت دیر تک گریہ زاری، بالآخر نیند نے قابو کر لیا، خواب دیکھا:۔ ایک سید بزرگوار میرے نزدیک آئے ہیں اور فرمانے لگے "میرزا صاحب کس حالت میں ہو؟"۔

جب اتنی محبت کا اظہار کیا تو میں نے ان کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کرنے لگا " آپ کون ہیں کہ میرا حال پوچھ رہے ہیں کیا آپ سبزوار سے آئے ہیں۔ یا میرے رشتے داروں میں سے ہیں"۔

انہوں نے فرمایا "میں جو بھی ہوں، میں تو تیری عیادت کو آیا ہوں کہ کس حالت میں ہو؟"۔

میں نے عرض کیا:۔ ابھی تک میری عیادت کے لیے کوئی نہیں آیا اس لیے چاہتا ہوں کہ آپ کو پہچان سکوں"۔

انہوں نے فرمایا:۔ کس سے متوسل ہوئے تھے"۔

میں نے عرض کیا " امام رضا علیہ السلام سے"۔

انہوں نے فرمایا:۔ "وہ میں ہی ہوں"۔

جب انہوں نے فرمایا کہ میں وہی ہوں۔ میں نے اپنا درد کہنا شروع کر دیا۔ مولا کس حالت میں ہوں۔ عرصے سے ایک ہی گوشے میں پڑا ہوں۔ دونوں پاؤں مفلوج ہو چکے ہیں۔ حرکت بھی نہیں دے سکتا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اپنے پاؤں تو دکھاؤ۔ پھر اپنے دست مبارک میری ٹانگوں پر

پھیرنے لگے۔آپ کے مس کرنے سے خواب ہی میں محسوس ہوا کہ ان میں تازہ روح آچکی ہے۔

میری آنکھ کھل گئی۔ابھی رات کا ہی وقت تھا۔محسوس ہوا کہ پاؤں کے انگوٹھے حرکت کر رہے ہیں۔جب میں نے پاؤں کو حرکت دی تو بھی حرکت کرنے لگے۔سمجھ گیا کہ مولا رضاؑ نے خواب میں آکر مجھ بے کس کو شفاء دے دی ہے۔

خوشی میں گریہ وزاری شروع کر دی آواز بلند سے بلند ہوتی گئی۔میری وارڈ کے مریض جاگ اٹھے۔ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر صاحب بھی آگئے۔میں نے بتایا کہ ابھی ابھی امام رضا علیہ السلام آئے تھے اور شفاء دے کر گئے ہیں۔درود شریف سے میری وارڈ گونج اٹھی۔

صبح کمال صحت مندی سے خود اپنے پاؤں سے ہسپتال سے باہر آیا۔امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی زیارت بہت ہی روتے ہوئے کی۔اپنی نوکری سے توبہ کر لی اب اپنی ایک دکان سے رزق حلال کماتا ہوں ''قربان جاؤں یا امام رضا''

کرامات رضویہ 124 جلد 1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معجزہ گرم روٹی کا اور آج کا ابوجھل ‹216›

میرزا ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست زین العابدین جو کہ بہت ہی مقدس اور عابد تھے۔جب امام رضا علیہ السلام کی زیارت کر کے وہاں سے تہران واپس جا رہے تھے تو راستے میں ایک شخص ان کے ہم سفر بن گئے۔پہلے تو علم نہ ہو سکا کہ ان کا کیا مذہب ہے لیکن بعد میں علم ہوا کہ یہ صاحب تو طائفہ بہائی مذہب سے ہیں۔لہذا فطرتاً راستے میں ہی ان سے مذہبی مذاکرہ شروع ہو گیا۔

بحث بالآخر معجزات تک پہنچی۔ یہ بہائی مذہب والے صاحب معجزات کے قائل نہیں تھے۔ سرے سے ہی معجزات کا انکار کرتے تھے۔ مگر میں اس شخص کو معجزات کی باتیں بیان کر رہا تھا اور قائل کرنے کی فکر میں تھا۔ ہماری سواری ایک جگہ تھوڑے سے وقت کے لیے رکی۔ ہماری بحث ظاہراً رک گئی۔

جب ہم سوار ہوئے تو اس بہائی مذہب نے بیٹھتے ہی سوال کیا کہ تم لوگ اپنے امام کے بارے میں حیات و ممات کو مساوی سمجھتے ہو اور ساتھ ہی کہتے ہو کہ امام معجزہ کو دکھا سکتا ہے اور دیگر عجیب و غریب امور پر قادر ہے۔ اب ہم اس سواری میں سوار تھے اور اپنی منزل کی جانب سفر جاری تھا۔ تم اس وقت اپنے امام، امام رضا کی زیارت کرتے ہوئے آ رہے ہو، تقاضہ کریں کہ اس لمحہ ایک گرم گرم روٹی عطا کریں، اپنا معجزہ دکھائیں تا کہ میں بھی دیکھ سکوں کہ تمہارا امام معجزہ دکھا سکتا ہے۔

میں یہ سن کر اس قدر منقلب ہوا اور میری حالت دگرگوں ہوئی۔ سوچ میں غرق تھا کہ اس کو کیا جواب دوں۔ مع ذلک بہت ہی پریشانی میں، میں نے کہا۔ ابھی تیرا جواب دیتا ہوں۔ بے اختیار بہت ہی عجلت اور تیزی سے اپنے ہاتھ کو اپنی عبا میں لے گیا۔ ناگاہ ملتفت ہوا کہ ایک گرم گرم روٹی میرے ہاتھ میں ہے۔ مجھے خود بہت ہی تعجب ہوا۔ اسے باہر نکالا اور اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ یہ میرے امام رضا علیہ السلام کی عنایت ہے۔ اس نے روٹی کی گرمی محسوس کرتے ہوئے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ متنبہ ہونے کی بجائے کہ جادہ گمراہی سے نکل پڑے۔ حق کی جانب آجائے بلکہ اس کی گمراہی میں مزید اضافہ ہوا ابوجہل کی طرح کچھ اثر نہ ہوا۔

کرامات رضویہ 126 جلد 1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا امام رضا شکریہ ﴿217﴾

حاج میرزا طاہر حسینی مشہد مقدس میں مجالس پڑھنے میں مشہور تھے بہت سے لوگ ان کے بہت مداح تھے وہ حرم مطہر امام رضا علیہ السلام میں خدمت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صاف ستھرا کرنے کی مناسب سے حرم مقدس کے دروازے بند کردیئے گئے ۔زائر حضرات آہستہ آہستہ وہاں سے جا چکے تھے اور ہم جھاڑو دینے اور فرش کو دھونے میں مصروف تھے۔ ہم نے کیا محسوس کیا کہ کوئی ضریح مقدس کے پاس ہے۔ تو ایک عربی شخص نظر آیا مگر ہم اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو گئے۔

ہمیں سکوں کے چھنکنے کی آواز سنائی دی۔ کیا دیکھا کہ اس عربی کے ہاتھوں میں کچھ سکے ہیں۔ ہم نے اس سے پوچھا یہ کہاں سے آئے ہیں۔ اس نے امام رضا علیہ السلام کا نام لیا مگر ہم عربی زبان پر عبور نہیں رکھتے تھے نہ سمجھ سکے۔ اسے ہم اپنے دفتر میں لے آئے۔ وہاں ایک عربی زبان والے کے سہارے سے اس سے پوچھا۔

اس عرب نے جواب دیا:۔ میں بحرین کا رہنے والا ہوں۔ میرے پاس خرچہ ختم ہو گیا تھا۔ میں نے مولا امام رضا علیہ السلام سے اپنی حالت کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ میری عزت کو محفوظ رکھیں۔ راستے کا خرچہ عنایت فرمائیں۔ تاکہ اپنے گھر جا سکوں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ یہ پیسے میرے ہاتھ میں دیئے جا رہے ہیں۔ جب کہ وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا۔ ضریح بالکل محفوظ تھی۔

ہم سب بہت حیران ہوئے۔ بس ایک ہی جملہ زبان پر آیا یا امام غریب، یا امام رضا۔

وہ عربی خوشی خوشی یا امام رضا، شکراً یا امام رضا کہتا ہوں وہاں سے رخصت ہوا۔

کرامات رضویہ 129 جلد 1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمازِ توبہ اور معجزہ حق ہے ﴿218﴾

محمد حیدر شجاع کراچی کے رہنے والے ہیں ان کے والد صاحب نیوی میں کمانڈر کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ ڈیفنس میں ان کی رہائش ہے۔ یہ صاحب مشہد مقدس میں آئے تھے تا کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے فیض حاصل کیا جاسکے۔ یہ فرماتے ہیں۔ مولانا مجاہد صاحب:۔ میں نے حرم مقدس میں بہت سے مریضوں کو امام رضا علیہ السلام کی اس جالی سے بندھے ہوئے دیکھا، جو صحن انقلاب میں ہے جہاں پر طلائی گنبد والی امام رضا علیہ السلام کی پانی والی سبیل بھی ہے۔ میں نے ان مریض حضرات کو دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ اگر کچھ صحیح سالم ہو سکتے ہیں تو ڈاکٹر حضرات کی دواؤں اور معالجے سے، نہ کہ ان کو معجزہ صحیح کرسکتا ہے، یعنی میں معجزے کا قائل ہی نہ تھا۔

ایک مریض کو دیکھا جو کہ پولیو میں مبتلا تھا مگر اس کے عزیز اس کو امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں اس غرض سے لائے تھے کہ اس کو شفا مل جائے۔ ڈاکٹری نقطہ نگاہ سے پولیو کے مریض کا کامل صحیح ہونا محال ہے البتہ کچھ نہ کچھ فرق رہ جاتا ہے یعنی اگر علاج کرا دیا بھی جائے تو مکمل درست ہونا ناممکن ہے۔

میں امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کی زیارت کی غرض سے آگے بڑھا اچانک میری نگاہ پولیو والی مریضہ پر ٹک جاتی ہے یہ کم و بیش دس و بارہ سال کی لڑکی ہوگی۔ امام حسین السلام کے چہلم میں ابھی چند دن

بجایا تھے۔ مومنین کرام ماتم کرتے نظر آ رہے تھے امام رضا علیہ السلام کے پورے حرم مقدس میں سیاہ پردے ہنوز آویزاں تھے۔ حتیٰ پرچم بھی امام رضاؑ کے گنبد پر سیاہ تھا۔ 1994 عیسوی کا یہ سال تھا میں بھی ان ہی سوگواروں میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا سوگ منا رہا تھا۔

میں نے دیکھا کہ پولیو والی مریضہ اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگی اچانک اسی لمحہ امام یا امام رضا علیہ السلام یا امام رضا کی صدائیں بلند ہوئیں اس بچی کو لوگوں نے اپنے حلقے میں لے لیا۔ وہ بچی اب پولیو کے مرض سے آزادی حاصل کر چکی تھی۔ خادم حضرات اس بچی کو ہجوم سے محفوظ رکھنے کی خاطر ایک جگہ لے جا رہے تھے۔ اس بچی کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔

میں نے اپنے گزشتہ خیالات کہ معجزے سے درست ہونا مشکل ہے توبہ کی۔ نماز توبہ پڑھی اور یقین ہو گیا کہ امام رضا علیہ السلام ہر مریض کو درست کر سکتے ہیں۔ میں نے بھی اپنے بارے میں روتے ہوئے اور دعائیں طلب کیں اور میری اکثر دعائیں امام رضا علیہ السلام کے وسیلے سے قبول بھی ہوئی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پھولوں کا گلدستہ اور ہاتھ میں اثر ﴿219﴾

ایران کے شہر گلپایگان میں حاج شیخ حبیب اللہ کو ان کی کرامات کی وجہ سے بہت شہرت حاصل تھی۔ ان سے استفسار کیا گیا کہ حضور آپ کو یہ عظمت کیسے ملی ہے انہوں نے الحمد للہ اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے یوں بیان کرنا شروع کیا۔

”ایک دفعہ بہت سخت بیمار ہوا، بیماری نے پورے بدن کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ اس کے علاج کی خاطر مجھے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ چند دن اسی تکلیف میں وہیں بھی مبتلا رہا۔ آخر اپنے آپ کو امام رضا علیہ

السلام کے حرم مقدس کی طرف گیا۔ پورے جسم کے رونگھٹے امام رضا علیہ السلام سے فریاد کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

آنکھوں میں آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔ اسی دوران عرض کیا یا آقا یا سیدی چالیس سال سے آدھی رات کے وقت آپ کے حرم مقدس کا رخ کر رہا ہوں، نماز تہجد دروازے کھلنے پر آپ کے حرم مقدس میں پڑھ رہا ہوں اور اکثر اوقات یہ بھی محسوس کیا ہے کہ سب سے پہلے میں ہی آپ کے حرم مقدس میں حاضری دیتا ہوں۔

میرے لیے اب کیا کریں گے۔ ابھی اتنا ہی عرض کرنے پایا تھا کہ میری آنکھوں نے وہ منظر دیکھا جو کبھی نہ دیکھا تھا کیونکہ میں نے اپنے آپ کو بہت ہی خوبصورت باغ میں پایا۔ باغ کے درمیان میں ایک بہت ہی مرصع تخت موجود تھا اور اس پر امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نہایت وقار سے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے میری کوئی بات نہ ہو سکی مگر امام رضا علیہ السلام نے مجھے پھولوں کا گلدستہ دیا، اچانک مجھے معلوم ہوا کہ وہ حسین لحات ختم ہو چکے ہیں۔ مجھے خوشبو کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ یا امام رضا یا امام رضا میری زبان پر تھا۔

میں نے اپنے اس ہاتھ کو دیکھا جس میں گلدستہ لیا تھا اس کو بوسہ دیا تو ہاتھ کو بوسہ دینے کے بعد ایک عجیب سا احساس ہوا۔ جب اپنے ہاتھ کو اپنے دردشدہ اعضاء پر پھیرا تو درد فوراً ہوا ہو گیا۔ اب مجھے احساس ہوا کہ اس ہاتھ میں کیا اثر پیدا ہوا ہے۔

جس مریض پر یہ ہاتھ پھیرتا وہ تندرست ہو جاتا۔ یہاں تک کہ کینسر کے مریض بھی میرے ہاتھ کے مس کرنے سے تندرست ہو جاتے مگر جب گناہ گار قسم کے مریض آنے لگ گئی تو اس ہاتھ کا اثر ختم ہونے لگا۔

یہاں تک کہ یہ اثر بالکل ختم ہو گیا۔ مگر دعا کرنے سے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کے وسیلے سے کچھ نہ کچھ مریض کا مرض کم ہو جاتا۔

میگزین زائر 55 ماہ اسفند 1378 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس قرآن ﴿220﴾

حجتہ الاسلام والمسلمین قرائتی انقلاب اسلامی کے بعد کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ یہ فرماتے ہیں:۔

اسلامی انقلاب سے پہلے ایک مرتبہ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں حاضری دی اور امام رضا علیہ السلام سے استدعا کی کہ مجھے ایسے توفیق عطا فرمائیں کہ پورا ایران مجھ سے قرآن پاک کے دروس سے استفادہ کریں، لیکن فوراً ہی اس درخواست سے مجھے ہنسی آئی کہ یہ ظاہری طور پر تو ممکن نہیں ہے کیونکہ مجھے تو ایک بھی کلاس میں درس دینے کی اجازت نہیں ہے اور تو چاہتا ہے کہ پورے ایران کے لوگوں کو درس دے؟ مگر ساتھ ہی دل میں یہ تھا کہ امام رضا علیہ السلام سے کچھ بھی ناممکن نہیں کیونکہ وہ حکم خداوند عالم سے قادر ہیں۔

اللہ سبحانہ کا لاکھ لاکھ شکر کہ امام خمینی کی رہبری میں اسلامی انقلاب کامیاب ہوا۔ تھوڑی سی مدت کے بعد دروس قرآن کا سلسلہ ہر شب جمعہ کو ٹیلی ویژن سے بندے کے توسط سے نشر ہونے لگا۔ اس قرآنی درس کی تعریف میں جو خطوط، ٹیلی فون اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہ درس لوگوں میں پورے ایران میں بہت جوش و خروش سے دیکھے اور سنے جا رہے ہیں۔

اس طرح اس آرزو کو جو انقلاب اسلامی سے پہلے امام رضا علیہ السلام کے حضور میں کی تھی۔ اسلامی انقلاب کے آنے سے واضح طریقے سے پوری ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

اب جب بھی امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی زیارت کی توفیق حاصل ہوتی ہے تو امام رضا علیہ السلام کی ضریح مطہر کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ یا مولا یا آقا یا امام رضا اس قرآنی درس میں میری اور بھی مدد فرمائیں۔ قربان یا امام رضاؑ۔

زائر 55 ماہ اسفند 1378 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بچے کا بلندی سے گرنا اور بچ جانا (221)

آیت اللہ مجتہدی شبستری آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای کے نمائندے اور آذربیجان مشرقی میں تبریز شہر میں امام جمعہ بھی ہیں فرماتے ہیں:۔

حیات و ممات محمد و آل محمد علیہم السلام کے لیے ایک ہی معنی رکھتی ہے یعنی جو وہ زندگی میں معجزے کرتے ہیں اور عوام الناس کو فائدے حاصل ہوتے ہیں ان کی خاطر زندگی کے بعد بھی وہی کچھ ہوتا ہے۔

مشہد مقدس کے ایک عالم دین نے بندے سے کہا کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے ایک خاندان مشہد مقدس کے ایک ہوٹل میں اوپری منزل میں مقیم تھا۔ غفلت سے سڑک کی جانب جو کھڑکی کھلی تھی اسے بند کرنا بھول گئے۔ ان کا ایک بچہ اس کھڑکی سے نیچے گر پڑا۔

جب ماں نے یہ حالت دیکھی تو اس کے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ اس نے اسی لمحے امام رضا علیہ السلام کو پکارا:۔ "یا امام رضا ہم آپ کے مہمان ہیں میرے بچے کو بچا لیں"۔

اس بچے کے ماں باپ نہایت سرعت سے سیڑھیوں سے اتر کر سڑک پر پہنچے تو اس بچے کے گرد لوگوں نے حلقہ بنایا ہوا تھا۔ ماں باپ کو دیکھ کر لوگوں نے جگہ دی، بچہ بالکل صحیح سالم تھا۔ سب نے یا امام رضا یا امام رضا کی صدائیں بلند کیں اور درود شریف کا ورد کیا۔

جب بچے سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب کھڑکی سے گر پڑا تو ایک بزرگ نے مجھے تھام لیا اور نہایت ہی آرام سے مجھے سڑک پر بیٹھا دیا اور لوگوں نے اپنے گرد اگرد دیکھ کر اماں اماں کی فریاد کرنے لگا۔ اس کے والدین نے اپنے بچے کے بلوسے لینے شروع کر دیئے اور آنکھوں میں آنسو گردش کر رہے تھے لب پر یا امام رضاؑ یا امام رضاؑ تھا۔

زائر 55 ماہ اسفند 1378 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناکارہ باریک اور محفوظ رھنا ﴿222﴾

آیت اللہ مجتہد شبستری جو تبریز شہر میں امام جمعہ ہیں فرماتے ہیں کہ میرے بچپن کی بات ہے اس وقت میں مدرسہ میں اسلامی علوم پڑھ رہا تھا کہ کسی غرض سے ہم سفر پر روانہ ہوئے۔ بس میں سوار ہونے کے بعد ہم سب کے سب امام رضا علیہ السلام سے متوسل ہوئے۔ درود شریف کی تلاوت کے بعد امام رضا علیہ السلام کی شان بالا میں اشعار پڑھنے لگ گئے۔ اور اسی قصائد میں ہماری بس منزل کی جانب رواں دواں تھی۔

سفر کے دوران معلوم ہوا کہ بس کی بریک صحیح کام نہیں کر رہی۔ ہم نے یہ محسوس کر کے اللہ سبحانہ سے سلامتی کی استدعا کی۔ امام رضا علیہ السلام کا اسم گرامی اور محبت سے لینا شروع کر دیا۔ آخر وہ ہوا جس کی

ہمیں امید نہ تھی کہ بس ایک ٹرک سے جا ٹکرائی۔ چند بار جھٹکے محسوس ہوئے۔ چیخ و پکار شروع ہوگئی۔ مسافر کھڑکیوں سے جن کے شیشے ٹوٹ چکے تھے چلتی ہوئی بس سے باہر کودنے لگے۔

بالآخر بس رک گئی۔ بری طرح سے یہ متاثر ہو چکی تھی کسی بھی کھڑکی اور دروازے کا شیشہ سالم نہ تھا مگر یہ جان کر از حد حیرت ہو رہی تھی کہ تمام مسافر صحیح و سالم تھے کسی کو کوئی خراش تک نہ آئی تھی۔ یہ امام رضا علیہ السلام سے متوسل ہونے کی برکت سے تھا۔ البتہ ایک خاتون بہت پریشان تھی۔ اس نے اپنی پریشانی کا سبب بتایا کہ اس کی گود میں شیر خوار تھا مگر اب معلوم نہیں وہ کہاں ہے ہم نے اسے باہر کی جانب تلاش کرنا شروع کر دیا مگر بے سود، بالآخر اسے بس میں تلاش کرنے کی نوبت آئی یہ دیکھ کر ہم سب درود شریف پڑھنے لگے کہ وہ بس کی سیٹ کے نیچے آرام سے سو رہا تھا اور اسے بھی کوئی صدمہ نہ پہنچ سکا۔ ہم نے اسے اٹھا کر اس کی والدہ کے حوالے کیا، اس کی والدہ نے بلند آواز سے شکرانے کے طور پر روتے ہوئے یہ جملہ کہا:۔ یا امام ضامن آپ کا بہت بہت شکریہ!

زائر 55

ماہ اسفند 1378 ش

ھو الذی قال حسین علیہ السلام

ٹرین کا ٹکٹ (223)

مولانا عبدالخالق اور مولانا سروری کے سامنے قم مقدس میں رہنے والے ایک مولانا نے ہمیں یوں بتایا کہ اس وقت ہم حرم مقدس مقبرہ حر عاملی میں تھے۔

''امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں نہایت عقیدت و احترام سے حاضری دی اور ایک

حاضری کے دوران امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا:۔مولا جان، یا امام رضا اس بار میری خود دعوت کریں۔ درست ہے کئی بار آپ کے دستر خوان سے جو زائرین کے لیے بچھایا جاتا ہے یہ فیض حاصل کر چکا ہوں۔مگر اس بار میرے لیے خود ہی سبب بنائیں تا کہ آپ کا نمک خوار بن سکوں یہ دعا کر کے اور یہ آرزو بیان کر کے میں مولانا آزاد صاحب کے گھر پہنچ گیا۔

ابھی وہاں پہنچے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی اتفاق سے ایک شخص گھر میں داخل ہوا اور ایک کھانے کے لیے جو امام رضا علیہ السلام کے زائرین کو دی جاتی ہے ٹکٹ دی اور کہا کہ یہ ٹکٹ آج ہی کے لیے ہے۔میں ٹکٹ تھام کر بہت ہی خوش ہوا اور بے اختیار زبان سے نکلا یا امام رضا آپ کا بہت ہی شکریہ، یا مولا آپ کا بہت ہی شکریہ''۔

2۔ مولانا موصوف نے ایک واقعہ یوں بیان کیا:۔

''مجھے معلوم تھا کہ تہران جانے کے لیے ٹکٹ ملنا فوراً بہت مشکل تھا کیونکہ گرمیوں کے موسم میں مشہد مقدس میں زائرین کا رش ہوتا ہے اس لیے خاص طور سے ٹرین کی ٹکٹ تو جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔مگر نامعلوم قوت کی بناء پر امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں آپ کی ضریح مقدس کے سامنے دعا کی کہ یا مولا یا امام رضا میرے اختیار میں تو نہیں ہے مگر آپ کے لیے تو کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔مجھے آج ہی قم جانا ہے مجھے ٹرین کی ٹکٹ دلوادیں۔ میں بے اختیار قدم اٹھاتا ہوں حرم مقدس سے کچھ فاصلے پر ایک ٹریول ایجنسی پہنچا اور وہاں جا کر تہران کے لیے ٹرین کی ٹکٹ کا مطالبہ کیا۔کمپیوٹر آپریٹر نے کمپیوٹر سے معلوم کر کے بتایا کہ ٹکٹ نہیں ہے مگر بندے نے اسے کہا کہ ٹکٹ لازمی ہوگی۔اس نے کہا کہ تھوڑا سے انتظار کریں۔ دفتر بند ہونے میں تھوڑی ہی دیر تھی۔کمپیوٹر والے نے پھر کمپیوٹر آن کیا اور کہا کہ تم خوش نصیب ہو کہ

اس میں ایک ہی ٹکٹ ہے جو کہ سہ پہر چار بجے والی ہے۔ میرے یقین میں اور اضافہ ہوا۔ اور دل ہی دل میں امام رضا علیہ السلام کا شکریہ ادا کیا کس انداز سے مولاؑ نا نے میری مشکل کو حل کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میری آنکھوں کا ضامن ﴿224﴾

آیت اللہ حسن زادہ آملی فرماتے ہیں:۔ اب امام رضا علیہ السلام کی کرم نوازی سے میری آنکھیں بالکل درست ہیں اس کے علاوہ اور بہت سی عنایات بندے کی زندگی میں امام رضا علیہ السلام کی وجہ سے حاصل ہیں۔

تقریباً پندرہ سال تک آنکھوں کے عارضے میں مبتلا رہا۔ آنکھوں کے ڈاکٹر صاحب نے نصیحت کر رکھی تھی کہ آنکھوں میں پانی ہرگز داخل نہ ہو ورنہ مرض میں اور اضافہ ہوگا۔ اس بنا پر اپنے فرائض جن میں وضو لازمی ہوتا ہے۔ تیمم سے بجالاتا رات کے کھانے میں اور سونے کے درمیان بھی فاصلہ لازمی رکھتا۔ مگر ماہ اسفند 1363 شمسی ہجری کی ایک رات بے اختیار رات کے کھانے میں دیر ہوگئی۔ جس کی بناء پر رات کو بارہ بجے تک جاگتا رہا تا کہ غذاء ہضم ہو جاوے۔ اسی بناء پر گھر کے صحن میں ہی چہل قدم کرتا رہا۔

جب نیند کی آغوش میں چلا گیا تو ایک بہت ہی دلربا خواب دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ اشارے سے مجھے فرمارہے ہیں کہ کیوں اپنے آپ کو مجھ سے دور رکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد واضح طور پر فرمایا:۔ کہ میں تمہاری دونوں آنکھوں کا ضامن ہوں' میری اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ لب پر یا امام رضا یا امام رضا کے الفاظ تھے۔

الحمد للہ کہ اس واضح بشارت سے کہ وہ ولی اللہ اعظم لقب ضامن سے بھی مشہور ہیں میرے لیے

یقین کامل حاصل ہوا کہ اب آخری زندگی تک میری دونوں آنکھوں میں اب کوئی بھی نقص وارد نہ ہوگا کیونکہ اب خود امام رضا علیہ السلام نے ضامن نامہ دے دیا ہے اور ان سے بڑھ کر اور کون ضامن ہو سکتا ہے۔

آپ نے جو فرمایا کہ کیوں اپنے آپ کو دور رکھا ہوا ہے اس کی علت یہ ہو سکتی ہے کہ متواتر درس دینے، بحث و تصنیف میں بہت مصروف رکھا ہوا تھا اور ایک مدت تک آپ کی خواہر حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی زیارت کی توفیق حاصل نہ کر سکا۔ بندے نے اس سے توبہ کی وہیں سے حضرت بی بی فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کو سلام کیا۔ شکرانے کے طور پر فوراً وضو کیا کیونکہ اب یقین حاصل ہو چکا تھا کہ پانی کوئی نقصان نہیں دے گا۔ الحمدللہ اس وقت سے لے کر آج تک پھر آنکھوں کے عارضے میں مبتلا نہیں ہوا۔

زائر 55 ماہ اسفند 1372 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسیحی کا غریب طوس کا واسطہ ﴿225﴾

جناب محمد علی جو تابع کے تخلص سے مشہور ہیں ایک عیسائی جوان کے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ اس نو مسلم نے کہا:۔ میں ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوا تھا۔ ابھی چند ماہ کا تھا کہ میرے والد محترم نے میری والدہ کو چھوڑ دیا اور ایک خاتون سے دوسری شادی کر لی۔ اس لیے اپنی ماں سے جدا ہو کر اپنے والد صاحب کے پاس ہی رہا۔ مقدر کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے ابھی تیسرے ہی سال میں داخل ہوا تھا کہ والد صاحب کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد میری پرورش والد صاحب کے عزیزوں میں ہونے لگی۔ اسی

دوران جنگ بلشویک شروع ہوگئی اور روس کا بادشاہ اس جنگ میں مارا گیا۔ اس وقت میری عمر کا سولہواں سال تھا۔ ملکی حالات خراب ہو چکے تھے میں وہاں سے ایران کے شہر مشہد میں آ گیا۔

ابھی چند ماہ ہی اس شہر میں گزرے تھے کہ مریض ہوگیا۔ عزیز ورشتہ دار نہ ہونے کی بناء پر پریشانی لاحق ہوئی۔ معالجہ کے باوجود بیماری بڑھتی گئی نہ کوئی عیادت کرنے والا نہ کوئی تسلی دینے والا۔ بیماری سے پورا بدن درد کر رہا تھا، بالخصوص رات کے وقت تو نیند بہت پریشان کرتی تھی۔

ایک رات جب بیماری نے زیادہ پریشان کیا تو شکستہ دل، پریشان حال کے ساتھ پروردگار کی درگاہ میں خالی ہاتھ پھیلائے، راز و نیاز میں مشغول ہوا، عرض کرنے لگا، یا اللہ تجھے حضرت عیسیٰؑ کا واسطہ میری جوانی پر رحم فرما، خدایا ان کی والدہ حضرت مریمؑ کا واسطہ میری بیکسی پر رحم کر، پروردگار انجیل عیسیٰؑ کا واسطہ تورات موسیٰؑ کا واسطہ اس زمین پر جو غریب الغرباء دفن ہے اور مسلمان جو نہایت عقیدت واحترام سے اس غریب طوس کی زیارت کو جاتے ہیں مجھے شفاء مرحمت فرما اور رنج وغم سے آزادی فرما۔ اسی آہ وفریاد کے دوران بالآخر نیند نے غلبہ حاصل کرلیا۔ خواب دیکھا کہ اپنے آپ کو غریب طوس کے حرم مقدس میں کھڑا پا رہا ہوں۔ میرے علاوہ حرم مقدس میں کوئی بھی نہیں تھا یہ دیکھ کر مجھ پر وحشت طاری ہوئی کہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو مسیحی ہے تو کیا جواب دوں گا۔ اچانک اسی لمحے ضریح مقدس سے نور ظاہر ہوا۔ اس نور کی توصیف الفاظ سے ناممکن ہے یہی نور میری سعادت اور بخت کا پیغام لایا۔ اس ضریح مقدس سے صاحب قبر امام رضا علیہ السلام ظاہر ہوئے آپ کے سر مبارک پر تاج کی مانند سبز عمامہ تھا اور کمر مقدس پر سبز پٹکا بندھا ہوا تھا۔ سر سے پاؤں مبارک تک آپ سے نور جلوہ گر ہو رہا تھا۔ مجھ سے فرمانے لگے "اے نوجوان یہاں کیوں آئے ہو" میں نے نہایت ادب سے عرض کیا، "یہاں مسافر ہوں، بے کس ہوں مریض ہوں آپ پر

قربان ہو جاؤں شفاء لینے آیا ہوں'' آپ کے دامن مقدس سے ہاتھ نہ ہٹاؤں گا جب تک شفاء مرحمت نہ کریں۔امام رضا علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے اپنا دست مبارک اٹھایا اور میری اسی وقت آنکھ کھل گی۔ اب نہ درد تھا اور نہ ہی بیماری کی خبر تھی بلکہ اپنے آپ کو صحیح وسالم محسوس کر رہا تھا۔

صبح اپنے خواب کو اور شفاء حاصل کرنے کے بارے میں واقف کاروں کو بتایا وہ مجھے آیت للہ آقا حسین قمی کے محضر مبارک میں لے آئے۔آیت اللہ کے حضور میں نے خواب نقل کیا تو انہوں نے مجھے مبارکباد دی اور میں نے دلی طور پر اسلام قبول کرلیا کیونکہ امام رضا علیہ السلام کی اس طرح کی زیارت نے میری زندگی ہی بدل دی تھی۔ جب میں مسلمان ہو گیا تو فطری طور پر جوانی کی وجہ سے شادی کی فکر لاحق ہوئی۔ میں اپنے ملک روس چلا گیا وہاں اللہ سبحانہ نے بہت عزت دی وہاں پر ایک لڑکی سے آشنائی ہوئی۔ اس سے کہا کہ اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو مشترکہ زندگی کا آغاز کریں گے پھر ایران کی جانب چلے جائیں گے۔ وہ راضی ہو گئیں ہم نے چھپ چھپا کر اسلام کے مطابق شادی کرلی پھر ہم مشہد مقدس ایران آگئے اور امام رضا علیہ السلام کے حضور پناہ حاصل کی، زندگی بہت ہی اچھی طرز سے گزرنے لگی۔اللہ سبحانہ نے مجھے دو بیٹیاں عطا فرمائیں۔ جب وہ جوان ہو گئیں تو ایک سید خانوادے میں دو سگے بھائیوں بنام سید عباس کمالی سید مصطفیٰ کمالی سے شادی کردی۔ یہ دونوں سید بھائی خود کو حرم امام رضا علیہ السلام میں زائرین حضرات کے لیے زیارت پڑھتے تھے اور میں خود جوتوں کی مرمت کا کام کرتا تھا۔محمد علی تابع فرماتے ہیں۔ ایک دن میں نے ان کے داماد سید عباس کمالی سے ان کے سسر کے بارے میں جویا احوال ہوا تو اس نے غمگین لہجے میں بتایا کہ وہ تہران گئے تھے اور وہیں اللہ سبحانہ کی رحمت کے مطابق ملحق ہو گئے۔

کرامات رضویہ 183 جلد 1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمپیوٹر آپریٹر کی داستان صحت (226)

سید عابد عباس زیدی صاحب جون دو ہزار عیسوی میں مشہد مقدس میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے تشریف لائے اور بندے کو اپنا حال یوں بیان کرتے ہیں:۔

''میں کراچی شہر میں رہتا ہوں، فیڈرل بی ایریا میں میرا گھر ہے چند سال پہلے بوٹس میڈیکل کمپنی میں ملازم تھا۔ کمپیوٹر آپریٹر کی حیثیت سے کام کرتا تھا، بعد میں علم ہوا کہ کمپیوٹر پر کام کرنے سے تین عارضے جسم کو لاحق ہو جاتے ہیں۔ بینائی میں اثر، دماغی اثر اور خون میں دباؤ کام کی زیادتی کی وجہ سے، میرے ساتھ ایسا ہی ہونے لگے۔ اس کمپنی میں میں نے آٹھ سال گزارے 1991 میں محسوس ہوا کہ جسم کے ساتھ ساتھ پاؤں میں ورم آ جاتی تھی۔ شروع شروع میں تو اس بارے میں کوئی فکر نہ کی۔ بالآخر ایک وقت ایسا آیا کہ جوں جوں علاج کرواتا گیا مرض بڑھتا گیا۔ آغا خان ہسپتال میں کافی عرصہ زیر علاج رہا مگر جسم پر ورم جانے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ پٹھے شدید طور پر اکڑے ہوئے تھے یعنی بہت کھچاؤ تھا۔ پورے جسم میں شدید درد رہتا تھا۔ 1989 سے لے کر 1991 تک بہت علاج کروایا۔ پانی کی مانند پیسہ خرچ ہوا۔ ذہنی صلاحیت بہت حد تک متاثر ہو چکی تھی۔ خود کو زمین پر بوجھ سمجھ کر رہ رہا تھا۔ گھر والے بہت پریشان تھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج کہہ دیا تھا۔

ایک دن والد صاحب نے مشورہ دیا کہ امام رضا علیہ السلام کے پاس اسے لے جاؤ یقیناً وہ ہی اب اس کو شفا دیں گے۔ میں نے سوچا کہ گھر میں تو چلنے پھرنے کی سکت نہیں ہے اتنا طولانی سفر کیسے ہو گا مگر

میں خاموش رہا، دل ہی دل میں امام رضا علیہ السلام کے وسیلے سے دعائیں طلب کرنے لگا۔

پاسپورٹ کے بعد ویزے بھی نہایت ہی آسانی سے مل گیا۔ ہر طرح کی سفر کی صعوبت برداشت کرتے ہوئے ہم سب سے پہلے امام رضا علیہ السلام کی بہن حضرت معصومہ فاطمہؑ کی زیارت کے لیے قم شہر میں وارد ہوئے حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی پہلی ہی زیارت کے بعد جسم میں آسودگی کا کچھ احساس ہوا۔ جتنے دن ہم قم میں رہے حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کے مزار اقدس پر حاضری دیتے رہے۔ مسجد امام زمان علیہ السلام میں بھی حاضری دی اور نماز امام زمان علیہ السلام ادا کی۔

مولانا حرمت وزیری صاحب میرے بچپن کے ساتھی تھے بہت عرصے سے ان کو نہ دیکھ سکا۔ مگر ذہنی سلامتی کے بعد جو یقیناً مجھے قم میں ہی حاصل ہوئی تھی ان کو پہچان گیا جب کہ میں بہت سے دوستوں کو پہچان سے عاجز ہو چکا تھا۔

میری بھابھی محترمہ کے بھائی نے مجھے ایک بار کہا تھا کہ مولا امام رضا علیہ السلام ضرور شفاء دیں گے اگر شفاء نہ دی تو میں۔۔۔۔۔۔۔۔

چند دن قم گزارنے کے بعد ہم امام رضا علیہ السلام کے شہر مقدس مشہد آ گئے۔ یہاں کی آب و ہوا ایمان کے لحاظ سے اور ہی تھی۔ میری آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ امام سے پکار پکار کر شفاء کی بھیک مانگتا رہا۔

صحن انقلاب میں جو دردمندوں والی جالی ہے جو امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کے بالکل سامنے ہے وہاں مجھے بھی گلے میں طناب ڈال کر شفاء کی خاطر بیٹھا دیا۔ ایک طناب کا سرا اس جالی کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ میں تو خود یہ چاہتا تھا۔ تین دن رات تک اس مقام مقدس میں امام رضا علیہ السلام کے حضور بندھا

بیٹھا رہا۔ تیسرے دن مجھے نئی قوت کا احساس ہوا۔ جسم سے درد غائب ہو چکا تھا۔ ورم کا کہیں بھی بدن پر نشان نہ تھا جب بھی پیاس لگتی تھی۔ طلائی سبیل کا پانی پیتا تھا دل گواہی دینے لگا کہ اب شفا مل گئی ہے۔

صحت مندی کی حالت میں کراچی پہنچا۔ تھکاوٹ کی وجہ سے آرام تو کیا مگر بیماری اب بھاگ چکی تھی۔

لوگ میری یہ حالت دیکھ کر مبارکباد دینے آتے اور میں کہتا کہ یہ سب امام رضا علیہ السلام کی وجہ سے ہے۔ امام رضا نے مجھے دوبارہ زندگی دے دی ہے۔

عابد زیدی نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ اب آپ دیکھ لیں بالکل خریت سے ہوں۔ لمبا لمبا سفر پیدل کر لیتا ہوں۔ اور ہر سال ایک مرتبہ یا دو مرتبہ اپنے امام رؤف امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے فیض یاب ہوتا ہوں۔ یہ الفاظ کہتے وقت عابد زیدی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو جھلک رہے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چیچک کا حملہ بینائی سے محروم (227)

سبزوار میں ایک سات سالہ بچی کو چیچک کی بیماری نے اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کی وجہ سے یہ بچی اپنی آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئی۔

جگہ جگہ اس کے والدین نے اس کا علاج کروا دیا مگر ہر ڈاکٹر نے اس بارے میں مایوسی کا اظہار کیا۔ بالآخر والدین صبر کر کے خاموش ہو گئے۔

اب یہ بچی موسموں کی تبدیلی سے خود بھی تبدیل ہونے لگی بالآخر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ لیا۔ یہ خود آنکھوں کی بینائی نہ ہونے کی وجہ سے خلوتوں میں اللہ سبحانہ سے محمد و آل محمد علیھم السلام کا واسطہ دے کر

دعائیں طلب کرتی۔ اپنے والدین کے ساتھ جب بھی حرم مقدس امام رضا علیہ السلام میں مشرف یاب ہوتی تو پہلی دعا آنکھوں کی سلامتی کی ہوتی۔ مگر استجاب کی بھی کوئی سبیل نظر نہیں آ رہی تھی مگر انجانے طور پر دل میں روشنی کی ایک کرن تھی کہ تو بھی دیکھ سکے گی۔

سبزوار میں ایک روز اس دختر جوان نے خواب دیکھا کہ سبز پوش جوان تشریف لائے ہیں کہ وہ فرمارہے ہیں کہ مشہد مقدس امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو جاؤ اور وہاں اس زیارت میں اپنی مراد کو پالوگی۔

جب یہ بیدار ہوئی تو اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ اس نے صبح کا انتظار کیا۔

سب کو اپنا خواب سنایا، بالآخر یہ لوگ اپنی اس عزیزہ کو لے کر مشہد مقدس امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے نکل پڑے۔ ابھی یہ جوان سالہ دختر ضریح مقدس کے پاس ہی پہنچی تھی کہ اس کو احساس ہوا کہ جیسے کسی نے بہت ہی محبت سے چہرے پر ہاتھ مس کیے ہوں تو اس لمحے اس کا نور آنکھوں میں آ گیا ہو۔ اس نے دیکھا کہ ضریح آنحضرت سامنے ہے اب وہ سب کو دیکھ رہی تھی۔ یا امام رضا یا امام رضا سے حرم گھونجنے لگے اور یہ شفاء یافتہ فقط رو رہی تھی اس کے عزیز و اقارب بھی یہ دیکھ کر رو رو کر امام رضا یا امام رضا شکریہ کے الفاظ ادا کر رہے تھے۔ کرامات رضویہ 202 جلد 1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گھرا اثر اور امام رضاؑ کی عطا ﴿228﴾

میرا نام محمد رضا ہے ایک دفعہ آنکھوں کے عارضے میں مبتلا ہوگیا۔ ڈاکٹر حضرات سے معالجہ کروایا مگر بے سود، روز بروز آنکھوں کا نور کم ہوتا گیا بالآخر دنیا میرے لیے اندھیری ہوگئی اپنی اس حالت پر بہت

رو یا پیٹا مگر صبر کے علاوہ کیا کر سکتا تھا۔

میری ایک ہی بیٹی جس کے ساتھ دن گزارتا تھا اور یہ مجھے مشہد مقدس کی گلیوں اور بازاروں میں کام کی خاطر لے جاتی بعض لوگ میری حالت پر ترس کھا کر میری مالی مدد کر دیتے اور یوں میری زندگی کے دن گزر رہے تھے۔

حرم مقدس امام رضا علیہ السلام میں بھی حاضری دیتا تھا اور اپنی حالت زار ان کو بیان کرتا تھا۔ اس طرح ساتواں سال لگ گیا۔

ایک دن میری بیٹی مجھے سڑک پار کروا رہی تھی۔ میرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اپنی بیٹی کو خدمت کاری کے عنوان سے میرے پاس بھیج دو۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا مگر اس کے تقاضے سے میری روح تڑپ گئی۔ میرے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ حتیٰ آنسو نکل آئے۔ اسی جگہ امام رضا علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور عرض کرنے لگا۔ مولا بہت سختی سے دن گزار رہا ہوں اب یہ نوبت بھی آ گئی ہے۔ زندگی اس انداز سے اب بہت ناگوار بن گئی ہے۔ آپؑ کے دست مبارک میں سب کچھ ہے مجھے یا شفاء دے دیں یا موت دے دیں۔ تنگ آ چکا ہوں۔

میری بیٹی گم سم میرے ہاتھ کو تھامے مجھے حرم مقدس کی جانب لے کر چلتی رہی۔ جیسے ہی مجھے احساس ہوا کہ حرم مقدس صحن انقلاب میں داخل ہو چکا ہوں چیخ کے انداز میں یا امام رضا کہا۔ مجھے محسوس ہوا کہ گنبد مقدس مجھے نظر آیا ہے۔ میں نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پر ملا۔ مگر یہ حقیقت تھی کہ مجھے ہلکا ہلکا حرم مقدس اور گنبد امام رضا علیہ السلام نظر آ رہا تھا مگر پھر نظروں سے غائب ہو جاتا۔

میں ایک گوشے میں بیٹھ گیا۔ یا امام رضا، یا امام رضا میرے لبوں پر تھا اور آنسو آنکھوں سے بہہ

رہے تھے ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ مجھے ہر شئی واضح نظر آ رہی تھی اس حالت کو دیکھ میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو بیٹی نے میرا ہاتھ تھاما۔ میں نے کہا اب اس کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے امام رضاؑ نے شفاء دے دی ہے۔ میری بیٹی کو یقین نہ آیا۔ مگر جب میں بھاگنے لگا تو زائر حضرات میرے اردگرد تھے۔ میری بیٹی روروکر امام رضا کا شکریہ ادا کر رہی تھی۔ یا امام رضا شکریہ یا امام رضا شکریہ۔

کرامات رضویہ 190 جلد 1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آب شفاء اور دوبارہ زندگی (229)

مولف عرض کرتا ہے:

جولائی کے اوائل 2000 میں جب میں امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کی زیارت کے بعد صحن آزادی کی جانب ضریح مقدس سے نکل رہا تھا تو ملتان کے جناب سید نفیس نبی نقوی سے ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا کہ جن کو امام رضا علیہ السلام نے شفاء دی تھی نفیس حیدر بھی آئے ہوئے ہیں۔ ہم ابھی مقبرہ حر عاملی میں حاضر ہوتے ہیں۔

سید نفیس حیدر نقوی سے مقبرہ حر عاملی میں ملاقات ہوئی لیکن یہ ملاقات مصروفیت کی بناء پر تھوڑے وقت کے لیے ہوئی۔

پانچ جولائی سن 2000 میں مجلس عزاء کے بعد بالآخر نفیس حیدر نقوی صاحب سے تفصیل سے ملاقات ہوئی۔ وہ مجھے بھی مولانا ابوالحسن نقوی کی وجہ سے پہچانتے تھے۔ ایک دوسرے کی احوال پرسی کے بعد انہوں نے اپنا قصہ یوں سنایا:۔

''1993ء کے آخری مہینوں میں کسی کام کی غرض سے تونسہ شریف جارہے تھے۔ میرے ساتھ میرا بھانجہ ذی شان حسن بھی تھا ویگن میں تھے ہم گفتگو کرتے باہر کے نظارے دیکھتے ہوئے اپنی منزل کی جانب بڑھ رہے تھے کہ زوردار دھماکہ ہوا۔ مجھے پھر کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ ہماری ویگن راستے سے اتر چکی تھی۔ حادثہ بہت خطرناک ہوا۔

بعد میں علم ہوا کہ موقع پر ہی سات افراد لقمہ اجل بن گئے ہیں۔ میں خود بری طرح سے زخمی ہوا۔ بقایا کچھ زخمی ہوئے۔ مگر میرا بھانجہ سید ذی شان حسن بالکل صحیح تھا۔ ڈرائیور بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

ابتدائی طبی امداد کے لیے کوٹ ادو ہسپتال میں لے کر گئے۔ بعد میں ملتان منتقل کردیا گیا۔

ہمارا خاندان ملتان میں ایک اعلیٰ حیثیت کا مالک ہے۔ سیاسی سماجی اور مذہبی کاموں میں ہم ہمیشہ آگے آگے رہے ہیں اس بناء پر ہر کوئی اس ناگہانی حادثے کے بعد تسلی دینے کو آرہا تھا میرے گھر والے بہت ہی پریشان تھے مجھے خود نشتر میڈیکل ہسپتال میں داخل کردیا گیا۔

نشتر ہسپتال کے ڈاکٹروں نے میری حالت کو نارمل لانے کے لیے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اس حادثے نے میری بینائی پر بہت اثر ڈالا یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی چلے جانے سے دنیا میری نگاہوں میں اندھیر ہوگئی۔ چلنے پھرنے سے معذور ہوگیا۔ اپنی حالت دیکھ کر سوائے افسوس کرنے کے کچھ بھی نہ تھا۔ میرے گھر والوں نے میری عیادت کرنے میں اور تسلی دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ حتیٰ پوٹی اور پیشاب بستر پر ہی کرتا۔ نالی پیشاب کی جگہ لگادی تھی۔

اس حادثے سے پہلے میں ایک پھرتیلا جوان تھا، مکانات وغیرہ کی ٹھیکہ داری میرا پیشہ تھا۔ مذہبی

رجحان بھی کسی طرح کم نہ تھے۔ مگر اب میں ایک ایسا شخص تھا کہ ہر سانس میں دوسروں کا محتاج بن چکا تھا۔
مقبرہ حر عاملی کی دیواروں کو دیکھتے ہوئے ایک گہری سانس کے بعد برادر نفیس حیدر صاحب نے اپنی زوجہ محترمہ اور دو چھوٹی چھوٹی بیٹیوں کی موجودگی میں پھر بیان کرنا شروع کر دیا۔

تین ماہ تک نشتر ہسپتال میں زیر علاج رہا، پرنسپل ڈاکٹر افتخار راجہ جو خود سرجن تھے۔ میرے کیس میں خاص توجہ دی، ڈاکٹر حبیب انجم اور ڈاکٹر سلیم صاحب جو اپنے اپنے کام میں سپیشلسٹ تھے خاص توجہ دی مگر سب بے سود رہا۔

نشتر میڈیکل کالج کے پرنسپل ڈاکٹر افتخار صاحب نے بالآخر یہ نتیجہ نکالا کہ ''اللہ سبحانہ چاہے تو ہر بگڑا کام درست ہو سکتا ہے مگر ہم نفیس حیدر صاحب کے علاج سے عاجز ہیں کیونکہ ہم نے ان تین ماہ میں جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا۔ ہماری نگاہوں میں ہمارے خیال میں ایسا ہے کہ اب یہ ایسے ہی رہیں گے''

جب مجھے اس بارے میں خبر ملی تو ایسے لگا کہ جیسے ہزاروں من وزن مجھ پر آن پڑا ہو۔ سوائے رونے اور آہوں کے علاوہ اب میری زندگی میں کیا تھا۔ کیا میں اب ساری زندگی یوں ہی گزاروں گا۔ کیا ساری عمر اپنی گھر والوں پر بوجھ بنوں گا۔ اگرچہ میرے گھر والے مجھے تسلی و تشفی دیتے، مگر کسی کا اثر مجھ پر نہ ہوتا۔ بس جوانی میں ہی محتاج بن چکا تھا۔ کبھی یہ سوچتا اے کاش میں بھی مر جاتا۔ زندگی ہی میرے لیے بوجھ بن گئی۔ زندگی ہی میرے لیے درد بن گئی۔ نو ماہ تک ایسے ہی رہا۔ انہی دنوں گھر والوں نے زیارت کا مشورہ دیا۔ اگرچہ میں نے اپنی حالت کو دیکھ کر انکار کر دیا مگر میرے بھائی نفس نبی کس حالت میں میری بات نہ مانیں بلکہ اپنی بات پر قائم رہے کہ ہر حالت میں تجھے آئمہ معصومین علیہم السلام کے روضوں پر لے کر جانا ہے۔

بالآخر میرا پاسپورٹ بنوا کر خاندان کے افراد کے ساتھ ایران اور عراق کی زیارت کو روانہ

ہو گئے۔ میں سفر میں روتا رہا کیونکہ اٹھنے پر بھی قادر نہ تھا۔ بیساکھیوں کے سہارے کے باوجود میرے عزیز اور بھائی مجھے پکڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے۔ مجھے یا علی مدد یا علی مدد کہنے کی تلقین کرتے اور میں یہ مقدس نام خود بھی دھراتا۔ کبھی یا حسین کہہ کر روتا، کبھی یا رسول اللہ کہتا۔ کبھی یا امام رضا۔۔۔۔۔ الغرض اللہ سبحانہ کو ان مقدس ہستیوں کا واسطہ دیتا۔ سب سے ناامید تھا مگر اللہ تعالی سے ہرگز ناامید نہ تھا۔

سب سے پہلے ہم نے قم مقدس میں امام رضا علیہ السلام کی خواہر کے مزار گرامی کی زیارت سے فیض حاصل کیا۔ مسجد صاحب الزمان جمکران بھی مجھے لے کر گئے۔ یہاں سے فراغت کے بعد ہم نے عراق کے لیے سفر شروع کیا۔ ابھی تک مجھے اپنے جسم میں کوئی تبدیلی محسوس نہ ہوئی۔ بیساکھیوں کے سہارے کے باجود عزیزوں کا سہارا ابھی لازمی تھا۔ بینائی بالکل نہ تھا۔ ابھی تک دوسروں کے سہارے سے ہی زندگی گزار رہا تھا۔

جب ہم ایرانی بارڈر کو کراس کر کے عراق بارڈر میں داخل ہوئے اور بسوں میں بیٹھنے کے لیے ڈیڑھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا لازمی تھا تو اس دوران مجھ میں ایک نئی قوت کا احساس ہوا، فقط بیساکھیوں کے سہارے پر دوسروں کا سہارا لیے بغیر رک رک کر چلتا رہا یہ تبدیلی سب کے لیے حیرت کا سبب تھی۔ میں خود بہت حیران تھا اور یا حسین یا حسین کہتا ہوا چلتا رہا، ''وہ حسین جس نے اسلام کو سہارا دیا کیا بے کسوں اور محتاجوں کو سہارا نہیں دے گا؟ یقیناً دے گا۔

کربلا معلی میں مجھے احساس ہوا جیسے کسی نے میری روشنی دے دی ہو۔ میں نے ضریح مقدس امام حسین علیہ السلام کو اپنی ہاں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میرے بھائی اور عزیز سب یہ مجھ سے سن کر درود شریف کا ورد کرنے لگے۔ اللہ سبحانہ کا شکر ادا کرنے لگے۔ مجھے مولا علی علیہ السلام کے مزار مقدس پر بڑی

تقویت حاصل ہوئی۔ مگر بیساکھیوں کو ترک کرنا میرے بس میں نہ تھا۔ آنکھوں کو بھی مکمل روشنی نصیب نہ ہوئی تھی۔ عراق میں سب زیارت کے بعد ہم دوبارہ ایران میں داخل ہوئے۔ اب ہمارا قصد امام غریب الغرباء امام انیس نفوس حضرت علی بن موسیٰ الرضا کا تھا۔

آپ سے ایک بات اور عرض کرتا چلوں کہ جب بھی آئمہ طاہرین علیہم السلام کے مقدس روضوں میں داخل ہوتا تو اس سے پہلے میرے بھائی مجھے غسل کرواتے۔ کیونکہ ابھی تک میں رفع حاجت میں اپنے بھائیوں وغیرہ کا محتاج تھا۔ اس بناء پر نجاست کا اندیشہ زیادہ رہتا تھا۔

مشہد مقدس ہم پہنچ گئے۔ یہاں امام رضا علیہ السلام کی اوائل کی زیارتیں بیساکھیوں کے سہارے پر ہی انجام دیں۔ بالآخر بھائیوں نے یہ طے پایا کہ امام رضا علیہ السلام کی اس جالی کے ساتھ دخیل کرنا ہے جہاں پر معذور اور بیمار افراد کثرت سے بندھے ہوتے ہیں۔ یہ جالی صحن انقلاب میں ہے۔

ستمبر 1994 کے ابتداء ایام تھے۔ زائرین کا یہاں بہت رش تھا۔ طے پایا کہ رات دس بجے کے بعد نفیس حیدر صاحب کو یہاں دخیل کرنا ہے۔ سید نفس نبی جو میرے بڑے بھائی ہیں انہوں نے مولانا شبیر حسن نجفی ہندی صاحب کو میرے بارے میں تیار کیا۔ مولانا صاحب مقررہ وقت پر تشریف لے آئے۔ مجھے اس گھڑی پیشاب کی حاجت شدت سے ہو رہی تھی۔ میں نے بہت کہا کہ پہلے مجھے پیشاب کروایا جائے۔ مگر میری کسی نے ایک نہ سنی مجھے یہاں لانے سے پہلے میرے بھائیوں نے حسب سابق غسل بھی کروایا۔

سید نفیس حیدر نے بھرائی ہوئی آواز میں مؤلف کو بتایا کہ یہ شب شب جمعہ کی تھی اور یہ غسل بھی میرے لیے محتاجی کا آخری غسل تھا پھر میرے مولا رضاؑ نے مجھے ایسے صحت دی کہ آپ کے سامنے ہوں۔

تحریر نگار بھی یہ سن کر اپنی آنکھیں صاف کرنے لگا کیونکہ اب نفیس صاحب بالکل صحت مندی کی حالت میں تھے۔

سید نفیس حیدر نے اپنے واقعہ کو آگے یوں بڑھایا:۔ مولانا صاحب' میری خاطر امام رضا علیہ السلام کے حضور دعاؤں میں مصروف تھے پھر بڑے ہی جلال سے کہا کہ میں نے تجھے امامؑ کے سپرد کر دیا' اب تم جاؤ اور پیشاب وغیرہ کر آؤ۔ میرے بھائی نفس نبی فرماتے ہیں کہ ہم نے مولانا صاحب کو کبھی ایسے جلال میں نہ دیکھا تھا۔

اب بھی میرے بھائی بیساکھیوں کے سہارے پیشاب کروا کر لائے ہیں۔ میں حسب معمول اس مقدس جالی کے قریب لیٹ گیا اور دوسرے عزیز ورشتہ دار میرے پاس ہی بیٹھے رہے وہ بھی اپنی اپنی حاجات کے بارے میں یہاں موجود تھے۔

میرے چاروں طرف حاجت مند موجود تھے۔ رونے کی اور دعاؤں کی آوازیں مسلسل میرے کانوں میں آ رہی تھیں۔ رات سرد سے سرد تر ہو رہی تھی۔ یا امام رضا، یا امام رضا یا ضامن آ ہو، کی صدائیں بھی بار بار میرے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں میں خود بھی وقفے وقفے کے بعد یا امام رضا یا امام رضا فریاد کے انداز سے کہہ رہا تھا۔ کبھی کبھار بلند آواز سے یک صدا میں سب درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ ابھی ڈیڑھ یا دو گھنٹے ہی گزرے ہوں گے کہ ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے'' نفیس حیدر نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ آپ ہی جیسے لگتے تھے' انہوں نے اپنی قباء سے ایک کاسہ نکالا تو وہ پانی سے بھرا ہوا تھا۔

''نفیس حیدر نے پھر تحریر نگار کو دیکھتے ہوئے کہا کہ جیب میں کاسہ جیسے کہ حرم مقدس میں پڑے ہیں آ تو سکتے ہیں مگر پانی والے کاسے یعنی پانی سے پر کاسے جیب میں نہیں آ سکتے''۔

انہوں نے کاسہ میری جانب کیا جو میرے ایک عزیز نے لے لیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ پانی فقط یہ پئیں اشارہ میری جانب تھا۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی فرمایا: ۔ یہ آب، آب شفاء ہے۔ اس کے باوجود میں پانی پینے میں ہچکچا رہا تھا کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ پھر پیشاب پریشان کرے گا۔ میں نے اپنے عزیز سے کہا کہ پانی آپ پی لیں مگر وہ بزرگ فرما رہے تھے کہ پانی فقط یہ پئیں۔ میں یہ سمجھا کہ جیسے یہ مجھ سے مدد مانگ رہے ہوں میں نے اپنی جیب سے تومان نکال کر دیئے تا کہ اس بزرگ کو دے دیں۔ انہوں نے نہایت ہی محکم لہجے میں نا، نا کہا۔ میں ابھی تک لیٹے لیٹے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ محبت سے مگر سختی کے ساتھ مجھے فرما رہے تھے کہ یہ پانی پی لو مگر میں پیشاب کے ڈر کی وجہ سے انکار کرتا رہا۔ بالآخر مجھے انہوں نے پانی پلا دیا۔ یہ سب میرے عزیز دیکھ رہے تھے۔ جب میں پانی پی چکا تو انہوں نے مجھے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔ میں نے کہا کہ میں بیٹھنے اور کھڑے ہونے پر قادر نہیں ہوں۔ مگر انہوں نے پھر نہایت ہی شفقت کے انداز میں کہا کہ بالآخر میں کھڑا ہو گیا۔

اب انہوں نے چلنے کو کہا میں نے اپنی بیساکھیوں کو طلب کیا تو اس پر اس بزرگ نے فرمایا۔ نہ، نہ اب بیساکھیاں لینا رضاؑ کی توہین ہے۔ میں چند قدم اس بزرگ وار کے ساتھ چلا۔ انہوں نے پھر جیب سے کاسہ نکالا اور وہ بھی پانی سے لبریز تھا۔ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اس پانی کے چھینٹے میرے جسم پر ڈالے اس کے بعد میں لوگوں کے کندھوں پر تھا۔

آدھے گھنٹے کے لگ بھگ میرے چاروں طرف امام رضا کی بلند بلند دلبر با صدائیں تھیں اور بار بار درود شریف کا ورد تھا۔ میں اپنے عزیز رشتہ داروں کو اس حالت میں ڈھونڈ رہا تھا مگر مجھے کسی کا علم نہ تھا۔ بالآخر امام رضا علیہ السلام کے خادموں نے ان لوگوں کے کندھوں سے مجھے اتارا اور مجھے اپنے ساتھ

سیڑھیاں چڑھاتے ہوئے محرابی بالکونی میں لے گئے۔کافی عرصے بعد پہلی مرتبہ میں خود اپنی طاقت سے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

وہاں ایک کمرے میں مجھے بیٹھا دیا اور مجھ سے حالات پوچھے۔ایک اردو میں ترجمہ کرنے والا ان کو میرے حالات بتاتا رہا۔پھر مجھے بالکونی جو محرابی تھی تھوڑی دیر بعد بیٹھا دیا۔لوگ مجھے دیکھ کر درود شریف کا ورد کرنے لگے اور یا امام رضا یا امام ضامن آہو کے شریں کلمات ادا کرنے لگے۔مجھے بھی اپنی حالت پر خود تعجب تھا۔اپنے آپ میں نئی روح و قوت دیکھ رہا تھا۔

میرے بھائی وغیرہ میرے پاس پہنچ گئے اور ہم امام رضا علیہ السلام کا آنسوں سے شکریہ کرتے ہوئے مسافر خانے پہنچ گئے۔

مولانا شبیر حسن نجفی ہندی کو ہمیں یقین ہے کہ کسی نے اطلاع نہ دی تھی وہ صبح ہی مٹھائی کا ڈبہ لے کر پہنچ گئے اور شفاء کے بارے میں مبارکباد دی۔

آخر میں نفیس حیدر نے بتایا:۔اب میں آپ کے سامنے ہوں میری بیوی بھی آپ کے سامنے موجود ہے۔اللہ سبحانہ نے مجھے دو بیٹیاں دی ہیں اور ٹھیکداری کا کاروبار کر رہا ہوں۔آپ میرے حق میں دعا کریں کہ امام رضا علیہ السلام کبھی بھی کسی کا محتاج نہ بنائے۔کبھی بھی کسی کا محتاج نہ بنائے۔اگرچہ میں اعتراف کرتا ہوں بیماری کی حالت میں میرے بھائیوں وغیرہ نے میری بہت ہی عیادت کی،خدمت کی۔ مگر مولا سے دعا کرتا ہوں مجھے کسی کا محتاج نہ بنائیں۔

یہ الفاظ کہتے ہوئے وہ اپنے آنسو صاف کر رہے تھے تحریر نگار بھی اپنی آنکھیں صاف کر رہا تھا۔

سبحان اللہ،قربان یا امام رضا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضامن ﴿230﴾

نعمت اللہ جزائری فرماتے ہیں کہ 1080 ھ میں ترکمان والوں نے استر آباد پر حملہ کیا۔ وہاں کے بہت سے لوگوں کو اسیر بنا لیا گیا۔ امام رضا علیہ اسلام کی زیارت کی غرض سے اتفاقاً استر آباد وارد ہوا۔ یہ سال 1107 کا تھا۔ مجھے وہاں ایک فاضل وصالح سید نے اس حملے کے بعد کا یوں معجزہ امام رضا بیان کیا ہے۔

ترکمان لوگوں نے ایک دختر کو بھی اسیر بنا لیا۔ جب اس کی والدہ کو علم ہوا تو وہ ان کے آگے روئی اور پیٹی مگر اس کی ایک نہ سنی۔ اس خاتون کی پوری دنیا یہ ہی تھی۔ وہ ہی یہ لٹیرے ساتھ لے گئے۔

دن رات اس خاتون کے بیٹی کے فراق میں روتے ہوئے آہیں بھرتے ہوئے گزرنے لگے۔

ایک دن یہ خاتون اپنے آپ سے گویا ہوئی کہ امام رضا فرماتے ہیں جو میری زیارت کو آئے گا میں اس کے لیے بہشت کا ضامن ہوں۔

تو وہ میری بیٹی کو لوٹانے کا ضامن کیوں نہیں بن سکتے؟ پس یہ سوچ کر امید کامل کے ساتھ علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کی زیارت کے لیے مشہد مقدس پہنچی اور ان کے حرم میں مجاور بن گئی۔

اب اس کی بیٹی کا قصہ سنیں:۔ اس دختر کو اسیر کرنے کے بعد اس کو کنیز کے عنوان سے خریدا اور بیچا گیا، یہاں تک کہ وہ شہر بخارا پہنچ گئی۔ اہل بخارا میں سے ایک مرد مومن نے ایک رات خواب دیکھا "وہ سمندر میں غرق ہو رہا ہے اور غوطہ کھا رہا ہے کہ اسی دوران ایک لڑکی نے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور سمندر سے

باہر لے آئی اور غرق ہونے سے نجات دی"۔

وہ اس ہولناک خواب سے جب بیدار ہوا تو متفکر ہوا کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ جب صبح ہوئی تو گھر کے بارے میں خرید کے لیے ایک کاروان سرائے پہنچا وہاں ایک تاجر نے کہا کہ میرے پاس ایک نیک سیرت کنیز ہے اگر اس کے خریدنے کے لیے راغب ہیں تو اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

جب وہ اس تاجر کے ہمراہ کنیز دیکھنے کو پہنچا تو جیسے ہی اس نے اس کنیز کو دیکھا تو وہ کنیز ہو بہو اس کے خواب میں جو لڑکی نے نجات دی تھی۔ اس جیسی تھی، اس نے اس لڑکی کو خرید لیا اور اپنے گھر میں لے آیا۔

اس مرد مومن نے اس کا حسب ونسب پوچھا، لڑکی نے جواب دیا میں استر آبادی ہوں، ترکمان مجھے قیدی بنا کر لے آئے تھے۔ یہ سن کر اس کو اس پر رحم آیا اور اس سے کہا کہ میرے چار بیٹے جوان اس میں جس کو تو اختیار کرے اس سے تیری تزویج کردوں گا۔ اس لڑکی نے کہا کہ :۔ حضور جو مجھے امام رضا علی بن موسیٰ علیہما السلام کی زیارت کرانے کے لیے لے جائے۔ اس کو اختیار کروں گی۔ پس ان میں سے ایک امام رضا علیہ السلام کی زیارت والی شرط قبول کرلی۔ ان دونوں کی شادی ہوگئی۔ کچھ دنوں بعد ہر دو امام رضا علیہ السلام کے روضے مقدس کی زیارت کے لیے مشہد روانہ ہوئے۔ اتفاق سے راستے ہی میں وہ لڑکی بیمار ہوگئی۔ اسی حالت میں یہ مشہد مقدس میں داخل ہوگئے۔ اس کا شوہر بہت پریشان ہوا، پریشانی میں اس امید کے ساتھ روضہ منورہ میں پہنچا کہ وہ امام رضا علیہ السلام کے وسیلے سے کوئی صالح خاتون اسے مل جائے تاکہ وہ اس کی بیوی کی پرستاری وعیادت کرسکے۔ اس نے امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کو تھام کر اسی سلسلے میں دعا مانگی اور روضہ منورہ سے باہر آکر مسجد میں داخل ہوا۔ اس مسجد میں ایک بوڑھی عورت نظر آئی۔ اس

نے اس سے کہا کہ اماں میں یہاں زائر اور مسافر ہوں۔ میری بیوی مریض ہوگئی ہے۔ اس کی تیمارداری کے لیے آپ جیسی خاتون ہو۔ کیا دو تین دن کے لیے مسافر خانے میں اس کی دیکھ بھال کرسکتی ہیں۔ اللہ تعالی آپ سے بہت خوش ہوگا اور دنیوی اجر بھی حاصل کروگی۔

اس بوڑھی خاتون نے اس جوان کی مجبوری دیکھ کر ہاں کردی اور اس کے ساتھ ہی مسافر خانے پہنچی۔ وہ مریضہ کے کمرے میں لے گیا۔ مریضہ اس گھڑی منہ پر چادر اوڑھے سو رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب مریضہ کے منہ سے چادر ہٹائی تو وہ عورت اس کا چہرہ دیکھ کر چلا اٹھی کہ یہ میری بیٹی ہے۔ یہ میری ہی بیٹی ہے اور اس کے منہ کے قریب اپنا سر رکھ دیا۔ جب لڑکی نے آنکھیں کھولیں تو اس نے اپنی ماں کو پہچان لیا اور اس طرح امام رضا علیہ السلام کی برکت سے ماں بیٹی میں ملاپ ہوگیا۔

وہ امام جو زائر کے لیے جنت کے ضامن ہیں دنیا میں بھی اس بوڑھی خاتون کے، اس کی بیٹی کی خاطر ضامن بن گئے۔ الحمد للہ

زہر الربیع 506 نعمت اللہ جزائری۔

کشتی نجات 117 علی اکبر نہاوندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درد کا علاج امام رضاؑ کے پاس (231)

امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کے خادم سید محمد موسوی فرماتے ہیں:۔ جب امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی علیہما السلام کی زیارت کی غرض سے جب کاظمین شریف پہنچا تو وہاں ایک سید صالح سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بہت ہی اچھے انداز میں خوش آمدید کے بعد کہا کہ آپ بہت خوش نصیب ہیں کہ امام

رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں خادم ہیں اور ان ہی امام علیہ السلام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے دینی اور دنیاوی امور میں اصلاح کی ہے۔ میں بحرین کے ایک مدرسے میں علوم دین کی تحصیل میں نہایت فقر و پریشانی میں مشغول تھا۔

ایک دن کسی کام سے مدرسے سے باہر آیا تو اچانک ایک دختر کو دیکھا جو سامنے والے حمام سے باہر آ رہی تھی۔ پہلی ہی نظر میں اس کے لیے بے قرار ہوگیا۔ مجھے بالکل معلوم نہ تھا کہ یہ بحرین کے مالدار شیخ ناصر لتوتوئی کی بیٹی ہے۔ اس دختر کی اتنی محبت میرے دل میں متمکن ہوئی کہ مطالعہ و مباحثہ میں غفلت برتنے لگا۔ اسی دوران مجھے علم ہوا کہ ایک قافلہ یہاں سے زیارت حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے لیے عازم ہے۔ اپنے آپ سے کہا کہ اس درد کا علاج آنحضرت کے پاس ہے بہتر ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ عتبہ عرش رتبہ کی زیارت کروں۔ پس ان کے ساتھ شامل ہوا اور پہلی ماہ رمضان مبارک میں حرم مقدس امام رضا علیہ السلام میں وارد ہوا۔ دل کو سکون نصیب ہوا اور دعائیں طلب کیں آنے کا غرض بیان کیا۔

رات کو جب سو گیا تو خواب میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا:۔ وہ فرمارہے تھے کہ اس ماہ مبارک میں میرے مہمان ہو اگلے مہینے تجھے تمہارے وطن کی جانب روانہ کریں گے۔ تمہاری حاجت بھی پوری ہوگی' میں روتے ہوئے انداز میں نیند سے بیدار ہوگیا اور اس واضح اشارے پر ایک ماہ وہاں گزارا۔ پھر وہاں سے آنحضرت کو وداع کہہ کر حرم مقدس سے عزم سفر کی خاطر باہر آیا۔

میں امام رضا علیہ السلام کے قدموں کیجانب جو خیابان ہے اس کی جانب چل پڑا۔ ابھی میں اسی خیابان میں تھا کہ کسی نے مجھے آواز دی۔ میں اس کی جانب پہنچا۔ اس نے مجھے کہا کہ میں ابھی نیند سے

بیدار ہوا ہوں اور حالت نیند میں خواب دیکھا تھا کہ امام رضا علیہ السلام مجھے فرما رہے ہیں کہ اگر تو چاہتا ہے کہ فلاں تیرا قرض واپس دے دے جس سے تو مایوس ہو چکا ہے تو شرط یہ ہے کہ جب تو نیند سے بیدا ہو تو فوراً خیابان پر پہنچنا جو پہلا شخص تجھے نظر آئے اسے ایک گھوڑا دس اشرفیوں کے ساتھ دے دینا، پس سب سے پہلے نیند سے بیداری کے بعد آپ ہی نظر آئے ہیں یہ مجھ سے وصول کریں۔

میں نے تعجب و حیرت کے ساتھ امام رضا علیہ السلام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے گھوڑا اور دس اشرفیاں اس سے وصول کیں اور شہر سے باہر آیا۔ اور اپنے راستے پر چل پڑا۔ وہاں ایک تاجر کو روکا ہوا تھا۔ اسے اس کے شہر کی جانب جانے سے منع کر رہے تھے وہ اس بارے میں حیران و پریشان تھا کہ اس نے خواب دیکھا تھا کہ امام رضا علیہ السلام اسے فرما رہے تھے کہ "اگر پانچ سو تومان کی منفعت، فلاں سید بحرینی کو دے گا جو اس جگہ آنے والا ہے تو تو صحیح و سالم اپنے وطن پہنچ جائے گا اور روز قیامت ہم تیری شفاعت بھی کریں گے"۔

پس اس تاجر نے اس خواب کی بناء پر وہاں سے میرے آنے پر نجات حاصل کی جو روکا جارہا تھا اچانک چونگی والوں نے پابندی اٹھالی۔ اس تاجر نے اصفہان تک مجھے اپنے ساتھ رکھا میرا پورا خرچہ اسی نے برداشت کیا اور اصفہان سے جب میں اس تاجر سے رخصت ہوا تو ایک سو اشرفی بھی مجھے عطا فرمائی۔

میں نے اس سے شادی کا سامان خریدا اور وارد بحرین ہوا اسی مدرسے میں اپنی منزل کی جس میں، میں پہلے موجود تھا۔

ابھی میرے دو دن ہی گزرے تھے کہ شیخ ناصر جو اس دختر کا باپ تھا اپنے حشم میں خادموں کے ساتھ میرے پاس آیا اور میرے قدموں پر اس نے اپنے آپ کو گرا دیا۔ حتیٰ اس نے چاہا کہ میرے قدموں

کا بوسہ دے مگر میں نے اس کی ہرگز اجازت نہ دی۔ میں اپنے دل میں بہت حیران تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہ تمہارے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ دوں کیونکہ تمہاری برکت سے میں اس جماعت میں داخل ہو گیا ہوں جن کی امام رضا علیہ السلام شفاعت کریں گے کیونکہ رات میں نے خواب دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور مجھے فرما رہے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری شفاعت کروں تو فلاں مدرسے میں جاؤ اور اس کے فلاں حجرے میں اسی علاقے کا ایک سید ہے اور وہ کل ہی ہماری زیارت سے واپس لوٹا ہے اور اس سے اپنی بیٹی کی تزویج کرو، کیونکہ اس نے تیری بیٹی کا رشتہ ہم سے مانگا ہے اور ہم اس کے عوض اس روز تیری شفاعت کریں گے جب مال دنیا اور بیٹے کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ پس اس نے اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دی۔

سبحان اللہ کشتی نجات 119 علی اکبر نہاوندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیسے دو برابر مل گئے (232)

مولانا سید علی نقی جلالی تہرانی جو تہران میں علم و فضل ولایت اہل بیت میں بہت مشہور تھے فرماتے ہیں:۔

شیخ ابراہیم ترک جو آل محمد علیھم السلام کے مداحوں میں شامل تھے اور ان کے بارے میں مرثیے اور قصائد کہتے تھے اور یہ فقط قصد قربت میں انجام دیتے تھے۔ صاحب الزمانی کے نام سے مشہور تھے وہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ مشہد مقدس میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے حاضر ہوا، اسی دوران پیسے بھی ختم ہو گئے۔ وہاں کوئی قریبی دوست بھی نہ تھا۔ اسی وجہ سے امام رضا علیہ السلام کی مدح میں ایک قصیدہ

کہااور دل میں سوچا فلاں کے سامنے پڑھوں گا اور اس سے صلہ لوں گا۔

اس قصد سے اس کی جانب چل پڑا۔ بین راہ یہ خیال آیا کیوں نہ امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کے سامنے امام علیہ السلام کو سناؤں یہ سوچ کر حرم مقدس میں داخل ہوا اور پہلے خیال سے توبہ کی۔

امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کے پاس استغفار اور اللہ سبحانہ سے راز و نیاز کے بعد امام رضا علیہ السلام کی روح مقدس کو خطاب کر کے قصیدہ پڑھنے لگا اور دل میں اس قصیدہ کا صلہ بھی طلب کرتا رہا۔ اچانک کسی نے مجھ سے مصافحہ کیا اور کچھ پیسے میرے ہاتھ میں تھما دیئے جب میں نے ان کو گنا تو میں نے عرض کیا مولا یہ کم ہیں۔ پھر کسی نے ہاتھ ملایا اور کچھ اور پیسے میرے ہاتھ میں دے دیئے۔ میں نے پھر گنے تو پھر عرض کیا آقا ابھی کم ہیں اسی طرح کئی بار ہوا پھر دل میں خیال آیا کہ اب مانگنے سے شرم کرو۔ بس حرم مقدس سے باہر آیا اور اپنے جوتے پہننے میں مشغول تھا کہ آیت اللہ شیخ حسن علی تہرانی میرے سر پر موجود تھے اور مجھے فرما رہے تھے کہ شیخ ابراہیم جو پیسے تجھے امام رضا علیہ السلام کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے ملے ہیں۔ وہ مجھے دے دو تا کہ میں اس کے بدلے۔۔۔۔۔۔ میں بغیر سوچے ان کو سب پیسے دے دیئے انہوں نے ایک لفافہ دیا۔ جب میں نے لفافہ کو کھولا تو اس میں اس سے دو برابر پیسے موجود تھے۔ قربان یا امام رضا علیہ السلام۔ کرامات صالحین 217

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآنی استخارہ اچھا نکلا (233)

سید علی اعظمی فرماتے ہیں:۔ ایک مرتبہ اپنی بیوی کے ہمراہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے مشہد مقدس پہنچا۔ اتفاق سے لاپرواہی کی بدولت واپسی تک کے پیسے خرچ ہو گئے۔ مشہد میں کسی واقف کار

کو بہت تلاش کیا مگر بے حاصل، واپسی تہران کا خرچہ مع کھانے پینے کے اتنا نہ تھا۔ بہت پریشان ہوا۔ جب تمام راستے مجھے مسدود نظر آئے تو حرم امام رضا علیہ السلام میں آنحضرت سے مدد کی خاطر داخل ہوا، اپنے تمام وجود سے امام رضا سے مدد کی اور درخواست کی۔ جب دل میں اطمینان حاصل ہوا تو امام علیہ السلام کے طلائی سقہ خانہ سے کسی نے آغا جان کہہ کر خطاب کیا جب میں متوجہ ہوا تو ایک زمین گیر تھا۔ میں نے سمجھا کہ مدد کے لیے مجھے بلا رہا ہے میں اس خیال سے کہ اپنی نرم آواز سے اس سے عذر خواہی کروں اس کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا کہ معاف کریں۔ میرے لیے ایک استخارہ کردیں۔ میں نے اس کے لیے استخارہ کیا جو کہ اچھا نکلا۔ اس نے دوسرے استخارہ کے لیے کہا، وہ بھی میرے کرنے سے اچھا نکلا۔ پھر اس نے تیسرے استخارہ کی فرمائش کی میں نے سوچا کہیں میرا مذاق نہ اڑا رہا ہو، مگر میں نے تیسرا بھی استخارہ کردیا تو اتفاق سے یہ بھی اچھا نکلا۔ اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک اچھی مقدار میں مجھے رقم دی اور کہا کہ یہ تمہاری ہی ہے۔ میں بہت حیران ہوا اور اس سے کہا کہ وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ میری جیب میں اس مقدار میں پیسے تھے اور دل میں خیال تھا کہ کسی زائر کو امام رضا علیہ السلام کے نام پر دوں گا۔

اسی انتظار میں یہاں بیٹھ گیا کہ آپ پر نظر گئی تو دل میں آیا کہ آپ کے حوالے کردوں۔ اس لیے آواز دی اور دل میں آیا کہ اس مقدار میں آپ کو دوں تو استخارہ آپ سے کرایا جو کہ اچھا آیا اس کے بعد دل میں پھر آیا کہ اتنی مقدار میں آپ کو اور دے دوں تو پھر آپ کو استخارہ کی زحمت دی وہ بھی استخارہ اچھا آیا۔ پھر سوچا کہ بقایا رقم بھی آپ کے ہی حوالے کردی جائے اور آپ سے پھر استخارہ کی فرمائش کی تو یہ بھی اچھا نکلا۔ تو وہ آپ ہی کے پیسے ہیں اس نے ہنستے ہوئے یہ بات سنائی۔ میں نے کہا کہ اگر کہیں تو ایک استخارہ اور کردیتا ہوں تو اس نے فرمایا نہ بس میرے پاس اتنے ہی پیسے دینے کی نیت تھی۔

جب میں نے ان پیسوں کو گنا تو بے اختیار پورے وجود سے یا امام رضا قربان جاؤں کی آواز نکلی کیونکہ جتنے میں نے امام سے تہران واپسی کے لیے مانگے تھے یہ اتنی ہی مقدار میں تھے اور میں نے اسی روز تہران واپسی کا قصد کر لیا۔ سبحان اللہ کرامات صالحین 218

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوبارہ زندگی امام رضاؑ نے دی (234)

غلام رضا اوائل جوانی سے ہی حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے ارادتمندوں میں شامل ہو چکا تھا وہ ہر کام میں ان ہی بزرگواروں سے توسل کرتا تھا۔ اسی بناء پر وہ خداوند تعالیٰ سے بہت راز و نیاز کرتا رہتا جہاں بھی نزدیک دعائے کمیل، ندبہ۔۔۔۔۔۔ وغیرہ ہوتی وہ ضرور شریک ہوتا۔ ہر سال اپنے خاندان کے ہمراہ یا مذہبی انجمن کے ساتھ امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے بھی فیض یاب ہوتا۔

ایک مرتبہ ایران کے بعض شہروں میں ایک وباء پھیل گئی۔ جس سے کافی افراد اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اتفاق سے یہ وباء مشہد مقدس میں بھی رسوخ پا چکی تھی اور اس کی روک تھام کے لیے حکومت نے خصوصی ڈاکٹرز کی ٹیموں کو تیار کر رکھا تھا حتیٰ فوج کے سپرد بھی یہ کام کیا ہوا تھا۔

اسی سال غلام رضا اپنے خاندان کے ہمراہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی غرض سے مشہد مقدس میں وارد ہوئے۔ مشہد میں داخل ہونے سے پہلے ان سب کو حفاظتی گولیاں وغیرہ کھلا دی گئیں۔

چند دن تو یہ سب زائر حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے فیض یاب ہوتے رہے مگر ایک رات اسی وباء نے غلام رضا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ساری رات یہ اطمینان سے حرم امام رضا علیہ السلام میں مناجات راز و نیاز نہ کر سکا بار بار تجدید وضو کی خاطر اسے باتھ روم جانا پڑا۔ ساتھ ساتھ الٹیاں بھی آ رہی

تھیں۔ یہ بہت مشکل سے مسافر خانے پہنچا۔ مسافر خانے کے مدیر نے یہ حالت دیکھ کر فوراً مبارزین وباء کو فون کیا۔ اسی وقت ایمبولنس پہنچ گئی اور اس کو خصوصی ہسپتال میں لے گئے۔

وہاں اس کا پورا معائنہ کیا۔ بالآخر اس کو بھی وبائی مریضوں کی وارڈ میں داخل کر دیا۔ اس وارڈ میں داخل کا مقصد تھا کہ اب اللہ سبحانہ بچائے تو بچائے ورنہ زندگی مشکل ہے۔ غلام رضا بھی بے ہوشی کی حالت میں ایک بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور دوسرے مریضوں کی مانند اس کو بھی بچانے کے لیے ضروری دوائیں و انجکشن لگائے جا رہے تھے۔

رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی۔ غلام رضا کو احساس ہوا جیسے وہ بیدار ہے۔ اس وارڈ میں ایک سید بزرگوار وارد ہوئے اور سیدھے اس کے بستر کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے" غلام رضا تم اچھے ہو چکے ہو، اب یہاں سے چلے جاؤ" غلام رضا اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ اسے اچھے عطر کی خوشبو آ رہی تھی۔ اب کوئی بھی نہ تھا وہ اپنے آپ کو بالکل صحیح و سالم محسوس کر رہا تھا۔ وہ اپنے بیڈ سے نیچے اترا وہ سیدھا ڈاکٹروں اور نرسوں کے پاس پہنچا اور کہنے لگے میں تو بالکل خیریت سے ہوں، صحیح و سالم ہوں۔

جب ڈاکٹروں نے اس کا معائنہ کیا تو اسے بالکل تندرست پایا۔ ڈاکٹروں نے مشورہ کرنے کے بعد اسے رخصت کر دیا۔ وہ سیدھا مسافر خانے پہنچا، وہاں اس کے عزیز و اقارب بے چینی میں رات بسر کر رہے تھے۔ وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئے۔ غلام رضا نے سید بزرگوار کے آنے کا قصہ بیان کیا۔ پورا کمرہ صلوۃ و تبریک سے گونج اٹھا۔ جب مسافر خانے کے دوسرے مسافروں کو علم ہوا تو سب کہنے لگے کہ امام رضا علیہ السلام نے دوبارہ زندگی دے دی۔ امام رضا علیہ السلام نے شفا دے دی۔

کرامات صالحین 219

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تم آؤ میں شفا دوں (235)

بچپن میں چیچک کی بیماری کی وجہ سے وہ اپنی ایک آنکھ سے محروم ہوگیا۔ ایک آنکھ سے سہارے اس نے زندگی کے لیے ہنروغیرہ بھی سیکھ لیے۔ اور اس طرح ازواجی زندگی سے منسلک ہوکر زندگی کی کئی بہاریں دیکھیں۔ اللہ سبحانہ نے صاحب اولاد بھی کیا۔

کارخانے میں کام کے دوران اسے اپنی صحیح آنکھ میں شدید خارش کا احساس ہوا۔ اس نے اپنی ہتھیلی سے اس آنکھ کو بہت ملا۔ یک بار وہ میری آنکھ، میری آنکھ کہہ کر بیٹھ گیا۔ کارخانے کے دوسرے کاریگر اس کے پاس حاضر ہوئے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اب دنیا تاریک ہوگئی۔ ایک ہی آنکھ سے دنیا کی بہاریں دیکھتا تھا۔ اس سے بھی اب محروم ہوگیا ہوں۔ آخر ایسا کیوں؟ میں نے کیا خطا کی ہے۔ یا اللہ ایسا کیوں؟۔

اسے فوراً ڈاکٹر کے پاس لے کر گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے نہایت دقت سے اس کی آنکھ کا معائنہ کیا۔ ایکسرے لیے۔ آخر اس نے مایوسی کا اظہار کردیا۔ اب یہ تھا کہ اس کا عصاء۔ یہ تھا یا اس کی محرومیاں۔ اللہ سبحانہ کو کبھی شکایت کرتا کبھی دعا۔ اس کی بیوی اسے صبر کا کہتی، یہ بھی وہی جملہ دھراتا کہ صبر کے علاوہ کیا کیا جاسکتا ہے۔

رات سرد تھی ہلکی ہلکی سفید بادلوں سے برف آرہی تھی مگر یہ گیس کے ہیٹر جلا کر اپنے کمروں کو گرم رکھے ہوئے تھے اور میٹھی میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہے تھے۔ اس حالت میں اس نے خواب دیکھا:۔ پورا کمرہ روشن ہے۔ ایک نورانی وجود اس کے سامنے موجود ہے۔ انہوں نے نورانی ہاتھ اس کی آنکھوں پر

پھیرنے شروع کیے کیوں ناامید ہو؟۔
آقا جان میری آنکھیں، اندھا ہو چکا ہوں، دیکھ نہیں سکتا میں ایسی حالت میں کیا کروں؟ کیا پھر بھی امید رکھوں؟۔
نورانی آواز، ملکوتی آواز پھر اس کے کانوں میں رس گھولنے لگی "ہمارے دیدار کے لیے آؤ، امید کا دروازہ تمہارے لیے کھلا ہے" اس کی آنکھ کھل گئی۔ رونے کی آواز نے اس کی بیوی کو بیدار کر دیا۔ علی کے ابو کیا ہوا۔ اس نے فقط بار بار یہی کہا کہ ابھی امام کے پاس جاؤں گا۔ تنہا جاؤں گا۔ ابھی جاؤں گا۔ اس کی بیوی نے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اس کے ہاتھ میں عصا دیا۔ گرم کپڑے پہنائے۔ اس کا دل گھبرایا تھا۔ مگر شوہر کی ضد کے آگے مجبور تھی۔ دروازے تک آیت الکرسی کا ورد کرتے ہوئے گئی۔ ایک ہی جملہ بار بار اپنے شوہر کو کہا کہ برفانی موسم ہے احتیاط سے چلنا، اس نے کچھ نہ کہا۔
یا اللہ، یا امام غریب خود حفاظت فرمائیں۔ وہ مطمئن نہ تھی۔ چند منٹ کے بعد اپنے بیٹے علی کو بیدار کیا اور اسے کہا کہ تمہارے ابو امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی جانب گئے ہیں جلدی کرو تم بھی ان کی خاطر جاؤ۔ ان کا سہارا ہو۔
وہ لاٹھی کے سہارے خیابان امام رضاؑ سے گزرتا ہوا آہستہ آہستہ حرم مقدس کی جانب ایک ہی جملہ کہتا ہوا کہ یا امام رضا میں آرہا ہوں۔ میں آپ کے دیدار کو آرہا ہوں۔ میں آپ کی زیارت کو آرہا ہوں۔۔۔۔۔ بالآخر حرم مقدس میں داخل ہوگیا۔ صحن امام خمینی میں وارد ہونے کے بعد اس نے اپنے آپ کو اور بھی سمیٹا اور ایسے چل رہا تھا جیسے بینا ہو۔ بائیں جانب مڑا اور مسجد گوہر شاد میں داخل ہوگیا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی سے نہ ٹکرائے۔ اس کے پاؤں سے کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ عصاء کو اپنے اور کوٹ میں چھپا لیا

تھا۔

اب وہ حرم مقدس کے اندر وارد ہوا اس نے سب سے پہلے اپنے جوتے، جوتے رکھنے والوں کے حوالے کیے۔ جیسے ہی حرم مقدس کے ہال میں داخل ہوا۔ زائرین کے رش کا احساس بخوبی ہوا۔ حالانکہ آدھی سے زیادہ رات بیت چکی تھی۔ جیسے جیسے وہ ضریح مقدس کے نزدیک ہو رہا تھا۔ زائرین کے رش کا اسے زیادہ احساس ہو رہا تھا پھر تو وہ موجوں کی مانند ادھر ادھر ہونے لگا اس نے اپنے آپ کو ان موجوں کے حوالے کر دیا۔ ان انسانی امواج نے بالآخر اسے ضریح مطہر تک پہنچا دیا۔ وہ ضریح مقدس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اپنے دونوں پنجوں سے ضریح مقدس کو پکڑ لیا اپنی بے نور آنکھوں کو ضریح مقدس سے ملنا شروع کر دیا۔ بلک بلک کر روتے ہوئے امام سے استغاثہ کیا۔ اپنے درد کو بیان کیا کہ وہ اپنی حالت سے بے حالت ہو گیا ......۔ اس نے کیا دیکھا گرم ہوا جو اس ریگستان سے ریت کو اڑاتی ہوئی آ رہی تھی اس کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی۔ پیاس نے اس کا برا حال کر دیا تھا۔ اس کے لب خشک ہو چکے تھے وہ آب طلب کر رہا تھا۔ پانی کے لیے فریاد کر رہا تھا مگر کوئی بھی اس کی صدا پر لبیک نہیں کہہ رہا تھا۔ وہ اپنی نگاہیں چاروں طرف گھما رہا تھا۔ سوائے ریگستان اور جلتے ہوئے آفتاب کے کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ناامید ہو کر گرم ریتلی زمین سے سر ٹکرانے لگا، اس حالت میں رضا یا امام رضا اس کی خشک زبان سے جاری تھا۔ اس کے سر ٹکرانے سے جو ریت ادھر ادھر ہوئی تو اچانک ایک چشمہ ہویدا ہوا۔ آب سرد وہاں سے جوش مارنے لگا۔ فریاد و خوشی کے انداز میں اپنے چہرے پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ ٹھنڈا پانی اسے وجد میں لے آیا۔ اس میں سے چلو بھرا اور اپنے منہ تک لے گیا۔ پیاس بھی کسی حد تک رک گئی۔ اس نے چاہا ایک چلو اور بھرے تو اسے پانی میں سایہ نظر آیا۔ دراز قد کا آدمی، سبز پوش، نورانی صورت اور مسکراتا ہوا چہرہ جیسے آسمان سے آیا ہوا تھا۔

جھکا اور اس کی بغلوں میں نورانی ہاتھ ڈال کر کھڑا کر دیا۔ کھڑے ہو جاؤ۔ وہ کھڑا تھا۔ نورانی شخص اس کی طرف اشارہ کر رہا تھا کہ اب سیراب ہو چکے ہو اپنی بیوی بچوں کی جانب جاؤ، تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

وہ ان کے پاؤں میں گر پڑا، ہاتھوں کو بوسہ دینے لگا۔

آپ نے فرمایا تھا کہ آ جاؤ، آقا میں آ گیا ہوں"۔

بہت اچھا کیا، خوش آمدید۔

آقا جان شفاء دے دیں، میں کاریگر ہوں، عیال دار ہوں، ان کی امیدیں میرے ساتھ بندھی ہیں مگر مجھ میں توان نہیں؟۔

آپ میں توان ہے کیا مجھ میں طاقت ہے؟۔

وہ نورانی شخص بولے:۔ ہاں میں نے کہا تھا، تم آؤ گے تو میں شفاؤ دوں گا، اب ہم نے تجھے شفاء دے دی ہے یعنی میں درست۔۔۔۔۔۔؟ برخیز برخیز تمہاری بیوی اور بچے تمہارے منتظر ہیں۔

اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ لوگ اس کے سر پر کھڑے تھے کوئی اس کے چہرے کو روتے ہوئے چوم رہا تھا اور التماس کر رہا تھا کہ ہوش میں آ جائیں۔ اس نے پہچان لیا کہ وہ اس کا بیٹا تھا۔

علی تم ہو؟ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟۔

علی حیرت اور ناباوری سے اپنے والد پر خیرہ ہو گیا۔ اس نے اس کی نگاہوں کو روشن دیکھا۔ اس نے فریاد بلند کی، اس کے والد نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

آپ دیکھ سکتے ہیں؟ ابو جان کیا آپ دیکھ سکتے ہیں؟۔

ہاں بیٹے، دیکھ سکتا ہوں، ان آنکھوں کو میں نے امامؑ سے لیا ہے۔

وہ حرم مقدس سے باہر آئے۔ برف ہنوز آرہی تھی۔ وہ چراغوں کے نور میں آسمان سے آتی ہوئی برف کا نظارہ کرنے لگا، ایسا نظارہ جس سے کبھی بھی سیر نہیں ہوا جا سکتا۔

دارالشفاء رضوی 155 میگزین زائر 34 ماہ اسفند 1375 ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سعادت مند مریض ﴿236﴾

اس کی آنکھیں بند تھیں مگر نور کی چمک کو بخوبی حس کر رہی تھی اور یہ نور ہر لحظہ بیشتر اور بیشتر ہو رہا تھا۔ بند پلکوں کی دیواروں سے رنگوں کے متغیر اور اس کی خوبصورتی کو وجود میں آتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔ زرد' نیلا' بنفشہ' یاقوتی و۔۔۔۔۔۔

بیدار تھی' تمام چیزوں کو سمجھ رہی تھی' حتیٰ مسرتوں کی خوشبو اس کے مشام میں آرہی تھی۔ حس کیا جا رہا تھا کہ کتنی دل انگیز بو ہے۔ بوئے بہشت ہو! آواز اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھی' کوئی اس کو بنام پکار رہا تھا۔ ایسی آواز کہ زمینی نہ تھی' آسمانی تھی' نیلگوں تھی' خدائی ہو' اس نے اپنی آنکھوں کو کھولا' نور سے اس کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں' بے اختیار اپنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور اپنی پلکوں کو ہتھیلیوں کے فشار سے بھینچ دیا' دوبارہ آواز کو سنا' ایسی صدا جو طلائی اور زریں انوار کے درمیان سنی جائے۔ برخیز معصومہ' تمہارے پاس مہمان آرہا ہے۔ معصومہ اس حالت میں بالکل نہ جان سکی کہ کون اسے پکار رہا ہے۔ مگر پھر آواز آئی:

''کیا تم شفاء لینے نہیں آئی ہو؟ یہ امام رضا علیہ السلام تمہیں دیکھنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔ برخیز اور ان کے استقبال کیلئے تیار ہو جا!

معصومہ یکبار اپنی جگہ سے برخاست ہوئی نور ابھی تک درخشندہ تھا بیشتر اور شدید تر حتیٰ اس کی

درخشندگی کو حس کیا اپنے سر وصورت پر پسینے کے قطرات محسوس کیے۔ اس نے حیرت سے آواز دی بیٹے علی اکبر جی بیٹے علی اکبر اپنی جگہ پاؤں سمیٹے نیند کی آغوش میں تھا اپنا نام سن کر اوں اوں سے جواب دینے لگا۔ معصومہ نے اسے اس حالت میں اپنے کانپتے ہاتھوں سے ہلایا اور اپنی آواز کو اور بلند کر کے آواز دی اٹھیئے' میری چادر دے دیں' میرے مہمان آئے ہوئے ہیں۔

مگر علی اکبر کی نیند اتنی بھاری تھی کہ معصومہ کے ہلانے سے اور پکارنے سے نہ ٹوٹ سکی۔ معصومہ خود اپنی جگہ سے اٹھی' اپنی چادر کو سر پر ڈالا اور نور کے سامنے ادب سے بیٹھ گئی۔ کتنا حسین انتظار' کیا وہ اپنے امام کو دیکھ سکے گی؟ کیا اسے شفاء مل جائے گی؟ خوشی اس کے وجود نازک میں نفوذ کر چکی تھی' بلکہ اس کے بدن میں نہیں سما رہی تھی بلکہ ہر انتظار کا لحظہ دل انگیز تر ہو رہا تھا اور اس کے وجود کو اپنی گرفت میں لے رہا تھا۔ دروازے کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی' مگر نور کی درخشندگی اسے دیکھنے کی اجازت نہ دے رہی تھی۔ دوبارہ وہی آواز سنی' وہی آسمانی آواز۔ وہ آواز جو نور کی موجوں سے آ رہی ہو۔

امام رضا علیہ السلام: تجھے اپنے جد مظلوم حسین کے اربعین کی مناسبت سے شفاء دے دی۔ معصومہ نے احساس کیا جیسے وہ سرد ہو چکی ہو اپنے بدن کو بے حس محسوس کیا جیسے روح جسم سے نکل چکی ہو اور دوبارہ آ رہی ہو' مگر اس بار وہ اپنے بدن میں درد کا احساس نہ کر رہی تھی۔ گویا سبک ہو چکی ہو۔ گرمی کی لہر جسم میں محسوس ہو رہی تھی۔ احساس ہو رہا تھا کہ ابھی تک زندہ ہے۔ اب وہ دیکھ سکتی تھی۔ تمام چیزوں کو چھو سکتی تھی۔ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی' بے اختیار دروازے کی جانب دوڑی دستے کو فشار دیا دروازہ مقفل تھا۔ کھڑکی کی طرف دوڑی باہر دیکھنا شروع کیا' حد نگاہ تاریکی تھی' خیابان خلوت و ساکت اور دور سے گھومتا ہوا حرم امام رضا علیہ السلام تک جا رہا تھا۔ تمام خیابان سیاہ پردوں سے پوشیدہ تھا اور معصومہ نے جیسے ابھی توجہ کی ہو کہ کل امام حسین علیہ السلام کا روز چہلم ہے۔ پلکوں میں

آنسو گھومنے لگے۔ آسمان کی جانب دیکھا' ہوا برساتی تھی آسمان سیاہ تھا' نہ ستارے نہ چاند۔ پس وہ نور۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ کیا میں نے خواب دیکھا ہے؟ کیا شفاء ملنا حقیقت پر مبنی ہے؟ کیا وہ بہشتی خوشبو جو میرے مشام میں آئی تھی وہ امام رضا علیہ السلام کے وجود مقدس سے تھی؟ وہ صدا۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ نہ یہ سب کچھ' خواب نہ تھا۔ حقیقتاً اس دلربا آواز کو اپنے کانوں سے خود سنی ہے۔ عطر بہشتی کو اپنے مشام سے حس کیا ہے۔ تو کیا شفاء مل چکی ہے؟ زیر لب صلوات بھیجی اور جو دعائیں یاد تھیں ان کا زمزمہ کرنا شروع کر دیا۔ آرام سے ٹونٹی کی طرف گئی اور وضو کیا۔ جای نماز کو بچھایا اور نماز شکرانے کیلئے اس پر کھڑی ہوئی۔ اللہ اکبر!

صبح تک نہ اس کی آنکھوں میں نیند آئی نہ درد کا پتہ چلا۔ جبکہ ہر شب صبح ہونے تک کئی بار درد کی شدت سے بل کھاتی تھی اور ہائے ہائے کرتی ہوئی نیند سے بیدار ہو جاتی تھی حتیٰ علی اکبر بھی اس کی درد بھری فریادیں نیند کی حالت میں جب سنتا تو نیند بھی اس کی آنکھوں سے اڑ جاتی!۔۔۔۔۔ کیا ہوا معصومہ؟ درد ہو رہا ہے؟ تمام بدن جل رہا ہے۔ معصومہ حوصلہ کرو' برداشت کرو۔

صبح ڈاکٹر صاحب کے پاس لے چلوں گا۔

''اب ڈاکٹر صاحب کے پاس لے جانے کا کوئی فائدہ نہیں' میں مر رہی ہوں''!

''ایسا مت کہو معصومہ''! ''ناامید نہ ہو''!

وہ ہزاروں امیدوں کے ساتھ' شب پر درد کو صبح تک پہنچاتی' مگر شفاء یابی کی کوئی خبر نہ تھی۔ کل وہ امام رضا علیہ السلام سے بھی ناامید ہو چکی تھی مگر کیوں؟ ایک دفعہ امام رضا علیہ السلام نے اس کی نیاز کا جواب دیا تھا۔ مگر اب کیوں اس کی نیاز کا جواب نہیں دے رہے۔ کیوں توجہ نہیں کر رہے۔ رات ناامیدی کی وجہ سے بہت ہی گریہ زاری سے نیند کی آغوش میں گئی تھی کہ اچانک وہ منظرہ۔۔۔۔۔۔ صبح' جو کچھ رات اس پر گزرا اپنے شوہر سے اس کا تذکرہ کیا۔ علی اکبر کی غمگین

نگاہوں میں جیسے خوشی کی بجلی کوند پڑی ہو۔

معصومہ نے اسے خوشخبری سنائی اور کہہ رہی تھی کہ ان تصورات کو ثابت کرنے کی خاطر مجھے ڈاکٹر صاحب کے پاس لے چلو؟

ناامیدی بہت برا درد ہے۔ مگر خاص طور سے اس کیلئے جو پہلے اس مقدس بارگاہ سے باامید ہو چکا ہو:

علی اکبر کی شادی کو سات سال بیت چکے تھے مگر اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔ اگر چہ علی اکبر کی بڑی تمنا تھی کہ وہ باپ بن جائے مگر اس کے باوجود وہ معصومہ کو پریشان نہ ہونے دیتا بلکہ وہ اس کو تسلی دیتا رہتا۔ لیکن رشتہ دار خواتین کے طعنوں سے اسے سخت تکلیف ہوتی جسے معصومہ بہت مشکل سے برداشت کرتی۔

بالآخر دونوں میاں بیوی امام رضا علیہ السلام سے حاجت کی خاطر مشہد مقدس میں حاضر ہوئے اور بہت ہی جلد امام رضا علیہ السلام کی عنایت وسخاوت سے بہرہ مند ہوئے۔ سالوں کے انتظار کے بعد یہ صاحب فرزند ہوئے اور امام رضا علیہ السلام کے اسم گرامی کے مطابق اس کا نام بھی ''محمد رضا'' رکھا۔

ابھی محمد رضا کی ولادت کو چند ماہ ہی ہوئے تھے کہ اللہ سبحانہ نے معصومہ کو ایک اور امتحان میں مبتلا کر دیا۔ ایسا درد لاحق ہوا کہ جیسے جسم سے توانائی سلب ہوگئی ہو۔

معائنہ کرایا تو ڈاکٹر حضرات نے غدہ سرطانی کی تشخیص کی کہ یہ جسم میں جڑیں بنا چکا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے علی اکبر کو ایک جانب بلا کر افسوس کے لہجے میں خبر دی کہ خداوند تعالیٰ جتنی چاہے زندگی دے مگر ہم زندگی سے ناامید ہیں۔ علی اکبر کو یہ سن کو زمین گھومتی ہوئی نظر آئی۔

علی اکبر نے یہ دردناک خبر کو اپنے سینے میں قید رکھا وہ اپنی آنکھوں سے حسرت کے ساتھ

آس اور نراش کے بندھن میں معصومہ کو پگھلتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ رشتہ دار عیادت کو آتے اور دعائیں دیتے چلے جاتے۔ علی اکبر شکریہ کر کے۔۔۔۔۔۔!

علی اکبر کو معلوم تھا کہ اس کا اب کوئی علاج نہیں مگر معجزہ الٰہی؟

کسی نے خواب دیکھا کہ معصومہ کبوتر میں تبدیل ہوئی اور امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں پرواز کر رہی ہے۔

جب معصومہ کو یہ خواب سنایا تو معصومہ ایک آہ کے ساتھ اپنے بستر سے بلند ہوئی اور سرزنش کے لہجے میں خود سے گویا ہوئی کہ کیوں وہ پہلے سے امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی جانب متوجہ نہیں ہوئی؟ پس وہ اپنے شوہر کے ہمراہ مشہد مقدس پہنچی۔ دو دن تک وہ صحن انقلاب کی جالی کے ساتھ بندھی رہی مگر کوئی اتفاق نہ ہوا بلکہ تیسرے روز تو درد نے بے حال کر دیا۔ وہ سوچنے لگی آیا وہ اس لاعلاج درد میں ہی مر جائے گی۔ درد کی وجہ سے اسے مسافر خانے میں منتقل کر دیا۔ اچانک نیند آنے سے یہ خوشنما منظرہ رخ داد۔ یہ جو کچھ ہوا نیند و بیداری کے درمیان تھا۔ جب ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کیا' حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ چند دفعہ اپنی عینک کو جگہ جگہ پر رکھا۔ کرسی پر خوشی کے انداز میں بیٹھ کر ایک جانب نظریں جما دیں۔ علی اکبر نے پریشانی سے پوچھا: ڈاکٹر صاحب کیا ہوا؟

ڈاکٹر صاحب نے علی اکبر کو دیکھا اور لرزتی ہوئی آواز میں کہا کہ ممکن نہیں ہے! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اب اسے کوئی مرض نہیں ہے۔ یہ معجزہ ہے؟ بے شک یہ معجزہ الٰہی ہے۔ علی اکبر نے خوشی کے جذبات میں بڑھ کر ڈاکٹر صاحب کو گلے سے لگایا۔ ان کے بوسے لیے' ہاں ڈاکٹر صاحب یہ معجزہ ہے۔ یہ امام رضا کا معجزہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے معصومہ کی جانب دیکھ کر فرمایا: خانم آپ کو مبارک ہو تم اس وقت زمین پر سعادت مندترین مریض ہو۔

میگزین زائر ۳۹ع ماہ آبان ۱۳۷۶ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنایت قبلہ ہشتم (237)

رضا اپنے گھر کی طرف روانہ تھا کہ بالکل گھر کے نزدیک کسی نے اچانک حملہ کر دیا یہ اپنا دفاع نہ کر سکا بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو درد کا احساس تھا اور خود کو ہسپتال عیسیٰ بن مریم میں دیکھ رہا تھا۔ اس کے محلے والے اسے یہاں لے آئے تھے۔ ضارب کو پولیس کے حوالے کیا جا چکا تھا اس نے کسی اور کے بدلے رضا کو اپنا ہدف غلطی سے بنا لیا تھا۔

ہسپتال سے تو فوراً فارغ کر دیا مگر بازو کی تکلیف درست ہونے کی بجائے روز بروز شدید درد میں تبدیل ہوتی گئی۔ بالآخر جرجانی ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب نے اپریشن کیا اور اس نے پلاٹین نصب کیا۔

ابھی چند ہی ماہ گزرے تھے کہ اس بازو کی انگلیوں نے حرکت کرنا بند کر دیا دوبارہ اپریشن والے ڈاکٹر سے رجوع کیا۔ چند دن دوا اور معائنہ کے بعد فزیوتھراپی کو تجویز کیا مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ تکلیف اور پھیل گئی بائیں ہاتھ میں تو تکلیف تھی ہی اب اس کے تحت الشعاع بائیں ٹانگ میں بھی تکلیف ہونے لگی۔ بازو اور ہاتھ تو ورم کر گیا اور سیاہی میں تبدیل ہونے لگا۔

یہ اصفہان کا رہنے والا تھا اب اسے تہران کا مشورہ دیا گیا۔ جب تہران میں فاطمہ ہسپتال کے ڈاکٹروں نے معائنہ کیا تو متفق القول بازو کو کہنی سے قطع کرنے کا اظہار کیا۔ اگر ایسا مریض نے نہ مانا تو ممکن ہے یہ درد دوسرے اعضاء میں سرایت کر جائے اور بائیں جانب کا بدن فالج کی زد میں آ جائے۔

جب رضا نے ایسا سنا تو اس کو دنیا اندھیر ہوتی نظر آئی۔ دواؤں کا خرچہ الگ اپریشن کے مخارج الگ۔ بیوی بچوں کا خرچہ الگ اور جو قرض لیا ہوا تھا اس کی فکر الگ۔ دوسرے کے طعنے الگ۔

کیا اب وہ دوسروں کا محتاج ہو جائے گا۔ اس حالت میں کون اس کا سہارا بنے۔ جبکہ رضا نے خدا کیلئے اس نے ضارب کو معاف کر دیا تھا وہ قید سے آزاد ہو چکا تھا۔ اس سے کوئی ہرجانہ بھی نہ لیا تھا۔

ڈاکٹروں کے مشورہ کے بعد رضا نے خواب دیکھا۔ امام خمینی فرمار ہے ہیں کہ اے رضا مشہد مقدس کیوں نہیں جاتے' وہاں امام رضا علیہ السلام سے شفاء حاصل کرو۔ تین دن تک اسی انداز سے خواب دیکھتا رہا۔

اس نے ڈاکٹر صاحب سے التماس کی کہ اپریشن سے پہلے امام رؤف حضرت رضا علیہ السلام کی زیارت کی غرض سے مشہد مقدس کی اجازت دی جائے کیونکہ وہ سب ڈاکٹروں کے بھی ڈاکٹر ہیں۔

اپنی والدہ کے ساتھ رضا مشہد مقدس پہنچا۔ ابھی عید قربان کو ایک ہفتہ رہتا تھا۔ صحن انقلاب میں جالی والے حصے میں اور بہت حاجت مند' دردمند مریض موجود تھے۔ رضا بھی ان میں شامل ہوگیا۔ اشکبار آنکھوں سے رؤف امام سے اپنے امام سے راز و نیاز کرنے لگا۔ بلکہ دوسروں کیلئے بھی دعا کرنا شروع کر دی کہ جو خواب دیکھا ہوا تھا وہ مجسم ہو کر اس کے سامنے آئے۔ ایک ہفتے تک اسی جالی کے پاس امام رضا علیہ السلام کا مہمان رہا۔ انتظار' کتنا اچھا ہو کہ انتظار کے بعد امید پوری ہو جائے۔

اب ہفتے کا آخری دن تھا آخری رات تھی۔ یہ رات عید قربان کی رات تھی پورا حرم مقدس سجا ہوا تھا۔ روشنی میں غرق تھا۔ کبوتروں کے اڑنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ زائرین حضرات الگ آ جا رہے تھے اور امام سے دعائیں طلب کر رہے تھے جگہ جگہ زائرین عقیدت سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر کوئی راز و نیاز میں نظر آ رہا تھا۔ اچانک کانوں میں گھڑیال کی آواز آئی۔ رضا اشکبار آنکھوں سے اب نیند کی وادی میں تھا۔ دو بج رہے تھے۔ رضا نے بہت زیادہ نور کو محسوس کیا۔ اتنا زیادہ نور تھا کہ جو

سیاہ ترین رات کو روز روشن کی مانند کر دے۔ رضا اپنے آپ لرزتے ہوئے کھڑا ہوا۔ اس کے بازو اور ٹانگ میں جیسے زندگی آ گئی ہو۔ اس کے گلے کی پٹی کو جو شفاء کی خاطر ڈالی ہوئی تھی اس سے آزاد کرا لیا۔ امام رضا' امام رضا' مولا رضا کی صدائیں بلند صدا سے دینے لگا۔ دوسرے زائر متوجہ ہو گئے۔ اسے کندھوں پر بلند کر لیا۔ اب رضا کو نہ کسی تکلیف کا احساس تھا۔ اس نے شفاء کی صورت میں امام رضا علیہ السلام سے عیدی لے لی تھی۔ وہ بازو جو کٹنے کی صورت میں تھا۔ اب صحت کی صورت میں قبلہ ہشتم سے عنایت ہو چکا تھا۔

میگزین زائر ۳۰ ماہ آذر ۱۳۷۶ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفر عشق ﴿238﴾

الہ وردی کا دوست پاشا کافی دنوں بعد ملنے کو آیا۔ الہ وردی نے شکایت کے لہجے میں کہا کہ بہت دنوں بعد آئے ہو کیا دوست کو بھلا دیا ہے؟ پاشا نے جواب دیا کہ مصروفیت بہت ہو چکی ہے اس لیے یہ دوریاں وجود میں آ گئی ہیں۔ پاشا کے دریافت کرنے پر جواب دیا کہ مشہد مقدس کا ارادہ ہے کیا تم بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الہ) الہ وردی نے پوری بات سنے بغیر کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام طلب کریں اور ہم انکار۔ میں حاضر ہوں۔

الہ وردی کی بیوی نے کہا کہ ''مرد اسی ہفتے بیٹی کا رشتہ مانگنے آ رہے ہیں داماد بھی ساتھ ہو گا۔ اور تم''؟

الہ وردی نے کہا کہ میرے بغیر تم خود کر دینا۔ مجھے تو امامؑ کی زیارت کو جانا ہے۔ میں نے اب وعدہ کر لیا ہے۔

''ہم سب گرمیوں میں بھی امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو چلیں گے اب تم اپنی بیٹی کی فکر کرو'' مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

کہہ جو دیا کہ میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو جا رہا ہوں ''منگنی کی رسم کو یا میرے بغیر انجام دے دو یا لیٹ کر دو''۔

بالآخر اس کی بیوی مان گئی۔ مگر ساتھ ہی کہنے لگی کہ مجھے اس سفر سے ڈر لگ رہا ہے۔ اللہ رحم کرے۔

الہ) الہ وردی نے کہا ہر عورت یوں ہی کہتی ہے' خیر ہی ہے۔

بالآخر الہ وردی اور پاشا بالکل سفر کیلئے تیار ہو گئے۔

الہ وردی کا کام ہی ڈرائیوری تھا۔ سامان وغیرہ ٹرک پر لادا ہوا تھا۔

اس کی عورت ڈر رہی تھی۔ اس نے صدقے کے طور پر کچھ پیسے نکالے۔ گھر میں اسپند کے دانوں کی دھونی دی اور یہ دونوں مشہد مقدس کی جانب چل پڑے۔

کچھ عرصہ بعد الہ وردی نے پاشا سے پوچھا کہ اس موڑ کے بعد' چائے خانہ ہے ایک ایک چائے کی پیالی چلے گی: پاشا نے اثبات میں سر ہلایا۔

دونوں ٹرک کو سائیڈ میں کھڑا کر کے درختوں کے درمیان گھرے ہوئے لب سڑک قہوہ خانے کی جانب بڑھے الہ وردی ابھی قہوہ خانے کی دوسری ہی سیڑھی پر چڑھے تھے کہ اسے اپنے سینے پہلو اور سر میں شدید درد کا احساس ہوا اور اسی وجہ سے چکرا کر بے اختیار وہیں گر پڑا۔

پاشا فوراً متوجہ ہوا اور اس نے اپنا سر پیٹ لیا۔ فوراً ''یا غازی عباسؑ'' کہتا ہوا الہ وردی سے پوچھا کیا ہوا؟ مگر الہ وردی کو کوئی ہوش نہ تھا اسے فوراً ہسپتال لے گئے۔ بیوی بیٹی کو خبر ہوئی پریشانی کے عالم میں وہ ہسپتال پہنچے۔ الہ وردی اب ہوش میں آ چکا تھا۔ اس نے بیٹھنے کی کوشش کی مگر ایسے لگا جیسے

اس کی کمر ہاتھ اور پاؤں میں کوئی قوت نہیں ہے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اسے اپنی بیوی کے وہ الفاظ جو چلتے وقت کہے تھے یاد آ گئے کہ نجانے کیوں اس سفر کیلئے میرا دل راضی نہیں!

اس نے درد کے لہجے میں پوچھا' پاشا یہ میرے ساتھ کیا ہوگیا۔ پاشا نے روتے ہوئے فقط اسے تسلی دی۔

ایک ہفتے تک الہ وردی ہسپتال میں زیر علاج رہا مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ پاشا نے اس کی بیوی کو اطلاع دی کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو فالج ہوگیا ہے مگر اللہ سبحانہ سے امید رکھو۔

الہ وردی کی بیوی نے اسی وقت پختہ ارادہ کیا اور پاشا سے کہا! کہ ''الہ وردی امام رضا علیہ السلام کے عشق میں اس سفر پر روانہ ہوا تھا''۔ میں اسے ہر حالت امام رضا علیہ السلام کے قدموں میں لے کر جاؤں گی۔

حرم امام رضا علیہ السلام ہمیشہ کی مانند پر ہجوم تھا۔ پروانے شمع کے گرد طواف میں مصروف تھے۔ ''ایسی شمع جو ہلاک نہ کرے''۔

الہ وردی کو صحن انقلاب کی جالی کے پاس حاجت کی خاطر لٹا دیا اور ایک ڈوری اس کے گلے میں ڈال کر امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس تک لے جا کر باندھ دی۔

الہ وردی تین دنوں تک یہاں اسی حالت میں رہا مگر ابھی تک امام رضا علیہ السلام کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا۔ مگر امید بندھی ہوئی تھی۔ اس کی بیوی سوچ رہی تھی کہ یہ چلنے پھرنے والا آدمی اگر یوں ہی رہا تو کیا ہوگا؟ بس گریہ تھا اور امید! ''یا امام رضا آہ کے انداز میں''۔

یک بار ایک سید بلند قامت چہرے پر رعب و وقار مگر محبت ہویدا سراپے سے نور جھلک رہا تھا الہ وردی کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کی صورت پر اپنا نورانی ہاتھ پھیرا' الہ وردی رونے لگا۔ مہربان آواز

سے اسے خطاب کیا مت رو ضریح کے پاس جاؤ شفا مل جائے گی!

الہ وردی نے بے اختیار زوری کو گلے سے نکالا' گھسیٹا ہوا حرم مقدس میں داخل ہوا اور ضریح مقدس کی جانب سرکنے لگا۔ اگرچہ زائرین کے پیروں کی ٹھوکریں کھاتا ہوا سرک رہا تھا مگر اسے کسی بھی درد کا احساس نہ ہو رہا تھا۔

ضریح مقدس تک پہنچ گیا۔ اپنے آپ کو ضریح سے چمٹا لیا اسے احساس ہوا کہ اس کے پورے جسم میں قوت آ چکی ہے کوشش کر کے پاؤں کو حرکت دی وہ کام کر رہے تھے اب وہ پہلے کی مانند ہو چکا تھا۔ دوزانو کر کے ضریح کے پاس بیٹھ گیا۔ ضریح مقدس کو ہاتھ ڈالے کھڑا ہونے کی کوشش کی۔ بالآخر کسی زحمت کے بغیر کھڑا ہو گیا۔ گنبد کے تلے یہ آواز گونج رہی تھی '' مجھے امام رضا نے شفاء دے دی ''۔ ایسی صدا خوشیوں میں لبریز تھی۔ میگزین زائر ۱۴ ماہ دی ۱۳۷۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبز راستہ ﴿239﴾

سید ضیاء صابری بھشہر میں پٹرول کمپنی میں ملازم تھا۔ زندگی کے دن آرام سے گزر رہے تھے بیوی بچوں کا پیٹ پالنے کی خاطر وہ نہایت محنت سے کام کر رہا تھا۔

ایک دن جسم کی ہڈیوں میں درد شروع ہوا تھکاوٹ کی وجہ اسے قرار دیا مگر درد تھا کہ ہٹنے کا نام نہ لے رہا تھا شروع شروع میں تو اس کو یوں ہی نظر انداز کرتا رہا مگر جب کئی ہفتے گزر گئے اور درد نے شدت اختیار کر لی کہ اب برداشت کرنا مشکل ہو گیا۔ حتیٰ درد کی وجہ سے حوصلہ بھی جاتا رہا اور نالے وگریہ زاری نے جگہ حاصل کر لی۔

مجبوراً ڈاکٹر کے معائنہ کے بعد اسے پٹرول کمپنی کے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ سید ضیاء صابری کی زوجہ کو بتایا گیا کہ ان کو ہڈیوں کا کینسر ہے۔ یہ سن کر اس کی بیوی کانپ اٹھی۔

ادھر سید ضیاء صابری ہسپتال کے ماحول سے تنگ آ گیا اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے زندان میں اسیر کر رکھا تھا دواؤں اور پرہیز نے اسے چڑچڑا سا بنا دیا تھا۔ بیوی بچوں سے ملاقات بھی ہر روز نہ ہوتی تھی۔ کمرہ تھا اور وہ اور ڈاکٹر حضرات۔ یا کمرے کی کھڑکی سے باہر کا نظارہ کر لیتا سورج کو غروب اور طلوع ہوتے دیکھتا تو ایک آہ سی دل میں اٹھتی۔ وہ ان ہی خیالات میں گم تھا کہ اچانک اسے کسی کا ہاتھ اپنے کندھوں پر محسوس ہوا اس نے پلٹ کر دیکھا تو اس کی زوجہ اور بڑی بیٹی کو اپنے پاس پایا۔ یہ ملاقات بھی تین دن بعد ہوئی تھی۔

اس نے جھلا کر پوچھا کہ اس زندان سے کب آزادی ملے گی۔ اس کی بیوی نے کہا کہ آپ بہت جلد تندرست ہو جائیں گے جلد اپنے بچوں کے درمیان میں ہونگے۔

بالآخر ہسپتال سے انہیں فارغ کر دیا گیا۔ سید ضیاء صابری نے اپنی بیوی سے کہا کہ عرصہ دراز سے لیٹ لیٹ کر تنگ آ گیا ہوں اب چاہتا ہوں کہ پیدل چلوں کیا تم راضی ہو کہ گھر تک پیدل ہی چلیں اس کی بیوی نے کہا جیسے آپ کی مرضی خزاں کا موسم تھا درختوں کے پتے درختوں سے جدا ہو رہے تھے جو جدا ہو چکے تھے وہ سوکھ کر زرد ہو چکے تھے۔ جب ان پر سید ضیاء کے پاؤں آئے تو شن شن کی آواز بلند ہوتی۔ سید ضیاء نے اپنے کو دیکھتے ہوئے کہا کہ شاید اب میں بھی زندگی کی آخری سرحد تک پہنچ چکا ہوں ان پتوں کی مانند میری روح بھی بدن سے جدا ہو جائے گی۔ اس کی بیوی نے جواب دیا کہ ناامیدی گناہ ہے۔ اللہ سبحانہ سے امید رکھو۔ سید ضیاء آہ بھر کر خاموش ہو گیا کیونکہ درد اب بھی اسے چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ اتنی دوائیں استعمال کی ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

جب گھر پہنچے تو سید ضیاء کو لگا جیسے اسے سکون سا آ گیا ہو۔ جب دوسرے بچوں نے دیکھا کہ بابا گھر آ گئے ہیں۔ اب تو ہم نے جدا نہ ہونگے۔ سید ضیاء نے روتے ہوئے کہا بچوں دعا کرو۔ کچھ دیر بعد اس کی بڑی بیٹی نے کہا بابا جان! آپ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو کیوں نہیں جاتے؟ مجھے

یقین ہے کہ وہاں سے آپ کو مایوس نہ کیا جائے گا۔

سید ضیاء نے اپنی بیٹی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تم نے میرے دل پر ہاتھ ڈال لیا ہے۔خود بھی چاہتا ہوں کہ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس جاؤں مگر کیا کریں پیسے نہیں ہیں کرایہ اور خرچہ راہ بھی ہو تو!

بابا جان قرض کرلیں اللہ مالک ہے۔بیٹی تمہارا باپ کسی کے آگے قرضے کی خاطر بھی ہاتھ نہیں پھیلائے گا۔میں نہیں چاہتا اپنی عزت و آبرو کو نشانہ بناؤں اس کی زوجہ نے کہا کہ میں خود انتظام کرلوں گی۔خلاصہ یہ مشہد مقدس کی جانب درد و تکلیف کی حالت میں امید کامل کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

راستہ اگر چہ دراز تھا مگر سید ضیاء نہایت خوشی سے اور نئی روح کے ساتھ امام رضا علیہ السلام کے تصورات سے راستے کو ناپ رہا تھا۔یا امام رضاؑ یا امام رضا کبھی صدا کے ساتھ کبھی زیر لب پکار رہا تھا۔درود و دعاؤں بھی ساتھ ساتھ اس کے منہ سے نکل رہی تھیں۔رات ہوگئی بالآخر نیند کی آغوش میں چلے گئے۔سید ضیاء نے خواب دیکھا کہ بس نہایت سبز راستے میں چل رہی ہے۔بس کی کھڑکی سے باہر کا نظارہ بہت اچھا لگ رہا ہے۔اچانک وہ متوجہ ہوا کہ ایک ہاتھ نہایت محبت سے اس کے کندھے پر ہے۔جب مڑ کر دیکھا تو نہایت پروقار شخصیت کو دیکھا سر پر سبز عمامہ کمر میں سبز پٹکا باندھا ہوا تھا۔چہرہ اس قدر نورانی تھا کہ سید ضیاء نہ دیکھ سکا۔نہایت مہربانی سے کہا میرے بیٹے تم اب صحیح و سالم ہو۔بے شک اب واپس چلے جاؤ۔تم اب تندرست ہو گئے ہو۔سید کی زبان جیسے گنگ ہوگئی ہو۔آنکھوں میں آنسو جاری تھے پورا جسم کانپ رہا تھا لب پر ایک ہی لفظ تھا کہ یا امام رضاؑ یا امام رضاؑ آنکھ کھل گئی۔اپنی بیوی کو جگایا۔آدھی رات سے زیادہ وقت ہو چکا تھا۔سب مسافر سو رہے تھے۔اس نے خواب سنایا۔قربان جاؤں امام رضا پر۔وہ چاہتے ہیں اب زیادہ انتظار نہ کریں۔اس کی بیٹی بھی بیدار ہو چکی

تھی صورتحال کو سمجھ کر کہنے لگی بابا جان انشاء اللہ اب سب ٹھیک ہو گیا ہے۔

بس جب مشہد شہر کے نزدیک پہنچی تو مسافروں کی صدائیں درود سے بلند ہونے لگی۔ ہر مسافر ایک دوسرے سے التماس دعا کہہ کر جدا ہو رہا تھا۔

سید ضیاء اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ حرم مقدس امام رضا علیہ السلام حاضر ہوا اور نہایت ہی گریہ وزاری کی حالت میں امام رضا علیہ السلام کا شکریہ ادا کیا۔ اب وہ اپنے آپ کو تر و تازہ پا رہا تھا جسم میں کہیں بھی درد کا نشان نہ تھا۔ وہ بھی امام رضا علیہ السلام کے حرم کے کبوتروں کی مانند حرم مقدس میں پرواز کر رہا تھا۔ اب درد سے آزاد تھا۔

میگزین زائر ۴۴ ماہ فروردین ۱۳۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنایت امام رضاؑ ﴿240﴾

صدیقہ فتحی ابھی جوانی کے لطف سے کما حقہ لطف اندوز نہ ہو سکی تھی کہ اچانک اسے اپنے جسم میں تکلیف کا احساس ہوا۔ اس نے اپنی والدہ سے اس کا ذکر کیا۔ ماں نے اسے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں تھکاوٹ کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ محلے کے ڈاکٹرز نے جسم کو آرام دینے والی دوا لکھ دی جس سے تھوڑا سا افاقہ ہوا مگر پھر درد و تکلیف نے بدن کو مضطر کرنا شروع کر دیا۔

اس کی ماں اسے تسلی دیتی اور دعائیں دیتی مگر روز بروز حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ یہ ایسی بیماری تھی کہ ڈاکٹر حضرات اس کی تشخیص کیلئے کچھ بھی تجویز نہ کر سکے۔ روز مہینوں میں اور مہینے سالوں میں گزرنے لگے۔ فقط ماں تھی جو اپنی بیٹی کو دلاسہ دے رہی تھی۔ یہاں تک کہ جسم لاغر اور زرد ہوتا جا رہا تھا۔ اس کی فیملی کو اب ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے صدیقہ ہنسا کھیلنا بھول چکی ہو۔ ہر وقت چہرہ مرجھایا ہوا۔ مایوسی کے سائے ہر گھڑی اس پر پڑے ہوئے۔ اس کے علاج کی خاطر بہت کچھ خرچ

کیا گیا مگر کوئی بھی اثر نہیں پڑا۔ اِس ڈاکٹر سے اُس ڈاکٹر تک چکر لگا لگا کر صدیقہ بھی چڑ گئی۔ صدیقہ کی ماں اسے اِدھر اُدھر کے تسلی بخش قصے سناتی اسکے آگے ہنستی مگر خود اندر اندر جلتی رہتی اور اللہ سبحانہ سے التجائیں اور دعائیں کرتی مگر کسی کا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ یہ ایسا درد اور دکھ تھا کہ جس کا کوئی بھی علاج نہ تھا۔ صدیقہ کیلئے بھی سوائے صبر اور تسلیم کے کوئی راستہ نہ تھا۔

ڈاکٹر حضرات نے بالآخر اس بیماری کو اسکلوزن M.S کا نام دیا۔ دنوں کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بیماری نے اور بھی شدت اختیار کر لی تھی یعنی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ صدیقہ سے خوشی کی آخری کرن بھی چھین لینا چاہتی ہو ایسا لگا زندگی کی گرمی کو یہ بیماری ٹھنڈا کرنے کی فکر میں ہو' نہ نیند میں' آرام نہ جاگنے میں' چین نہ کھانے میں' لذت نہ پینے میں' مزہ نہ چلنے پر' قادر نہ لیٹنے کی قدرت۔ کسی بھی کام کو انجام دینے پر قادر نہ رہی۔

تہران کے ہسپتال شریعتی' ساسان ہسپتال اور جم ہسپتال میں مدتوں زیر علاج رہی مگر بیماری ٹس سے مس نہ ہوئی بلکہ بڑھتی ہی رہی۔

بالآخر ڈاکٹرز حضرات نے کمیشن کے ذریعے طے کیا کہ اس کو علاج کی غرض سے جرمنی بھیجا جائے۔ جرمنی کے دو شہروں ہیڈلبرگ اور بودن میں عرصہ دراز تک زیر علاج رہی کہ اس اثناء میں صدیقہ مزید بیماری کے حملے کی زد میں آگئی کہ بولنے کی طاقت جاتی رہی دیکھنے کی قوت ختم ہوگئی' ہاتھوں اور پیروں نے ساتھ چھوڑ دیا یعنی پورا جسم فالج کے حملے میں شکست کھا گیا۔

جرمنی کے ڈاکٹرز نے ہر طرح کا معائنہ اور ایکسرے کے ذریعہ بیماری کے معالجہ کی طرف توجہ دی' سعی کی مگر بے فائدہ' انہوں نے ایرانی حضرات کی تشخیص بیماری کو ہی درست کہا اور انہوں نے افسوس کے لہجے میں مجبوری کا اظہار کیا۔ پس صدیقہ کو پھر ایران کا قصد کرنا پڑا۔

صدیقہ جرمنی ڈاکٹرز کے اظہار عجز سے زندگی کی امید کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ سب کچھ

اس کیلئے ختم ہوگیا۔ وہ اپنے آپ کو زندگی کی آخری سرحد پر دیکھ رہی تھی۔ اب اس کیلئے زندگی نامی کوئی مفہوم نہ تھا۔ وہ تھی اور ایسا غم جو پہاڑوں کی مانند سنگین ہو۔ وہ تھی اور بارہ سالہ بیماری کی تلخ یادیں۔ وہ مجبور تھی اور زندگی کی آخری سانسیں؟

خزاں کا موسم تھا۔ صدیقہ نے اپنے دل میں ایک پختہ ارادہ بنایا۔ اپنی والدہ مہربان کے ساتھ جو بیماری میں اس کی بہترین یار و مددگار تھی مشہد مقدس کا قصد کیا۔ اس کا دل کبوتر کی مانند دوست سے ملنے کیلئے پرواز کر رہا تھا۔

بالآخر انتظار ختم ہوا۔ اس کی ماں نے کہا ہم مشہد مقدس پہنچ گئے وہ امام رضا علیہ السلام کا طلائی گنبد ہے۔ صدیقہ کے دل سے یا امام رضا علیہ السلام کی آہ سی نکلی۔ دل ہی دل میں یا امام رضاؑ یا امام رضاؑ پکارتی رہی۔

خیابان امام رضا میں ایک مسافر خانے میں تھوڑا سا آرام کیا پھر امام رضا علیہ السلام کے حرم کی جانب امید و سہارے کے ساتھ آرزوؤں کو اکٹھا کر کے چل پڑی۔ مقدمات زیارت سے فارغ ہوئے اور صدیقہ ضریح مقدس کے پاس ایک کونے میں سہارا لے کر بیٹھ گئی۔ کسی کے زیارت پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ السلام علیک یا غریب الغرباءؑ السلام علیک یا معین الضعفاءؑ السلام علیک یا علی بن موسیٰ الرضاؑ السلام علیک یا امام رؤف صدیقہ بھی اسی وقت اپنی بے زبانی سے امام رضا علیہ السلام کو دل میں پکارنے لگی۔ اپنی حالت بتانے لگی۔ اس کی آواز بھر آئی ہائے ہائے کر کے رونے لگی۔ اپنی تمام تکالیف بتانے لگی۔ ضعف اس پر طاری ہوا۔ اس کی دردمند ماں اپنی بیٹی کی یہ حالت دیکھ کر تیزی سے اس پر جھکی، وہ اپنی حالت کھو چکی تھی۔ اس کو آرام کی خاطر پھر مسافر خانے میں لے آئی۔

اتوار کے روز ایرانی تاریخ کے مطابق 20 مہر 1376 کو مجدداً پھر امام رضا علیہ السلام کے حضور مقدس حاضری دی۔ آج تیسرا دن ہے۔ صدیقہ کو صحن انقلاب میں جالی مقدس کے ساتھ بے شمار

مریضوں اور حاجت مندوں کی موجودگی میں جو سب کے سب طناب کے ساتھ دخیل حرم تھے۔یعنی طناب کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔اور ایک سرا ضریح مقدس یعنی جالی کے ساتھ بندھا ہوا ہے صدیقہ کو بھی دخیل طناب کر دیا۔

بارگاہ ملکوتی ثامن الحجج کے گھڑیال نے رات کے نو بجے ہونے کا اعلان کیا۔صدیقہ اس وقت نہایت سوز و گداز سے امام رضا علیہ السلام سے راز و نیاز کر رہی ہے اس کی ماں بھی امام سے توسل رکھے ہوئے ہے۔صدیقہ کا چہرہ جالی مقدس کی جانب آنسوؤں سے پر ہے۔وہ ایسی محو ہے کہ کسی کو اپنے نزدیک محسوس نہیں کر رہی۔وہ آہستہ آہستہ بے حال ہو رہی تھی۔اب اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

اچانک ایسی حالت میں کوئی انتہائی محبت میں اسے پکار رہا ہے اسے اپنے نزدیک کوئی بہت ہی مہربان محسوس ہو رہا ہے۔نور ہی نور ہو۔وہ دیکھنے کے باوجود دیکھ نہیں سکتی تھی۔وہ صدا جس میں زندگی ہی زندگی کی بہاریں ہوں۔

''صدیقہ کھڑی ہو جاؤ'صدیقہ بھاگو دوڑو''۔

صدیقہ اس صدا پر جیسے جوان ہو گئی ہو وہ ہوش میں تھی وہ طلائی سقہ خانے کی طرف بھاگی۔ اس کے ساتھ زائرین بھی بھاگ رہے تھے ابھی تک گلاب کی خوشبو اس کے مشام میں آ رہی تھی۔درود وصلوۃ سے فضاء معطر تھی۔آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ماں اور بیٹی ہم آغوش تھیں۔چاروں طرف زائرین نے ان ماں بیٹی کو تنگ کی مانند گھیرے میں لیا ہوا تھا۔عنایت امام مبارک ہو عنایت امام رضا مبارک ہو۔ایک نہ ہونے والا سماں وجود میں آیا ہوا تھا۔

جب ڈاکٹر مہدی ذوالفقاری جو مغز و اعصاب کے متخصص تھے سے رجوع کیا تو انہوں نے معائنہ کے بعد فرمایا کہ اب ان کو اسکلوزن M.S نامی کوئی بیماری نہیں ہے۔

سبحان اللہ:

توجہ: شاید یہ بیماری اسکلوزن M.S وہ ہے جوکہ جسم کو ہر وقت اضطراب میں مبتلا رکھتی ہو۔
اللہ سبحانہ ہر مریض کو شفاء عنایت فرمائے۔

میگزین زائر ۴۵ع ماہ اردیبہشت ۱۳۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بارہ صفیں ﴿241﴾

فاطمہ ملکوتی اپنی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے ساتھ شوہر کے سایے میں زندگی کے دن ہنسی خوشی کے ساتھ گزار رہی تھی۔ اپنی زندگی کی اڑتالیس (48) بہاریں دیکھ چکی تھی۔ اچانک سر درد شروع ہوا شروع شروع میں اس پر خاصی توجہ نہ دی مگر آہستہ آہستہ سر درد کے ساتھ ہاضمہ کی شکایت بھی شروع ہوگئی جو کھاتی وہ ہضم ہی نہ ہوتا کبھی کھٹے کھٹے ڈکار آتے اور کبھی قے آجاتی۔ جب یہ بیماری لگاتار رہی تو اب اس کو اپنی اولاد کی فکر لاحق ہوئی۔ اپنے شوہر سے اس بارے میں نصیحت کرتی اس کا شوہر اسے تسلی دیتا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں جلد ٹھیک ہو جاؤ گی۔ خود شہر یزد میں شہید رہنمون ہسپتال میں کافی دنوں تک داخل رہی اس عرصہ میں معائنے ہوتے رہے اور ایکسرے سر وغیرہ کے لئے گئے۔

بالآخر اپریشن کا ڈاکٹرز حضرات نے نتیجہ نکالا۔ اپریشن کو خطرناک نہ کہا گیا کیونکہ جو مغز پر غدہ سا بن گیا تھا اسے اپریشن سے نکال دیا گیا فاطمہ اس سے کچھ آسودہ ہوئی۔ مگر مکمل علاج کی خاطر اسے مشہد مقدس میں امید ہسپتال کی طرف جانے کا مشورہ دیا گیا۔ اس میں بھی ایک مدت لگی کیونکہ ڈاکٹر حضرات اس بارے میں بار بار بلاتے رہے اور معائنے وغیرہ انجام دیتے رہے۔ بیس (20) مرتبہ کیمائی علاج اور اٹھائیس (28) مرتبہ ریڈیو تھراپی با کبالٹ مختلف اوقات میں ہوا۔ فاطمہ اپنے شوہر کے ہمراہ اس سے بہت گھبرا گئی۔ قوت و توانائی اس میں کم سے کم ہونے لگی۔ وزن بھی روز بروز کم

ہونے لگا۔ سر کے بال زیادہ سے زیادہ گرنے لگے۔ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہی۔ کسی سے ملنے کو دل نہ چاہتا۔ بس گوشہ نشینی میں اسے سکون ملنے لگا۔ سردرد اور بدہضمی جیسے اس کی زندگی کا جزو بن گئی ہو۔ ڈاکٹرز حضرات نے اس کے شوہر کو ایسے جواب دیئے کہ فاطمہ کا دل ٹوٹ گیا۔ ناامیدی کے گہرے سائے اسے اپنی لپیٹ میں لینے لگے۔ دل میں بجلی سی چمکی۔ مشہد مقدس امام رضا علیہ السلام کا قصد کیا۔

اپنے شوہر کے ہمراہ حرم امام رضا علیہ السلام حاضر ہوئی۔ اس کا شوہر اسے ویل چیئر پر لے کر جاتا۔ ایک رات اس کے شوہر نے خواب دیکھا کہ ''حرم مقدس سے ایک بزرگوار ہیں اس کی بیوی فاطمہ ان بزرگوار کے پیچھے پیچھے چلی جارہی ہے اور اس بزرگوار کے ساتھ دو سیاہ پوش عورتیں ہیں۔ اس نے بڑھ کر پوچھا فاطمہ جان یہ بزرگوار کون ہیں''۔ اسی وقت آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنی بیوی سے اس خواب کا ذکر کیا اور کہا کہ لگتا ہے خوشی بھرے دن نزدیک ہیں۔

ایک ہفتے تک حرم امام رضا علیہ السلام میں یہ جاتے رہے مگر کوئی بھی اثر ظاہر نہ ہوا۔ یہ سفر انہوں نے اردیبہشت کے مہینے میں کیا۔ وہ اس ماہ واپس یزد آ گئے۔ یہ ماہ یہاں بہار کا کہلاتا ہے۔ پھر دل میں تڑپ پیدا ہوئی فاطمہ اپنے شوہر کے ہمراہ آبان کے مہینے میں جو کہ خزاں کا مہینہ ہے یا سردیوں کا آغاز ہے مشہد مقدس میں پھر آئی۔ مگر حالت وہی ہے مگر کنٹرول ہو چکا تھا۔

حرم امام رضا علیہ السلام میں رو رو کر امام رضا سے فریاد کی کافی دیر ضریح مقدس کے پاس رہے۔ پھر صحن انقلاب میں پنجرہ فولادی یعنی شفاء والی جالی کے پاس رہے۔ آخر واپس حسینیہ شاہرودیھا میں آرام کی غرض سے واپس آ گئے۔

بارہ بجے سے زیادہ رات کا وقت تھا۔ چاند آسمان سے زمین والوں کا نظارہ کر رہا تھا۔ ستارے پر فروغ آسمان کے درمیان خودنمائی کر رہے تھے۔ چاروں طرف سکوت حکم فرما تھا۔ ایسی

سہانی رات میں بالآخر فاطمہ بھی نیند کی آغوش میں چلی گئی۔خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا خوبصورت کمرہ ہے اس میں لمبی لمبی بارہ صفیں لوگوں کی بنی ہوئی ہے آٹھویں صف میں فاطمہ نور کو دیکھ رہی ہے یہ سب اسی مرض میں مبتلا ہیں جس میں فاطمہ ہے۔اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔اچانک پورا کمرہ روشن ہوگیا روشن تھا مگر اب یہ روشنائی اور تھی۔دلربا روشنائی۔امید بخش روشنی سبز پوش بزرگوار پروقار شخص' محبت ان کے وجود سے چھلک رہی تھی۔فرماتے جارہے ہیں۔تمہیں شفاء دی' تمہیں شفاء دی۔جب وہ آٹھویں صف کے پاس آئے جس میں فاطمہ یعنی میں بھی تھی۔فاطمہ کو دیکھ کر فرمایا:''میں نے تو تجھے شفاء دے دی ہے تم کیوں یہاں کھڑی ہو''؟ فاطمہؑ عرض کیا' ''میرے آقا جان' میرے مولا میرے جسم میں طاقت نہیں اس وجہ سے زندگی عذاب بن چکی ہے۔سر کے بال گر رہے ہیں کیمائی علاج نے پریشان کر رکھا ہے''۔اس دوران فاطمہ کا شوہر آگے بڑھا ادب سے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا۔

یا مولائی یا سیدی! آپ کا لطف وکرم ہمیشہ ہم پر رہے۔میری بیوی کو صحیح وسالم کردیں۔امام رضا علیہ السلام نے جواب دیا۔''اب تم بے فکر ہو جاؤ' یہ اب تندرست ہو چکی ہے'' فاطمہ خواب سے روتے ہوئے بیدار ہو جاتی ہے شوہر کو جگاتی ہے۔دونوں شکر ادا کرتے ہیں اس حسینیہ کے دوسرے افراد ان کی خوشی والی صدائیں سن کر بیدار ہو جاتے ہیں حقیقت حال سے واقف ہونے پر مبارک مبارک کے الفاظ ادا کرتے ہیں۔فاطمہ کی سلامتی کی خبر جب مومنین ومومنات کو پہنچی تو وہ سیلاب کی مانند مبارک باد پیش کرنے آجاتے ہیں۔

میگزین زائر ۶ ماہ خرداد ۱۳۷۷ شمسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بینائی عزاداری کے دوران ملی (242)

اللہ سبحانہ نے قدرت اللہ کو بیٹا عطا فرمایا' یہ گول مٹول سا تھا قدرت اللہ نے امام حسین علیہ السلام کے عشق میں اس کا نام اکبر رکھا۔ جب بھی قدرت اللہ اپنے بیٹے کو دیکھتا اور پیار کرتا تو ہر باپ کی مانند دل میں سرور و سکون محسوس کرتا۔ بالکل صحیح و سالم مگر ابھی چھ ماہ کا ہی اکبر ہوا تھا کہ یکبار محسوس ہوا کہ یہ تو اپنی بینائی کھو چکا ہے۔

ماں اور باپ بلکہ رشتہ دار اور ہمسایے بھی اس خبر سے پریشان ہو گئے۔ اس ڈاکٹر کے پاس اس ڈاکٹر کے پاس کوئی کمی نہ چھوڑی مگر بینائی نہ لوٹ سکی۔ تہران کے ڈاکٹرز نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس کو یورپ میں بھیجا جائے مگر مالی کمزوری یہ کام نہ کروا سکی۔

صبر و شکر کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اکبر بھی زندگی کے مراحل کو طے کرتا رہا' وہ اپنی اس حالت ہی میں مگن تھا۔ اسے نابینا سکول میں داخل کروایا جہاں اس نے پانچویں تک تعلیم حاصل کی۔ اکبر کا والد قدرت اللہ محبان آل محمد علیہم السلام میں سے تھا۔ وہ ہمیشہ مذہبی مجالس میں شرکت کرتا اور ساتھ ہی اپنے بیٹے اکبر کو بھی ساتھ لے جاتا جس کا اثر یہ ہوا کہ اکبر کو بھی ان مجالس سے عشق ہو گیا اس نے بھی سن سن کر مرثیے اور نوحے یاد کر لئے اور ان کو گھر آ کر پڑھتا تو والدین مترنم آواز سے مسحور ہو جاتے۔

اکبر کی دلکش آواز کا شہرہ اطراف میں پھیلا تو وہ بھی اپنی مجالس میں اکبر کو پڑھنے کی دعوت دیتے۔

اکبر اپنی معصوم آواز میں سب کو خرید لیتا۔ حتیٰ بڑی بڑی مجالس میں اکبر کی غمگین' معصوم و

دلکش آواز سنی جاتی اور اکبر کی نابینائی کی خاطر لوگ افسوس کرتے' اور دعا دیتے۔

صفر کا اسلامی مہینہ تھا' انجمن خیر النساء تبریز کی جانب سے اکبر کو دعوت نامہ ملا جس میں مشہد مقدس جانے کی دعوت تھی۔ اس ماہ میں رسول اللہؐ ' امام حسنؑ اور مولا امام رضا علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تھی اور امام حسین علیہ السلام کے سوگ کے آخری ایام بھی تھے۔

دو سو تیس (230) مرد و زن پر مشتمل یہ انجمن راہی مشہد ہوئی راستے بھر جس بس میں اکبر اور اس کا والد محترم سوار تھا ماتم' نوحہ خوانی اور مرثیہ خوانی ہوتی رہی۔

بعض خواتین اکبر کی نابینائی کو دیکھ کر اور سن کر دعائیں دینے لگیں۔ اکبر کا والد ہر محفل و مجلس میں بیٹے کے حق میں دعا بھی کروایا کرتا تھا۔ بعض اوقات اکبر بھی اپنے بارے میں سوچتا اور بینائی کیلئے خالق حیات و ممات سے دعا کرتا۔ یہ پوری انجمن مشہد مقدس میں حاضر ہوئی۔ حرم مقدس کی انتظامیہ کی جانب سے ان کو مراسم عزاداری کیلئے مسجد گوہر شاد میں جگہ ملی۔ یہ مسجد مولا رضا کے حرم مقدس سے بالکل ملحق ہے۔ اسی سے گزر کر حرم مقدس آتا ہے۔

آٹھ دن تک اس مقام مقدس میں یہ لوگ عزاداری میں مصروف رہے بارہ سال کے اکبر سے جب سوگوار مرثیے اور نوحے سنتے تو آنکھیں اشک بار ہو جاتیں بعض اوقات آہیں صداؤں میں تبدیل ہو جاتیں۔

اس انجمن میں ایک مداح جناب پورصمدی بھی تھا۔ جو کہ سب کا رئیس تھا۔ اپنے قیام کے آخری روز مسافر خانے میں ایک نقاب پوش خاتون پورصمدی کے پاس تشریف لائیں اور اس سے اصرار کے انداز سے کہا کہ اکبر کو صحن انقلاب والی جالی میں دخیل کر دیں۔

بالآخر اکبر کو وہ دوسرے حاجت مندوں اور مریضوں کی مانند بٹھا دیا گیا۔ اکبر مولا امام رضا علیہ السلام سے چپکے چپکے فریادیں کرنے لگا اور بینائی کا طلبگار رہا۔ ادھر انجمن والے مسجد گوہر شاد میں

عزاداری امام رضا علیہ السلام میں مشغول تھے کیونکہ یہ رات شہادت امام رضا علیہ السلام کی رات تھی۔ 29 صفر کی شب تھی۔

نوحہ خوانی کے ساتھ سینہ زنی شروع ہوگئی تھی چند ایک نوحوں کے بعد ماتمیوں نے جناب پور صمدی سے درخواست کی کہ اکبر کو یہاں لایا جائے تاکہ وہ بھی نوحہ خوانی کرے۔ بالآخر اکبر کو صحن انقلاب والی جالی سے لے آئے۔

اکبر کو دیکھ کر ماتمی حضرات اور دیگر حاضرین ولولے میں آ گئے تمام خاموشی سے مسجد کے فرش پر بیٹھ گئے پہلے مداحی شروع ہوئی مصائب آل محمدؐ سنائے گئے اس سے حاضرین کی آنکھیں اشکبار ہوئیں۔ اسی دوران ایک سید جلیل القدر نے پورصمدی سے کہا کہ نوحہ پڑھیں تاکہ دوسرے ماتم کریں' نوحہ خوانی شروع ہوئی ماتم میں ایک جوش وخروش پیدا ہوا۔ اکبر نے بھی نوحہ پڑھا' ماتم کے دوران ہی گریہ وزاری بھی بلند آواز میں شروع ہوئی۔ اکبر تھوڑی دیر بعد ایک طرف چلا گیا کسی نے روکنا چاہا تو اس نے کہا تھوڑی دیر کیلئے مجھے اپنے آپ پر چھوڑ دیں۔ اس دوران اس جلیل القدر سید کی حالت عجیب وغریب ہوئی۔ بلند آواز سے اس نے پورصمدی سے کہا کہ سب کے سب سورۃ حمد مع درود شریف کو پڑھیں مگر پورصمدی نے توجہ نہ دی پھر بلند آواز سے انہوں نے کہا کہ سب کے سب سورۃ حمد مع درود شریف پڑھیں۔ سب نے ایک صدا سورۃ حمد شریف اور درود شریف کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اکبر اسی اثناء حوض کی جانب روانہ ہوا تاکہ وضو کرے۔ سب اکبر کو جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ اس ناآشنا سید جلیل القدر نے اپنا چہرہ امام رضا علیہ السلام کی جانب کیا اور آنکھیں بند کر کے زیر لب کچھ طلب کیا۔ پھر اچانک اعلان کیا کہ اکبر کو بینائی مل گئی ہے۔ ادھر سے اکبر نے بلند آواز سے کہا کہ میں دیکھ سکتا ہوں۔ میرے والد کہاں ہیں پوری جمعیت اکبر کی جانب لپکی۔ اسے بینا دیکھ کر یا رضا' آقا رضا' یا حسینؑ' یا زہراؑ کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اکبر کی خوشی کا اندازہ نہ تھا۔ لوگوں نے اسے کندھوں پر اٹھا

لیا۔ ہر کوئی اس کے ہاتھ و صورت چومنے کو بے قرار تھا جب بزرگوں نے اس سید جلیل القدر کو دیکھا تو وہ وہاں نہ تھے۔ میگزین زائر ۴۲ ماہ تیر ۱۳۷۷ شمسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہالہ نور سے چہرہ پوشیدہ (243)

خانم اشرف ترابی اکیس (21) سال سے قرآن مجید کی تعلیم سے محبان قرآن کو سیراب کر رہی تھی اس کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی تھی۔ ایک مرتبہ جب گھر لوٹی تو اسے اپنے پاؤں کے انگوٹھے میں درد کا احساس ہوا۔ چند دن تو اس نے اس درد کی پرواہ نہ کی خود ہی علاج کیا مگر چند روز اور گزرنے سے انگوٹھے میں زخم بھی پیدا ہو گیا' پیپ پڑ گئی' ورم سے زانو بھی متاثر ہوا۔

درد اس قدر سخت تھا کہ بالآخر ہڈیوں کے ڈاکٹر سے رجوع کیا ڈاکٹر نے بھی خاص توجہ نہ دی مرہم وغیرہ دی' اس سے خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ ڈاکٹر صاحب سے پھر مشورہ لیا انہوں نے ایکسرے لینے کو کہا۔ ایکسرے اتارے گئے' ڈاکٹر صاحب نے ایکسرے کو دیکھ کر افسوس کے لہجے میں کہا کہ اس زخم سے انگوٹھے کی ہڈی بھی متاثر ہوئی ہے سیاہ ہو چکی ہے' لہٰذا پاؤں کو قطع کرنا پڑے گا ورنہ اس سے زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

اس خبر نے خانم اشرف ترابی کو وحشت زدہ کر دیا۔ اس کے عزیز و اقرباء اس بارے میں بہت پریشان ہوئے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ فلاں ڈاکٹر صاحب جو تہران میں ہیں اس بارے میں نہایت حاذق ہیں۔

ایک ہفتہ اسی تلاش میں گزرا۔ بالآخر ڈاکٹر صاحب کے پاس مع ایکسرے حاضر ہوئے ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کیا' ایکسرے دیکھے پھر نہایت تاسف سے کہا کہ جب پاؤں کی ہڈی سیاہ ہو گئی تب میرے پاس آئے ہو! اب میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں؟ صرف اس کا علاج اس کے سوا

کچھ نہیں کہ زندگی کی خاطر پاؤں کو قطع کرنا پڑے گا۔ مزید تاخیر موت کا سبب بن سکتی ہے۔

نہایت ہی مایوسی سے گھر پہنچے۔ خانم اشرف ترابی نے اپنے شوہر سے کہا کہ کچھ بھی ہو کوئی بھی کہے میں اپنا پاؤں کاٹنے نہ دونگی۔ اس نے ساتھ ہی کہا کہ میں امام رضا علیہ السلام سے مدد مانگتی ہوں۔ ایک گوسفند بھی وہاں کے مہمان خانے کیلئے نذر مان لی۔ اس نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام تو بہت ہی کریم ہیں وہ تو جانوروں کی مشکل حل کرتے ہیں' آہو کو پناہ دیتے ہیں مجھے کیوں محروم کریں گے۔ مجھے امام رضا ضرور شفاء دیں گے۔ ان کی آبرو حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہے۔

اس رات جب ڈاکٹر نے قطعی طور پر پاؤں کے قطع کرنے کو کہا تو خانم اشرف ترابی کو نیند نے بہت پریشان رکھا۔ درد تھا کہ کم ہونے کا نام نہ لے رہا تھا۔ یہ رات پہلی رات تھی کہ اس قدر درد والی تھی۔ خانم اشرف ترابی کو یہ اپنی زندگی کی آخری رات معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں کم ہوتی جارہی تھیں۔ اس نے اپنے پروردگار سے زیر لب کہا۔ یا اللہ بحق محمد و آل محمد علیہم السلام مجھ پر رحم فرما۔ میں نے ساری عمر تیری مقدس کتاب کی تعلیم میں صرف کردی۔ نماز و روزہ کو کبھی ترک نہیں کیا۔ پردے کا خاص خیال رکھا حتیٰ کہ کسی کو بغیر جرابوں کے اپنے پاؤں نہیں دکھائے۔ اس طرح کی فریادیں کرنا شروع کر دیں۔ عیادت کرنے والے بھی یہ فریادیں سن کر رونے لگے۔ اچانک فریادیں ختم ہوگئیں۔ اب خانم اشرف ترابی نیند کی آغوش میں تھیں۔ عیادت کرنے والوں نے بھی اللہ سبحانہ کا شکر ادا کیا۔

خانم اشرف ترابی نے خواب دیکھا: وہ ایک بڑے سے کمرے میں ہے اس کے ماموں کمرے میں وارد ہوئے اس نے اپنے ماموں سے شکایت کی کہ اتنے عرصے بعد میری یاد آئی ہے۔ ماموں نے جواب دیا کہ مشہد مقدس میں تھا اس وجہ سے دیر ہوئی ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ مشہد ہی میں رہیں۔ ماموں جان نے اپنے لبوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا ''چپ'' میں نے کہا کیوں!

انہوں نے کہا آقا کو نہیں دیکھ رہی؟ میں نے وقت سے اطراف میں دیکھا۔ ایک معزز' قد بلند' چہرہ مکمل نورانی بلکہ ہالہ نور سے پنہاں تھا مگر لباس خاکستری تھا۔ ماموں جان یہ کون ہیں؟ انہوں نے نزدیک آ کر کہا یہ آقا امام رضا علیہ السلام ہیں' تمہیں دیکھنے کیلئے تشریف لائے ہیں۔ نہایت ادب واحترام سے میں امام رضا علیہ السلام کے پاس کھڑی ہوگئی اس ھنگام آنکھ کھل گئی۔ کمرے کے چاروں طرف دیکھا خاموش تھی۔ میری بیٹی میرے نزدیک ہی سو رہی تھی۔ میرا وجود کانپ رہا تھا۔ خوشی اور حیرت نے میرے جسم کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ پورا جسم پسینے میں شرابور تھا۔ صبح کا انتظار کرنے لگی درد کی اب کوئی خبر نہ تھی۔ خود میں اطمینان محسوس کر رہی تھی۔

صبح جب پاؤں کی پٹی تبدیل کرنے کو بیٹی سے کہا تو بیٹی حیرت سے چیخ پڑی۔ امی جان یہ رات میں کیا ہوا۔ نہ زخم ہے' نہ پیپ ہے' نہ ورم ہے نہ جراحت کی کوئی نشانی ہے۔ عزیز واقارب بھی پاس ہی جمع ہو گئے خانم اشرف ترابی نے اپنا خواب سنایا۔ سب نے یا امام شکریہ یا رضا شکریہ۔ درود شریف کی صدائیں بلند ہونا شروع ہوئیں۔ اب خانم اشرف ترابی چل سکتی تھی کیونکہ دردمند نے درد دور کر دیا۔ یا امام رضاؑ۔ میگزین زائر ویژہ نامہ روزنامہ قدس: آبان ۱۳۷۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانی کام نہیں (244)

سید مرتضیٰ نقوی نے جناب برادر شبیہ الحسنین کا واقعہ شفاء یوں بیان کیا۔

شبیہ الحسنین لاہور کے رہنے والے ہیں ایک مرتبہ ایسا حادثہ ہوا کہ کافی دنوں تک زیر علاج ہسپتال میں رہنا پڑا مگر یہ جان کر سخت دکھ ہوا کہ چلنے سے معذور ہو گئے ہیں۔

بالآخر صلاح مشورہ کرنے کے بعد مطلوبہ جسمانی اعضاء میں اپریشن کر کے سریے (لوہے کی سلاخ) ڈالے گئے تاکہ چلنے کے قابل ہو سکے۔ شبیہ الحسنین صاحب چلنے کے قابل تو ہو گئے مگر پہلے

والی حالت نہ رہی۔

خود شبیہ الحسنین صاحب اپنی حالت دیکھ کر بے اختیار رونے لگ جاتے تھے اور اللہ سبحانہ سے حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر دعائیں طلب کرتے۔ گھر والے الگ پریشان تھے۔ دوست اور رشتے دار الگ الگ تسلی و تشفی دینے آتے اور دعائیں دیتے ہوئے چلے جاتے۔

یہ صاحب اپنے حلقہ احباب میں روح رواں کی حیثیت رکھتے تھے مگر ان کی حالت دیکھ کر اس حلقہ احباب میں بھی جیسے خزاں آ گئی ہو۔ ان کی کمی ہر ایک کو شدت سے محسوس ہو رہی تھی مگر یہ صاحب اپنے کمرے کی ہی فضاء میں گم سم تھے یا پھر محمد و آل محمد علیہم السلام کو پکارنے کی صدا سنی جاتی تھی۔

شبیہ الحسنین کے دل میں اچانک ایک شمع سی جلی اس کے دل میں آیا کیوں نہ امام انہیں انیس نفوس کے حضور حاضری دی جائے دل میں عزم راسخ باندھا۔ گھر والوں کو آگاہ کیا۔ لاہور کونسلیٹ آف ایران سے مشہد مقدس کیلئے ویزہ کی درخواست دی اور جلد ہی ویزہ مل گیا۔

اب ہر وقت دل مشہد کی جانب تھا اور امام رضا علیہ السلام کی یاد میں مزید دھڑک رہا تھا۔ وہاں سے نامعلوم اسباب کی بناء پر قوت حاصل کرنے کا عزم تھا کہ امام رؤف خالی ہاتھ نہ لوٹائیں گے۔

سفر آخر سفر ہے چار دن متواتر سفر میں گزارے ہر تکلیف کو یا امام رضا علیہ السلام کہ کر بھگا دیا۔ جو جسم میں درد محسوس ہوتا یا امام ضامن آہو' یا غریب الغرباء کہنے سے فرار ہو جاتا۔

جب ہماری بس مشہد مقدس کے نزدیک پہنچی تو جو حالت خوشی کی تھی بیان سے باہر تھی۔

بالآخر مشہد مقدس پہنچ گئے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر نہایت ادب واحترام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے آٹھویں جانشین کی بارگاہ مقدس کی طرف قدم بڑھنے لگے۔ فقط زبان دو کلمے ہی ادا کر رہی تھی یا اللہ تیرا شکر' یا امام رضا' یا امام رضا۔ ہم بہت دور سے آئے ہیں۔

اتنا خوبصورت اور دلکش حرم زندگی میں کبھی ایسا خوبصورت منظر نہ دیکھا تھا۔ میں نے حرم

مقدس کی مقدس زمین کو چوما۔ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا بالآخر اپنے مقصود و مطلوب امام رضا علیہ السلام کے حضور اقدس میں کھڑا ہوگیا۔ چیخ چیخ کر رونے کو جی چاہا مگر نہ رو سکا۔

اب امام پاک سے فریادیں کرنے لگا۔ مولا عاجز ہوگیا ہوں مولا پہلی جیسی قوت نہیں رہی۔

مولا شفاء دے دیں۔۔۔۔۔۔۔۔

جب تک مشہد میں رہا مولا امام رضا علیہ السلام سے یہی فریادیں کرتا رہا۔ مولا کی سبیل کا پانی جو صحن انقلاب میں ہے بہت شفاء کی خاطر پیا۔ جو اسی صحن میں جالی ہے وہاں جا کر فریادیں کرتا رہا۔ بہت سے مقدس لوگوں نے مجھے دعائیں دیں۔ اپنے جسم میں نئی توانائی محسوس کر رہا تھا جو دوائیں تھی وہ خود بخود ترک ہوگئی تھیں۔ تھکاوٹ چلتے ہوئے اب محسوس نہ ہوتی تھی۔ دل ہی دل میں کہتا امام رضا علیہ السلام نے مجھے شفاء دے دی! کیا میں پہلے کی مانند ہوگیا ہوں؟ یا امام رضا آپ بہت اچھے ہیں بالآخر لاہور پلٹے' راستے میں جو جاتے وقت تکلیف ہوئی تھی اب محسوس نہ ہوئی بالکل سلامتی پا رہا تھا۔

لاہور پہنچ کر ڈاکٹر صاحب سے رجوع کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ایکسرے لینے کو کہا۔ ایکسرے لے جا کر ڈاکٹر صاحب کو دکھائے۔ ڈاکٹر صاحب ایکسرے کو دیکھ کر جیسے حیرت زدہ رہ گئے ہوں۔ فرمانے لگے کہ ایکسرے کسی اور کے لے آئے ہو۔ اس میں تو جسم بالکل صحت مند ہے۔ سریے نظر نہیں آرہے۔ پھر ایکسرے اتارنے والے کے پاس گئے۔ اس نے کہا یہ آپ ہی کے ایکسرے ہیں۔ خلاصہ پھر ایکسرے اتارے گئے۔ اس نے کہا کہ یہ اب تمہارے ہی ایکسرے ہیں۔

پھر ڈاکٹر صاحب کے پاس پہنچے۔ ان کی حیرت اور بڑھی کہ سریے کہاں گم ہوگئے۔ کہاں سے علاج کرایا ہے۔ ہم نے ایمانی عقیدے سے جواب دیا۔ ہم نے امام رضا علیہ السلام سے علاج کرایا۔ انہوں نے شفاء دی ہے۔ انہوں نے سریے غائب کر دیئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا یہ فقط معجزہ ہے یہ انسانی کام نہیں۔ اب بھی معجزے ہوتے ہیں۔ اب بھی روحانی قوت سب سے بڑی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نو(9)سال خزاں پھر بہار(245)

جو بے اولاد ہیں ان سے نعمت اولاد کے بارے میں دریافت کیا جائے کہ اس نعمت کے بارے میں کیا خیالات ہیں؟ اگر کوئی صاحب اولاد ہو اور ایک ہی بیٹا یا بیٹی ہو تو وہ اس کی حفاظت کیلئے ایک لمحہ بھی فروگذاشت نہیں کرتے۔ اللہ نہ کرے کسی کی اولاد سخت بیماری میں مبتلا ہو جائے۔ سخت بیماری میں مبتلا ایک بیٹے کا واقعہ جو کہ زاہدان کے رہنے والے ہیں توجہ فرمائیں۔

اللہ سبحانہ نے جناب محمد خسروی صاحب کو بیٹا مرحمت کیا ماں باپ کی زندگی میں جیسے ہمیشہ کیلئے بہار آ گئی ہو۔ دن اور رات خوشی خوشی اپنے بیٹے حبیب کی پرورش میں گزرنے لگے جب وہ ہنستا تو ایسا لگتا جیسے پورا ماحول ہنس رہا ہو۔

جب بھی محمد خسروی صاحب تھکے ہوئے گھر میں آتے اپنے معصوم بچے کو دیکھ کر سینے سے لگا کر جیسے تھکاوٹ ہی ختم ہو جاتی۔

ابھی بچہ دو سال کا ہی ہوا تھا کہ ایک روز جب خسروی صاحب گھر اپنے کام سے واپس آئے تو آج کا ماحول اور دنوں سے الگ تھا۔ گھر میں سناٹا تھا۔ ایک گوشے میں رقعہ ملا اس میں لکھا تھا کہ ''بچے کی حالت اچانک خراب ہوگئی ہے اس لئے ڈاکٹر فرامرز پور کے پاس معائنہ کیلئے لے جا رہی ہوں''!

خسروی صاحب یہ رقعہ پڑھتے ہی عجلت سے اس کے کلینک پر پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ عجب ہے کہ بچے کے دل سے دو طرح کی صدا برآمد ہو رہی ہے اور دو طرح کی اس میں گرہ ہے ''PDA'' اس طرح کی بیماری شاید ہی آدمی کو ہوتی ہے۔ آپ

سے درخواست ہے کہ اس بارے میں غفلت نہ کریں خاتم الانبیاء ہسپتال میں لے جائیں اور جو نتیجہ وہ دیں اس سے مجھے بھی باخبر رکھیں۔ یہ مشورہ سن کر ماں باپ کی دنیا جیسے تاریک ہونے لگی ہو۔ ڈاکٹر نے تسلی بھی دی۔

جب مذکورہ ہسپتال میں معائنہ کروایا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ ہمارے بس میں یہ کام نہیں ہے اسے تہران ''شہید رجائی ہسپتال'' میں لے کر جائیں۔

زندگی گزارنا ویسے ہی بہت سخت ہے مالی اسباب کم ہوں تو اور بھی مشکل ہے۔ بچے کی خاطر آخر قرض وغیرہ لے کر تہران مذکورہ ہسپتال پہنچے' معائنہ کے بعد چند ڈاکٹرز نے مشورہ دیا کہ ابھی بچہ بہت چھوٹا ہے جب تک یہ نو سال کا نہیں ہو جاتا ہم اس بارے میں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے البتہ یہ دوائیں لکھ دی ہیں اس سے بھی غفلت نہ کرنا اور ہر چھ ماہ بعد ہمیں معائنہ کی خاطر بچہ دکھائیں۔ نو سالہ خزاں کا یہ سلسلہ حبیب کی سلامتی کی خاطر والدین کو جاری رکھنا پڑا۔ گھر کا اسباب ان ہی سفروں میں ختم ہو گیا ''انجمن امداد خمینی'' کو جب صورتحال سے آگاہ کیا تو انہوں نے بچے کا تمام خرچہ خود اٹھا لیا۔

ماں باپ اس عرصہ میں چند بار مشہد مقدس بھی اپنے بیٹے حبیب کی سلامتی کی غرض سے حرم امام رضا علیہ السلام میں حاضر ہوئے امام رضا علیہ السلام سے حضرت تقی علیہ السلام کا واسطہ دے کر فریادیں بھی کرتے رہے۔ جب بھی ان کا میوہ دل حبیب کسی سخت تکلیف و درد میں مبتلا ہوتا تو ماں باپ کی جیسی جان نکل جاتی دعاؤں اور وسیلے کے سواء وہ کر بھی کیا کر سکتے تھے۔ دوا دیتے اس سے افاقہ ہو جاتا۔ دنوں کے ساتھ ساتھ حبیب نے بھی رشد جسمی حاصل کر لیا تھا۔ سکول میں جاتا' تعلیم بھی حاصل کرتا اور تکلیف کا بھی اظہار کرتا۔ جب وہ نو سال کے نزدیک ہوا تو شہید رجائی ہسپتال کے ڈاکٹرز نے کہا کہ اب جب آؤ گے تو اس کا اپریشن کریں گے۔ اپریشن کے نام سے ننھا حبیب بھی پریشان ہوا۔ انہوں نے اپریشن کرانے کے دنوں میں تہران جانے کا راستہ مشہد مقدس کی جانب سے

شروع کیا۔

مشہد مقدس پہنچ کر امام رضا علیہ السلام سے فریادیں کیں۔ یا سیدی' یا مولای' یا امام رضا آپ کو اللہ نے ہر قدرت دی ہے ایسی کرامت دکھائیں کہ اپریشن کی نوبت ہی نہ آئے۔ اے طبیبوں کے طبیب ہمارے بیٹے کو شفاء دیں۔ پنجرہ حاجت صحن انقلاب میں انہوں نے اپنے نور چشم کو دیگر حاجت مندوں کی طرح بیماروں کی طرح دخیل بھی کیا۔ امام رضا علیہ السلام کی سبیل کا پانی بھی بطور شفاء اسے خوب پلایا۔ بالآخروہ تہران کی جانب روانہ ہو گئے۔

ڈاکٹرز حضرات نے اپریشن کی خاطر ضروری کام انجام دیئے اور اپریشن کی خاطر وقت اور دن کا اعلان کر دیا۔ شب اپریشن یعنی رات جب دن میں اپریشن ہونا تھا۔ ماں باپ دیر تک اپنے بیٹے حبیب کو تسلی دیتے رہے جب ان کا لاڈلا حبیب نیند کی آغوش میں چلا گیا اب ماں اور باپ دیر تک جاگتے رہے اور اچھے انجام کی امید کل کیلئے اللہ سبحانہ سے چاہ رہے تھے بالآخران کو بھی نیند نے گھیر لیا۔

مریض حبیب کی ماں نے خواب دیکھا کمرے کے دروازے کی کسی نے گھنٹی بجائی ہے اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ ایک بہت ہی معزز اور نورانی شخص کو دیکھ کر ٹھٹھک سی گئی۔ انہوں نے نہایت محبت بھری آواز میں کہا''بہن تمہارے مریض کو شفاء مل گئی ہے''۔

حبیب کی ماں آنکھوں میں آنسو لیے فوراً بیدار ہو جاتی ہے اپنے شوہر محمد خسروی کو خواب سناتی ہیں انہوں نے اپنے نور نظر کی جانب دیکھا تو وہ ابھی سو رہا تھا۔ دونوں کے لبوں پر خوشی اور دعائیں چھلک رہی تھیں۔

صبح ڈاکٹر صاحب سے خواب سنایا۔ التجا کی کہ اپریشن سے پہلے پھر معائنہ کریں۔ ڈاکٹرز حضرات تردد میں تھے پھر مکمل معائنہ کیا۔

جب نتیجہ روشن ہوا تو ڈاکٹرز حضرات بھی حیرت میں ڈوب گئے۔ بالآخر اعلان کیا کہ حبیب صحیح و سالم ہے۔ پورا ہسپتال یا امام رضا' یا امام رضا کی دلکش صداؤں سے گونج رہا تھا اور حبیب کو کاندھوں پر اٹھایا ہوا تھا ہر ایک اس کے بوسے لے رہا تھا۔

میگزین زائر ۴۹ ماہ شہریور ۱۳۷۷ شمسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلائی قندیل﴿246﴾

اللہ سبحانہ ہر ایک کو آسودگی عطا فرمائے' بے آسودگی ایک عجیب و پریشان کنندہ امتحان ہے۔

اللہ سبحانہ ایمان و یقین کی دولت سے کسی لمحے محروم نہ فرمائے۔

ایک سیدزادی حالات سے مجبور ہو کر قرض میں مبتلا ہوئی۔ حالات کی درستگی کیلئے دن رات دعائیں کرتی۔ صوم و صلوۃ کی تو یہ بچپن سے ہی پابند تھی۔ اہل زہد و تقویٰ میں اس خاتون کا شمار ہوتا تھا۔ ایماندار غیرت مند بھی ہوتا ہے۔

جب قرض خواہ نے مقروض سے مطالبہ کرنا شروع کر دیا تو اس سے اس سیدزادی کو مزید تکلیف ہوئی۔ جمعرات کے دن مغرب کی نماز کے بعد اس خاتون نے امام انیس نفوس علی بن موسیٰ الرضا سے توسل حاصل کیا۔ آنکھوں میں آنسو اور منہ سے دعائیں بے اختیار نکل رہی تھیں۔

جب رات کو یہ خاتون پریشانی کی حالت میں سوگئی تو خواب دیکھا کہ کوئی محبت بھری آواز میں فرما رہے ہیں کہ ''آئندہ جمعرات کی نماز مغرب و عشاء حرم امام رضاؑ میں ادا کرنا وہیں تمہاری حاجت بھی پوری ہو جائے گی قرض سے آزاد ہو جاؤ گی'' یہ خاتون اسی لمحے خواب سے بیدار ہوگئیں اور روتے ہوئے شکر کے الفاظ لب پر تھے۔ جمعرات تک کے دن نہایت انتظار سے گزرے۔ سورج غروب ہونے سے پہلے حرم امام رضا علیہ السلام پہنچ گئی۔ نماز مغربین اور دعائے کمیل کے بعد ضریح

مقدس کے پاس آ کر یہ سیدزادی بیٹھ جاتی ہیں۔ سوچ رہی تھی کہ کس طرح اب میرا قرض ادا ہوتا ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ شیطان نے وسوسے ڈالنے شروع کر دیئے۔ اس نے ان وسوسوں کو ایک طرف جھٹکا۔ ایمانی قوت سے خود کو دلاسہ دیا کہ امام رضا علیہ السلام کی جانب سے جو فرمان آیا ہے وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے۔ مجھے پوری امید ہے۔ وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹائیں گے۔ اک بار اسے کوئی شے گرتی ہوئی محسوس ہوئی تو دوسرا لمحہ اس کی آغوش میں وہ چیز تھی جب دیکھا تو یہ ایک طلائی قندیل تھی جو امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کے آس پاس آویزاں تھیں۔ یہ عطیہ دیکھ کر اس سیدزادی نے یا امام رضاؑ یا امام رضا کی صدا خوشی کے انداز میں نکالنی شروع کر دی۔ لوگ آس پاس جمع ہوگئے۔ ہر ایک یا رضاؑ یا رضاؑ یا مولا رضا اور درود شریف سے پورا سماں گونج رہا تھا۔ امام کے خادم حضرات نے اس خاتون کو گھیرے میں لے لیا۔ حرم مقدس کے منتظم اعلیٰ مرتضیٰ قلی خان طباطبائی کے حضور یہ خبر دی وہ بھی درود شریف کا ورد کرنے لگے۔ اس خاتون نے تمام واقعہ سنایا۔ حرم کی طرف سے اچھی تعداد میں مدد کی مگر اس نے اپنے قرضے کے مطابق ہی وہاں سے لیا۔ اور امام رضا علیہ السلام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئی۔ اس طرح امام رضا علیہ السلام نے دوسروں کو متوجہ کر کے اس کی مدد کرائی۔ کرامات رضویہ ج1 صفحہ 91

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیساکھیاں چھوٹ گئیں ﴿247﴾

رضا کربلائی امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی غرض سے کربلا سے مشہد مقدس کی جانب روانہ ہوئے روایات میں پڑھ رکھا تھا کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ثواب بے اندازہ ہے۔ روز قیامت امام رضا اپنے زوار کی خود مدد فرمائیں گے بشرطِ امام رضا کی معرفت رکھنے والا ہو۔

راستے میں ایک مقام پر رضا کربلائی مریض ہوا۔ مرض کی وجہ سے ایک ٹانگ میں ضعف کا

احساس ہوا حتیٰ اس ٹانگ نے کام سے انکار کر دیا۔ اس کا علاج کروایا گیا مگر کچھ بھی افاقہ نہ ہوا۔ ادھر امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی تڑپ پھر یہ عارضہ لاحق۔ جیب میں جو پونجی تھی وہ ختم ہوگئی۔ مگر زیارت کا عزم قائم رکھا۔

اب بیساکھیوں کا سہارا لے کر مشہد مقدس کی جانب کوچ کیا۔ جس کو علم ہوتا وہ کربلائی سے ہمدردی کا اظہار کرتا اور اس کی مدد بھی کرتا۔

بالآخر یہ صاحب مشہد مقدس رات کے وقت پہنچ گئے۔ ایک مسافر خانے میں جگہ حاصل کی۔ صبح نماز فجر کے بعد غسل زیارت کیا اور بیساکھیوں کی مدد سے امام غریب الغرباء کے حرم مقدس میں یہ داخل ہوا۔ اب آنکھوں میں آنسو جاری تھے ایک ہی دعا لب پر تھی ''مولا کربلا سے امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس سے صحیح سالم چلا تھا مگر بیماری نے یہ حال کر دیا۔ علاج سے مایوس ہو گیا ہوں مگر آپ سے مایوس نہیں ہوں۔ مولا یا امام رضا پہلے جیسا کر دیں جوتوں کو اور بیساکھیوں کو جوتے خانوں میں رکھا۔ وہاں سے خود کو گھسیٹ کر امام انیس نفوس کی ضریح مقدس تک پہنچایا اتنا رش نہ تھا۔ ضریح مقدس سے ایک رومال باندھ کر اسے پکڑ کر بیٹھ گیا اور مولا امام رضا سے فریادیں کرنے لگا کہ ''مولا یا سیدی میری ٹانگ کو سالم کر دیں'' فریاد کرتے کرتے بالاخر آنکھیں بند کر لیں ایسے لگا جیسے نیند کا غلبہ آ گیا ہو۔ اسی اثناء میں ایک پر وقار سید بزرگوار کو اپنے نزدیک دیکھا وہ فرما رہے تھے ''رضا کربلائی کھڑے ہو جائیں تمہارے پاؤں کو شفاء دے دی ہے''۔

میں نے ایسے محسوس کیا جیسے سنا ان سنا کر دیا ہو۔ وہ بزرگوار وہاں سے چلے گئے۔ پھر دوبارہ تشریف لائے فرمایا تمہارے پاؤں کو شفاء دے دی ہے بے شک کھڑے ہو جائیں میں نے جواب دیا کیوں مجھ سے مذاق کر رہے ہیں' مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں' وہ بزرگوار پھر چلے گئے۔ تیسری بار پھر تشریف لائے۔ فرمایا تم کیوں کھڑے نہیں ہوتے۔ میں نے تمہارے پاؤں کو شفاء دے دی ہے۔ اس

بار میرے جسم پر لرزہ سا آ گیا۔ میں نے عرض کیا آپ کو اللہ اور اس کے رسول و موسیٰ بن جعفر کا واسطہ ہے آپ کون ہیں۔ انہوں نے بہت محبت سے فرمایا" میں وہی تو ہوں جس کی زیارت کو تو آیا ہے میں امام رضا ہوں"۔ میں نے جذبات سے اپنے ہاتھ امام رضا علیہ السلام کی جانب دراز کیے تو میری آنکھ کھل گئی آنسو آنکھوں میں تھے۔ ضریح مقدس میرے سامنے تھی پاؤں کی تکلیف ختم ہو چکی تھی اب آسانی سے چل سکتا تھا۔ یا امام رضا یا امام رضا رؤف میری زبان پر جاری تھا۔

کرامات رضویہ ج1 صفحہ 93

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان کی چوٹ سے دل کا اضطراب (248)

رستم سیستانی اپنی داستان یوں بیان کرتا ہے۔

میں سیستان سے مشہد مقدس میں مقیم ہوا۔ ابھی دو سال ہی گزرے تھے کہ بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے غم میں چند روز مبتلا رہا مگر جلدی احساس ہوا کہ پاؤں اور کمر میں ہلکی ہلکی تکلیف ہو رہی ہے اوائل کے دنوں میں اس کو یوں ہی سمجھا جب درد کا احساس زیادہ ہونے لگا یہاں تک کہ اٹھتے بیٹھتے زحمت ہونے لگی۔ پھر ڈاکٹروں سے رجوع کیا تو زیادہ خرچہ بتایا۔ بالاخر انگریزی ہسپتال میں انگریزی ڈاکٹر سے رجوع کیا۔ میں خود اپنے قدموں پر وہاں نہ پہنچ سکا بلکہ ایک مزدور کو اجرت دی تب وہاں پہنچا۔ انگریزی ڈاکٹر نے معائنہ اور علاج میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ایک ماہ سے زیادہ تک زیر علاج رہا مگر مرض روز بروز بگڑتا گیا۔ بالاخر ڈاکٹر نے علاج سے مایوسی کا اظہار کیا۔ پاؤں کا درد بے حس ہونے سے ختم ہو گیا مگر کمر کا درد پریشان کر رہا تھا۔ ایسی تکلیف لاحق ہو چکی تھی کہ بیساکھیوں کے سہارے بھی کھڑا ہونا مشکل تھا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے ایک مزدور سے اجرت طے کر کے مجھے اس کے ذریعے ہسپتال سے فارغ کر دیا۔

میرے کہنے پر ہسپتال کے پاس ہی ایک کوچے میں چھوڑ دیا۔ اس کوچے میں دس سال تک بھیک مانگنے میں' ذلت کے ساتھ گزارے اسی دوران بواسیر بیماری نے بھی حملہ کر دیا اس کا علاج کروایا۔ ڈاکٹر صاحب نے بواسیر کی جگہ کو قطع کیا تو چند دن تو آرام رہا مگر بعد میں بیٹھے ورم کر گئے جس نے کمر درد کو اور شدید کیا اب دن رات نالے اور کرانے میں گزرنے لگے۔

ایک مرتبہ ایک عیسائی نے مجھ پر زبانی چوٹ کی' تم مسلمان بھی عجیب ہو ایک طرف کہتے ہو کہ حرم امام رضا علیہ السلام میں جو بھی جاتا ہے شفاء یابی حاصل کرتا ہے اور تم ہو کہ ایک عرصے سے میں اس حال میں تجھے دیکھ رہا ہوں بس یہ سن کر بہت صدمہ ہوا۔ میں نے اس عیسائی کو غصے میں جواب دیا جس پر اس نے مجھے لاٹھی بھی رسید کی' میں دادو فریاد کے علاوہ کیا کر سکتا تھا۔ اب میں نے عزم کیا اور خود کو بمشکل امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس پہنچایا۔

خود کو امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس تک گھسیٹ کر پہنچایا اور ایک ڈوری سے خود کو باندھ کر ضریح مقدس سے باندھا اور امام رضا سے التجا کرنے لگا یا امام رضا اب میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا یا شفاء دے دیں ورنہ موت اچھی ہے کیونکہ اب لوگوں کی مزید باتیں سننے کی گنجائش نہیں ہے۔

دو دن تک حرم مقدس میں ہی رہا۔ تبرک وغیرہ سے شکم کی آگ بجھاتا رہا۔ تیسرے دن کمر کے درد نے اوپر سے بواسیر کی شدت نے بے حال کر دیا۔ اور ایک خادم نے مجھے بہت اذیت بھی دی کہ کیوں یہاں پڑا ہوا ہے حرم سے باہر جاؤ۔ میں نے جواب دیا دیکھتے نہیں ہو میری کیا حالت ہے درد مند ہوں کسی کو اذیت تو نہیں دے رہا۔ مولا امام رضا سے شفاء مانگ رہا ہوں یا موت کا طالب ہوں۔

اب دل اس قدر ٹوٹ چکا تھا کہ مولا امام رضا سے عرض کرنے لگا مولا اب تو طاقت نہیں ہے۔ یا موت دے دیں یا شفاء بلکہ موت میرے لیے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ نیند نے گھیر لیا۔

خواب دیکھا کہ دو انگلیاں ضریح مقدس سے باہر آئی ہیں اور میرے سینے پر مس ہوئیں آواز آئی ''کھڑے ہو جاؤ''۔

میں نے خیال کیا کہ وہی خادم ہے جو مجھے پریشان کر رہا تھا' میں نے التجاء کی خدارا اذیت نہ دو۔ پھر دو انگلیاں ضریح مقدس سے باہر آئیں اور میرے سینے تک پہنچیں اور فرمایا'' کھڑے ہو جاؤ''۔ میں نے اب عرض کیا نہ پاؤں میں قوت ہے نہ کمر میں طاقت ہے' فرمایا تیری کمر درست ہوگئی ہے۔

اس وقت میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ ضریح مقدس کے درمیان دیکھا کہ ایک نورانی بزرگوار سبز قباء پہنے کھڑے ہیں اور ان کے وجود مقدس سے پوری ضریح مقدس نورانی ہو رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ'' اب تم چل پھر سکتے ہو کوئی درد تمہارے وجود میں نہیں ہے'' جب یہ ملکوتی آواز سنی تو اپنے ہاتھ جلدی سے مولا امام رضا کی جانب دراز کیے تا کہ محبت میں ان کے وجود کو چھوؤں مگر مولا جا چکے تھے خود کی طرف توجہ کی تو اپنے آپ کو بیدار صحیح وسالم کھڑا ہوا پایا۔ اب نہ کمر میں درد نہ بواسیر کی شکایت نہ پیٹھوں میں ورم۔ پورا جسم صحت مند تھا۔

شیخ بہائی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہذا حرم فیہ شفاء الاسقام ــــــ فیہ لملائک السموت مقام

یہ وہ حرم مقدس ہے جس میں بیمار وغیرہ شفاء پاتے ہیں یہ وہ جگہ ہے جہاں آسمانی فرشتوں کا مقام ہے' نزول ہے۔

کرامات رضویہ ج 1 صفحہ ۹۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گونگا بہرا بول اٹھا﴿249﴾

برادر شکر اللہ جو کہ مادر زاد گونگا بہرا تھا کو علم ہوا کہ اس کے علاقے سلطان آباد اراک سے کچھ لوگ مشہد مقدس امام رضا علیہ السلام کی زیارت کیلئے جا رہے ہیں۔ اس نے بھی اشارے سے زیارت کیلئے ارادے کا اظہار کیا انہوں نے قبول کر لیا۔

سفر کی سختیوں کو برداشت کرتے ہوئے یہ افراد بالآخر مشہد مقدس پہنچ گئے۔ اتفاق سے رجب کا مہینہ تھا اور جمعرات کا دن تھا غسل زیارت کر کے یہ سب امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں حاضر ہوئے شکر اللہ کی تڑپ کا اندازہ سب لگا رہے تھے اور اس کے عشق کو جو یہ امام رضا علیہ السلام سے اظہار کر رہا تھا سب رو رہے تھے۔ اور وہ اشارے سے اپنے حالات بتا رہا تھا۔

جمعرات کے روز ہی یہ نماز مغربین کے بعد اپنے ساتھیوں کو اطلاع دیئے بغیر حرم مقدس میں ہی بیتوتہ کی غرض سے رہ گیا اس نے اپنی گردن کو باندھ کر خود کو ضریح مقدس کے ساتھ باندھ لیا اور اشارے سے اضطراب کے عالم میں امام رضا علیہ السلام سے عرض کرنے لگا اے امام غریب' مجھ غریب و مسافر کی زبان کھول دیں میرے کانوں کو سننے والا بنا دیں۔ بہت زیادہ رونا شروع کر دیا اور اپنے سر کو ضریح مقدس کے ساتھ لگا لیا۔ اتفاق سے نیند نے گھیر لیا۔ کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ کسی نے ایک انگلی اس کی پیشانی پر رکھی اور اس کے سر کو ضریح مقدس سے بلند کیا۔ کیا دیکھا کہ ایک سید بزرگوار ہیں۔ قد معتدل ہے' چہرہ نورانی ہے' سر مبارک پر سبز عمامہ ہے کمر کو سبز رومال سے باندھا ہوا ہے انہوں نے پھر اپنی تمام انگلیوں کو میرے پہلو پر رکھا اور فرمایا شکر اللہ کھڑے ہو جاؤ' میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں مگر اس خیال سے کہ پہلے اپنے گلے سے رومال کو کھول لوں پھر کھڑا ہوتا ہوں۔

مگر حیرت ہوئی کہ گردن تو پہلے ہی سے کسی نے کھول رکھی ہے کھڑے ہونے میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں ہے۔ پس کھڑا ہو گیا اور اس بزرگوار کی طرف جب توجہ دی تو نظر نہ آئے' لیکن میں اپنے سینے کی صدا سن رہا تھا اور زائرین جو فریادیں کر رہے تھے اسے بھی سن رہا تھا اس وقت معلوم ہوا کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھے شفاء دے دی ہے اسی دم بلند آواز سے یا امام رضا' یا مولا رضا کہتا ہوا ضریح سے لپٹ گیا۔

کرامات رضویہ ج 1 صفحہ ۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زندگی بوجھ بن گئی مگر بہار آئی (250)

ربابہ کی شادی کو ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ مریض ہوگئی علاج کروایا تو اس کی طبیعت سنبھل گئی مگر کچھ عرصے بعد حالت ایسی بگڑی کہ علاج کے باوجود دونوں پاؤں اور کمر درد سے بے حرکت ہو گئے ایک ہاتھ بھی اس سے متاثر ہوا۔ حتیٰ دانت دانتوں سے جڑ گئے منہ بھی کھولنے پر قادر نہ رہی۔ غذا اسے بطریق حقنہ دی گئی اسی اضطراب میں ڈاکٹر حضرات سے رجوع کیا الحمدللہ منہ تو کھل گیا بولنے اور کھانے کے قابل ہوگئی مگر ڈاکٹر حضرات اس کے کامل علاج سے مایوس ہو گئے۔

ایک دن اپنے شوہر سے روتے ہوئے کہنے لگی کہ میں آپ پر بوجھ بن گئی ہوں۔ میری وجہ سے آپ کو بہت زحمت اٹھانا پڑی۔ اس کا شوہر اسے تسلی دیتا رہا۔ مگر اس نے کہا کہ میری تمنا ہے کہ اب مجھے جیسے بھی ہو امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں چھوڑ آئیں۔ اب میں امام رضا علیہ السلام سے کچھ نہ کچھ لے کر آؤں گی۔ مولا سے التجا کروں گی یا موت دے دیں یا پھر شفاء مرحمت فرمائیں۔

اس کی یہ باتیں سن کر اس کے عزیز و اقارب رونے لگے اور اس کیلئے دعائیں کرنے لگے۔

یہ لوگ مشہد مقدس ہی میں رہتے تھے انہوں نے تانگہ منگوایا اور اس کی والدہ کے ہمراہ اس کا شوہر حرم مقدس تک سواری کے انداز میں پہنچے پھر ربابہ کو اس کے شوہر نے اپنی پشت پر سوار کیا اور امام

رضا علیہ السلام کی ضریح کے پاس جا کر بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر تک اس کا شوہر ربابہ کے پاس رہا مگر ربابہ کے اصرار پر وہ گھر چلا آیا۔

اب ربابہ تھی اور اس کی دکھیاری ماں۔ ربابہ انتہائی بے قراری سے امام رضا علیہ السلام سے راز و نیاز کرنے لگی۔ ''ماہی بدون آب'' تڑپ رہی تھی۔ کافی دیر تک اس کی والدہ اس کے پاس ہی رہی مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے وہ ساتھ ہی زنانہ مسجد میں ذرا استراحت کیلئے چلی گئی۔

اب ربابہ اکیلی تھی یا دوسرے حاجت مند۔ ربابہ نے اور اضطراب سے ایک ہی جملہ کہنا شروع کر دیا مولا یا موت دیں یا شفاء۔ یا امام رضا موت دیں یا شفاء دے دیں نہ جانے کتنی بار یہ جملہ دھرایا ہوگا۔

ربابہ کو ایسے لگا جیسے وہ نیند اور بیداری کے درمیان ہو ضریح مقدس سے ایک جلیل القدر سید ظاہر ہوئے اور سیدھے ربابہ کے پاس آئے اور فرمانے لگے ''کھڑی ہو جاؤ''، میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری مرتبہ بھی جواب نہ دیا جب انہوں نے فرمایا کہ ''کھڑی ہو جاؤ''، تب عرض کیا ''یا آقا کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے''! انہوں نے فرمایا کہ ''کھڑی ہو جاؤ'' مسجد گوہر شاد میں جا کر وضو کرو اور نماز پڑھو۔ پھر اسی جگہ پلٹ آؤ'' اسی وقت ایک خاتون کی فریاد کی آواز میرے کانوں میں آئی جو کہ میرے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی فریاد سے میں نے اپنا سر ضریح مقدس سے ہٹایا۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ میرے جسم میں کوئی درد و تکلیف نہیں ہے۔

میری خوشی کا اس وقت کوئی ٹھکانہ نہ رہا جب میں نے دیکھا کہ میں تو کھڑی ہو سکتی ہوں!۔ میں نے سب سے پہلے شفاء کی خوشخبری اپنی ماں کو دینے کی غرض سے مسجد زنانہ پہنچی تو وہ اس وقت حالت نیند میں تھیں۔ میں نے ان کو جا کر خوشی کے انداز میں روتے ہوئے آواز دی وہ مجھے اپنے پاس دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ میں نے عرض کیا ''اماں غریبوں کے ضامن نے مجھے شفاء دے دی ہے''۔ اس

نے یہ سن کر خوشی کے انداز سے رونا شروع کر دیا ماں اور ماں اور میری زبان پر یہ ہی یا امام رضاؑ یا امام رضا۔

میں نے مسجد گوہر شاد میں وضو کیا۔ نماز پڑھی پھر ضریح مقدس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ طلوع الشمس کے نزدیک شوہر آ گئے۔ والد محترم بھی ساتھ تھے۔ وہ یہ دلکش معجزہ و منظر دیکھ کر امام رضا کی ضریح کے بوسے لینے لگے ان کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

کرامات رضویہ ج 1 صفحہ ۹۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوف و ہراس کا اثر بُرا ھے اور پھر شفاء (251)

غلام حسین جابوزی کے گھر میں ایک رات کچھ ایسا ناگوار واقعہ ہوا کہ جس کی وجہ سے خوف و ہراس گھر میں مسلط ہو گیا۔ یہ خوف و ہراس تو ختم ہو گیا مگر اس کی بیٹی کوکب پر اس کا بہت اثر ہوا جس کی بناء پر اس کا ایک بازو شل ہو گیا۔ مگر یہ بازو تین چار دن درد کرنے کی وجہ سے ایسا ہوا تھا۔

جابوز گاؤں سے اس کا باپ کاشمر شہر میں علاج کی غرض سے لایا مگر کسی طرح کا کوئی افاقہ نہ ہوا۔ مشورہ وغیرہ کے بعد بالاخر یہ ظاہراً علاج کی غرض سے باطناً مولا امام رضا علیہ السلام کی زیارت اور شفاء کی غرض سے راہی مشہد مقدس ہوئے۔

مشہد مقدس میں چند ایک ایرانی طبیبوں سے رجوع کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پھر ایک جرمنی ڈاکٹر سے رجوع کیا۔ اس نے اس لڑکی کا معائنہ کیا۔ حتیٰ جسم کے بعض حصوں کو برہنہ کرنا پڑا تا کہ معائنہ صحیح انجام پائے اس کا والد یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوا دل میں کہنے لگا اے کاش مر جاتا مگر کسی غیر مسلم کو اپنی بیٹی کا یوں معائنہ نہ کراتا۔ مگر صبر کے علاوہ کیا کر سکتا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے کوکب کی آنکھوں میں پٹی باندھی۔ پھر اس سے پوچھتا رہا کہ یہ جسم کا کون سا حصہ ہے۔ کوکب اسے بتاتی رہی۔ مگر جب اس نے کوکب کے بازو پر سوئی چبھوئی تو اس پر کوکب نے کچھ نہ کہا نہ اس جسم کا حصے کا نام بتایا۔

اب ڈاکٹر صاحب سمجھ گئے انہوں نے کہا کہ ظاہر اب اس کا کوئی علاج نہیں۔ اس ہاتھ میں روح نہیں ہے۔ اس کی روح نکل چکی ہے۔ اب اس کا علاج حضرت مسیح کے ہی پاس ہے یا پھر اپنے امام کے پاس لے جاؤ۔

اب یقین ہو گیا کہ امام رضا علیہ السلام کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں کر سکتا تھا۔

ابھی مغرب کے نزدیک کا وقت تھا کہ کوکب اور اس کا باپ حرم امام رضا علیہ السلام میں حاضر ہوئے۔ ضریح مقدس کے پاس بیٹھ گئے۔ کوکب نے رو رو کر امام رضا سے فریاد کی۔ مولا میرے ہاتھ کو ٹھیک کر دیں۔ مولا آپ کے در سے کوئی خالی نہیں جاتا۔ مولا رضا آپ کے پاس سب کچھ ہے۔ اس کا باپ بھی یہ درد بھری فریادیں سن کر رونے لگا۔

یک بار اس کے والد نے کہا کہ میں نے ابھی نماز ظہر و عصر ادا نہیں کی ابھی نماز ادا کر کے آتا ہوں۔ کوکب نے بھی کہا کہ میں نے بھی نہیں پڑھی کوکب زنانہ مسجد میں چلی گئی اور ان کے والد بھی نماز میں مصروف ہو گئے۔

ابھی کوکب کے والد کی نماز تمام نہ ہوئی تھی کہ کوکب عجلت کے ساتھ اپنے والد کے پاس سے گزری۔ اس کے والد نے نماز تمام کی اور کوکب کی تلاش میں ضریح مقدس کے پاس آئے۔ تو وہاں کوکب گریہ وزاری میں مصروف التجا کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد اس کے والد نے کہا کہ اب چلیں تا کہ تجدید وضو بھی کر لیں۔ ان کا ارادہ مسافر خانے میں جانے کا تھا۔ کوکب نے جواب دیا آپ جائیں میں تو شفاء لیے بغیر یہاں سے نہیں ہٹوں گی۔

کوکب کے والد مسافر خانے میں آ گئے۔ ابھی آئے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کی بیٹی کوکب بھی وہاں پہنچ گئی۔

اس کے والد نے حیرت سے کہا کہ تم تو کہتی ہو شفاء کے بغیر نہ آؤں گی اور اب تم' ابھی بات بھی پوری نہ کی تھی کہ اس کی بیٹی نے عرض کیا بابا جان امام رضا علیہ السلام نے مجھے شفاء دے دی ہے۔ اب میرا ہاتھ حرکت کر سکتا ہے اور ساتھ ہی اس نے اپنا شل شدہ ہاتھ بلند بھی کیا۔ اس کے والد نے اپنی بیٹی کو فوراً گلے لگا لیا اور بلند آواز سے روتے ہوئے یا امام رضا' یا امام رضا کہنا شروع کر دیا۔

کوکب نے اپنی شفاء کے بارے میں یوں کہا۔ میں امام سے فریاد کر رہی تھی کہ ایسے لگا جیسے میں اپنی حالت میں نہیں ہوں کہ یک بار ضریح مقدس سے نورانی شخص ظاہر ہوئے۔ انہوں نے میرے بازو پر اپنا نورانی ہاتھ پھیرا اور ساتھ ہی فرمایا کہ اب تیرے بازو میں کوئی عیب نہیں ہے'' اتنے میں مجھے اپنے پاؤں میں تکلیف کا احساس ہوا جب اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو کرسی کا ایک پایہ میری انگلی پر تھا اور خادم امام رضا اس پر کھڑا ہو کر ضریح مقدس کے آس پاس کے چراغ روشن کر رہا تھا۔ اور اتفاقاً میری انگلی اس کے نیچے آ گئی تھی۔ پس میں نے اپنی طرف توجہ دی تو محسوس کیا کہ مجھے امام رضا علیہ السلام نے اپنی رحمت سے شفاء دے دی ہے۔

کرامات رضویہ ج 1 صفحہ ۱۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اماں اماں پھر شفاء﴿252﴾

خدیجہ شادی کے ایک سال بعد ایسی مریض ہوئی کہ جتنی دوا کی مرض اتنا بڑھتا گیا۔ حتیٰ بیماری سے مقابلہ کرتے کرتے آٹھ سال بیت گئے اس درمیان اللہ سبحانہ نے اسے بچے بھی عطا کیے۔

مگر آخری سالوں میں مرض اتنا بڑھا کہ دوسروں کی مدد کے بغیر اٹھنے بیٹھنے کی قوت نہ رہی۔ اس کا شوہر اس کی صحت مندی سے مایوس ہو چکا تھا۔ خدیجہ خود بھی اپنے آپ سے عاجز آ چکی تھی۔ ڈاکٹر حضرات بھی علاج کو اب لاعلاج کہہ بیٹھے۔

خدیجہ کا شوہر احمد تبریزی جو قالین فروش تھا اس نے امام رضا علیہ السلام کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا کہ دردمند و مریض حضرات ان کے دربار مقدس سے شفاء لے کر آتے ہیں۔ یہ سوچ کر اپنی دو عزیز خواتین کی مدد سے خدیجہ کو حرم امام رضا علیہ السلام میں شفاء کی غرض سے لے گیا۔ خدیجہ بھی یہاں آ کر خود کو شاد محسوس کرنے لگی۔

خدیجہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ آپ بچوں کے پاس چلے جائیں اب میں یہاں سے انشاء اللہ شفاء ہی لے کر آؤں گی۔

احمد تبریزی امید کرتے ہوئے ضریح مقدس کو چومتے ہوئے اپنے بچوں کے پاس آ گیا۔

بچوں نے اماں اماں کی صدائیں نکالنا شروع کر دیں۔ باپ نے بچوں کو بہت پیار محبت سے خاموش کرانا چاہا مگر کوئی اثر نہ ہوا اسی طرح کچھ وقت گزرا اچانک دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔ احمد طرح طرح کے خیالات میں بھرا ہوا دروازے کے پاس گیا جب دروازہ کھولا تو اس کے دوست اس کے گلے سے لپٹ گئے کہ مبارک ہو۔ خوش نصیب ہو تمہاری بیوی کو امام رضا نے شفاء دے دی ہے۔ جلدی کرو ہمارے ساتھ چلو۔ اپنے بچوں کو کسی کے سپرد کر کے حیرت و استعجاب میں حرم مقدس پہنچے۔ تو اس نے اپنی بیوی کو تندرست و سالم پایا۔

وہاں کے خدام بھی مبارک دینے لگے اس کی زوجہ نے کہا کہ میرے مولا نے مجھے شفاء دے دی ہے اب پورا بدن صحیح و سالم ہے خود چلنے پھرنے کے قابل ہوں۔ بچوں کے پاس لے چلو وہاں پورا حال بیان کروں گی۔

بچے اپنی ماں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اب اس نے واقعہ سنایا۔

جب آپ چلے گئے تو مجھ پر درد کا شدید حملہ ہوا وہیں غش کھا گئی۔ تھوڑی دیر بعد مجھ پر پانی ڈال کر آس پاس کی خواتین ہوش میں لائیں۔ خلاصہ مجھے ضریح مقدس کے پاس ہی لٹا دیا گیا۔ میں اپنی یہ حالت دیکھ کر اور شرمندہ ہوئی اسی وقت امام رضا سے گریہ وزاری کرتے ہوئے عرض کرنے لگی کہ مولا اب تو اس حالت سے نجات دے دیں ورنہ میں بیابانوں میں اپنی زندگی گزاروں گی۔ اسی قسم کی فریادیں کرتے کرتے میں بے حال ہوگئی۔ اس حالت میں ایک سید بزرگوار سبز عمامہ پہنے ہوئے مجھ سے ہم کلام ہوئے۔ میں نے سمجھا کہ یہ حرم مقدس کے خداموں میں سے ہیں۔ وہ فرمانے لگے ''تم یہاں کیوں بیٹھی ہو تمہارے بچے گھر میں تمہاری خاطر رو رہے ہیں''۔

میں نے جواب دیا: میں یہاں سے شفاء کے بغیر نہیں جاؤں گی ورنہ بیابانوں کی خاک چھانوں گی۔

انہوں نے فرمایا: گھر جاؤ تمہارے بچے بلک رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا: مریض ہوں۔

انہوں نے فرمایا: اب تم مریض نہیں ہو۔

میں نے اپنے آپ پر توجہ دی تو میرے جسم میں کہیں درد نہ تھا۔ میں نے چاہا کہ اس بزرگوار کو دیکھوں تو اب وہ کہیں نظر نہ آئے میری حالت کو دیکھ کر آس پاس کی خواتین تعجب کرنے لگیں اور میں سمجھ گئی کہ میرے مولا نے مجھے زیارت بھی کرادی اور شفاء بھی عنایت کردی۔

کرامات رضویہ ج 1 صفحہ ۱۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جرنمی ڈاکٹر کی سند شفاء(253)

غلام علی جومنی کی زوجہ فاطمہ وضع حمل کے بعد ایسی بیمار ہوئی کہ اس کا بخار چالیس درجے تک پہنچ جاتا جتنا بھی ڈاکٹرز حضرات نے علاج کیا مگر فائدہ ہی نہ ہو۔ بالآخر اسے مشورہ دیا کہ تبدیلی ہوا شاید اثر کرے۔ اسے کسی اور شہر لے جائیں۔

جب فاطمہ نے یہ سنا تو اپنے شوہر سے منت کے انداز میں کہنے لگی کہ مجھے سبزوار سے مشہد مقدس لے جائیں وہاں میرے آقا امام رضا مجھے شفاء دے دیں گے یا پھر وہیں مر جاؤں گی۔

غلام علی نے فاطمہ کی بات کو قبول کیا مشہد مقدس یہ پہنچ گئے وہاں زیارت بھی کرتے رہے اور ایک مشہور طبیب کہ اسے موید الاطباء کہتے تھے چار دن تک علاج کرواتے رہے مگر کوئی بہبودی حاصل نہ ہوئی۔

پھر اس نے کسی کے مشورہ پر جرمنی ڈاکٹر سے رجوع کیا اس نے معائنے کے بعد کہا کہ مریضہ کا علاج کم از ایک سال تک ہوتا رہے گا۔ بیس روز تک اس کا علاج کراتے رہے مگر کوئی بھی اثر ظاہر نہ ہوا بلکہ بخار میں اور بھی شدت پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہی۔

اس کی یہ حالت بتانے کی خاطر میں ڈاکٹر صاحب کے پاس حاضر ہوا تو وہاں پر غلام حسین جابوزی بھی اپنے اقرباء کے ساتھ حاضر تھا۔

ڈاکٹر سے عرض کرنے لگا کل میری کوکب کو امام رضا علیہ السلام نے شفاء دی ہے۔ اب آیا ہوں کہ اس کا اسی طرح معائنہ فرمائیں جیسے آپ نے کیا تھا۔

ڈاکٹر بھی حیران تھا کوکب کی آنکھوں پر اس نے پٹی باندھ کر کوکب سے اعضاء کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا جب شل شدہ ہاتھ میں سوئی کو چبھویا تو اس نے نام بھی بتایا اور ہاتھ بھی درد کی

شدت سے جو سوئی کی وجہ سے ہوا تھا کھینچ لیا۔

ڈاکٹر نے غلام حسین سے کہا کہ اس کا بازو صحت مند ہے اور یہ خوش بخت ہے کہ سالم ہوگئی ہے۔ میں نے ہی تجھے اس کام کی ہدایت کی تھی۔ فوراً اپنے مترجم سے کہا کہ سند لکھو کہ ''کوکب کل تک مشلولہ تھی اس کا کوئی علاج نہ تھا مگر پیغمبر یا اس کے وصی کے علاوہ آج وہ صحت مند ہے اور اس کی شفاء میں کوئی شک نہ ہے''۔

غلام علی یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد مترجم سے کہنے لگا کہ ڈاکٹر سے عرض کریں کہ مجھے کیوں امام رضا علیہ السلام کی طرف راہنمائی نہیں کی۔ ڈاکٹر نے جواب دیا کہ وہ ایک دیہاتی تھا اس لئے ہدایت کا محتاج تھا مگر تم تو پڑھے لکھے اور تاجر ہو اس لئے امام رضا کی جانب دلالت کے محتاج نہیں ہو۔

غلام علی یہ سن کر تڑپ گیا۔ عرض کرنے لگا میں بھی امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس جا رہا ہوں آیا بیوی کو حمام بھیج دوں تا کہ صاف ستھری ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ حمام معتدل حرارت والا ہو۔

غلام علی نے اپنی بیوی فاطمہ کو کوکب کا واقعہ سنایا وہ رونے لگی کہ میں تو اسی امید سے یہاں آئی ہوں۔ کوکب کے واقعہ نے اسے اور بے قرار کر دیا۔ امام رضا کو اور شدت سے پکارنے لگی۔

جب وہ سوگئی تو خواب دیکھا کہ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے جلیل القدر سید اس کے کمرے میں آئے ہیں۔ اپنی بغل سے ایک روئی نکال کر ایک طرف رکھی جو سیدزادی میری تیمارداری کر رہی تھی اس سے فرمایا کہ یہ روئی اٹھا لو پھر نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

جب میں بیدار ہوئی تو محسوس ہوا کہ اٹھنے اور بیٹھنے پر قادر ہو گئی ہوں جبکہ سونے سے پہلے یہ قدرت نہ تھی۔ مجھے ایسا لگا کہ میرا بخار اتر چکا ہے۔ مگر حرم مقدس جانے کی خواہش اس کے دل میں اور بیدار ہوئی۔

فاطمہ جب حرم مقدس پہنچی تو امام رضا علیہ السلام کی ضریح سے لپٹ کر خوشی اور حیرت کے ملے جلے الفاظ میں عرض کرنے لگی کہ مولا سبزوار سے آپ کے دربار مقدس میں شفاء کی امید سے آئی ہوں۔ مجھے کامل شفاء عنایت فرمادیں۔

اتفاق سے احمد تبریزی کی بیوی خدیجہ بھی وہیں تھیں جو کہ امام رضا سے شفاء لے چکی تھی۔ اسی اثناء میں فاطمہ نے فقط ایک نور کو دیکھا جس سے اس کا دل روشن ہوگیا۔ اس وقت فاطمہ نے خود کو ایسا محسوس پایا کہ جیسے اسے کسی قسم کا کوئی درد یا تکلیف نہ ہو۔ اور یہ فقط امام ہشتم کی نظر رحمت سے ہوا۔

غلام علی نے مزید اطمینان کی خاطر اپنی زوجہ فاطمہ کو تین دن حرم مقدس میں ہی رکھا پھر ڈاکٹر کے پاس گئے۔ جرمنی ڈاکٹر نے پہلا سوال یہ کیا کہ تین دن کہاں گزارے؟ غلام علی نے شفاء کا واقعہ سنایا۔ ڈاکٹر صاحب نے فاطمہ کا پھر مکمل معائنہ کیا۔ ڈاکٹر حیرت کے انداز سے بولے اب مجھے تو ان میں کوئی بخار یا مرض نظر نہیں آتا۔

غلام علی نے عرض کیا کہ ڈاکٹر صاحب اس بارے میں پھر لکھ دیں تاکہ ہمارے لیے صحت رہے۔

ڈاکٹر نے فرمایا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کے مترجم نے لکھا کہ غلام علی کی زوجہ فاطمہ سبزواری ایک ماہ تک زیر معالجہ رہی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ آج اس کا معائنہ کیا ہے تو اسے صحیح وسالم پایا ہے جرمنی ڈاکٹر نے پھر وہاں اپنا نام اور دستخط کیے۔

کرامات رضویہ ج 1 صفحہ ۱۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ شوال اور شفاء﴿254﴾

سلطنت نامی خاتون مشہد مقدس میں ہی اپنے اہل وعیال کے ساتھ زندگی کے دن خوشگوار انداز سے گزار رہی تھی مگر ایک دن اسے محسوس ہوا کہ دونوں ٹانگوں میں درد ہے جو کہ بڑھتا ہی جارہا

ہے۔ حتیٰ کہ ایک ٹانگ پر درد کا ایسا حملہ ہوا کہ عصا کے بغیر چلنا ممکن نہ تھا۔ سلطنت کو اس کے شوہر نے بہت تسلی دی اس کی ساس بھی اپنی بہو کی یہ حالت دیکھ کر دعا کی طرف رجوع کیا اور مصلی بچھا کر اللہ سبحانہ سے استدعا کرنا شروع کر دیا۔

طبیبوں سے رجوع کیا مگر لاحاصل مشہد مقدس میں ہی امریکی ڈاکٹر صاحب بھی موجود تھے ان کی جانب بھی توجہ کی بجائے صحت کے بیماری روز بروز زیادہ ہی ہوتی گئی۔ بائیس (۲۲) مہینوں تک آس وتراش میں رہے پونجی ختم ہو چکی تھی لہٰذا ناامید ہو کر معالجہ کی طرف سے ہاتھ کھینچ لیے۔

ان دنوں ماہ شوال تھا مشہد مقدس میں ہر گھر میں یہ تذکرے تھے کہ بہت سے ناامید مریض امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس سے شفاء لے کر گئے ہیں۔

اب سلطنت بلکہ اس کی ساس محترمہ کی امید بڑھی کہ کیوں نہ امام رضا سے شفاء کی آرزو کریں۔ اگرچہ گھر سے مشہد مقدس کے اس حرم مقدس کا راستہ کوئی دور نہ تھا مگر پھر بھی پہنچتے پہنچتے ظہر سے مغرب کا وقت صرف ہوا۔

چار گھنٹے تک امام رضا علیہ السلام کے حضور مریضہ آہ وزاری کرتی رہی۔ اتنے میں خداموں نے حرم مقدس کو زواروں سے خالی کرانا شروع کر دیا تاکہ دروازے بند کر دیے جائیں۔ سلطنت کو کوئی افاقہ حاصل نہ ہوا اس کا شوہر یہ سوچ کر کہ شب جمعہ مبارک کو یہاں پھر لائیں گے۔ اسے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے گھر لے آیا۔

دو دن بعد جمعرات کے دن نماز مغرب سے ذرا پہلے حرم مقدس کی جانب سلطنت کو اس کی ساس اور شوہر حرم مقدس میں لے آئے۔

اس بار سلطنت خانم کے دل پر زبردست اثر تھا۔ اس نے ضریح مقدس کو دیکھتے ہی آہ و زاری کے انداز میں یا امام رضا یا مرگ یا شفاء! یا امام رضا یا مرگ یا شفاء! یا امام رضا یا مرگ یا شفاء!

کچھ دیر بعد سلطنت پر بے خودی طاری ہوئی'' اس نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں آچکی ہے اور اپنے شوہر سے کہہ رہی ہے کہ مجھے امام رضا علیہ السلام نے شفاء دے دی ہے وہ ایسے کہ حرم مقدس سادات سے پر ہے سب نے سبز عمامے سر پر رکھے ہوئے ہیں اور اس اثناء میں اس نے دیکھا کہ اس کی ساس اس کی گردن پر مار رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ تو یہاں تماشے کیلئے نہیں آئی بلکہ شفاء لینے آئی ہو''۔

اپنے خواب سے یہ بیدار ہوگئی اپنی ساس محترمہ کو اپنے پاس نہ دیکھا بعض خواتین کہہ رہی تھیں کہ اب صبح ہوگئی ہے اٹھیں نماز پڑھیں۔

سلطنت خانم بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی مگر جب وہ اپنی حالت پر متوجہ ہوئی کہ وہ تو صحیح و سالم ہوگئی ہے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ ضریح کو بوسے دینے شروع کردیے یا امام رضا آپ کا شکریہ' یا امام رضا آپ کا شکریہ! آپ نے مجھے نئی زندگی دے دی۔

کرامات رضویہ ج 1 صفحہ ۱۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افیون نہ' زندگی مانگیں (255)

غلام حسین کربلائی نیشاپور میں اپنی زندگی کے دن گزار رہا تھا مگر کب جانے کیا ہو جائے۔ یہ صاحب بائیں ٹانگ کے درد میں مبتلا ہوگئے اس حالت میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی غرض سے مشہد مقدس پہنچے۔ ایک کارواں سرائے میں جگہ لی مگر یہ صاحب چند دنوں بعد اور مریض ہوگئے۔ ایسے مریض ہوئے کہ جیب سے خالی ہوگئے۔ اب بار بار لوگ رحم کر کے کبھی اس کو مسجد میں' کبھی امام رضا کے شفاخانے میں' کبھی کسی جگہ' کبھی کسی جگہ ٹھہرا دیتے۔ حتیٰ یہ صاحب اپنے سر و گردن پر اختیار کے سواء اپنے جسم پر ان کا اختیار نہ رہا۔ بہ الفاظ دیگر پورا بدن شل ہوگیا۔ فالج ہوگیا۔

اپنی یہ حالت دیکھ کر جو کہ کافی عرصہ سے تھی اور لوگوں کی باتیں سن سن کر اپنے آپ سے بالکل مایوس ہو گئے۔ یہ صاحب اپنی زندگی کے خاتمے کے منصوبے بنانے لگ گئے۔ بالآخر اس کی خاطر کہیں نہ کہیں سے افیون حاصل کر لی۔

مگر اس سے پہلے کہ اقدام کریں بعض لوگوں کو خبر ہوگئی اور اس کے بہت تسلیاں دے کر علاج کیلئے آمادہ کر لیا اور کہا کہ زندگی نعمت ہے۔

اس سے پہلے کہ علاج کیلئے لیکر جائیں غلام حسین کربلائی امام رضا علیہ السلام سے متوسل ہوئے اور پوری رات جاگنے کا عزم کیا اور درد دل امام رضا علیہ السلام سے کرتے رہے۔ صبح کے نزدیک ایک سید بزرگوار تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ ''کھڑے ہو جاؤ''۔ میں نے عرض کیا ''آقا میں پاؤں سے لے کر سینے تک شل ہوں کھڑے ہونے کی قدرت کیسے لاؤں'' انہوں نے فرمایا کہ ہم جو کہتے ہیں ''تم نے شفاء حاصل کر لی ہے لہٰذا کھڑے ہو جاؤ''۔ اب مجھ میں جرات نہ تھی کہ کچھ کہوں مگر وہ یہ فرماتے ہوئے میری نظر سے اوجھل ہو گئے کہ ''مجھے نہیں پہچانتے''؟

میں نے محسوس کیا کہ بہت ہی خوشگوار خوشبو کمرے میں پھیلی ہوئی ہے حیرت میں تھا کہ دل میں خیال آیا کہ امتحان تو کروں۔ میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی کہ میرے جسم کے تمام اعضاء اب میرے کنٹرول میں تھے میں سمجھ گیا کہ وہ امام رضا تھے اور انہوں نے مجھے شفاء دے دی ہے اپنے دائیں بائیں اس غرض سے دیکھنا شروع کر دیا کہ میں بیدار ہوں یا نیند میں ہوں اپنی آنکھوں کو ملنا شروع کر دیا۔ تب احساس ہوا کہ میں تو بیدار ہوں کھڑے ہو کر چلنا شروع کر دیا حتیٰ بھاگنے بھی لگ گیا تب یقین ہو گیا کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھے زندگی دے دی ہے۔ تب میں نے اس تاجر کو خبر دی جس نے سب سے زیادہ میری مدد کی تھی۔ وہ بھی حیرت زدہ رہ گیا۔ جب زیارت امام علیہ السلام کی غرض سے حمام میں گیا تو وہ بھی مجھے دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ اس نے پوچھا کس

طرح سے آئے ہو۔ میں نے جواب دیا اپنے پاؤں سے کیونکہ امام رضا نے مجھے شفاء دے دی ہے۔

کرامات رضویہ ج 1 صفحہ ۱۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آذان﴿256﴾

میر بابا تین دن سے اپنے گلے میں ڈوری ڈالے ضریح مقدس امام رضا علیہ السلام سے بندھا بیٹھا ہوا تھا فقط ضروری حاجات کی خاطر اسے باہر لے جایا جاتا۔ ایک ہی تمنا تھی کہ اب وہ آذان دے سکے گا! یا امام رضا' یا غریب رضا' یا امام رضا کی فریادیں اس کے دل سے اٹھ رہی تھیں بالخصوص جس نے مذاق اڑایا تھا اس کا دل پر بہت گہرا اثر ہوا تھا۔ تیسرے دن غروب کے نزدیک میر بابا نے کیا دیکھا کہ ضریح مقدس میں ایک بزرگ' عمامے سے لے کر لباس تک سبز پہنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آذان دو۔ میں نے جواب دیا کہ آذان دینے پر قدرت نہیں ہے انہوں نے پھر فرمایا کہ آذان دو۔ پس میں نے آنحضرت کے فرمانے پر آذان دینا شروع کر دی' خود پر حیرت زدہ تھا کہ کیا آذان دینے کی توانائی پیدا ہوگئی ہے۔

لوگ مجھے پہچان گئے کہ یہ تو وہی مشلول ہے جو تین دن سے یہاں بندھا ہوا ہے مجھے صحیح و سالم دیکھ کر یا امام رضا' یا امام رضا' یا ضامن آہو کی صدائیں بلند ہوگئیں۔ میں خود بار بار ضریح کو چوم رہا تھا اور امام رضا کا مقدس کلمہ زبان پر جاری تھا۔

مجھ سے لوگوں نے حال پوچھا میں نے بتایا۔ میرا نام میر بابا ہے۔ میں تبریز کے پاس ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں شل ہونے سے پہلے مسجد میں موذن تھا۔ جب میں بیمار ہوا اور میرے بدن نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تو زبان بھی لکنت میں آگئی۔ علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب نے جواب دے دیا! بابا صبر سے زندگی گزارو!

مجھے پھر علم ہوا کہ چند نفر امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو جا رہے ہیں میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے ساتھ لے جائیں تا کہ امام رضا سے شفاء طلب کروں۔ انہوں نے اپنی گاڑی میں مجھے لٹا دیا راستے میں کسی نے جو" بابیہ مذہب " کا آدمی تھا طعنہ دیا کہ اس کو شفاء ملے گی؟ اس سے دل پر سخت چوٹ لگی۔ اس کے بعد یوں شفاء امام رضا نے مجھے دے دی۔

کرامات رضویہ ج 1 صفحہ ۱۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آنکھوں کی بینائی مولا نے دی﴿257﴾

شیخ عبدالخالق بخاری جو بخارا میں پیش نماز تھے ایک نابینا بچے کا واقعہ یوں سناتے ہیں۔

جب اس بچے کا والد بخارا میں وفات پا گیا تو اس کی والدہ اس کو لے کر امام رضا علیہ السلام کی محبت میں مشہد تشریف لے آئی۔ کچھ ہی عرصے بعد اس کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا اب یہ بچہ بالکل تنہا بخاری سرائے خانے میں زندگی بسر کرنے لگا۔ دوسرے بخاری حضرات وغیرہ اس کی مدد وغیرہ کرتے رہے۔ مگر ایک شب کسی وجہ سے یہ بچہ اس قدر ڈرا کہ ڈر کی وجہ سے اپنی بینائی سے محروم ہو گیا۔

دوسروں نے اس کا بہت علاج کروایا مگر کچھ بھی فائدہ نہ ہوا بلکہ ڈاکٹر بھی آج کل کہہ کر بہانے بناتا رہا۔

ایک یہودی جو کہ تازہ مسلمان ہوا تھا اس نے کہا کہ اس بچے کے علاج کی غرض سے رقم لگانے کو تیار ہوں۔ جب بچے کو علم ہوا تو اس نے کہا "میں اب بالکل علاج نہیں کرواؤں گا بلکہ اب امام رضا علیہ السلام سے بینائی حاصل کروں گا"۔

پس امام رضا علیہ السلام میں دارالسیادۃ میں امام رضا علیہ السلام کے سر مبارک کی جانب ایک نقرئی جالی تھی اس کے ساتھ امام رضا سے متوسل ہوا۔

فریاد کرتا فریاد بالاخر نیند نے اسے گھیر لیا حالت خواب میں دیکھا کہ ایک سید بزرگوار ضریح مقدس سے باہر تشریف لائے ہیں سفید لباس پہنا ہوا ہے اور کمر میں سبز رومال بندھا ہوا ہے۔ سر مقدس برہنہ ہے اس کے بعد بچے نے کہا'' انہوں نے فرمایا کیا چاہتے ہو''؟ میں نے عرض کیا'' مجھے آنکھیں دے دیں''۔

پس امام رضا علیہ السلام نے اپنا ایک دست مبارک میرے سر کے پیچھے رکھا اور دوسرا دست مبارک میرے منہ پر پھیرا'' میری آنکھ کھل جاتی ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر چیز اب روشن ہے میں سب کچھ دیکھ سکتا ہوں۔ امام رضا نے مجھے بینائی دے دی۔

کرامات رضویہ ج1 صفحہ 119

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلّال مشکلات مولا رضاؑ (258)

'' میرا نام کوکب ہے اور اسفراین کی رہنے والی ہوں پچیس (۲۵) سال شادی کو گزر چکے ہیں۔ اس وقت اللہ سبحانہ نے مجھے چار بچے دے رکھے ہیں شادی کے فقط چند روز خوشی سے گزرے تھے کہ اپنے شوہر کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ تو بہت ہی خودسر اور ظالم قسم کے ہیں۔ یہ میری نند صاحبہ موجود ہیں جو اپنے بھائی کو بہتر جانتی ہیں اس کی نند نے فقط سر سے اثبات کا جواب دیا۔

اپنے بچے کی خاطر اتنی زندگی اس شخص کے ساتھ گزار دی کیونکہ میری ساری توجہ کا مرکز میری اولاد ہے بالخصوص اپنے بڑے بیٹے حسین کی خاطر اس وقت حسین بائیس سال کا ہے۔

حسین تین سال کا تھا کہ یہ بیمار ہوا اور اس بیماری کی وجہ سے ایسا شدید سر درد لاحق ہوا کہ تہران اور مشہد کا کوئی ڈاکٹر اس کا معالجہ نہ کر سکا۔ جتنا بھی اپنے والد صاحب کے ارث کی وجہ جمع کر رکھا تھا وہ دوا اور ڈاکٹروں پر خرچ ہو گیا مگر کوئی بھی فائدہ حاصل نہ ہوا۔

پچیس (۲۵) سال زندگی ایسے مرد کے ساتھ گزاری جو کہ بالکل بے فیض اور لاپرواہ تھا ایک لحظہ بھی اس نے سکھ چین کا نہ دیا تھا اس پر مصداق یہ کہ بیٹے کی بیماری جو میری زندگی اور ہستی تھی مجھے مکمل ہلا کر رکھ دیا تھا تمام دروازے میرے لیے بند ہو چکے تھے مگر آئمہ معصومین علیہم السلام کے توسل کے دروازے میرے لیے کھلے تھے۔ محرم کے دن تھے تمام مجلسوں میں شریک ہوتی اور صاحب مجلس سے متوسل ہوتی تھی۔

ایک رات خواب دیکھا کہ محلے کی مسجد میں ایک مجلس باشکوہ برپا ہے اور وہاں سبز دستر خوان حضرت امام حسن مجتبیٰ کے نام سے پھیلایا ہوا ہے۔ اس نورانی مجلس میں ایک خاتون نے مجھے کہا ''اپنے بیٹے حسین کی شفاء آقا علی بن موسیٰ الرضا سے کیوں نہیں لیتی' اس کو شفاء کی خاطر مشھد مقدس لے جا''۔

میری آنکھ کھل گئی تو زار و قطار آنسو جاری تھے۔ اپنے بیٹے کو پیار کیا اور مشھد مقدس کے سفر کیلئے روانہ ہو گئے۔ حسین بھی میرے ساتھ رونے لگ گیا۔

اب ایک سال ہے درد کے بارے میں حسین کو کوئی خبر نہیں ہے فرزند فاطمہ زہرا علی بن موسیٰ الرضا نے میرے حسین کو شفاء دے دی ہے۔ اب حسین بالکل صحیح سالم ہے''۔

جب یہ واقعہ حرم امام رضا علیہ السلام میں کوکب خانم سنا رہی تھی تو دوسری خواتین بھی وہاں جمع ہو چکی تھیں مگر کوکب خانم سب سے بے پرواہ شدت جذبات سے رو رہی تھی اور اس کے شانے تک لرز رہے تھے اور امام رضا علیہ السلام کا نہایت عقیدت سے شکریہ ادا کر رہی تھی۔ کیونکہ یہ رات خود امام رضا علیہ السلام کی شب ولادت کی رات تھی۔ اور آس پاس کے تمام زائرین اس سے متاثر ہو رہے تھے۔

کوکب نے پھر بات شروع کی۔ اب یہ قالیچہ جس کو چند ماہ میں ہم نے اور میری بیٹی نے بنایا ہے بہت ہی ناقابل آقا امام رضا کیلئے لائی ہوں کہ آقا اپنے حرم مقدس کیلئے قبول فرمائیں۔

کیا کریں ہم غریبوں کے پاس یہ ہی ہے۔ پھر زار زار رونے لگ گئی۔ پاس کھڑی خواتین

اس قدر منقلب ہوئیں کہ وہ بھی اپنے اپنے آنسو صاف کرنے لگیں۔

''مشہد کے رہنے والو تم بہت خوش نصیب ہو اس بزرگوار کی قدر جانیں۔ ان کی زیارت سے کبھی غفلت نہ کریں یہ ہی تو حلال مشکلات ہیں''۔

میگزین زائر/۵۰ ماہ مہر ۱۳۷۷ شمسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلاب کی خوشبو اور مولا کا حرم ﴿259﴾

اپنی بیٹی بیمار فائزہ کو ہلکی ہلکی بہاری بارش میں کمبل میں لپیٹے ماں امام رضا کی قدم بوسی کیلئے لا رہی تھی۔ اپنے گلے کو بار بار آہ کر کے اپنے دکھ کو بھگا رہی تھی۔ کمبل کو بار بار فائزہ پر ڈال رہی تھی مگر اس کا بدن بخار کی وجہ سے گرم تر ہو رہا تھا۔ فائزہ کی شرارتوں اور ہنسی کی طرف ذہن گیا تو ایک لمبی سی آہ اس کے منہ سے نکلی۔

چلتے وقت ڈاکٹر کا یہ جملہ اسے بہت دکھ دے رہا تھا کہ اب کسی بھی ڈاکٹر کے پاس فائزہ کا علاج نہیں ہے۔ پس فائزہ کی ماں کے لب پر امام رضا کا نام تھا۔ اس نے ڈاکٹر صاحب سے ایکسرے اور رپورٹیں واپس لیتے ہوئے بہت جرات سے کہا ''میں ایک ایسے طبیب کو جانتی ہوں جو تمام بیماریوں کا علاج کرتا ہے''

سب اس سے کہہ رہے تھے کہ ''اپنی چھوٹی بیٹی کی شفاء امام رضا سے حاصل کرو۔ ان سے شفا مل جائے گی''۔

اس نے فائزہ کو ڈوری سے باندھ کر صحن انقلاب والی حاجات کی جالی میں دوسرے مریضوں اور حاجت مندوں کی طرح لیٹا دیا۔ فائزہ بخار سے اور بیماری سے روتی رہی مگر آنسو چھپے

خشک ہو چکے ہوں۔ وہ اِدھر اُدھر پر درد زنج زدہ اور تھکے ہوئے انسانوں کو دیکھتی رہی۔ بالاخر نیند نے فائزہ سے درد لے لیا مگر ماں نجانے کیوں آذان کی منتظر تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ آذان ہو جائے تا کہ نماز پڑھی جائے۔

فائزہ کے بدن کی حرارت دیکھتی تو وہ اور پریشان ہوگئی۔ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھی اور بے سوچے سمجھے اِدھر اُدھر جانا شروع کر دیا حتیٰ اس صحن سے اس صحن تک۔ اس کا دل کسی ایک جگہ چین نہیں لے رہا تھا۔

آذان کی آواز سے جیسے وہ ہوش میں آ گئی ہو بھاگ کر اپنی فائزہ کو دیکھا تو وہ سو رہی تھی۔

وضو کی خاطر سقا خانے کی طرف گئی۔ اطراف کے حوض میں پانی ساکت تھا جا بجا گلاب کی پتیاں اس پر تیر رہی تھیں' اس نے پانی کے چھینٹے کئی بار اپنے چہرے پر ڈالے' آسمان کی طرف دیکھ کر درود شریف کا ورد کیا۔ پھر دل ہی میں امام رضا کو آواز دی "یا باب الحوائج" عہد کرتی ہوں کہ فائزہ کو شفاء ملنے کے بعد ہر شب جمعہ آپ کے حرم مقدس میں گھر سے پیدل لے کر آیا کروں گی"۔ اس نے بغلی پرس سے سفید جانماز نکالا' چادر کو سنبھال کر نماز کی خاطر سر پر کیا۔ اسے احساس ہوا کہ تیز دھند چاروں طرف ہے۔ جیبی قرآن جو نماز کے وسط میں تھا۔ جیسے ہی اس پر نگاہ گئی' آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بے بسی کا احساس ہوا کوشش کے باوجود وہ اپنے آنسوؤں کو بہنے سے نہ روک سکی۔ دوبارہ اس کی نظریں قرآن مجید کی طرف خیرہ ہوگئیں۔ احساس سوزش' جیسے کہ بدن آگ میں جل رہا ہو۔ اسے بیٹی کی حالت پر۔۔۔۔۔۔ کتنی طاقت سے مقابلہ کر رہی ہے کتنا درد اٹھا رہی ہے۔۔۔۔۔۔ کتنی ناامید تھی زندگی' فائزہ کتنی المناک۔۔۔۔۔۔ اس نے اپنے لعاب دہن کو نگلتے ہوئے نماز کی نیت باندھ لی۔ جب اس نے نماز کا سلام دیا' وہ دوبارہ جانماز کی طرف خیرہ ہوگئی۔ اسے تمام طرف تازگی نظر آ رہی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے پہلی بار حرم آئی ہو۔ اس سے پہلے کہ جانماز کو اکٹھا کروں اپنے

آپ کو زیارت کرنے والوں کے درمیان سے زحمت سے گزرتی ہوئی ضریح مقدس کے پاس پہنچ گئی۔ لیکن نہیں جانتی کیسے یہاں پہنچ گئی ہوں۔اسی دوران فائزہ کی بیماری نے میرے دل کو مزید تڑپا دیا۔

''السلام علیک یا علی بن موسیٰ الرضا۔۔۔۔۔۔۔۔''

کتنی دیر تک زیارت نامہ پڑھتی رہی کتنی دیر تک اپنے امام کے حضور گریہ وزاری کرتی رہی بالکل معلوم نہیں۔فقط اس کا احساس ہوا کہ ''میرے پاؤں بہت لرز رہے ہیں اور ایک سبز رومال جس سے بہت اچھی خوشبو آرہی ہے میرے ہاتھ میں ہے۔کس طرح یہ میرے ہاتھ میں آیا بالکل نہیں جانتی'' عجیب حالت میں اپنی بیمار بیٹی کی طرف قدم اٹھائے۔اب اپنی بیمار بیٹی کے سر پر موجود تھی۔یا امام رضا۔۔۔۔۔۔۔یا امام رضا۔۔۔۔۔۔بلند آواز سے پکار رہی تھی۔سبز رومال کو اپنی بیمار بیٹی فائزہ کے سر پر پھیرنا شروع کر دیا۔یا امام رضا۔۔۔۔۔۔۔صحن حرم گلاب کی خوشبو سے پر ہو چکا تھا۔صدائی تکبیر صحن میں گونج رہی تھی۔اس نے اپنی نگاہوں کے مقابل فائزہ کو ہنستا ہوا دیکھا وہ بیدار تھی اور ہنس رہی تھی۔ایسی ہنسی جس کو میں ترس گئی تھی۔

رازداری انداز میں خوف سے ملی آواز سے کہا' کھڑی ہو جاؤ اچھی بیٹی کھڑی ہو جاؤ نہ فائزہ نہ اس نے کچھ اور نہ کہا۔فائزہ کے بستر کے پاس ابھی جانماز بچھا ہوا تھا تسبیح کو جانماز سے اٹھایا جانماز اکٹھا کیا۔دل دھڑک رہا تھا۔اس کی نگاہیں اس خوشی بھرے نظارے کو دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتی تھیں اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے خوشی سے اس کا جسم پھٹ جائے گا۔اس نے فائزہ کی صورت کو نزدیک کیا۔اسی لمحے فائزہ کی ظریف اور معصومانہ صدا نے اس کے ذہن کو معطر کر دیا۔

''ماماں گلاب کی خوشبو آرہی ہے'' جب اس نے اطراف کی طرف توجہ کی تو ''یا ضامن آہو'' کی صدائیں اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھیں۔وہ اپنی جگہ سے اٹھی اپنے آپ کو اب وہ سبک محسوس کر رہی تھی گلاب کی پتیاں جو صبح دیکھی تھیں اس کے ذہن میں ظاہر ہوئیں بغیر سوچے وہ سقہ

خانے کی جانب گئی۔ اب بھی گلاب کی پتیاں حوض میں تیر رہی تھی اس نے پانی کا کاسہ بھرا چند پتوں کو کاسے میں ڈالا ابھی تک شاداب تھیں جب اس نے کاسہ بیماروں اور متوسلین کی جانب بڑھایا' تو فائزہ کی یاد آ گئی کہ کس طرح امام رضا علیہ السلام نے دوبارہ اسے زندگی دے دی۔

میگزین زائر/۵۰ ماہ مہر ۱۳۷۷ شمسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاجت﴿260﴾

غلام رضا آزادہ فرماتے ہیں بھشہر سے امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی غرض سے مشہد مقدس حاضر ہوا۔

امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس میں پاؤں مقدس کی جانب سے زیارت نامہ پڑھنے میں مشغول تھا کہ اس کے درمیان میں امام رضا سے یوں عرض کیا" یا ضامن آ ہو آپ خود جانتے ہیں کہ میرا دل کس قدر مدینے کیلئے تڑپ رہا ہوں۔ آپ عنایت فرمائیں تا کہ اس وقت تک موت نہ آئے جب تک قبرستان بقیع میں آپ کی مادر گرامی حضرت زہرا (س) کی زیارت نہ کرلوں اگر چہ آپ کا روضہ مقدس ابھی تک پوشیدہ ہے"۔

اسی روز جب ضریح مقدس سے باہر صحن میں آیا تا کہ حرم مقدس سے باہر جاؤں میرے دوستوں میں سے ایک میرے پاس آئے اور کہنے لگے" کیا ہمارے کاروان حجاج میں حج کی خاطر بطور خادم چلنا پسند کرو گے"۔ میں یہ خوشخبری سن کر خوشی سے لرز گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بڑی خوشی سے کہا کیوں نہیں۔ اس طرح حرم مقدس سے نکلنے سے پہلے ہی امام رضا علیہ السلام نے میری حاجت مجھے دے دی۔

میگزین زائر/۵۰ ماہ مہر ۱۳۷۷ش

بو تلہ ذو حس قرمیم

نقارہ شفاء(261)

قائم ہسپتال میں ڈاکٹر صاحب نے مرضیہ کا معائنہ کرتے ہوئے اس کی ماں سے پوچھا اس کی عمر کتنی ہے؟

صغریٰ خانم نے غمگین لہجہ میں جواب دیا پندرہ سال۔

''تمام ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے''۔ اس کی ماں نے کہا'' ہاں''، مگر آپ کی شہرت سن کر ابھی تک امید نہیں ٹوٹی۔ ڈاکٹر نے جواب دیا کہ'' شفاء اللہ سبحانہ کے پاس ہے''۔ اس کی فائل تو مجھے دو''۔

اس کی ماں نے مرضیہ کی فائل ڈاکٹر صاحب کے حوالے کی۔

ڈاکٹر صاحب نے فائل کا مطالعہ کرتے ہوئے پوچھا یہ کب سے ایسے ہیں؟

صغریٰ خانم نے جواب دیا۔ ڈاکٹر صاحب یہ بہت پھرتیلی بچی تھی۔ اس کے اور بھی چھوٹے بہن بھائی ہیں۔ یہ سب کا کام خوشی سے کرتی تھی۔ حتیٰ میرے منع کرنے پر بھی یہ سخت سے سخت کام انجام دے جاتی تھی۔ کبھی کبھار اس کی روح پر بڑا اثر ہوتا تھا۔ بالاخر یہ بھی احساس رکھتی تھی۔

جب یہ بیمار ہوئی تو پھر اس سے کام نہ ہو سکا۔ ایسی خاموش ہوئی کہ گوشہ نشین بن گئی۔ ہم نے بھی بالکل توجہ نہ دی کہ اس کا وزن زیادہ ہو رہا ہے۔ اس کے پاؤں اور جسم پر ورم آ رہا ہے بالآخر کام یہاں تک پہنچ گیا۔ وہ ہو گیا جس کا ہم نے کبھی تصور تک نہ کیا تھا۔'' اس کا وزن دو سو کلو کے لگ بھگ تو ہوگا'' ڈاکٹر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی ماں نے جواب دیا'' ڈاکٹر صاحب اس کا وزن تین سو کلو ہے''۔ ڈاکٹر نے پھر توجہ سے معائنہ کیا دل کی دھڑکن سننے کی خاطر آلہ لگایا' آنکھوں کا معائنہ کرنے کی خاطر روشنی ڈالی اور سر کا معائنہ مغز کی خاطر کیا۔

کیونکہ مرضیہ بیماری کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی کھو چکی تھی۔ دماغ پر اثر ہوا تھا جسم موٹا ہو چکا تھا۔ پاؤں فلج ہو چکے تھے۔ اس کو ویل چیئر پر بیٹھا کر لایا گیا تھا۔

ڈاکٹر نے پریشانی اور غمگین لہجے میں اس کی ماں سے کہا کہ ''آپ کو ایک ہی مشورہ دوں کہ اور اپنی پونجی کو ضائع نہ کریں۔ اس کو یونہی برداشت کریں یا پھر اس طرح کے افراد کے ہسپتال میں ہمیشہ کے لیے داخل کروا دیں یا پھر کسی معجزے کا انتظار کریں''۔

صغریٰ خانم نے کوئی جواب دیئے بغیر ڈاکٹر کے چہرے کو ایک لمحہ تک تیز نگاہوں سے دیکھا۔ وسیدھی اپنی مرضیہ بیٹی کی ویل چیئر تک پہنچی بہت عجلت سے فائل اٹھا کر ویل چیئر کو لے کر کمرے سے خارج ہوئی جب دروازے تک پہنچی تو مڑ کر ڈاکٹر صاحب کو دیکھا وہ سر جھکائے اپنی کرسی پر بیٹھے تھے۔

قائم ہسپتال مشھد کی لمبی سے گیلری سے وہ تیزی سے گزر رہی تھی۔ یک بار اسے احساس ہوا کہ جیسے سب لوگ حیرت زدہ ہیں اور ان دونوں کو دیکھ رہے ہیں۔ اس نے ویل چیئر کو روکا۔ اپنی بیٹی کے سامنے آئی تو اس کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ اس نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگایا۔ مرضیہ نے سسکتے ہوئے کہا ''ماماں مجھے اپنے ہی پاس رکھنا۔ ماماں میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔ مجھے کسی اور ڈاکٹر کے پاس اب نہ لے جانا''۔ اس کی ماں نے اور شدت سے اپنی بیٹی کو گلے لگالیا۔ پھر تیزی سے ویل چیئر کو حرکت دے کر وہ گھر پہنچ گئی۔

گھر پہنچ کر مرضیہ کو بستر پر لٹایا تو مرضیہ نے کہا ''ماماں آپ سے درخواست کرتی ہوں اب میری خاطر مزید پیسہ ضائع نہ کریں''۔

اس کی ماما نے فقط اتنا کہا ''میں جانتی ہوں' میں جانتی ہوں''۔

ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا روشنی چاروں طرف تھی مگر افسوس اس روشنی کا فائدہ اس کی بیٹی کو نہ تھا۔ اس کی ماں نے فوراً ایک چیز کا عزم کیا۔ کیونکہ کل چاند کی پہلی تاریخ تھی اور ذی الحجہ کا

مبینہ تھا اپنی بیٹی کی سلامتی کی خاطر حلیم کا ارادہ کیا۔اس نے بازار سے حلیم کی خاطر سب کچھ خریدا۔اللہ سبحانہ سے اس دوران دعائیں مانگتی رہی۔

اگلے دن اس نے بہت عقیدت سے حلیم بنائی۔اور پورے محلے میں تقسیم کی اور ہر ایک سے دعا کی درخواست کی۔بالآخر یہ دن بھی گزر گیا۔جب رات کو سوگئی تو خواب دیکھا کہ''دو عورتیں پردہ پوش اس کے پاس آئی ہیں اور نوران کے وجود سے چھلک رہا ہے اس سے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ خانہ خدا کی زیارت کو جاؤ''۔

صغریٰ خانم کی آنکھ فوراً کھل گئی۔کیا دیکھا کہ چاروں طرف خاموشی ہے۔آسمان ستاروں سے بھرا ہوا ہے وہ اس خواب کے بارے میں سوچنے لگی۔ساتھ ہی آہ سی دل سے نکلی کہ تمام پونجی تو مرضیہ کی بیماری میں خرچ ہو چکی ہے کس طرح خانہ خدا جاؤں؟

دور سے آذان صبح کی شیریں صدا سے اس کے کان مہک گئے۔اس نے نماز پڑھی۔دعائیں مانگیں' قرآن پاک کی تلاوت کی۔

جب دن نکل آیا اس کے دل میں فوراً امید کی ایک کرن پھوٹی۔اس نے اپنی بیٹی سے کہا ''فوراً تیاری کرو۔ہم خانہ خدا کی زیارت کو چلیں۔حرم امام رضا خانہ خدا ہی تو ہے۔ہمارا حج یہاں ہی ہے۔فقیروں کا حج حرم امام رضا ہی تو ہے''۔

مرضیہ کو ویل چیئر پر بٹھا کر حرم امام رضا علیہ السلام پہنچی۔اس کی ماں نے سبز ڈوری اس کے گلے میں ڈال کر صحن انقلاب کی جالی سے مرضیہ کو دخیل کرایا۔

اس کی ماں روتے ہوئے حرم مقدس میں ضریح مقدس کے پاس پہنچی اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔

ادھر مرضیہ بھی اپنی بے بسی پر اس قدر متاثر ہوئی کہ آنسوؤں کی برسات لگ گئی۔ایسا لگا جیسے

تاریکی کے پردے کو کوئی ہٹا رہا ہو۔ اس کے سامنے دو بزرگوار عورتیں تھیں اور اس جالی سے اس کو جنت کی خوشبو آ رہی تھی۔ انہوں نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو جاؤ مگر اس میں کھڑے ہونے کی قوت نہیں تھی۔ اسی لمحے ایک بزرگوار آقا اسی جالی سے آتے ہوئے نظر آئے۔ جو نورانی وجود میں شرابور تھے۔ ان کا چہرہ نور کی وجہ سے نظر نہیں آ رہا تھا۔ ان کے وجود سے امید کی خوشبو آ رہی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے ہزاروں چراغ روشن ہوں۔ پاس آ کر فرمایا ''اب کھڑی ہو جاؤ پھر اور محبت سے فرمایا اب دوا بھی استعمال نہ کرنا''۔ اس کے بعد مرضیہ کو چاروں طرف لوگ نظر آنے لگے۔ ادھر سے حرم مقدس کے مخصوص حصے سے نقارے بج رہے تھے۔ ایسے نقارے جو شفاء کی خبر دے رہے تھے۔ حرم کے کبوتر شکرانے کے طور پر پرواز میں آ گئے اور گنبد مقدس کا طواف کرنے لگے۔ اور مرضیہ عظیمی کو زوار مبارک باد مبارک باد کی صداؤں کے درمیان یا امام رضاؑ یا امام رضا کہہ رہے تھے۔

میگزین زائر/۵۲ ماہ آذر ۱۳۷۷ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مالی کا عشق (262)

امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کے خادم جناب کاظم راشد روحانی فرماتے ہیں۔ میں نے علماء دین میں سے ایک عالم دین سے یوں سنا ہے۔ امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر میں ایک مالی انتظامیہ کی طرف سے خدمت کے فرائض انجام دیتا تھا۔ حرم مقدس کے گل دار پودوں کو اپنی نگاہوں میں رکھتا اور ان کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا تھا۔

اکثر اسے مولا امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کے نزدیک بھی مناجات کرتے ہوئے دیکھا جاتا۔ اکثر آنکھوں سے ساون بھادوں کی لڑیاں بہت سے زائرین امام رضا علیہ السلام نے بھی اسے

دیکھا۔ پڑھا لکھا معمولی تھا مگر علماء دین کی پرنور محفل سے علم نور حاصل کرتا۔

نماز کا پابند تھا اور صلہ رحمی میں بھی کمال کا عادی تھا۔ اخلاق میں بھی اور امانت داری میں بھی آگے آگے تھا۔

اس کے عزیز و اقارب بتاتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی ملازمت پر اللہ سبحانہ کا بے حد شکر ادا کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ مولا امام رضا علیہ السلام کی نوکری بادشاہی سے بہتر ہے۔

وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ مولا رضا علیہ السلام سے درخواست کرتا رہتا ہوں کہ حرم مقدس میں اپنے پاس ہی دو گز زمین دے دیں۔ وہ یہ کہنے کے بعد یہ بھی کہا کرتا تھا کہ اگرچہ اس قابل نہیں ہوں۔ مال بھی نہیں نام بھی نہیں ہے کام بھی اتنا بلند نہیں ہے مگر ان میں سب قدرت ہے۔

درود شریف کا ورد اس کی زبان پر سب سے زیادہ تھا۔ اکثر یا امام رضا یا امام رضا 'یا امام رؤف' یا امام غریب زبان پر رہتا تھا۔ امام رضا علیہ السلام سے بہت ہی عقیدت کا اظہار کیا کرتا تھا۔

چھٹی کے دن بھی اسے امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر میں دیکھا جاتا تھا اگر کوئی کہتا کہ آج تو تعطیل تھی تو یوں جواب دیتا کہ اس سے اچھی جگہ تعطیل منانے کی کہاں ملے گی۔ پھر امام رضا 'امام رضا کہنے لگ جاتا۔

رات کے حصے میں اکثر اسے مولا رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کے سرہانے کی جانب نماز و مناجات 'راز و نیاز کی حالت میں دیکھا جاتا۔

بالآخر اس جہانی فانی سے بھی کوچ کرنا ہے۔ بہت سے سال اس در مقدس پر خدمت کرنے کے بعد اپنے عزیز و اقارب کو روتا چھوڑ کر اس دار فانی کو وداع کہا۔

اب دفن کی نوبت تھی۔ ان کے وارثوں نے مولا امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کی انتظامیہ سے حرم مقدس میں قبر کی بات کی۔ حرم مقدس کی انتظامیہ نے مقررات کے مطابق بات چیت کی۔ دفن کرنے کے حرم مقدس امام رضا علیہ السلام میں اس قدر پیسے بتائے کہ ان کے بس کی بات نہ تھی بالآخر اس کو عام

قبرستان میں دفن کرنے پر سب متحد ہو گئے۔

جنازہ کو اٹھا کر آخری زیارت کے لیے مولا رضا علیہ السلام کے حرم مطہر میں لے کر آئے۔ ضریح مقدس کے پاس اس مالی کے جنازے کو لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد زیارت کرا کر صحن میں لے آئے۔ آخری دیدار کے لیے جب اسے زمین پر رکھا اور اس کے مردہ چہرے کو دیکھنے کے بعد ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ چہرے پر کس قدر نور آیا ہوا ہے۔ ایسے ہے جیسے سو رہا ہو۔ ایسے جیسے مسکرا رہا ہو۔ ہر ایک کے الفاظ جدا جدا تھے۔ آخرکار جنازے کو اٹھانے کے لیے جب ہاتھ کلمہ شہادت کہتے ہوئے ہاتھ بڑھائے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ کیوں جنازہ نہیں اٹھ رہا۔ چند بار اٹھانے کی کوشش کی مگر جنازہ تو جیسے صحن مبارک کا جز بن چکا ہو۔ بالکل اسے ہلا نہ سکے۔

آخر حرم مطہر کی انتظامیہ کو علم ہوا۔ انہوں نے علماء دین سے دریافت کیا۔ انہوں نے تمام صورتحال جان کر یہ فرمایا کہ یہ امام رضا علیہ السلام کا منظور نظر ہے۔ امام رضا علیہ السلام بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس مالی کو ان کے ہی حرم میں دفن کیا جائے۔

اب تو سب اس معجزہ سے حیران تھے اور ان کے مقدر پر ناز کر رہے تھے اور درود شریف کی صدائیں بلند تھیں۔ یا امام رؤف یا امام رضا' اللہ اکبر' اللہ اکبر کی معطر آوازیں چاروں طرف سے آ رہی تھیں۔ آخر فیصلہ یہ کیا کہ اس کو بلا معاوضہ حرم مطہر میں دفنایا جائے گا اور جیسے ہی اس نیت سے جنازہ اٹھایا تو پھول کی مانند جنازہ اٹھ گیا اور مولا رضا علیہ السلام کے اس سچے عاشق کو مولا رضا علیہ السلام کے ہی جوار میں دفن کر دیا۔ یہ واقعہ بندہ نے جناب کاظم راشد روحانی سے 8 صفر 1427 ہجری میں حرم مقدس مقبرہ شیخ حر عاملی میں مولا رضا علیہ السلام کے معجزات کے ضمن میں سنا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راھنمائی اور تسلیم ﴿263﴾

بندہ جب ماہ محرم الحرام میں تبلیغ کی خاطر سرگودھا مدرسہ دارالعلوم محمدیہ پہنچا تو بہت سے مومنین بندے سے ملنے آئے۔ اس ملاقات کا سبب ایک یہ بھی تھا کہ بندے کا تعارف یہاں مبلغ حرم امام رضا علیہ السلام کا کرایا گیا تھا تو اس ملاقات میں امام رؤف مولا رضا علیہ السلام کا ذکر ہوا بندے نے زیارت کے فضائل کے علاوہ چند ایک معجزے بھی سنائے تو یہ سن کر جناب سید عباس رضا بخاری نے جو کہ متحدہ اسلامیہ آرگنائزیشن کے چیئرمین بھی تھے فرمایا کہ ان کرامات کا میں ہی نہیں چند اور بھی مومنین شاہد ہیں پھر انہوں نے اپنا مشاہد یوں بیان کیا۔

ستمبر 2005ء میں مذکورہ تنظیم نے امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کی زیارت کے لیے ایک قافلہ لے جانے کا اعلان کیا۔ بتیس (32) افراد اس قافلے میں شامل ہوئے جن میں نصف سے زیادہ خواتین تھیں۔

ہمارے قافلہ میں ایک خاتون اسلم بی بی زوجہ مظہر حسین بھی تھیں۔ یہ اہل سنت سے تھیں۔ طارق آباد سرگودھا میں رہائش رکھتی تھی وہ حج کی سعادت بھی حاصل کر چکی تھیں۔

اسلم بی بی خود بیان کرتی ہیں۔ میری ایک ٹانگ درد کی وجہ سے بہت ہی مجھے پریشان کرتی تھی۔ درد بھی شدید رہتا تھا۔ رات بھی اکثر آہوں اور سسکیوں سے گزرتی تھی۔ دعائیں بہت کرتی۔ علاج بھی بہت کرایا۔ مگر جوں جوں علاج کیا درد میں شدت بڑھتی گئی۔ سکھ چین جیسے مجھ سے روٹھ گئے ہوں ہر ایک تسلی دیتا مگر درد کم نہ ہوتا۔ زندگی مصیبت بن چکی تھی۔

خواب آور گولیاں بھی ذرا سا سکون دے کر چلی جاتیں۔ ڈاکٹروں سے بہت علاج کرایا۔ دور دور حکیموں کے پاس علاج کی غرض سے گئی مگر نوبت یہاں تک پہنچی کہ ٹانگ شل ہوگئی۔ اب تو اور فکر لاحق ہوئی۔

ٹانگ کاٹنے تک کی باتیں کانوں میں جب پڑیں تو کانپ گئی۔ رونے پر ہی زور چلتا یا پھر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتی۔ ارادہ کر رکھا تھا کہ کسی بھی حالت میں ٹانگ نہیں کٹاؤں گی۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے پیاروں کا واسطہ دیتی۔ اسی اثناء میں ایک محبان آل محمد (علیہم السلام) کی ایک خاتون سے اس بارے میں بات ہوئی۔ وہ میری واقف کاروں میں سے تھیں۔ اس نے امام رضا علیہ السلام کے بارے میں مجھے بہت کچھ بتایا۔ میرا دل اس طرف مائل ہوا۔ جب یہ بتایا کہ ایک قافلہ جانے ہی والا ہے تو میں نے بھی اس قافلے کے ساتھ ایران کی زیارتوں کی خاطر جانے کا اظہار کیا۔ بالآخر میں بھی اس قافلے میں شفاء لینے کی خاطر شامل ہوگئی۔

حاجی سید عباس رضا بخاری صاحب پھر فرماتے ہیں۔ ہم 21 ستمبر کو زاہدان سے سیدھا مشہد مقدس پہنچے۔ جیسے ہی ہم مشہد مقدس کے مضافات میں تھے ہم سب درود شریف پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔ سب کے سب باہر کے مناظر میں گنبد امام رضا علیہ السلام کو ڈھونڈ رہے تھے بالآخر ہم نے بس اڈے سے ہی گنبد مقدس کو دیکھا ہر کوئی امام رضاؑ یا امام رضا کہہ رہا تھا۔ ہم سیدھے حسینیہ آل عمران پہنچے کیوں یہاں پر ہم نے جگہ بک کروا رکھی تھی۔ تھکاوٹ سب کو بہت تھی۔ دن کے دس بج رہے تھے۔ ہم نے سب کو آرام کرنے کو کہا تاکہ سکون سے مولا رضا علیہ السلام کی زیارت کی جائے۔ سب نے ہماری اس صلاح کو مان لیا مگر مجھ سے اور سیکرٹری جنرل مرسلین جعفری سے نہ رہا گیا ہم موقع دیکھ کر بغیر آرام کیے مولا رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی جانب محبت کے انداز سے دھڑکتے دل کے ساتھ چل رہے تھے۔ حرم مقدس یہاں سے نزدیک ہی تھا۔

حرم مقدس میں داخل ہوئے مولا رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی در و دیوار کو چومتے ہوئے ضریح مقدس کے حصے میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کیا۔ بہت رش تھا۔ ضریح مقدس امام رضا علیہ السلام کے ساتھ لپٹ گئے۔ آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ سب کے لیے اپنے لیے اور اس اہل سنت

خاتون کی شفاء یابی کی دعائیں مانگی۔ آخر ہم دونوں واپس آ گئے۔ جیسے ہی ہم حسینیہ آل عمران میں داخل ہوئے تو سارا قافلہ ایک ہی جگہ اکھٹا تھا۔ ہر کوئی سبحان اللہ' سبحانہ کہہ رہا تھا۔

درود شریف کی بھی صدائیں بلند تھیں۔ یا امام رضا شکریہ' یا امام رضا کی آوازیں بھی بلند تھیں۔ ہم نے تجسس سے پوچھا کیا ہوا تو سب نے کہا کہ اسلم بی بی سے ہی پوچھ لیں۔

اسلم بی بی نے ہمیں یوں بتایا۔ میں کمرہ بند کر کے آرام کی غرض سے لیٹ گئی۔ نیند آ گئی۔ خواب دیکھا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت اور پرنور چہرہ میرے سامنے تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ آپ نے ہمیں یاد کیا' ہم آ گئے' تمہاری تکلیف دور ہو گئی ہے اور ہم امام رضا (علیہ السلام) ہیں۔

میری خوشی سے چیخ نکل گئی اور بیدار ہو گئی۔ جب اپنے آپ پر توجہ دی تو ٹانگ کا شل ہونا ختم ہو چکا تھا۔ درد کے کوئی آثار نہ تھے اب بالکل تندرست ہو گئی ہوں۔ اب میں چل بھی سکتی ہوں۔ یا امام رضا اب میں سب کو بتاؤں گی کہ مولا رضا سب کو عطا کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آب حیات (264)

سید خاور عباس بخاری اسلام آباد میں رہائش رکھتے ہیں۔ ہر معصوم علیہ السلام کے شہادت اور ولادت کے ایام نہایت عقیدت سے مناتے ہیں اور ان مقدس محافل میں مومنین کرام کو بھی مدعو فرماتے ہیں۔

محرم الحرام میں سید الشہداء حسین علیہ السلام اور آپ کے باوفا جانثاروں کا ذکر نہایت عقیدت اور سوگ کے انداز سے کرتے رہتے ہیں۔ مولف اس بارے میں خود مشاہدہ کر چکا ہے۔ ملنسار بہت ہیں اور نہایت ادب اور آداب کا خیال رکھتے ہیں۔ زبان میں بہت مٹھاس ہے۔ محمد و آل محمد علیہم السلام و اولیاء

اللہ سے نہایت عقیدت رکھتے ہیں۔

دنیا میں جو بھی آیا ہے کسی نہ کسی زحمت میں مبتلا رہا ہے۔ جسمانی تغیرات بھی ہوتے رہتے ہیں۔

یہ صاحب بھی شکم کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے علاج بھی کروایا مگر خاص اثر نہ ہوا۔ اسی دوران زیارات کا ارادہ کیا۔ جناب سہیل بخاری کے ہمراہ کربلا معلّٰی اور مشہد مقدس یعنی عراق اور ایران کے مقدس مقامات کی زیارتوں پر نکل پڑے۔

یہ ستمبر 2003ء کا زمانہ تھا۔ سب سے پہلے ایران کی زیارتوں سے فیض حاصل کیا۔ بالخصوص قم مقدس میں بی بی معصومہ سلام اللہ علیہا کے روضہ مقدس میں اللہ سبحانہ کے حضور مناجات کیں اور روحانی سکون حاصل ہوا۔

قم مقدس میں ہی مسجد صاحب الزمان (مسجد جمکران) میں نماز امام زمان علیہ السلام بطریقہ آنحضرت ادا کی۔

مولا امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کی بات ہی اور ہے۔ یہاں بہت ہی آنسوؤں کے ساتھ بیماریوں سے محفوظ رہنے کی خاطر دعائیں طلب کیں کیونکہ جناب بخاری صاحب کو شکم کی بیماری نے بے چین کر رکھا تھا۔ ان کے عزیز واقارب بھی اس بارے میں بے قرار تھے۔

جناب بخاری صاحب امام رضا علیہ السلام کی طلائی سبیل کا پانی آب حیات جان کر مشہد مقدس میں پیتے رہے۔ بالآخر یہاں سے نم آنکھوں سے رخصت ہوئے عراق کی تمام زیارتوں سے فیض حاصل کیا۔ جناب سہیل بخاری صاحب نے ان کی زیارتوں کے بارے میں بہت اچھی رہنمائی فرمائی۔

ان زیارتوں کے دوران شکم کی تکلیف نے بہت ہی اذیت دی جو بھی ہو سکا اس بیماری کے مداوہ کی خاطر کام کیا مگر بے اثر ہی رہا۔ سکون بھی حاصل ہوتا مگر تکلیف زیادہ پریشان کرتی۔

اسلام آباد واپس آ گئے۔ اکتوبر میں اس بیماری نے جناب بخاری صاحب سے آرام ہی چھین

لیا ہو۔ پس اسی وجہ سے اسلام آباد کے ''الشفاء ہسپتال'' میں داخل کرادیا گیا۔ ڈاکٹر حضرات نے معائنہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ دیا کہ آپریشن سے بہبود ممکن ہے۔ جناب بخاری صاحب اور عزیز و اقارب نے اس بارے میں ڈاکٹر حضرات کو اپنی رضایت دے دی۔

اکتوبر 2003ء میں ہی ان کا آپریشن ہونا تھا' عزیز و اقارب بالخصوص بیوی اور ان کی اولاد نے اللہ سبحانہ کے حضور محمد و آل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر بہت دعائیں مانگنا شروع کر دیں کیونکہ آپریشن کا نام ہی ایسا ہے۔ مقررہ وقت پر ان کا آپریشن روم میں آپریشن شروع ہوا۔ ایک دو گھنٹے نہیں مسلسل چھ گھنٹے ان کا آپریشن ہوتا رہا۔ اس دوران بخاری صاحب کے بچے رو رو کر اللہ سبحانہ کے حضور سلامتی کی فریادیں کرتے رہے۔ فارحہ بخاری اور ان کی پھوپھو صاحبہ امام رضا علیہ السلام کو بھی پکارتی رہیں۔ اتنے طولانی آپریشن سے ڈاکٹر حضرات بھی پریشان تھے۔ فارحہ بخاری' عباس بخاری صاحب کی بیٹی ہیں۔ پریشانی کے عالم میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک کھڑی ہوگئیں۔ ان کی پھوپھی صاحبہ اور دیگر اعزاء نے کہا کہ خوشبو آ رہی ہے۔ فارحہ بخاری نے کہا کہ اسی وجہ سے تو کھڑی ہوئی ہوں کیونکہ مولا علیہ اسلام تشریف لائے ہیں۔ حیرت اور بھی بڑھی کہ جب ڈاکٹر حضرات نے فرمایا کہ ایک بہت ہی اچھی خوشبو ہم نے بھی ابھی ابھی سونگھی ہے۔

عزیز و اقارب کا جو حال آپریشن کے دوران تھا تو یہ حالت دیکھ کر ڈاکٹر حضرات نے بھی اللہ سبحانہ سے استدعا کہ آپریشن کامیاب ہو جائے ورنہ ان کے اعزاء میں سے کوئی مر سکتا ہے۔

الحمدللہ آپریشن کامیاب رہا اور جناب عباس بخاری کو اب وارڈ میں اختصاصی روم میں منتقل کر دیا گیا اور ان کے شکم کے لیے اب مرہم وپٹی کی باری آئی کہ خاص خیال رکھا جائے۔

عباس بخاری فرماتے ہیں۔ اسی مرہم وپٹی کی تبدیلی کے دوران ایک بار انہوں نے دیکھا کہ چار خواتین تشریف لائی ہیں اور انہوں نے سیاہ چادریں اوڑھیں ہوئی ہیں۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ کون ہیں انہوں نے

آ کر میری مرہم پٹی شروع کردی۔ میں سوچنے لگا کہ نرسیں تو سفید لباس میں ہوتی ہیں مگر یہ کون ہیں؟ جب وہ مرہم پٹی سے فارغ ہوگئیں تو میں نے استفسار کیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہمیں آپ کی مرہم پٹی کی خاطر امام رضا علیہ السلام نے بھیجا ہے۔ یہ سن کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی اور حیرت زدہ بھی رہ گیا۔ مجھے نیند سی آ گئی۔ جب میرے عزیز واقارب ملنے آئے تو میں نے ان خواتین کے بارے میں ان سے سوال کیا۔ یہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے ہسپتال کی انتظامیہ سے سوال کیا کہ یہ کون تھیں۔ ہر ایک نے آنکھیں گھماتے ہوئے حیرت سے کہا کہ اس طرح کی خواتین تو یہاں آئی ہی نہیں!!

اب سب نے کہا کہ آپ کو شفاء کی نوید ان کی خاطر دی گئی ہے۔ ان خواتین کے آنے سے پہلے ڈاکٹر حضرات نے کیموتھراپی اور ریڈیوتھراپی کی تجویز دے رکھی تھی۔ سب عزیز واقارب نے حتیٰ جناب سہیل بخاری نے بھی کہا کہ یہ دونوں کام کرالیں۔

مگر عباس بخاری نے فرمایا کہ اب ان کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ مولا رضا علیہ السلام کی سبیل طلائی کا پانی پینا خود یہ میرے لیے کیموتھراپی کی مانند ہے اور مولا رضا علیہ السلام کی ضریح سے مس ہونا یہ ریڈیوتھراپی کی مانند ہے۔

اب جناب سید خاور عباس بخاری صاحب بالکل صحیح وسالم ہیں اور خوش خوشی سلامتی کے ساتھ زندگی کے دن گزار رہے ہیں اور مولا رضا علیہ السلام کی سبیل طلائی کا پانی ان کے پاس موجود رہتا ہے اور اس کو آب حیات جان کر پیتے رہتے ہیں (قربان با امام رضاؑ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"طلائی الفاظ" (265)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھویں خلیفہ اور جانشین حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت کی خاطر دنیا بھر سے محبان محمد وآل محمد علیہم السلام تشریف لاتے ہیں۔ مولا رضا علیہ

السلام کا روضہ مقدس دن رات زائرین کی خاطر کھلا رہتا ہے۔ سردیوں کا موسم ہو یا گرمیوں کا امام رضا علیہ السلام کی ضریح مقدس کو آسانی سے چھونا اور بوسے دینا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ امام رضا علیہ السلام کے عقیدت مند ہر گھڑی ضریح مقدس سے چمٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ بہت سے زائر حضرات بس دور سے ہی اشارہ کر کے اپنا پیاس کو بجھا لیتے ہیں مگر بعض کی محبت بھری پیاس ضریح مقدس سے لپٹ کر ہی ختم ہوتی ہے۔ ضریح مقدس کے گرداگرد مرد و خواتین کا بے حد رش رہتا ہے۔

ضعیف افراد بالخصوص جو پہلی بار آئے ہوئے ہوتے ہیں یہ رش دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں باوجود کوشش کرنے کے وہ ضریح مقدس کو بوسے نہیں دے سکتے' چھونا تک دشوار لگتا ہے۔

ایک زائر اسی طرح کے حالات دیکھ کر فرماتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کی شکایت کروں گا۔ یہ سن کر ایک عاشق امام رضا علیہ السلام نے عرض کیا کہ ایسے الفاظ سے رجوع کریں' توبہ کریں' ان کی شکایت کس سے کرو گے۔ یہ محمد و آل محمد علیہم السلام سب ایک ہیں۔ اللہ عزوجل ان کے ساتھ ہے۔ مجبوری کی حالت میں اگر ضریح کو ہاتھ نہ لگ سکا' تو اس سے مراد یہ نہیں کہ زیارت قبول نہ ہوئی۔ حجر اسود کو بھی بے شمار لوگ بوسہ نہیں دے سکتے' فقط اشارہ سے ہی اس کو مس کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین جو جنت البقیع میں ہیں ان کو بوسہ دینا اور چھونا ناممکن ہے۔ یہ دلائل سن کر وہ زائر توبہ کرنے لگا۔ بالآخر مولا رضا علیہ السلام کی زیارت سے فیض حاصل کر کے پاکستان واپس آ گیا۔ یہ ملتان کے ایک زائر تھے کچھ عرصہ بعد انہوں نے خط لکھا کہ مولا رضا علیہ السلام نے زیارت کرا دی ہے پھر انہوں نے اپنا خواب سنایا۔ مولا رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں بہت رش تھا۔ درود شریف کا ورد کرتا ہوا اس میں وارد ہوا۔ جیسے جیسے قدم اٹھاؤں مولا رضا علیہ السلام کے زائر درود پڑھتے ہوئے جگہ چھوڑ دیتے اس انداز میں ضریح

مقدس کے پاس پہنچ گیا میں حیران تھا کہ آج کیا ہو رہا ہے۔ مجھے کیوں راستہ دیا جارہا ہے۔ آخر بندہ بھی یا امام رضاؑ یا امام رضا کہتا ہوں ضریح مقدس کے پاس پہنچا تو اچانک ضریح مقدس کا دروازہ کھل گیا۔ کسی نے جیسے بندے کو آگے بڑھنے کو کہا ہے۔ بندہ بے خوف وخطر خوشی خوشی ضریح مقدس میں داخل ہو گیا تو ایک بہت ہی لاجواب گلستان تھا۔ اس میں ایسا محل تھا جو نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو۔ میرے قدم خود بخود اس محل میں اٹھ گئے۔ ایک عالیشان ہال میں داخل ہو گیا۔ اس میں ایک بے نظیر پلنگ نظر آیا۔ اس پر خوبصورت چادر اوڑھے امام رضا علیہ السلام محو آرام تھے" یہ میرے دل نے کہا" دل بلیوں خوشی سے اچھل رہا تھا۔ میرے محبوب میرے سامنے تھے۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا پلنگ کے پاس پہنچا۔ ادب کہہ رہا تھا کہ بیدار نہ کرنا' عشق کہہ رہا تھا کہ ان کے اردگرد گھومتے رہو۔ پس عشق کی بات مانتے ہوئے مولا رضا علیہ السلام کے پلنگ کا طوائف کرنے لگا۔ اسی دوران مولا رضا علیہ السلام کے پاؤں مقدس چادر سے نکلے ہوئے نظر آئے۔ مکمل نورانی تھے' پاؤں کی جانب رک گیا' گھٹنوں کے انداز میں بیٹھا' عشق نے بوسے لینے کو کہا۔ ادب نے کہا کہ آہستہ سے نرمی سے بوسے دینا' ہاتھ لگائے بغیر مولا رضا علیہ السلام کے پاؤں کو چوم لیا۔ اسی گھڑی مولا رضا علیہ السلام کے پاؤں مقدس میں حرکت ہوئی۔ آپ مسکراتے ہوئے بیٹھ گئے' بندے نے اسی وقت گھبراہٹ سے مگر عاشقانہ انداز سے مولا رضاؑ سے عرض کیا" آپ سے بہت محبت کرتا ہوں" مولا کا جواب سن کر بے اختیار آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ جب یہ سنا" میں بھی تو تم سے محبت کرتا ہوں" میری آنکھ کھل گئی۔ اس گھڑی میری آنکھوں پر میرے آنسو حکمرانی کر رہے تھے۔ لب پر بار بار یہ تھا کہ مولا رضا آپ بہت اچھے ہیں۔ مولا آپ کا بہت شکریہ کہ زیارت بھی کرادی اور آپ کے طلائی الفاظ سے عقیدت و محبت میں اور اضافہ ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

......وہ دنیا کے بادشاہ ہیں ﴿266﴾

بندے کو ایک زائر امام رضا علیہ السلام نے خط لکھا کہ میں نے بہت ہی عالیشان مولا رضا علیہ السلام کے حرم مقدس کو دیکھا ہے اور آپ علیہ السلام سے الفاظ بھی سنے ہیں۔ یہ زائر ملتان کا رہنے والا ہے۔ خواب یوں بندے کو بیان کیا ہے۔

میں امام رضا علیہ السلام کے حرم مقدس میں حاضر تھا۔ ابھی صحن آزادی ہی میں تھا۔ صحن امام خمینی جانے والے بڑے دروازے میں کھڑا ہوا تھا کہ اچانک گنبد مقدس امام رضا علیہ السلام کو دیکھتے ہوئے کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتے آسمان سے گنبد مقدس پر نازل ہو رہے ہیں۔ ایک گروہ اچھی تعداد میں نازل ہوتا ہے اور وہاں سے صحن آزادی میں اتر آتا ہے۔ پھر حرم مقدس' ضریح مقدس کی زیارت کی خاطر شکراللہ کہہ کر در مقدس کو چومتا ہوا' سینے کے بل اندر داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرا گروہ' تیسرا گروہ' سب کا قد ایک ہی جیسا ہے' ایک ہی جیسا لباس پہنا ہوا ہے۔ سب کے سب یا امام رضا' یا امام رضا کے معطر جملات سے ماحول کو خوشگوار تر بنا رہے ہیں۔ میں بھی ایک گروہ میں داخل ہو گیا۔ انہی کی مانند جھک کر چوکھٹ کو بوسہ دیا' سجدہ شکر ادا کیا۔ کسی بھی فرشتے نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ میں بھی فرشتوں کی مانند شکر کے جملات ادا کرنے لگا۔ فرشتوں کی مانند ذکر کر کے از حد خوشی حاصل ہو رہی تھی۔ میں بھی سینے کے بل فرشتوں کی مانند ضریح مقدس والے حصے کی طرف بڑھنے لگا۔ بار بار ذکر کرتے ہوئے فرش کو بوسے دیتے ہوئے ہم یا رضاؑ' یا رضاؑ کہتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جب ہم نے ضریح مقدس والی چوکھٹ کو چومنا شروع کر دیا تو اسی

ہنگام ایک آواز سنائی دی ''جو اس طرح ہم محمد و آل محمد علیہم السلام کے آگے عجز و انکساری کا 'تذلل کا اظہار کرتے ہوئے درحقیقت وہ دنیا کے بادشاہ ہیں۔ وہ دنیا کے بادشاہ ہیں۔ اسی ھنگام خواب ٹوٹ جاتا ہے اور آنسوؤں سے آنکھیں چھلک رہی تھیں۔ بار بار اس حالت میں لرزتے جسم کے ساتھ یا امام رضاؑ' یا امام رضاؑ کے تقویت بھرے الفاظ زبان پر جاری تھے۔

تمت بالخیر

الحمدللہ رب العالمین

سید مجاہد حسین نقوی



انتشارات إمام رضا (ع)

مشهد مقدس بازار الغدیر - تلفن ۲۲۱۳۷۴۷ - ۰۵۱۱

شابک 964 - 9964 - 07 - X